وَسِيلَةُ الْقَبُول

إِلَى اللهِ وَالرَّسُول ﷺ

حضرت مولانا عماد الدین محمدؒ

مترجم

محمد نذیر رانجھا

وَسِیلَۃُ الْقَبُوْل

اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْل ﷺ

(مکتوبات حضرت محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ)

حضرت مولانا عماد الدین محمدؒ

ترجمہ، مقدمہ، تخریج آیات و احادیث

محمد نذیر رانجھا

الفتح پبلی کیشنز

راولپنڈی

اشاعت اوّل ۲۰۱۲ء

۲۹۷.۴۰۹۲

ع م ا عماد الدین محمد
وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول/ عماد الدین محمد؛ مترجم: محمد نذیر رانجھا۔
راولپنڈی: الفتح پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء
۴۸۰ ص
اشاریہ
۱. اسلام ۲. تصوف۔ملفوظات

297.4092
IMA Imaad ud Din Muhammad
Waseela-tul-Qabool Ilallah war-Rusool/ compiled by Imaad ud Din Muhammad; translated by Muhammad Nazir Ranjha.- Rawalpindi: Al-Fath Publications, 2012
480 pp.
ISBN 978-969-9400-27-8
Includes Index

بہ تعاون:
خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی

الفتح پبلی کیشنز
- + 92 322 517 741 3
- alfathpublications@gmail.com

distributor
VPrint Book Productions
- + 92 51 581 479 6
- + 92 300 519 254 3
- vprint.vp@gmail.com
- www.vprint.com.pk

392-A، گلی نمبر 5-A، لین نمبر 5، گلریز ہاؤسنگ سکیم-2، راولپنڈی

انتساب

بہ نامِ نامی قطبِ عالم زبدۃ العارفین وقدوۃ الکاملین شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مخدوم زمان سیّدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الْمَجِیْد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی:

تا جان دارم در غمت آویزم   تا اشک بود برسرِ کویت ریزم
چون صبح قیامت بدمد با عشقت   از خاکِ درت نعرہ زنان برخیزم
مرشد مہربان چنیں باید   تا درِ فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین   سخرہ کند بر دھہ طعنہ زند بر چلہ

اور

بہ نامِ نامی آفتابِ آسمانِ ولایت، ملجاو ماویٰ نیازمندان، فیض مآب و عالی مراتب سیّدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب بسط اللّٰہ ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی:

اے دادہ رخِ تو ماہ را زیبائی   خاکِ قدم تو دیدہ را بینائی
درخدمتِ تو جان ودل ودیدہ وتن   می در بازم اگر قبول بنمائی
اگرچہ طاقت یک گردش نگاہم نیست   خدا کند ہمہ نازش بجان من باشد
یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشی   شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر رانجھا

فہرست

حصہ دوم

تقریظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

نَحْمَدُاللّٰہِ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ:

سیّدنا ومولانا حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند اور مجدد الدین والملۃ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کے پوتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ابھی تک اپنی والدہ ماجدہ دامت فیوضھا کے بطن میں تھے کہ خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے پیش گوئی اور بشارت دی اور حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ سے یوں فرمایا کہ تمہارا جولڑکا ماں کے پیٹ میں ہے یہ عجائبِ روزگار اور صاحبِ معارف واسرار ہوگا اور بہت سے لوگ اس کے فیض بخش آثار سے ولایت وکرامت کی سعادت حاصل کریں گے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کی یہ بشارت کیسے سامنے آئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی رفعت وبلندی عطا فرمائی کہ بادشاہِ وقت ان کی سواری کے ساتھ چلنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔ چنانچہ آپ زیرِ نظر کتاب کے مقدمہ میں محافظ الدین والملۃ اورنگزیب عالم گیر بادشاہ رحمہ اللہ کے ایسے واقعات پڑھیں گے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ اور دیگر شخصیات مقدسہ مطہرہ قدس سرہم کی طرف مکتوبات ارسال فرمائے۔ اللہ والوں کا ہر قول وفعل جنابِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مبارک سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا اور اِخلاص وللٰہیت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ روحانی طبیب وحکیم، قدرداں، دانشور ایسے قول وفعل کی قدر ومنزلت، خیر وخوبی اور برکات کو جان

جاتے ہیں اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ رہتی دنیا تک اَن گنت و بے شمار روحانی مریض ان سے شفا پائیں گے اور بہت سے اولیاء اپنی ولایت پر سونے کا سہاگہ چڑھائیں گے تو یہ حکماء و دانشور اِن اقوال و افعال کو جمع کرنے کی سعی مشکور کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت نقشبند ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کو (بحکم و اِرشاد حضرت خواجہ محمد زبیر صاحب قدس سرہٗ) حضرت مولانا عماد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا اور ''وسیلۃ القبول الی اللہ والرسولؐ'' کے تاریخی نام سے موسوم فرمایا۔ پھر اِس کا فارسی متن حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحبؒ کی مساعی جمیلہ سے شائع ہوا۔ یہ کُل ۱۹۸ مکاتیب شریفہ ہیں۔ اب ضرورت اِس بات کی تھی کہ ان مکاتیب کے فیوض و برکات کو عام کرنے کے لیے ان کا اُردو زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تاکہ ہر خاص و عام ان سے مستفید ہو سکے۔ ظاہر ہے اس بھاری ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے شاہسوارِ میدان کا ہونا ضروری تھا، جو محترم محمد نذیر رانجھا صاحب کی صورت میں سامنے آیا۔ انہوں نے اس عظیم کام کی ذمہ داری اپنے سَر لی، جبکہ اس سے قبل بھی اکابرینِ نقشبند کے مکاتیب کے اُردو تراجم کا سہرا اُنہی کے سر دادِ زینت حاصل کر چکا ہے۔

ماشاء اللہ! قلم میں روانی، الفاظ میں فصاحت، نقوش میں ملاحت اور قاری و ناظر کے لیے باعثِ حلاوت ہے۔ فقیر بالخصوص اپنے متوسلین و مریدین کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس کتاب کو اور اِسی طرح کی دیگر کتبِ اکابرین کو اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں اور اِن کے فیوض و برکات کو حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے، آمین۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم حضرت محمد نذیر رانجھا صاحب کی محنت کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے، ان کے نفع کو عام و تام فرمائے اور جن جن حضرات نے اس میں جس طرح کا بھی تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمِین، بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ.

والسّلام

فقیر ابوالسعد خلیل احمد عفی عنہ

۲۸ رشعبان ۱۴۳۲ھ

خانقاہ سراجیہ کندیاں

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَجَعَلَھَا رُجُوۡمًا لِّلشَّیَاطِیۡنَ، وَزَیَّنَ الۡاَرۡضَ بِالرُّسُلِ وَالۡاَوۡلِیَآءِ وَالۡعُلَمَآءِ وَجَعَلَھُمۡ حُجَجًا وَّبَرَاھِیۡنَ، یَرۡفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوۡکَ مِنَ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسۡلَافِنَا وَاَوۡلَادِنَا وَاَصۡحَابِنَا وَجَمِیۡعِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ. اَمَّا بَعۡدُ:

قدرِ گل و مل بادہ پرستاں دانند — نہ خود منشاں و تنگدستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن — کین نقش غریب نقشبنداں دانند

خوشا روزِ اوّل کہ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ/ جولائی ۱۹۶۹ء میں حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کے محب ومخلص اور اپنے مہربان ومشفق اور محسن صادق جناب صوفی شان احمد بھلوانہ (م ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء)، برادرِ گرامی جناب صوفی احمد یار بھلوانہ (م ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء) اللہ کریم دونوں بھائیوں کو غریقِ رحمت فرمائے (ساکن چاوہ، نزد پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا)، کی تشویق وراہنمائی سے یہ ننگ جہاں کشاں کشاں خانقاہ سراجیہ شریف جا پہنچا اور اس خانقاہ عالیہ کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز سلطانِ طریقت وشہنشاہِ حقیقت، آفتابِ عالم تاب ومہتاب ضیاء بار خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ، مخدوم زماں سیّدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرۡقَدَہُ الۡمَجِیۡد کی زیارت ودست بوسی کا اسے شرف نصیب ہوا۔

خوشا روزِ دوّم کہ بعد از نمازِ فجر اور حلقہ ومراقبہ اس پُر تقصیر کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی

سلک تابدار کے اس گوہر نامدار و درِّ شاہوار اور زنجیرہ روحانی کے عروۃ الوثقیٰ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت ازلی ارزانی ہوئی اور تلقین وارشاد کے سبقِ اوّل، مثلِ آخر کا حظ وافر اور شافی وکافی عطا ہوا:

شالا مڑ آون اوہ گھڑیاں   جدوں سنگ سجناں دے رلیاں
در گور برم از سرِ گیسوئے تو تارے   تا سایہ کند بر سر من روزِ قیامت

خوشا روز سوم کہ مؤرخہ ۸رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ/ ۱۵ردسمبر ۲۰۱۰ء صبح ساڑھے آٹھ بجے محترم حاجی محمد یعقوب صاحب زادلطفہٗ (اسلام آباد) کے مکان پر آفتابِ آسمانِ ولایت، ملجا و ماویٰ نیاز منداں، فیض مآب و عالی مراتب سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی جانشین مرشد عالم، قطب الاقطاب، خواجہ خواجگان، سیّدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا خواجہ خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الْمَجِیْد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کے دستِ مبارک پر تجدیدِ بیعت کی سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی:

من آن خاکم کہ ابرِ نو بہاری   کند از لطف بر من قطرہ باری
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من   پیادہ می روم و ہمرہان سوار انند

اَمَّا بَعْدُ، احقر کے والد بزرگوار جناب سلطان احمد رانجھا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۳ھ/ ۲۰۱۰ء) اپنی بیماری کے آخری ایام میں تقریباً آٹھ ماہ تک ایبٹ آباد میں برادرِ گرامی جناب محمد بشیر رانجھا کے ہاں قیام فرما رہے۔ کیونکہ راولپنڈی میں احقر کے علاوہ ابا جی کے دو اور بیٹے محمد منیر ضیا رانجھا اور محمد ممتاز امیر رانجھا بھی قیام پذیر ہیں، لہٰذا اس عرصے میں زیادہ تر ابا جی شفقت پدری کے ہاتھوں مغلوب ہو کر راولپنڈی تشریف لے آیا کرتے تھے اور چند روز رہ کر پھر ایبٹ آباد پہنچانے کا حکم فرماتے تھے۔ اس دوران ہم بھی ابا جی کی زیارت وقدم بوسی کے لیے ایبٹ آباد حاضر ہوتے رہے۔ اس غرض سے احقر آخری بار ۱۰رشعبان ۱۴۳۱ھ/ ۲۳رجولائی ۲۰۱۰ء کو ایبٹ آباد گیا۔ دوسرے روز ابا جی سے اجازت لے کر حویلی سے نکلنے لگا تو اُنہوں نے آواز دی: ''نذیر! اِدھر آ، مجھے ایک بار پھر مِل۔'' احقر سنتے ہی ابا

جی کی جانب لپکا اور اُن کے گلے اور سینے سے چمٹ گیا۔ انہوں نے احقر کی پیشانی، گردن اور رُخسار پر چومتے ہوئے اور سر، کندھے اور پیٹھ پر اپنا دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا:
''اچھا بیٹا! اب جاؤ، خدا کے حوالے!''

اس کے تقریباً ایک ماہ بعد ابا جی فوت ہو گئے اور اِس طرح کی ملاقات کرنے اور اُن کی شفقت و محبت سمیٹنے کا پھر موقع نصیب نہ ہو سکا۔ ان کے مبارک ہونٹوں کی حدت و نمی اور اُن کے دستِ مبارک کی لمس و داب آج بھی احقر کو اپنے مذکورہ مقامات پر محسوس ہوتی ہے اور اُن کے مذکورہ بالا الفاظ آج تک اس گندے د نکتے کے کانوں میں سنائی دیتے ہیں۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً.

اس طرح مؤرخہ ۱۱رشعبان ۱۴۳۱ھ/ ۲۴رجولائی ۲۰۱۰ء کو حویلیاں سے ذرا پیچھے احقر نے منیر بھائی سے، جو گاڑی چلا رہے تھے، کہا کہ فاروقیہ سیمنٹ فیکٹری والے راستے سے جانا ہے۔ ساتھ ہی محترم جناب راجہ نور محمد نظامی کو فون کیا کہ احقر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ پھر ہم جناب نظامی کے ہاں بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک) پہنچے۔

بھوئی گاڑ ایک قدیم و تاریخی قصبہ ہے جسے حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کے جانثاروں اور ساتھوں کی زیارت و میزبانی کا شرف حاصل ہے۔ نیز یہ بیشمار علماء و صلحاء اور اولیاء و عرفاء کا مولد و مسکن ہے اور اس طرح اس کی گزرگاہوں اور راستوں پر سیکڑوں علماء و صلحاء اور اولیاء اللہ کے نقشِ پا کندہ ہیں، جس کے سبب اس کے قدرتی مناظر، تعمیر خدوخال اور فضائیں آج بھی معنویت و روحانیت کے آثار اور خوشبو سے لبریز و معطر ہیں۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (م۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے اکابر خلفاء میں سے حضرت شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی قدس سرہٗ (م۱۰۵۰ھ/ ۱۶۴۰ء) بھوئی گاڑ میں زیرِ تعلیم رہے اور اُن کی مرقد مبارک اسی قصبے کے قریب موضع عثمان کھٹڑ میں موجود ہے۔ حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ (م۱۰۵۴ھ/ ۱۶۴۴ء) کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا اللہ دتہ قدس سرہٗ کا مولد و مسکن اور مدفن بھوئی گاڑ ہے۔ بھوئی گاڑ کے مشہور علمی خاندان کا روحانی تعلق خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی سے

ہے، جس کی وجہ سے خانقاہ سراجیہ شریف کے مشائخِ عظام میں سے نائب قیوم زماں صدیق دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہٗ (م ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء) اور قطب الاقطاب، مرشد عالم، محبوب العارفین خواجہ خواجگان سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الْمَجِیْد (م ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء) اپنے مریدین اور عقیدتمندوں کی روحانی تسکین کی خاطر، نیز خوشی و غمی کے مواقع پر اکثر و بیشتر بھوئی گاڑ میں تشریف فرما ہوتے رہے ہیں۔ خواجہ خواجگان سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الْمَجِیْد کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کا تعلق بھی بھوئی گاڑ ہی سے ہے۔

جناب نظامی، صاحبِ قلم، کتابوں کے دلدادہ، اہلِ علم کے دوست و قدردان اور بڑے محبت والے انسان ہیں۔ ان کے شخصی کتب خانہ میں موجود جدید و قدیم مطبوعات اور مخطوطات کی تعداد دس ہزار ہے، جن میں قرآن مجید و تفسیر، حدیث و فقہ اور دوسرے موضوعات شامل ہیں۔ سب سے زیادہ کتابیں تاریخ و تذکرہ کی ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں کی سوانح و تذکرہ اور تعلیمات و مکتوبات پر تقریباً ایک ہزار کتابیں موجود ہیں۔ کتب خانہ کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ ایک وسیع کمرے کے چاروں اطراف میں بڑے سلیقے سے لکڑی کی الماریوں میں کتابیں محفوظ ہیں جن میں گرد و غبار کا نام نہیں۔ فرش پر قالین بچھا ہے اور اس کے درمیان میں قلم دان، کاغذ اور گدے موجود ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی قدیم و اہم کتابیں دیکھنے لگا تو مطلوبہ کتاب ''وسیلۃ القبول'' مل گئی۔ احقر نے اس کی عکسی نقل بنوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو اُنہوں نے کمال شفقت و محبت سے مذکورہ کتاب مستعار لے جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اس طرح راولپنڈی واپس پہنچ کر دوسرے روز اِس کی فوٹو کاپی بنوالی۔

''وسیلۃ القبول'' حجۃ اللہ حضرت محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ (م ۱۱۱۴ھ/ ۱۷۰۲ء) کے مکتوبات شریف کا مجموعہ ہے جو عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۲ھ/

۱۷۴۰ء) کے ارشاد پر حضرت مولانا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جمع کر کے ''وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول'' کے تاریخی نام سے موسوم فرمایا۔

بعدازاں حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) کی مساعی جمیلہ سے ''وسیلۃ القبول'' کا فارسی متن پہلی بار ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سے اور دوسری مرتبہ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں نیشنل کونسل فار فزیکل تھراپی اینڈ الائیڈ سائنسز، کراچی سے طبع ہوا۔ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ ضخامت ان کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا۔ فارسی طباعت کے حصۂ اوّل میں مکتوب ۲۴، ۷۵ اور ۱۰۶ کے نمبر سہواً لگنے سے رہ گئے تھے، جو زیرِ نظر اُردو ترجمہ میں لگا دیے گئے ہیں اور یہ کل ۱۹۸ مکاتیب شریفہ ہیں۔ ان میں سے ۱۳۰ حصۂ اوّل میں اور ۶۸ حصۂ دوّم میں شامل ہیں۔ زیرِ نظر ترجمہ مذکورہ فارسی متن کی دوسری طباعت سے کیا گیا ہے۔

حجۃ اللہ حضرت محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ نے یہ مکاتیب شریفہ درج ذیل حضرات اور شخصیات کو تحریر فرمائے:

۱۔ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۱-۶، ۱۰۵)

۲۔ مخدوم زادہ ابو الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب ۷، ۵۴؛ حصۂ دوّم: مکتوب نمبر ۱)

۳۔ مخدوم زادہ شیخ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۸، ۲۸؛ حصہ دوم، ۳۳)

۴۔ حاجی میر عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۱۱، ۱۲۵، ۱۲۶؛ حصۂ دوّم، مکتوب نمبر ۱۰-۱۳، ۱۵، ۵۷-۶۶)

۵۔ مولانا عبد الصمد کابلی رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب ۱۴)

۶۔ مخدوم زادہ شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۱۵، ۲۲، ۳۵، ۴۶؛ حصۂ دوّم، مکتوب نمبر ۱۴، ۴۲)

۷۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۱۶، ۱۹، ۲۰، ۲۹، ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۵۵، ۵۸، ۷۱، ۹۲، ۹۴، ۱۰۶؛ حصۂ دوّم، مکتوب نمبر ۲۳، ۳۹، ۴۸، ۵۶)

۸۔ شائستہ خان (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۱۷، ۱۸)

۹۔ مخدوم زادہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۲۱، ۳۶، ۱۲۷-۱۲۹؛ حصۂ دوّم، مکتوب نمبر ۶۷)

۱۰۔ مخدوم زادہ میاں فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب ۲۳)

۱۱۔ قاضی شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب ۲۴)

۱۲۔ مکرم خان (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۲۶)

۱۳۔ عاقل خان (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۲۷)

۱۴۔ سیف خان (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۳۱)

۱۵۔ بی بی جیوؒ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۴۰، ۵۹؛ حصۂ دوّم، مکتوب نمبر ۴، ۸، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۳۶، ۵۲)

۱۶۔ سیّد عبدالحکیم (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۴۵)

۱۷۔ صوفی قلندر بیگ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۵۰-۵۲)

۱۸۔ میرزا محمد مقیم (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۵۳)

۱۹۔ حاجی حرمین شریفین حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۵۶، ۱۱۶، ۱۳۰؛ حصۂ دوّم، مکتوب نمبر ۳۵، ۳۸، ۵۳)

۲۰۔ شہزادہ (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۶۰)

۲۱۔ خانم جیو (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۶۷)

۲۲۔ بختاور خان (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۶۹)

۲۳۔ شہزادی (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۷۲)

۲۴۔ محمد اشرف (دیکھئے: حصۂ اوّل، مکتوب نمبر ۷۴)

۲۵۔ میاں شیخ محمدؒ (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۷۵)

۲۶۔ شیخ محمد ساتی (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۷۶)

۲۷۔ شیخ عطاء اللہ (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۷۷)

۲۸۔ سیّد عبدالغنی (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۷۹)

۲۹۔ میرزا محمد عارف (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۸۰)

۳۰۔ محمد حسین، نور محمد، غلام محمد (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۸۴)

۳۱۔ میر محمد زمان (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۹۳)

۳۲۔ مصطفیٰ خان (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۹۷، ۹۹)

۳۳۔ میرزا محمد جان (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۱۰۰)

۳۴۔ زین العابدین بخشی (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۱۰۲)

۳۵۔ حاجی محمد سلیمؒ (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۱۱۵)

۳۶۔ شیخ حسام الدین (دیکھئے: حصہ دوّم، مکتوب نمبر ۱۹)

۳۷۔ شیخ ضیاء الدین (دیکھئے: حصہ دوّم، مکتوب نمبر ۴۴، ۴۶)

۳۸۔ دین محمد (دیکھئے: حصہ دوّم، مکتوب نمبر ۴۷)

۳۹۔ شیخ محمد مراد (دیکھئے: حصہ دوّم، مکتوب نمبر ۶۸)

اٹھتّر (۷۸) مکتوبات شریف ایسے ہیں جن میں مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے۔ (دیکھئے: حصہ اوّل، مکتوب نمبر ۲۴، ۳۴، ۳۹، ۴۱، ۴۳، ۴۴، ۴۷-۴۹، ۵۷، ۶۱-۶۶، ۶۸، ۷۰، ۷۳، ۷۸، ۸۱-۸۳، ۸۵، ۸۷-۹۱، ۹۵، ۹۶، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۷-۱۱۴، ۱۱۷-۱۲۴؛ حصہ دوّم، مکتوب نمبر ۲، ۳، ۵، ۹، ۱۷، ۱۸، ۲۰-۲۲، ۲۴-۲۵، ۲۷، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۳، ۴۵، ۴۹-۵۱، ۵۵)

اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ لکھے بغیر چین نہیں آتا، دن ہو یا رات جب کچھ نہ لکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ سارا دن یا رات ضائع ہوگئی۔ ملازمت سے آخری سال کی چھٹی لینے اور اَب سبکدوشی کے بعد الحمدللہ صبح نمازِ فجر کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اشتغال و

معمولات سے فراغت کے ساتھ ہی لکھنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ناشتہ اسی دوران ہوتا ہے۔ سوائے قضائے حاجت کے ظہر کی اذان تک کام مسلسل جاری و ساری رہتا ہے۔ ظہر سے پہلے یا بعد دوپہر کا کھانا اور پھر عصر تک اِستراحت۔ ظہر و عصر اور بعد ازاں مغرب وعشاء کی نمازوں کے اوقات میں مسجد کی حاضری اور باقی اوقات ملنے والوں اور گھریلو ضروریات کے لیے تقسیم ہیں۔ عشاء کے بعد اکثر دس بجے تک اور دیوانگی کی صورت میں بارہ ایک بجے تک تصنیف و تالیف کا اِستغراق جاری رہتا ہے:

شکر خدائے کن کہ موفق شدی بخیر
ز انعام و فضل اُو نہ معطّل گزاشت

مؤرخہ ۲۵ر شعبان ۱۴۳۱ھ/ ۷ر اگست ۲۰۱۰ء کی رات استغراق کی یہی کیفیت طاری تھی کہ قاصدِ غیبی نے دلِ ناتواں سے سرگوشی کی کہ ”وسیلۃ القبول“ کا ترجمہ شروع کرنا چاہیے۔“ پس احقر اُٹھا اور الماری میں رکھی ہوئی یہ کتاب نکالی۔ پھر اللہ کا نام لے کر کام کا آغاز کر دیا۔ گھڑی پر رات کے ٹھیک دس بج رہے تھے۔ اسی وجدانی کیفیت میں پہلے تین مکاتیب شریفہ کا ترجمہ کرنے کے بعد بستر پر لیٹ گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ. پھر ہر روز دوسرے علمی کاموں کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی جاری رکھا۔ کریم رب کا فضل و کرم ہر آن اور ہمہ حال شاملِ وقت رہا۔ قطب الاقطاب محبوب العارفین خواجہ خواجگان سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الْمَجِیْد کی دعاؤں اور نوازشوں کا فیض برابر اِس گندے اور نکمّے کو نصیب رہا، نیز جانشین خواجہ خواجگان اور آفتاب آسمان ولایت، ملجا و ماویٰ، نیاز منداں، فیض مآب و عالی مراتب سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کی خدمتِ عالیہ میں دعا کے لیے یہ ناکارۂ روزگار ہمیشہ ملتمس رہا، لہٰذا حضرت اقدس کی دعاؤں سے کریم رب نے بہرۂ کامل نصیب فرمایا:

یک لحظہ عنایتِ تو اے بندہ نواز
بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز

جس کی بدولت مؤرخہ ۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ/۲۴ فروری ۲۰۱۱ء کو ساڑھے تین بجے بعداز دوپہر، یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ. وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ. وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

بصدق و ارادت میان بستہ دار

ز طامات و دعویٰ زبان بستہ دار

آخر میں اپنے کریم رب کی درگاہ معلّٰی میں التجا ہے کہ میرے کریم! ہمیشہ اس ناکارہ روزگار اور پُرتقصیر کو اپنے فضل و کرم سے نواز۔ اس گندے اور نکمّے میں کوئی کمال اور خوبی ہرگز نہیں۔ کریم! یہ سلسلہ تو تیرے کرم کے صدقے چل رہا ہے۔ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے مرتے دم تک خدمت لوح و قلم کی توفیق ارزانی فرمائے رکھ اور اس ناچیز کو اپنے پیرومرشد قطب الارشاد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرۡقَدَہُ الۡمَجِیۡد کی نسبت پاک کا فیض اور آفتابِ آسمانِ ولایت، ملجا و ماویٰ نیازمندان، فیض مآب و عالی مراتب سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی شفقتوں اور عنایتوں کے چھتر کا گھنا سایہ ہمیشہ نصیب فرمائے رکھ۔ اپنی اور اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت اور فرمانبرداری میں مستغرق فرما اور اپنے سبھی پیاروں کی محبت و عقیدت سے مالا مال فرما۔ جینا آسان فرما، مرنا بھی آسان بنانا اور آخرت بھی آسان ہی نصیب فرمانا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡم. وَلَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ. یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ بَنُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡم.

خاکِ پائے اولیاءِ عظام

محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ

مکان نمبر ۱۳۱، گلی نمبر ۲۱، غازی آباد،

کمال آباد، راولپنڈی کینٹ

بروز منگل ۷ رجمادی الاوّل ۱۴۳۲ھ/۱۲ اپریل ۲۰۱۱ء

مقدمہ

صاحبِ مکتوبات
حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس اللہ سرہٗ
کے احوال و آثار

ولادت باسعادت

آپ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ بروز جمعۃ المبارک مؤرخہ ۷ر رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/۱۳ر جون ۱۶۲۵ء کو سرہند شریف (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ نے آپ کا نام ''محمد نقشبند'' رکھا اور لقب ''شرف الدین'' مقرر فرمایا، نیز آپ کی ولادت کی خوشی میں شکرانہ کے طور پر بہت سا کھانا پکا کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روح پُرفتوح کے نام پر تقسیم فرمایا۔ آپ نے ''حجۃ اللہ'' کے لقب سے شہرت پائی۔

آپ کی ولادت سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) نے عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ سے فرمایا کہ تمہارا جولڑکا ماں کے پیٹ میں ہے یہ عجائب روزگار اور صاحبِ معارف و اسرار ہوگا اور بہت سے لوگ اس کے فیض بخش آثار سے ولایت و کرامت کی سعادت حاصل کریں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے بشارت دی تھی۔ (۱)

تعلیم و تربیت

آپ نے اوّل تھوڑی سی مدت میں قرآن مجید حفظ کیا۔ بعدازاں دوسرے تمام متداولہ دینی علوم حاصل کیے۔ بیشتر کتابیں اپنے چچا مکرم حضرت خواجہ محمد سعید قدس اللہ سرہٗ

(م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۶۰ء) سے پڑھیں۔ آپ ایسی دقت اور تحقیق سے پڑھتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سعید قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے: ''یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے، بلکہ پڑھانے آتے ہیں۔'' آپ نے آخری دور کی کتابیں جامع العلوم حضرت ملا بدرالدین سلطانپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء) سے سلطانپور جا کر پڑھیں۔ (۲)

تحصیل علوم باطنی

آپ فقہ وحدیث اور تمام متداولہ دینی علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اپنے والد بزرگوار عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) سے علوم باطنی اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھی کسب واخذ کرتے رہے۔ خداداد ذہانت اور استعداد کی بلندی کی بدولت قلیل عرصے میں ایسے حالات ومقامات کے حامل بن گئے جو عقل وفکر سے باہر تھے۔ (۳)

درس وتدریس

آپ مدرسہ مجددیہ سرہند شریف میں حدیث شریف کے درس وتدریس میں مشغول رہے۔

مقامات وکمالات کی رفعت

''وسیلۃ القبول'' (حصہ اوّل) کے دوسرے مکتوب شریف کے جواب میں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) نے آپ کو اس طرح تحریر فرمایا:

> ''(یہ فقیر) کیا لکھے کہ آپ کا رقعہ شریفہ، جو عجیب وغریب الہامات اور نادر القابات اور اعلیٰ خطابات اور روشن تعظیمات وتکریمات کہ جن کے ساتھ آپ ممتاز اور سربلند ہوئے، ان پر مشتمل تھا، (یہ فقیر) کیا لکھے کہ وہ اس سے کس قدر خوشحال اور لطف اندوز ہوا ہے اور اور آپ نے دوستی ومحبت کے اسرار جن کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے، آپ کے ان کے ساتھ متحقق ہونے کے بارے میں جو کچھ مختصر طور پر لکھا تھا اور اِس مبارک مہینے کے انوار و

برکات اور آسمان و جنت کے دروازوں کے کھلنے کو معائنہ کرنا واضح ہوا۔
(یہ) ایسے امور ہیں جن کے دیکھنے سے عقل وفکر کی آنکھ خیرہ و عاجز ہے۔
انوارِ الٰہی اور بے انتہا تائیدات کے بغیر اُن کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا اور (یہ)
اس حقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں رکھتے، اس کے باوجود تصدیق پر
تصدیق ہے۔ جو حال آپ نے دیکھا ہے اور اس کی تعبیر طلب کی ہے، وہ
تعبیر کا محتاج نہیں ہے۔ (یہ) باطنی مناسبت کے کمال کی خبر دیتا ہے، جو اس
مقام تک پہنچ گیا ہے کہ اتحاد پیدا کر لیا ہے اور معاملات میں شرکت پیدا ہو
گئی ہے اور تاکید کی غرض سے محض خواب پر کفایت نہ کرتے ہوئے اس
مقصد پر الہام فرمایا ہے۔''

یہ واردات آپ کے سلوک کے ابتدائی دور کی ہیں۔ بعد ازاں آپ نے انتہائی بلند روحانی مقام حاصل کر لیا۔ آپ اپنی روحانی کیفیات کے بارے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر اِن اکابر کے معاملے کی حقیقت سے (فقیر) تھوڑا سا بیان کرے تو
قریب ہے کہ قرب والے دوری چاہیں اور واصلین جدائی کا راستہ اختیار
کریں، سننے والا بیہوش ہو جائے اور بولنے والا تاب نہ رکھے۔''

''وسیلۃ القبول'' (حصہ اوّل) کے پہلے مکتوب کے جواب میں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ نے آپ کو یوں تحریر فرمایا:

''آپ نے جن بلند کیفیات، روشن مواجید اور عنایات و انعامات کا اپنی
ذات میں شامل ہونا محسوس کیا ہے اور اسرار دوستی کے ساتھ سرفرازی حاصل
کرنے اور بلند القابات سے ملقب ہونے اور عجیب و غریب کرشمہ و ناز کے
مشاہدہ کرنے اور نزول بے کیف کا الہام کیے جانے، اس کے بعد اُس
نزول کا احساس ہونے اور ایسے امور جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی
کان نے سنا ہو، ان کے پیش آنے کے بارے میں لکھا ہے، وہ سب واضح

ہوا اور باطنی لذت کا موجب بنا۔ان اسرار کے بلند مرتبہ ہونے کا (فقیر) کیا بیان کرے کہ عقل کے ادراک اور خیال کی تصویر سے باہر ہیں۔"(۴)

کشوف وبشارات

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) آپ کے کشوف بشارات پر کامل اعتماد رکھتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ کو ایک معاملے میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے اکابر خلفاء میں سے حضرت شیخ عبدالکریم کابلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۴ھ/ ۳-۱۷۰۲ء) کو قطب کامل مقرر فرمایا ہے۔اس معاملے کے بعد انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند ثانی قدس اللہ سرہٗ سے فرمایا کہ ان عزیز کے بارے میں (مجھے) اس طرح معلوم ہوا ہے، لیکن میں نے ابھی تک ان سے اس کا اظہار نہیں کیا، (لہٰذا) تم آپ اس معاملے میں متوجہ ہو۔اگر تمہارے کشف سے مطابقت ہو گئی تو پھر ہم ان (شیخ عبدالکریمؒ) سے کہہ دیں گے۔حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس اللہ سرہٗ نے عرض کیا: "جب حضرت عالی پر ایک چیز ظاہر ہو چکی ہے اور وہ بالکل صدق اور کمالِ صفا ہے تو پھر اس ضعیف کی توجہ کی کیا ضرورت ہے؟" حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا: "تم ہمارے حکم کو بجالاؤ۔" پس آپ نے حسب حکم توجہ کی اور جو کچھ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ کو معلوم ہوا، وہی آپ پر بھی ظاہر ہوا۔لہٰذا آپ نے حضرت اقدسؒ کی خدمت میں عرض کیا اور پھر حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ نے یہ بشارت حضرت شیخ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کو تحریری طور پر مرحمت فرمادی۔(۵)

قطبیت وقیومیت

جب بھی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) اور دوسرے مخدوم زادگان قدس اللہ اسرارہم اپنے خلفاء ومریدوں کو مقامات کی بشارت دیتے تھے تو وہ آپ کے کشف پر عمل فرماتے تھے۔آپ کے خود دیکھے ہوئے اور بہت زیادہ مشاہدہ کیے ہوئے واقعات کی بدولت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ اور طریقت کے دوسرے دوستوں کے نزدیک آپ کی قطبیت اور قیومیت کا معاملہ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا تھا۔آپ

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کے خاندان کی ممتاز اور برگزیدہ شخصیت تھے۔ اپنی زندگی کے ایام میں خلقت کی دعوت وارشاد سے معروف ہوئے اور بیشمار طالبین آپ کے فیوض سے نفع حاصل کر کے بلند مقامات تک پہنچے۔ بادشاہِ وقت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) بھی آپ سے مستفیض ہوا اور اس نے شاہی خاندان کی باطنی تربیت کے لیے اورنگ آباد دکن (ہندوستان) میں ایک حویلی تعمیر کرائی تھی، جس میں شاہی خاندان اور اُمراء کے ساتھ ان کی خواتین بھی آپ سے باطنی تربیت حاصل کرتی تھیں۔ (۶)

خلافت

ایک بار آپ نے بعض حقائق و معارف اپنے والد بزرگوار عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے سامنے بیان کیے تو اُنہوں نے ارشاد فرمایا:

> ''یہ اسرار مقطعات قرآنی ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر ظاہر فرمائے تھے، آپ کو بھی (ان سے) آگاہی بخشی ہے۔''

نیز عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ نے آپ سے فرمایا:

> ''جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے خلعتِ قیومیت سے سرفراز فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ وہ خلعت آپ کو بھی عطا ہوئی، (لہٰذا) مبارک ہو۔'' (۷)

شادی

آپ کا پہلا نکاح آپ کی پھوپھی زاد سے ہوا اور آپ کی اکثر اولاد اُنہی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی۔ ۲۷/ ربیع الاوّل ۱۰۸۰ھ/ ۱۵/ اگست ۱۶۶۹ء کو آپ کا دوسرا نکاح خراسان کی معروف شخصیت حضرت سیّد میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر حضرت عائشہ بیگم رحمۃ اللہ علیہا سے ہوا۔ یہ واقعہ یوں رونما ہوا کہ حضرت سیّد میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں آپ کو دیکھا اور پھر زیارت کے شوق سے مغلوب ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں آپ پشاور میں رونق افروز تھے۔ حضرت سیّد میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

نے آتے ہی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنی صاحبزادی محترمہ آپ کے عقد میں دے دیں۔ (۸)

قبولیت

۱۰۸۰ھ/ ۱۶۶۹ء میں عرب وغیرہ سے علماء ومشائخ کی کثیر تعداد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان سعادتمندوں میں حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المشائخ حضرت شیخ فخر الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ اور ملک العلماء حضرت مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ (۹)

سفر کابل

۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء میں کابل کے لوگوں کی ایک درخواست آپ کی خدمت میں پہنچی کہ آپ کابل تشریف فرما ہو کر ہمیں فیوض و برکات سے نوازیں۔ آپ بھی کابل کے لوگوں پر بڑے مہربان تھے، لہٰذا کابل کا سفر اختیار فرمایا۔ کابل کے لوگوں کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو اُنہوں نے کابل سے کئی منازل آگے نکل کر آپ کا پُرتپاک استقبال کیا۔ جب آپ کابل تشریف فرما ہوئے تو ہر روز ہزاروں ترک، مغل اور پٹھان آپ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت سے مشرف ہونے لگے۔ بدخشاں، خراساں، توران اور ترکستان کے لوگ ٹڈی دل کی صورت میں پروانہ وار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے حلقے میں ہزاروں مریدین شریک ہوتے تھے۔ آپ کے کابل میں قیام کے دوران رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو نمازِ تراویح میں اتنے زیادہ لوگ شامل ہوتے کہ کابل کی وسیع وعریض مسجد میں نمازی نہیں سما سکتے تھے، لہٰذا آپ شہر سے باہر ایک باغ میں نمازِ تراویح ادا فرمانے لگے۔ آپ کچھ عرصے تک کابل میں تبلیغ کرنے کے بعد سرہند شریف واپس تشریف فرما ہو گئے۔ (۱۰)

پہلا حج بیت اللہ شریف

آپ نے پہلا حج اپنے والد بزرگوار عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۸ء میں کیا تھا۔

دامنِ کوہ کی سیر

۱۰۸۷ھ/ ۱۶۷۶ء میں آپ نے عزیز و اقارب اور دوستوں کے ہمراہ دامنِ کوہ کی سیر کی۔ وہاں صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم حجاز مقدس کے سفر کی تاکید فرما رہے ہیں۔ (۱۱)

دوسرا حج بیت اللہ شریف

دامنِ کوہ کی سیر کے بعد آپ سرہند شریف واپس تشریف فرما ہوئے تو سفرِ حج کی تیاری شروع فرما دی۔ بالآخر ۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء میں تقریباً سات ہزار آدمیوں کے ہمراہ حرمین شریفین کی زیارت اور حج بیت اللہ شریف کے عزم سے روانہ ہوئے۔ بادشاہِ وقت اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کو علم ہوا تو اُس نے شاہجہان آباد کے قریب آپ کا استقبال کیا اور آپ کو قلعہ معلّٰی میں ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ ایک سال کے قریب بادشاہ نے آپ کو شاہجہان آباد میں اپنا مہمان رکھا۔ اس دوران بادشاہ نے آپ سے تجدید بیعت کی اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

بعدازاں آپ سفرِ حج پر روانہ ہوئے۔ اتفاق سے راستے میں کئی تکالیف سے دوچار ہوئے اور بہت زیادہ وقت صَرف ہوا۔ بالآخر ۱۰۹۰ھ/ ۱۶۸۰ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ (۱۲)

اہلِ عرب کی عقیدت و اَرادت

جب آپ حجاز مقدس میں وارد ہوئے تو اہلِ عرب آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر گروہ در گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ان لوگوں میں خاص و عام سبھی شامل تھے۔ خاص سے شیخ المشائخ حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ فخر الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ اور ملک العلماء مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ کا استقبال کیا۔ حضرت شیخ مراد شامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ/ ۱۷۲۰ء) نے دوسرے خلفاء کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضری دی اور فیوض و برکات حاصل کیے۔ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران مسجد الحرام میں پانچوں نمازوں کے اوقات میں طالبین اور عقیدتمند آپ کے منتظر رہتے اور

نماز آپ کی امامت میں ادا کرتے۔ نماز کے بعد بیعت کا سلسلہ جاری رہتا۔ منیٰ و عرفات کی حاضری اور مناسک حج کی ادائیگی کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور پچیس روز مدینہ منورہ میں مقیم رہ کر مسجد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حاضری اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ میں حاضری دی۔ چند روز طوافِ کعبہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے۔ (۱۳)

عنایاتِ الٰہی اور احساناتِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم

اس حج کے فیوض و برکات کے بارے میں آپ فرماتے تھے کہ عرفات میں مجھ پر اِس قدر عنایاتِ الٰہی ہوئی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ مدینہ منورہ میں حاضری کے دوران بھی ایسے ہی فیوض و برکات نصیب ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ابوالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۶ھ/ ۱۶۹۵ء) اپنی تصنیف "مناقب نقشبندیہ" میں تحریر فرماتے ہیں: "میں اس وقت حضرت کے ساتھ تھا۔ آپ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر دیر تک روتے رہے۔ بعد ازاں حجرہ شریفہ کے نزدیک بیٹھ کر مراقبہ فرمایا اور دیر تک رسالت کے بحرِ احسان و انعام میں مستغرق رہے اور زبان سے یہ کلمات ادا فرماتے رہے: اَفْدَیْتُ نَفْسِیْ وَ زُوْجِیْ وَ اَوْلَادِیْ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ. آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی کمال لطف و کرم سے آپ کو عنایاتِ خاصہ اور تشریفاتِ مخصوصہ سے ممتاز فرمایا اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔" (۱۴)

واپسی

آپ بندرگاہ سورت (ہندوستان) پر تشریف فرما ہوئے اور بعد ازاں سرہند شریف کو عازم ہوئے۔ آپ جس شہر یا گاؤں سے گزرتے، لوگ آپ کا پُرتپاک استقبال کرتے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) ان ایام میں حسن ابدال میں تھا۔ آپ کی واپسی کی خبر ملی تو وہ آپ کے استقبال کے لیے شاہجہان آباد آ گیا۔ (۱۵)

والدہ ماجدہ کی وفات

انہی ایام میں آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا فوت ہو گئیں۔ انہیں عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے گنبد کے مشرقی محراب میں آسودۂ خاک کیا گیا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) نے سرہند شریف میں حاضر ہو کر آپ کے بھائیوں سے تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی۔ بعدازاں شاہجہان آباد واپس ہو گیا۔ دوسری طرف آپ بھی اپنی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سُن کر سرہند کی جانب تشریف فرما ہوئے۔ راستے میں تھانیسر (ہندوستان) کے قریب اورنگ زیب عالمگیرؒ سے ملاقات ہو گئی۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اوّل آپ سے والدہ ماجدہ کی تعزیت کی اور بعدازاں آپ سے التماس کی کہ آپ شاہجہان آباد چلیں۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے اصرار پر بالآخر آپ شاہجہان آباد تشریف فرما ہوئے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ نے قلعہ معلّٰی میں آپ کے قیام کا انتظام کیا اور صبح وشام آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کیے۔ کچھ مدت کے بعد آپ اورنگ زیب عالمگیرؒ سے اجازت لے کر سرہند شریف تشریف فرما ہوگئے۔ [۱۶]

اورنگ زیب عالمگیرؒ کی فتح کے لیے دعائیں

۱۰۹۲ھ/ ۱۶۸۱ء میں اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کے بیٹے شہزادہ محمد اکبر (م ۱۱۱۵ھ/ ۱۷۰۳ء) نے باپ کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے اعلانِ جنگ کر دیا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے آپ کی خدمت میں فتح ونصرت کی دعا کے لیے التماس کی۔ آپ نے بادشاہ کی درخواست کے جواب میں لکھ بھیجا: ''ہم دعا اور توجہ میں مشغول ہیں، خاطر جمع رکھو، اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر فتح عنایت فرمائے گا۔ جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے۔ کشفی نظر میں تمہاری فتح روزِ روشن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔''

بالآخر جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو شہزادہ محمد اکبر ڈر کر ایران بھاگ گیا اور وہیں فوت ہوا۔

آپ کی دعا کی برکت سے اورنگ زیب عالمگیرؒ کو دکن میں بڑی فتوحات نصیب

ہوئیں۔اورنگ زیب عالمگیرؒ نے گولکنڈہ کا محاصرہ کر رکھا تھا یا اسے ابھی ابھی فتح کیا تھا تو اُس نے اپنے چہیتے بیٹے کام بخش کو آپ کے سپرد کر دیا اور اسے آپ کی خدمت کرنے اور آپ سے فیوض حاصل کرنے کا حکم دیا۔انھی ایام کے ایک مکتوب شریف میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''دیگر یہ کہ فقیر حرمین شریفین کی زیارت کے ارادے سے وطن سے روانہ ہوا تھا۔سفر کے دوران دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کا فرمان خاص دستخط سے، جو کمال اشتیاق و اختصاص پر مشتمل تھا، موصول ہوا۔ بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کے باعث فقیر اُن کی خدمت میں پہنچا۔بادشاہ نے بے انتہا عنایتیں فرمائیں اور اس موسم میں رخصت نہ ہونے دیا اور شہزادہ کام بخش کو اپنے حضور میں بلا کر اس فقیر کے سپرد کر دیا اور (شہزادہ سے) کہا کہ میں نے بھی اس طریقہ عالیہ کے بزرگوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے، تم بھی حضرت سے فیض حاصل کرو اور ان کی خدمت میں مشغول رہو۔حسب حکم فقیر نے شہزادے کو (ذکر وغیرہ) میں مشغول کیا۔ (وہ) بہت خوش ہوئے۔دوسرے روز دین کے محافظ بادشاہ کے حکم سے غریب خانہ پر بھی پہنچے۔چند بار خود بھی آمد و رفت کی۔جس حال میں بہتری ہو، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے اور ہمیں اور ہمارے دوستوں کو کامل طور پر اپنی طرف لگا لے۔''

۱۰۹۸ھ/ ۱۶۸۷ء میں اورنگ زیب عالمگیرؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے ابوالحسن تاناشاہ پر حملہ آور ہونے کے لیے عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: ''آج رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں، جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظاہر ہو گا وہ بتا دیا جائے گا۔''

دوسرے روز جب اورنگ زیب عالمگیرؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو فتح حاصل ہو گی اور مخالفین رسوا اور ذلیل ہوں

گے۔“

بالآخر ۲۴؍ذی قعدہ ۱۰۹۸ھ/ ۲۱؍ستمبر ۱۶۸۷ء کو قلعہ گولکنڈی فتح ہو گیا اور ابوالحسن تانا شاہ ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر اورنگ زیب عالمگیرؒ کی خدمت میں پیش ہوا۔ (۱۷)

اورنگ زیب عالمگیرؒ کی آپ سے عقیدت

اورنگ زیب عالمگیرؒ (م۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کو آپ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ عقیدت و محبت کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ بادشاہ کے لیے آپ کو جدا کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ جب آپ بادشاہ کہنے پر دَکن کے راستے عازمِ حج ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیرؒ نے عرصہ دراز تک تعلیم سلوک کے لیے آپ کو یہاں روکے رکھا۔ آپ نے بادشاہ کو اپنے ایک مکتوب میں ”امام اکبر بادشاہ دین پرور اور وارث سیّد البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام“ جیسے بامعنی لقب سے مخاطب فرمایا۔ ایک دوسرے مکتوب میں بادشاہ کو ”مقتدائے جرگہ اسلام و کافہ مسلمین“ لکھا۔ نیز بادشاہ کی تائید دین اسلام، اتباع سیّد مرسلین (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور ترویج طریقہ نقشبندیہ پر اطمینان کا اظہار کیا۔ آپ نے جانے کے لیے اجازت طلب کی تو بادشاہ نے آپ کو مزید رُکنے کے لیے کہا۔ اسی طرح روضۃ القیومیہ میں ۱۱۰۷ھ/ ۹۶-۱۶۹۵ء کے واقعات کے ضمن میں درج ہے:

> ”حضرت حجۃ اللہ (خواجہ محمد نقشبندؒ) کے ایک مرید خاص صوفی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد اپنے احباب کے ساتھ مراقبہ کے حلقے میں بیٹھے تھے کہ عالمگیر بادشاہ حاضرِ خدمت ہوا اور ایک گوشے میں مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ اس وقت کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ کون آیا ہے؟ جب حضرتؒ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو بادشاہ حاضرِ خدمت ہو کر آداب بجا لایا۔ حضرتؒ نے بھی اس پر بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ بادشاہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس زمانے میں بھی اس کا ایسا بندہ موجود ہے کہ مجھ جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران، توران اور روم وغیرہ کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں، جب اس کی مجلس میں حاضر

ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر تک بھی اس شیخ کی تعظیم کو مدّنظر رکھتے ہوئے
میری تواضع نہیں کرتے، بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے؟
بعدازاں حضرتؒ سوار ہوئے اور بادشاہ احتراماً پاپیادہ حضرتؒ کے ساتھ چلنے
لگا۔اس وقت صرف حضرت ہی سوار تھے اور سب پیدل چل رہے تھے۔''

صوفی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے دل میں خیال آیا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر وثانی دنیا بھر میں موجود نہیں، اس وقت حضرت کی سواری کے ساتھ چل رہا ہے، حضرت کے دل میں بھی یہ خیال ضرور آیا ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی آنجناب کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔ اسی اثناء میں بادشاہ نے عرض کیا کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے کہ میں آدابِ سلوک اور تواضع کس لیے کرتا ہوں؟ حضرت نے دریافت فرمایا کہ کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا: ''میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش! قیامت کے روز معاملہ اس کے برعکس ہوگا، آپ بادشاہوں کے ساتھ ہوں گے اور میں گناہگاروں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا۔ اس وقت میرا بھی خیال رکھئے۔'' حضرت نے فرمایا: ''خاطر جمع رکھو، اللہ تعالیٰ تمہیں گناہگاروں میں نہیں رہنے دے گا اور تم کو ضرور بخش دے گا۔''

آپ عرصہ دراز تک اورنگ زیب عالمگیرؒ کے ہمراہ دکن میں رہے۔ کئی جگہ اسے فتح کی بشارت دی۔ بیجاپور کی فتح اور سقوط گولکنڈہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیرؒ کے کہنے پر آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۸ھ/ ۷-۱۷۰۶ء) کا نکاح ثانی ابوالحسن تاناشاہ کی دختر سے ہوا۔

آپ نے دیگر حضرات مجددیہ کی طرح اورنگ زیب عالمگیرؒ کی مہمات دکن کو مذہبی بنیادوں پر جہاد کا درجہ دیا تھا اور اس میں خود اپنی شمولیت کو سعادت قرار دے کر اُس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان امور سے فراغت کے بعد آپ نے پیرانہ سالی کے باوجود تیسری بار حج کی تیاری شروع کی تو اورنگ زیب عالمگیرؒ آپ کی جدائی قبول کرنے پر تیار نہ ہوا، جس پر

آپ نے کئی احباب کو خط تحریر فرمائے۔ بڑی مشکل سے اجازت ملی تو بحری راستے پر یورپی تاجروں کی لوٹ مار کی وجہ سے آپ نے خشکی کے راستے حج پر روانہ ہونے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ کابل، بلخ، بخارا، عراق، بغداد اور شام ہوتے ہوئے حجاز مقدس پہنچنے کو پسند فرمایا۔ (۱۸)

تیسرے حج کی تیاری

عمر کے آخری سالوں میں آپ کو حج بیت اللہ شریف کا بہت ہی زیادہ شوق دامن گیر ہو گیا۔ آپ کئی سالوں سے حج کا ارادہ کر رہے تھے، لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی، لہٰذا آپ نے ۱۱۰۶ھ/ ۱۶۹۵ء میں حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کے گنبد مبارک میں سفر حج کے لیے استخارہ کیا۔ الہام ہوا کہ یہ سفر اس فرزند عزیز کے لیے ہے جس کے بارے میں بشارتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں۔ یعنی حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۴۰ء) ابھی سنِ بلوغ کو نہ پہنچے تھے، اس وجہ سے توقف ہو رہا تھا، اب اطمینان سے سفر کرو۔ آپؒ یہ خوشخبری سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے۔ بہت سے مشائخ، جن میں حضرت شیخ عبدالاحد وحدت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۷ھ/ ۱۷۱۵ء)، حضرت شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۹ء) اور حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۹ء) شامل تھے، اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ دہلی پہنچے تو آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ابوالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۶ھ/ ۱۶۹۵ء) بیمار ہو گئے اور تین ماہ بیمار رہنے کے بعد وصال فرما گئے۔ آپ کو بے انتہا رنج اور غم ہوا، لیکن صبر و شکر کرتے ہوئے ان کی میت کو سرہند شریف بھجوا دیا اور ساتھ ہی سرہند شریف میں شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۱ھ/ ۱۷۰۹ء) کو تحریر فرمایا کہ حضرت ابوالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ کے گنبد میں جو میری قبر کے لیے جگہ مقرر ہے، وہاں دفن کر دو۔

بعد ازاں اپنے صاحبزادے کی تعزیت کے دن گزار کر آپ شاہجہان آباد سے دکن کی جانب تشریف فرما ہوئے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ملی تو اُس نے شہزادہ محمد معظمؒ (م ۱۱۲۳ھ/ ۱۷۱۱ء) کو آپ کے لیے استقبال

کے لیے روانہ کیا۔ آپ بھی شہزادہ پر انتہائی درجہ مہربان تھے۔ اس کے ساتھ لشکر شاہی میں تشریف فرما ہوئے۔ [19]

شہزادہ معظم کی عقیدت واَرادت

شہزادہ محمد معظمؒ (م ۱۱۲۳ھ/ ۱۷۱۱ء) آپ سے بہت زیادہ عقیدت و اَرادت رکھتا تھا۔ ۱۱۰۷ھ/ ۱۶۹۶ء میں والیِ کابل امیر خان فوت ہوا تو اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) نے آپ کے مشورے سے شہزادہ محمد معظمؒ کو بہادر شاہ کا خطاب دیتے ہوئے کابل روانہ کیا اور ہندوستان کا سارا علاقہ بھی اسے دے دیا۔ خطوط میں اسے والیِ ہند لکھا جانے لگا۔ شہزادہ محمد معظمؒ آپ کے پاس سے رخصت ہونے لگا تو آپ نے اسے تمام ہندوستان اور دَکن کی سلطنت کی بشارت عطا فرمائی۔ منقول ہے کہ رخصتگی کے وقت شہزادہ محمد معظمؒ نے اپنی سب اولاد کو آپ کا مرید کرایا۔ [20]

تیسرے حج کے لیے روانگی

کچھ عرصہ شاہی لشکر میں قیام فرما رہنے کے بعد آپ ڈیڑھ ہزار مشائخ اور اپنے مریدوں کے ساتھ بروز ہفتہ ۵ر شوال ۱۱۰۷ھ/ ۲۸ر اپریل ۱۶۹۶ء کو حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ حرمین شریفین کے لیے حجازِ مقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہی لشکر کے مزید افراد بھی حج کی نیت سے آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) نے آپ سے درخواست کی کہ مقدس مقامات پر اور خاص کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ انور پر صلوٰۃ وسلام کے بعد میرے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔

موسم کی خرابی کی وجہ سے بحری جہاز دو ماہ میں یمن کی بندرگاہ مخہ پر پہنچا۔ امام یمن نے آپ کا انتہائی شاندار اِستقبال کیا۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے جو تاخیر ہوئی اُس کے دوران موسمِ حج گزر چکا تھا، لہٰذا امامِ یمن نے بڑے اصرار سے آپ کو یمن میں مزید مقیم رہنے کی التماس کی۔ اس طرح آپ یمن میں تقریباً تین ماہ قیام فرما رہے۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ کا عزم فرمایا۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرے کی سعادت حاصل کی۔ کچھ عرصہ بیت اللہ شریف

کی زیارات اور برکات سے مستفید ہوتے رہے اور پھر مدینہ منورہ کی حاضری دی۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بڑی شفقتوں اور عنایتوں سے حصہ نصیب ہوا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۴۰ء) اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ جو کیفیات حضرت پر وارد ہوتی تھیں، میں بھی ان کا مشاہدہ کرتا تھا۔ آپ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں اورنگ زیب عالمگیرؒ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور بارگاہِ الٰہی میں اس کے لیے دعا فرمائی۔

اس کے بعد مؤرخہ ۷رشعبان ۱۱۰۸ھ/ ۱۹رفروری ۱۶۹۷ء کو مکہ مکرمہ کی جانب عازم ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں چند ماہ قیام فرما رہے۔ آپ کے قیام کے دوران رمضان مبارک میں مسجد الحرام کے اندر اِتنا ہجوم ہوتا تھا کہ لوگ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ اس مبارک مہینہ میں ایسی عجیب وغریب برکات وانوار اور ظہور وتجلیات وارد ہوتی رہیں جو احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ انہی ایام میں آپ نے ایک حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کو ''ذات موہوبہ'' کی بشارت عطا فرمائی۔ بعدازاں حج کے دن آگئے تو آپ نے حج ادا فرمایا۔ اس کے بعد آپ کچھ مدت مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ بعدازاں ہندوستان واپسی ہوئی۔ (۲۱)

واپسی پر اِستقبال

آپ تیسرے حج سے واپسی پر رجب ۱۱۰۹ھ/ ۱۶۹۸ء میں بندگاہ سورت پر تشریف فرما ہوئے تو خاص وعام کی کثیر تعداد نے آپ کا شاندار اِستقبال کیا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) بھی استقبال کرنے والوں میں شامل تھا۔ آپ نے انتہائی مہربانی فرماتے ہوئے اسے بہت زیادہ دعاؤں سے نوازا۔ (۲۲)

شہزادہ معظم کی عقیدتمندی

''روضۃ القیومیہ'' کے مصنف کے والد بزرگوارؒ سے منقول ہے کہ جب آپ کے بندرگاہ سورت پر تشریف فرما ہونے کی خبر پہنچی، اس وقت میں اپنے والد ماجد کے ساتھ شہزادہ محمد معظمؒ (م ۱۱۲۳ھ/ ۱۷۱۱ء) کی خدمت میں تھا۔ اس نے اپنے قاصد کے ہاتھ مبارک بادی کا عریضہ حضرت کی خدمت میں بھیجا اور اس کے ہمراہ ایک لاکھ روپیہ اور تحائف بھی

بھجوائے۔ (۲۳)

لشکر شاہی میں قیام

ہندوستان تشریف فرما ہو کر آپ کچھ مدت لشکر شاہی میں قیام فرما رہے۔ بعدازاں سرہند شریف کا عزم فرمایا تو اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) نے کہا کہ اب میری عمر نوے برس ہوگئی ہے، معلوم نہیں کہ پھر قدم بوسی نصیب ہو یا نہ ہو؟ ابھی آپ یہیں قیام فرما رہیں۔ آپ نے بادشاہ کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔ (۲۴)

اورنگ زیب عالمگیرؒ کی فیضیابی

ان دنوں اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) اکثر رات کو تنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور فیوض و برکات حاصل کرتا تھا۔ صاحب ''روضۃ القیومیہ'' صوفی عبداللہؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک رات آپ کی خانقاہ کے اندر کچھ جوان، جن میں ناصر علی سرہندی (م ۱۱۰۸ھ/ ۱۶۹۷ء) شاعر بھی شامل تھے، شعر پڑھنے اور ہنسی مذاق کرنے میں مصروف تھے اور خوب بارش ہو رہی تھی۔ اس دوران آدھی رات کے وقت کسی نے دروازے پر دستک دی، لیکن شعر خوانی کی سرگرمی میں کسی نے آواز نہ سنی اور یوں کئی بار دروازے پر دستک ہونے کے بعد دروازہ کھولا گیا تو اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) دروازے پر موجود تھا۔ بادشاہ اندر داخل ہوا اور وہاں موجود لوگوں سے کہا کہ میرے آنے سے تمہاری مجلس میں خلل پڑ گیا! بعدازاں اورنگ زیب عالمگیرؒ نے حضرت کے متعلق پوچھا تو خدام نے عرض کیا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں۔ بادشاہ حضرت کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب حضرت خود بیدار ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیرؒ نے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے نمازِ تہجد کے بعد اورنگ زیب عالمگیرؒ کو باطنی توجہ دی ہے اور اِس کو ولایتِ کبریٰ کی خوشخبری سنائی اور بہت سی دعائیں دیں۔ بعدازاں اسے رخصت فرمایا۔ (۲۵)

قائم مقام و جانشین کی نامزدگی

لشکر شاہی میں قیام کے دوران ہی ۱۱۰۹ھ/ ۱۶۹۸ء میں آپ نے حضرت خواجہ محمد

زبیر رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۵۲ھ/ ۱۷۴۰ء) کو اپنا قائم مقام اور جانشین نامزد فرمایا۔ آپ کے وصال کے وقت حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۲۲ برس تھی۔ آپ نے انہیں خلافت کا خرقہ اور دستارِ ارشاد عنایت فرمائی۔ (۲۶)

سرہند شریف کو واپسی

۱۱۱۳ھ/ ۱۷۰۱ء میں آپ نے صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور خود سرہند شریف کے لیے رخصت ہو گئے۔ لشکر شاہی سے روانہ ہو کر آپ برہانپور، اکبرآباد سے ہوتے ہوئے شاہجہان آباد میں تشریف فرما ہوئے۔ (۲۷)

گوہر آراء کی عقیدت و اِرادت

جب آپ ۱۱۱۲ھ/ ۱۷۰۰ء میں شاہجہان آباد میں تشریف فرما ہوئے تو شاہجہان (م۱۰۷۶ھ/ ۱۶۶۶ء) کی بیٹی گوہر آراء نے آپ کے قیام کا انتظام کیا اور اس نے آپ سے سلوک کی تکمیل کا شرف حاصل کیا۔ (۲۸)

سرہند شریف میں ورود

آپ ۱۱۱۳ھ/ ۱۷۰۱ء میں سرہند شریف میں واپس تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے گنبد سے شمال کی جانب ایک شاندار خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ منقول ہے کہ آپ نے چار جمعۃ المبارک اس مسجد میں نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد بیماری کے غلبے کی وجہ سے نہ جا سکے۔ (۲۹)

بیماری اور رحلت

آپ کو آخری عمر میں پاؤں کے درد اور خفقان کا عارضہ لاحق ہوا۔ قد مبارک میں قدرے خم بھی آ گیا۔ کچھ روز بیماری نے شدت اختیار کی۔ صاحب ''روضۃ القیومیہ'' کے مطابق آپ نے شب جمعۃ المبارک ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ/ ۱۴ جون ۱۷۰۲ء کو نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد حصن حصین کی دعاؤں کو پڑھا۔ پھر چند بار سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا تو نمازِ تہجد ادا فرمائی۔ پھر کافی دیر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد لیٹ گئے اور اسی حال میں تین بار کلمہ شہادت پڑھا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ

اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. (۳۰)

صاحب ''مقامات معصومی'' نے آپ کی تاریخ وفات شب جمعہ ۹ر محرم ۱۱۱۵ھ/۱۴ر مئی ۱۷۰۳ء لکھی ہے۔

قطعۂ تاریخ وفات

حضرت مخدوم زادہ خواجہ عبدالاحد وحدت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۷ھ/ ۱۷۱۵ء) نے آپ کے وصال مبارک پر قطعۂ تاریخ کہا ہے:

نائب خواجۂ زمین و زمن — وارثِ تخت گاہ وعد و وعید
زین گذر چون نسیم پاک گذشت — زین چمن چون بہار دامن چید
جست وحدت سحر چو وصال — از فلک ''خواجہ نقشبند'' شنید
بارِ دیگر ندا ز عالمِ غیب — ''عاشق وے خدائی بود'' رسید
ثالثاً باز آر حصرۂ قدس — ''شیخ رہ'' را بگوش ہوش شنید (۳۱)

تدفین

آپ کو غسل وکفن دینے کے بعد نمازِ جنازہ پڑھائی گئی اور بعدازاں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے گنبد سے شمال کی طرف تین نیزہ کے فاصلے پر فتح باغ کے نزدیک آپ کو آسودۂ خاک کیا گیا۔ بعد میں اس پر ایک عالی شان خوبصورت گنبد بنوایا گیا، جس میں چار قبریں ہیں؛ ایک خود آپ کی، دوسری آپ کی اہلیہ محترمہؒ کی، تیسری آپ کے صاحبزادے حضرت محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۸ھ/ ۷-۱۷۰۶ء) کی اور چوتھی آپ کی صاحبزادیؒ کی۔ (۳۲)

فضائل وخصائل

حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ (م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۶۰ء) جب آپ کو دیکھتے تو اکثر یہ فرماتے تھے کہ خواجہ ما۔ یعنی: ہمارے خواجہ۔ آپ کا یہ فرمانا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ بلند مرتبہ پر فائز المرام ہوں گے۔

آپ کو بیشمار بشارتیں حاصل ہوئیں تو آپ پر دوزخ وعذاب کے خوف کا غلبہ ہو

گیا۔ جس کی وجہ سے آپ دن رات فکرمند رہنے لگے، خاص کر کے تہجد کے وقت بڑی گریہ زاری فرماتے تھے۔

حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ (م ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء) نے آپ کی عظمت کے پیشِ نظر اپنے صاحبزادوں کو آپ سے بیعت کرایا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شاہ جیو (حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ) نے انصاف سے کام لیتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کو اس درویش کے حوالے کیا۔

ایک روز عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) سرہند شریف کی مسجد کلاں کے حوض پر نماز کے لیے وضو فرمانے میں مشغول تھے اور حوض کی دوسری جانب آپ بھی وضو کر رہے تھے۔ کچھ لوگ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے سامنے دست بستہ کھڑے تھے۔ ان کی پشت آپ (حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ) کی طرف تھی۔ جب حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ لوگ گستاخی اور لاپرواہی سے اپنی پیٹھ مقرب الٰہی بندے (حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ) کی طرف کیے کھڑے ہیں۔ جب لوگوں نے سنا تو وہ فوراً وہاں سے ہٹ گئے۔

آپ خلوت اور ریاضت کا کامل میلان رکھتے تھے۔ کھانے کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتے تھے اور ان دنوں کھانے کے وقت دو تین لقمے دو تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کبھی تو شوربے میں انگلی ڈال کر صرف چکھ لیتے تھے۔ آپ سفر کے دوران بھی اکثر مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور اکثر روزے کی حالت میں ہوتے تھے۔ نمازِ عشاء کے بعد اس طرح کھانا تناول فرماتے کہ اپنی انگلیوں کے سرے شوربے میں ڈال کر چکھتے اور اکثر اِس پر اِکتفا کرتے تھے، لیکن جب ان سے بڑی عاجزی سے کہا جاتا کہ کچھ کھالیں تو فرماتے کہ میری نیت کھانے کی نہیں تھی اور کبھی یہ بھی فرماتے کہ میرے پاس فرشتوں کا اتنا ہجوم ہے کہ میں کھانا کھا ہی نہیں سکتا کہ ایسا نہ ہو کہ مجھ سے ایسی بدبو سرزد ہو جائے کہ وہ مجھ سے متنفر ہو جائیں۔

ایک روز بیماری کے غلبے کے دوران دعائیں کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا الٰہی! اس

مرض نے مجھے بہت ہی عاجز کر دیا۔تو فارسی زبان میں آپ کو اِلہام ہوا کہ تیری عاجزی قبول کر لی گئی ہے۔ بعدازاں آپ کو روز بروز شفا ہونے لگی۔

ایک بار اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) نے آپ سے سوال کیا کہ اس ہزارہ کے مجدد کے سلسلے میں بہت اختلاف ہے، اکثر لوگ مجھے مجدد کہتے ہیں، لیکن آپ کے جدِ اعلیٰ بھی اسی لقب سے ملقب ہیں، لہٰذا اِس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار (حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ) کو حضرت رب الارباب کی طرف سے یہ لقب بذریعہ الہام ملا تھا، اگر آپ کو بھی اس قسم کا الہام ہوا ہو تو خود کو مجدد کہنے میں کیا مضائقہ ہے؟ اس جواب سے بادشاہ کے چہرے سے کمال درجہ کی پشیمانی ظاہر ہوئی اور اُس نے سر جھکا لیا۔ (۳۴)

اولادِ امجاد

آپ کی اولاد میں چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں شامل ہیں، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت شیخ ابوالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ: آپ ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۲ء میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ بڑے فاضل اور صاحب حال بزرگ ہوئے۔ حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ ۱۰۹۱ھ/ ۱۶۸۰ء میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۶۰ء) کے صاحبزادے حضرت شیخ سعدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے نکاح ہوا، جن سے حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۴۰ء) جیسا صاحبِ کمال صاحبزادہ پیدا ہوا۔ آپ نے ۱۳ر شعبان ۱۱۰۶ھ/ ۱۹ر مارچ ۱۶۹۵ء کو ۴۳ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دو صاحبزادیاں تاج النساء اور فقیرہ خانم (م ۱۱۰۸ھ) تھیں۔ ''مناقب نقشبندیہ'' آپ کی تصنیف ہے۔

۲۔ حضرت شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ: آپ ۱۰۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوالحسن تانا شاہؒ کی بیٹی سے نکاح ثانی ہوا۔ اولاد میں ایک لڑکی ہوئی۔ آپ نے ۱۱۱۸ھ/ ۷-۱۷۰۶ء میں وفات پائی۔

۳۔ شیخ محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا خلقت سے تعلق برائے نام رہا۔ غربت و مفلسی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ ۱۱۲۵ھ/۱۷۱۳ء میں اورنگ آباد دکن میں رحلت فرمائی اور وہیں آخری آرام گاہ پائی۔ اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔
۴۔ حضرت شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ: بچپن میں رحلت فرمائی۔
۵۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ: بچپن میں رحلت فرمائی۔
۶۔ حضرت میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ: بچپن میں رحلت فرمائی۔
۷۔ حضرت اُمۃ الکریم رحمۃ اللہ علیہا
۸۔ حضرت اُمۃ القیوم رحمۃ اللہ علیہا: جو بجیونی بیگمؒ کے نام سے معروف تھیں۔ (۴۴)

تصانیف

۱۔ **وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم (فارسی):** حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کو حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) نے ''وسیلۃ القبول'' کے نام سے طبع کیا، جو دو حصوں پر مشتمل ہے اور اُن میں دوسرے حضرات کے علاوہ مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کے نام اُنیس مکتوب بھی شامل ہیں۔ اس کا اُردو ترجمہ پہلی بار اِس ناکارہ روزگار (محمد نذیر رانجھا) نے کیا ہے جو خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کے خصوصی تعاون سے الفتح پبلی کیشنز، راولپنڈی سے شائع ہو رہا ہے۔

۲۔ **رسالہ در فضیلت ذکر خفی (عربی):** صاحب ''مقامات معصومی'' کے بقول حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) کے وصال مبارک کے بعد حضرت سیّد محمد یوسف گردیزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۹۰ھ/ ۸۰-۱۶۷۹ء) فاتحہ اور زیارت روضہ مقدسہ سرہند شریف حاضر ہوئے تو انہوں نے مخدوم زادہ حضرت محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر خفی کی ذکر جہر پر فضیلت کے بارے میں سوال کیا۔ جس پر آپ نے ''رسالہ در فضیلت ذکر خفی'' تالیف فرمایا۔ یہ ایک متین رسالہ فصیح عربی میں تھا، جو آیات و احادیث اور اقوال اکابر سے مزین تھا۔ اس میں ایک فقرہ

تھا: ''اما بعد، فقد سَئَلَنِی من هو اشرف منی.'' اس میں آپ نے ذکرِ خفی کی فضیلت میں بہت کچھ لکھا۔ فرماتے ہیں: ''ان دونوں اذکار (خفی و جہر) میں ایک کو ترجیح ضرور دی گئی ہے۔ بہر حال ذکر جس طرح بھی کیا جائے وہ اولیٰ و افضل امر ہے۔'' یہ رسالہ اسی عبارت پر ختم ہوتا ہے۔ یہ تقریباً ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۶۹ء میں تالیف ہوا۔

۳۔ رسالہ در تحقیق معنی توبہ و مراتب آن (فارسی): یہ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کے لیے تحریر فرمایا۔

۴۔ رسالہ در شرح اسمائے حسنیٰ و بیان فضیلت و اجر قاری (فارسی): مذکورہ بالا دونوں رسائل اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کو بھیجنے کا وعدہ کیا اور اُن کے بعض اقتباسات اپنے مکتوب (بنام اورنگ زیب عالمگیرؒ) میں نقل فرمائے۔

۵۔ رسالہ در ضبط گناہان صغیرہ و کبیرہ و نصائح (فارسی): یہ اپنے مکتوب کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیرؒ (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کو اُرسال فرمایا۔ (دیکھئے: وسیلۃ القبول، مکتوب ۱۶، ص ۲۴)

۶۔ رسالہ دررد مخالفین حضرت مجددؒ (فارسی)

۷۔ تحفۂ سلوک (فارسی): اس کا قلمی مخطوطہ نیشنل میوزیم، کراچی میں محفوظ ہے۔ (۳۵)

حواشی

۱۔ روضۃ القیومیہ از محمد احسان معصومیؒ (کمال الدین)، لاہور: اللہ والے کی قومی دکان، ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء، رکن دوّم، ص ۱۳/ انوارِ معصومیہ از مولانا سیّد زوار حسین شاہؒ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، ص ۱۳۰/ تاریخ وتذکرہ سرہند شریف از محمد نذیر رانجھا، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء، ص ۶۴۴/ مقاماتِ معصومی از میر صفر احمد معصومیؒ، مقدمہ، تحقیق تعلیق وترجمہ (پروفیسر) محمد اقبال مجددی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، جلد ۳: ۲۹۱

۲۔ روضۃ القیومیہ، رکن دوّم، ص ۱۳/ انوارِ معصومیہ، ص ۱۳۰/ تاریخ وتذکرہ سرہند شریف، ص ۶۴۴/ مقاماتِ معصومی، جلد ۲، ص ۳۷۷

۳۔ انوارِ معصومیہ، ص ۱۳۰/ روضۃ القیومیہ، رکن دوّم، ص ۱۳/ تاریخ وتذکرہ سرہند شریف، ص ۶۴۴/ مقاماتِ معصومی، جلد ۲: ۳۷۷

۴۔ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم (مکتوبات حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ)، جامع: عمادالدین محمدؒ، مرتّب: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ، کراچی: نیشنل کونسل فار فزیکل تھراپی اینڈ الائیڈ سائنسز، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، حصہ اوّل، ص ۴-۵، ۱۱-۱۳/ مکتوباتِ معصومیہ از خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ، ترجمہ مولانا سیّد زوار حسین شاہؒ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۷۹ء، دفترِ سوّم، مکتوب ۲۴۵-۲۴۶، ص ۳۲۷-۳۲۸

۵۔ وسیلۃ القبول، دیکھیے: حصہ دوّم، ص ۱۴۷-۱۴۸ (پیش لفظ از جناب عبداللہ جان فاروقی نقشبندی)

۶۔ ایضاً/ مقاماتِ معصومی، جلد ۲، ص ۳۸۳

۷۔ تاریخ وتذکرہ سرہند شریف، ص ۶۴۴-۶۴۵

۸۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۰/ تاریخ و تذکرہ سرہند شریف، ص ۶۴۵

۹۔ تاریخ و تذکرہ سرہند شریف، ص ۶۴۵/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۰/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۹

۱۰۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۱/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۱

۱۱۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۱/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۱

۱۲۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۳/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۱

۱۳۔ تاریخ و تذکرہ سرہند شریف، ص ۶۴۵/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۱-۱۳۲/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۵۵

۱۴۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۱/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۶۹

۱۵۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۶۶/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۲

۱۶۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۲/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۶۹

۱۷۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۷۹، ۸۳، ۹۷/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۳، ۱۲۵/ وسیلۃ القبول (حصہ اوّل) مکتوب ۵۶/ مآثر عالمگیری، ص ۱۸۸، ۱۹۰/ رود کوثر از شیخ محمد اکرام، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، ص ۴۸۶

۱۸۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۷/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۱۳، ۱۱۴/ مقامات معصومی، جلد ۱: ۱۵۷-۱۶۰

۱۹۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۱۱-۱۱۳/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۶

۲۰۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۷-۱۳۸/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۱۴

۲۱۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۸-۱۳۹

۲۲۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۹/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۲۲

۲۳۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۲۲/ انوار معصومیہ، ص ۱۳۹

۲۴۔ انوار معصومیہ، ص ۱۳۹/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۲۲

۲۵۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۲۳/ انوار معصومیہ، ص۱۳۹

۲۶۔ انوار معصومیہ، ص۱۳۹/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۲۵/ مقامات معصومی، جلد۲: ۴۰۱

۲۷۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۲۷/ انوار معصومیہ، ص۱۳۹

۲۸۔ انوار معصومیہ، ص۱۳۹/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۲۷

۲۹۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۲۹/ انوار معصومیہ، ص۱۳۹

۳۰۔ مقامات معصومی، جلد۲: ۴۹۵/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۴۴/ انوار معصومیہ، ص ۱۴۰

۳۱۔ وسیلۃ القبول (حصۂ دوّم)، ص ۱۴۸ (پیش لفظ از جناب عبداللہ جان فاروقی نقشبندی)

۳۲۔ انوار معصومیہ، ص۱۴۰/ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص۱۴۴/ مقامات معصومی، جلد۲: ۳۹۶

۳۳۔ مقامات معصومی، جلد۲: ۳۷۲، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۵، ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۴

۳۴۔ روضۃ القیومیہ، رکن سوّم، ص ۱۴۹، ۱۵۰/ انوار معصومیہ، ص ۱۴۰/ تاریخ و تذکرہ سرہند شریف، ص۶۴۶-۶۴۷

۳۵۔ مقامات معصومی از میر صفر احمد معصومیؒ، جلد۱: ۱۵۷، جلد۲: ۳۷۸، جلد۴: ۱۸۳-۱۸۴/ فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان از (استاد) احمد منزوی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، جلد۳: ۱۳۳۶/ وسیلۃ القبول (حصہ اوّل)، مکتوب ۸، ص ۱۷، مکتوب ۱۹، ص ۲۷-۲۸، مکتوب ۳۸، ص ۵۱؛ حصہ دوّم، مکتوب ۲۵، ص۱۹۹/ تاریخ و تذکرہ سرہند شریف، ص۶۴۷-۶۴۸

حصہ اوّل

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ وَ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ الۡمُصۡطَفٰی سَیِّدِالرُّسُلِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ حَبِیۡبُ الرَّحۡمٰنِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ کَوَاکِبُ الۡھَدَایَۃِ وَسَفَائِنَ النَّجَاتِ وَالۡاَمَانِ وَ عَلَی الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانِ وَ عَلَی الَّذِیۡنَ جَآءَ مِنۡ بَعۡدِھِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡلَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ جَدَّدُوا الدِّیۡنَ وَصَارُوۡا حُجَّۃَ اللّٰہِ عَلٰی اَھۡلِ الۡبِدۡعَۃِ وَالطُّغۡیَانِ الۡمَعۡصُوۡمِیۡنَ بِفَضۡلِ اللّٰہِ عَنۡ فَسَادِ ظَھَرَ فِیۡ ھٰذَا الزَّمَانِ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ عَلَیۡہِ التُّکۡلَانِ وَھُوَالۡمُسۡتَعَانِ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اُس کو بولنا سکھایا، اور رسولوں اور نبیوں کے سردار اور رحمٰن کے حبیب (حضرت) محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام ہو اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) اور صحابہ کرامؓ پر، جو ہدایت کے ستارے ہیں اور نجات وامان کی کشتیاں ہیں، اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اور وہ لوگ جو اُن کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے (ان) بھائیوں کے، جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، گناہ معاف فرما۔ (یہ لوگ) دین کو زندہ کرتے رہے اور بدعتی اور سرکش لوگوں کے لئے اللہ کی حجت بن گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ اس زمانے میں زمین پر فساد کرنے سے پاک ہیں۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اِسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثناء اور (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام بنی

نوعِ انسان کی جانب سے نعت کے بعد جو چیز تقدیم کرنی چاہیے، وہ پروردگارِ عالم کا شکر ہے جس نے انسان کے ظاہر و باطن کو قوتوں، اعضاء، حواس اور روحی، نفسی، قالبی اور قلبی لطائف کے ذریعے اپنے انعاموں اور نعمتوں کا حقدار بنایا اور مٹھی بھر خاک کو اِس خطاب کے شرف سے نوازا: وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً. (سورۃ لقمان، آیت: ۲۰)

یعنی: اور (اس نے) تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔

اور اس نے اپنے انبیاء علیہم السّلام کے ذریعے ایک دور کے بعد دوسرے دور میں ہدایت کا راستہ بیان کیا اور سیدھے راستے کو ظاہر فرمایا اور سب سے آخر میں سیّد الرسل، افضل الانبیاء، امت کے لیے رحمت اور شفیع، مقامِ محمود کے صدر آرا، حوض (کوثر) کو آبرو بخشنے والے، اَوَّلُهُمْ نُوْرًا وَ آخِرُهُمْ ظُهُوْرًا (یعنی: ان کا اوّل نور ہے اور آخر ظہور ہے) کے موردِ عرب کے (حضرت) محمد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو بھیجا اور اس رحمت کو، جو درحقیقت تمام رحمتوں کا سرمایہ ہے، تمام جہانوں پر احسان فرمایا اور آپ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) کے مضبوط دین کو قیامت تک باقی رکھا اور آپ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) کو سربلند فرمانے کے لیے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (یعنی: آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ سورۃ المائدہ، آیت: ۳) کا جھنڈا گاڑا:

اے سیّد ولد آدم اے فخر بشر   مدح تو ز ہرچہ گفتہ آید برتر
اتباع ترا حبیب خود کرد خدا   بر قدر تو فہم را چہ یارائے نظر

یعنی: اے (حضرت) آدم (علیہ السّلام) کی اولاد کے سردار! اے انسان کے لیے (موجب) فخر! آپ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) کی مدح میں جو چیز بھی کہی جائے اس سے برتر ہے۔

۞ آپ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) کی اتباع کو اللّٰہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنایا ہے، آپ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) کے مرتبے کو جاننے کے لیے نظر میں طاقت کہاں ہے؟

(اللّٰہ تعالیٰ نے) آپ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) کی بیعت کو اپنی بیعت کا درجہ دیا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ. (سورۃ الفتح، آیت: ۱۰)

یعنی: بلاشبہ جو لوگ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

اور (اللہ تعالیٰ نے) آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کرنے والوں کو اپنا محبوب بنایا ہے: فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہَ۔ (سورۃ آل عمران، آیت:۳۱)

یعنی: پس تم میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

اور (اللہ تعالیٰ نے) آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی امت کو خَیْرَ اُمَّۃٍ (یعنی: سب سے بہتر اُمت۔ سورۃ آل عمران، آیت:۱۱۰) فرمایا۔ اور وعدہ ''اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا'' (یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ سورۃ الزمر، آیت:۵۳) کی بشارت عطا فرمائی۔

جی ہاں! جب مہمان عزیز ہے تو مفت خور بھی عزیز ہوں گے۔ اس امت کے بہترین لوگ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور محترم اہلِ بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے) ان (کی ذات) کو منصور اور تائیدہ شدہ بنایا: وَکَانُوْآ اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (سورۃ الفتح، آیت:۲۶)

یعنی: اور وہ اسی کے مستحق اور اہل تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے۔

ان کے بعد (اللہ تعالیٰ نے) یہ خدمت تابعین اور تبع تابعین کے ذمے لگائی اور اقطاب، اوتاد اور ابدال کو اِس مہم کے لیے پیدا فرمایا اور ہر صدی میں ایک مجدد مقرر فرمایا، یہاں تک کہ دوسرے ہزارویں سال میں محققین کے امام، عارفین کے قطب، حمد کرنے والوں کی مدح سے بے نیاز، تعریف کرنے والے کی تعریف سے بلند، ربانی علوم کے عالم شیخ شیوخ حضرت احمد قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہٗ اس منصب عظمیٰ کے مستحق قرار پائے۔ آپ حضور کے وصال کے بعد یہ بلند دولت امام کامل مکمل، برہان شریعت محب طریقت سیّد زمان شیخ مشائخ حضرت شیخ محمد معصوم قدس سرہٗ کو نصیب ہوئی اور آپ کے وصال کے بعد واصلِ حق (اللہ تعالیٰ کی) ذات بابرکات کی عنایتوں کے مورد، قدوۃ الاولیاء، رئیس اصفیاء، وحید دہر، فرید عصر، قطب وقت، قیوم زماں، صاحب استقامت و کرامت، مورد انوار محمدی،

مخزن اسرار احمد، کریم بن کریم، شیخ آفاق حضرت (محمد) نقشبند (ثانی) ان کمالات کے مظہر بنے۔ آج قیامِ عالم کا مدار اُن کی بابرکات ذات سے وابستہ ہے اور جہانوں کے نظام کا انتظام ان کے گرامی صفات وجود سے متعلق ہے۔ دن اُن کا دِن ہے اور وقت اُن کا وقت ہے۔

اے قلم! تو نقشبند ثانی کی مدح میں گوہر فشانی کر، وہ رحمت الٰہی کی نشانی اور بے انتہا فیض کے مظہر ہیں۔ وہ سرِ راہ خلقت کے ہادی اور لِی مَعَ اللّٰہ (مجھے اللہ کے ساتھ) کے راز کے عارف ہیں۔ وہ ذات و صفات کے حسن کے مجموعہ اور اچھے جانشین اور گرامی اسلاف ہیں۔ وہ پاکیزہ اور خوبصورت صفات (کے حامل) اور دین کے گلستان کا آبرومند درخت ہیں۔ وہ قرب کے راز و نیاز کے محرم، قیوم زمانہ (اور) قطب عالم ہیں۔ چرخ اخضر کے فانوس کی طرح ان کے وجود کی شمع منور ہے۔ ان کا سب وقت ہر عبادت میں صَرف (اور) ان کی ہر عادت خرقِ عادت ہے۔ ان کی تعریف کے لیے دل آگاہ اور پیشوائی کے لیے ان کا نام ہی کافی ہے۔ میں ان کی مدح کے قابل کہاں ہوں۔ ان کی مدح کرنا ہی میری ثناء ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْعَمْتَ عَلَیْنَا بِرُؤْیَتِ جَمَالِہٖ

اَنْعَمْ عَلَیْنَا بِاِفَاضَتِ کَمَالِہٖ

یعنی: اے اللہ! تو ہمیں ان کے جمال کی زیارت کرا اور اُن کے کمال کا فیض ہمیں نصیب فرما۔

اَمَّا بَعْدُ، یہ اسرارِ الٰہی کا ایک خزانہ ہے اور بے انتہا فیوض کا ایک گنجینہ ہے جو حضرت عالی (خواجہ محمد نقشبند ثانی قدس اللہ سرہٗ) کے فیض لکھنے والے قلم نے مکتوبات کی صورت میں تحریر کیا اور پروردگار عالم نے گناہگار بندے عماد الدین محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کو اِس کے جمع کرنے کی سعادت سے نوازا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک

ہے۔

اگرچہ یہ نادان اس پاکیزہ گلستان کی باغبانی کی طاقت نہیں رکھتا تھا، لیکن مخدوم اور مخدوم زادہ، اعلیٰ فطرت، کرامت مرتبت، اپنے اسلاف سے ولایت وقطبیت کا نتیجہ، خلف ارجمند، سلسلہ نقشبندیہ کو زینت بخشنے والے، باپ اور دادا کی یادگار، اس سرمدی آسمان کی بلندی کی روشن بہار کے پھول، احمدی (حضرت مجدد) کے چمن کے تازہ پودے، خدا کے ہاں خوش نصیب، غیر سے منہ موڑنے والے، عارف حق شیخ محمد زبیر سلمہ اللہ سبحانہٗ کے حکم کی تابعداری میں اس اہم کام کو کرنے کا اقدام کیا ہے۔ اس چمن انوار کی سیر کرنے والوں اور اِس گلشنِ اسرار کی زیارت کرنے والوں سے یہ امید ہے کہ اگر کوئی چیز اُن کی سمجھ میں نہ آئے تو اُس کو اپنا قصور گمان کریں اور بارگاہِ مقدس کی بے ادبی کر کے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔

شعر:

آثار سبک رواں ز نقصان دور است
خار است بہ پا کہ نقشِ پا نیست تمام

یعنی: تیز رفتاروں کے آثار نقصان سے پاک ہیں، اس پاؤں میں کانٹا ہے، جس کا نشان کامل نہیں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ. (سورۃ الحجرات، آیت:۱۲)

یعنی: اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔

(فقیر نے) اس کتاب کو ''وَسِیْلَةُ الْقَبُوْلُ اِلَی اللهِ وَالرَّسُوْلُ'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ (اللہ کا شکر ہے) کہ اس کی تاریخ (تالیف) اس کے اعداد (جمع کرنے) سے نکلتی ہے۔

مکتوب نمبرا
اپنے پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں (تحریر فرمایا)

جہاں اور اہلِ علم کے قبلہ سلامت! ان دوتین دنوں میں اس قدر عنایات، عطائیں اور عطیاتِ الٰہی عزشانہٗ کو اپنے بارے میں محسوس کیا کہ ان سے ذرّہ بھر بیان نہیں ہوسکتا۔ خاص کر کے اس نزدیکی میں اتنے دقائق اور اسرارِ خلّت سے نوازا گیا کہ ان کی تفصیل احاطہٗ بیان سے خارج ہے۔ (بندہ) بزرگ القاب کے مطابق سربلند ہوا۔

ایک روز نمازِ عصر کے بعد نیند کی تکلیف میں تھا۔ اپنے حال پر متوجہ ہوا۔ اُسی وقت واجب الاستتار کے اسرار قوت وغلبہ سے ظاہر ہونے لگے اور عجیب ناز وادا درمیان لائے گئے۔ اس اثناء میں الہام کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے پاس آیا ہے۔ محسوس ہوا کہ اسی بالا خانہ میں خیر وبرکت گویا بے کیف، باعظمت اور کبریاء (ذات پاک) کا نزول واقع ہوا ہے۔ جو خصوصیت ایک ساتھ اس عاجز بندہ کے درمیان آئی اس کو آنکھوں نے دیکھا نہیں اور کانوں نے سنا نہیں۔ میرا سینہ تنگ ہو گیا اور میری زبان گونگی ہوگئی۔ اس سے زیادہ کی جرأت نہیں کی جاسکتی۔ اس قسم کے الفاظ کا اطلاق حضرت جل سلطانہٗ (کی ذات) پر عبارت کے میدان کی تنگی (کی وجہ) سے ہے اور ظاہر سے مصروف (ہونے کی بنا پر)۔ ورنہ اللہ سبحانہٗ کی ذات زمان ومکان اور تمام نقائص سے پاک ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (سورۃ الصافات، آیت: ۱۸۰-۱۸۲)۔ یعنی: یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا پروردگار، جو صاحب عزت ہے، اس سے پاک ہے اور پیغمبروں پر سلام اور سب طرح کی تعریف سارے جہانوں کے رب کو سزاوار ہے۔

مکتوب نمبر ۲

یہ بھی اپنے والد اور پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کو تحریر فرمایا۔

حضرت سلامت! اس بے آرامی میں بعض اوقات عجیب الہامات، انوکھے القاب اور بزرگ خطابات سے مشرف اور سربلند فرماتے ہیں۔ کمالِ حیا اور عدم لیاقت کی بنا پر اس کے اظہار کی جرأت نہیں کی جاسکتی۔ لیکن چونکہ یہ امور اس حقیر کے ارادے کے بغیر لگاتار اور متواتر تاکید و تائید کرنے والے فائز ہوتے تھے، ان میں سے بعض کے عرض کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ اَنْتَ حَبِیْبُ اللّٰہ. یعنی: تو اللہ کا حبیب ہے۔ تو خدا کا دوست بھی ہے اور خدا کا محبوب بھی ہے۔ اَنْتَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْن. یعنی: تو مقربین میں سے ہے۔ اَنْتَ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. یعنی: تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کے لیے نہ خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اَنْتَ مِنْ عِبَادِی الصَّالِحِیْنَ. یعنی: تو میرے صالح بندوں میں سے ہے۔ تو خدا کا مقبول ہے اور خدا کا دوست ہے۔ تجھے خدا تعالیٰ دوست رکھتے ہیں، تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا، اور پہلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دیا۔ (تجھے) مقامِ شفاعت سے نصیب دیا گیا۔ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ التَّشْرِیْفَاتِ وَالتَّکْرِیْمَاتِ الَّتِیْ لَاتَعَدُّ وَلَاتُحْصٰی. یعنی: اس کے علاوہ اور تشریفات اور بزرگیاں، جو نہ گنی جاسکتی ہیں اور نہ اُن کا شمار ہوسکتا ہے، خاص کر کے ان دنوں میں خلّت و محبت کے القاب اور پوشیدہ تشریفات و خطابات اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی سے اطلاع دیتے ہیں اور صبح کی سفیدی کی مانند روشن کرتے ہیں اور ہر طرح کے دقائق و معارف کا مستحق، محقق اور سربلند بناتے ہیں۔ چونکہ ان اسرار کی بلندیٔ شان ضبط و بیان کے احاطے سے خارج ہے، (لہٰذا) خاموشی اور سکوت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ وہی معاملہ ہے کہ ''لَوْ اَظْھَرْتُ لَقُطِعَ الْحُلْقُوْمُ'' یعنی: اگر میں اس کو ظاہر کروں تو (میرا) گلا کاٹ دیا جائے۔ خود میں کسی قسم کی قابلیت نہیں پاتا اور اپنے کسی عمل کو اُس مقدس ذات کے شایانِ قبول نہیں سمجھتا۔ وہی مثال ہے کہ ''قَبِلَ مَنْ قَبِلَ بِلَا عِلَّۃٍ'' یعنی: جو قبول ہوا وہ بغیر سبب کے قبول ہوا۔ اَللّٰھُمَّ

مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد۲:۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

کرم کا معاملہ الگ ہے اور مغفرت کی وسعت بالاتر ہے۔ایک روز اِلہام کیا گیا کہ اللہ سبحانہٗ نے تیرے دل پر نزول فرمایا ہے۔اس وقت ہوا جو ہوا:

ع قلم اینجا رسید سر بشکست

یعنی: قلم یہاں پہنچا (اور اُس کا) سر ٹوٹ گیا۔

کبھی حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا ورود اپنے پاس پاتا ہے۔اس حال میں بات چیت اور گفتگو ہوئی ہے۔

حضرت سلامت! اس ماہِ معظم کے انوار و برکات کہاں تک عرض کرے کہ وہ حد اور شمار کے احاطے سے باہر ہیں۔جس طرح کہ اس مہینے کے فضائل میں آیا ہے کہ ''تُفَتَّحُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَتُفَتَّحُ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ.'' (سنن النسائی، حدیث نمبر ۲۱۰۹) یعنی: (اس مہینے میں) آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔گویا یہ امور محسوس ہوئے اور رحمت کا دریا وسیع ہو کر بہار کے بادل کی طرح برس رہا ہے۔''اَللّٰھُمَّ لَاتُحَرِّمْنَا مِنْ بَرَکَاتِ ھٰذَا الشَّھْرِ الْمُعَظَّمِ الْمُکَرَّمْ.'' یعنی: اے اللہ! تو ہمیں اس معظم (اور) مکرم مہینے کی برکات سے محروم نہ رکھنا۔

جو واقعہ اس نزدیکی میں دیکھا ہے، اس کے عرض کرنے کی گستاخی کرتا ہے اور اس کی تعبیر کے لیے درخواست کرتا ہے۔اس سے چند روز پہلے اسی حجرے میں بیٹھا تھا کہ دروازے سے مبارک صورت ظاہر ہوئی۔اس کے بعد آ کر مجھ سے مل گئی۔اس وقت (بندہ نے) صورت اور لباس میں خود کو آپ حضرت سے متحد پایا۔اس اثناء میں آواز دی گئی کہ آج ہم نے تجھے تیرے باپ سے متحد اور ایک جیسا بنا دیا ہے۔ظاہری طور پر تکرار اور تاکید کے ساتھ یہ خوشخبری دی گئی۔اس طرح کی دید کبھی اس سے پہلے بھی پیش آتی تھی، لیکن یہ الہام

اسی نوبت سے مخصوص تھا۔ اس کی تعبیر اور اسی طرح سابقہ امور کی تصدیق کے لیے (عاجز) درخواست کرتا ہے۔ بعض چیزیں جو بلند درجات سے وابستہ ہیں، ان کو معلوم کرتے ہیں اور اُن کے بعض آثار (بندہ) خود میں پاتا ہے۔ ادب کی بنا پر (عرض کی) جرأت نہیں ہو سکتی۔ اگر چہ سابقاً اس بارے میں، بلکہ معاملاتِ سابقہ میں آپ حضرت سے بشارت پائی ہے، لیکن پھر اُمیدوار ہے۔ کُلُّ ذٰلِکَ فَضْلُکُمُ الْعَالِیْ. یعنی: یہ سب کچھ آپ کے بلند لطف وکرم کی بدولت ہے، ورنہ میں وہی خاک ہوں کہ جو ہوں۔ اور تسلیمات و آداب۔

مکتوب نمبر۳

یہ بھی اپنے والد اور پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی جَمِیْعِ نِعْمَآئِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَآئِہٖ. یعنی: اللہ تعالیٰ کے سب احسانوں پر اُس کا شکر ہے اور سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام ہو۔

حضرت سلامت! (فقیر) آج دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ اس اثناء میں دیکھا اور اِلہام ہوا کہ بہت زیادہ رحمت الٰہی جل سلطانہٗ اس ضعیف کے شاملِ حال ہو گئی اور اللہ سبحانہٗ کی بیحد عنایتوں نے گھیرا کر لیا۔ جب اچھی طرح اپنے حال پر متوجہ ہوا تو عجیب و غریب نوازشوں کا مشاہدہ کیا۔ لحظہ میں قرب کے مراتب اور اس بارگاہ مقدس میں تشریفات وتکریمات کا ظہور اور اپنی عالیشان حویلی کو ممتاز اور سر بلند پایا۔ ہر روز نئی نوازشیں اور بے اندازہ عنایتیں مرحمت فرماتے ہیں۔ قریب ہے کہ ان کے ذکر اور خیال سے عقل کانپ اٹھے اور یہ عاجز اپنی جگہ سے گر پڑے، پس کس طرح ان کے ورود کی جگہ بنے۔ کتنا عجیب ہو اگر بادشاہ گداگر کو نواز دیں۔

(فقیر) نہیں جانتا کہ اس ناقابلیت اور گناہ کے باوجود کس طرح یہ سب قبول ہو گیا؟ اور اِن تمام عنایتوں اور اللہ سبحانہٗ کے اہتمام کا مورد بن گیا کہ اس کے حریم قدس میں ہرگز عبارتوں اور اشاروں کی گنجائش نہیں ہے۔

(فقیر) ان پیچیدہ باتوں کے بعد کیا عرض کرے؟ اور کس طرح اس کے بیان میں زبان کھولے، سوائے اس کے کہ روشن ضمیر جو انوارِ الٰہی جل سلطانہٗ کے فیض کا مظہر ہے، کو اس کے حوالے کرے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱) یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

فقیر عاجزی کی بنا پر حضوری کی سعادت سے محروم ہے اور اگر آپ کی خدمت میں (حاضری کی) سعادت نصیب ہوتی تو اِن معانی کے بیان سے عاجز ہوتا، لہٰذا غائبانہ طور پر توجہات کا سوالی بنا ہے، تاکہ آپ ان رموز کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اِس فقیر کو جواب سے سرفراز فرمائیں۔

ان اسرار کے ظہور کے دوران دل میں خیال آیا کہ اس وقت دعا قبول ہوگی، جو کچھ مقدر تھا، اُس کی التجا کی اور آپ کو اپنی سرفرازی سمجھ کر دعا تقدیم کی، اِنَّہٗ سُبْحَانَہٗ قَرِیْبٌ مُجِیْبٌ. یعنی بیشک اللہ سبحانہٗ قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے۔

حضرت سلامت! اس نزدیکی میں جو واقعہ دیکھا، (فقیر) اس کے عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ایک نور اس حقیر سے ظاہر ہوا ہے اور اس نے عالم کو گھیر لیا ہے۔ معلوم نہیں ہے کہ کوئی جگہ اس سے خالی رہ گئی ہو۔ یہ نور ایک وقت تک نظر میں تھا، اس سے افاقہ ہوا۔ پھر نویدِ منصبی سے، جو کہ اس آنکھ کے مناسب ہے، سربلند ہوا۔ (فقیر) اس سے پہلے عرصہ دراز سے اس قسم کا نور بیداری میں خود میں مشاہدہ کرتا تھا، اس کو آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا (تھا) کہ میرے نور نے دنیا کی ذات و افراد میں سرایت کی ہے، اس کے بعد تیرے نور نے اسی طرح ان افراد میں سرایت کی۔ (فقیر) اس سے زیادہ کیا عرض کرے۔

مکتوب نمبر ۴

یہ بھی اپنے والد اور پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں تحریر فرمایا۔

حضرت سلامت! آج رات جو کہ مبارک مہینے کی ستائیسویں کی رات تھی، آپ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی امید پر (فقیر) نمازِ عشاء کے بعد منتظر، التماس گزار اور فارغ ہو کر بیٹھا تھا۔ ندا دی گئی کہ تجھے اور تیرے فرزندوں کو بخش دیا گیا، تیرے والدین کو بھی بخش دیا گیا، تیرے فرزندوں کی والدہ کو بھی (بخش دیا گیا)۔ بعد میں اس کو بھی نوازا گیا۔

پھر ندا دی گئی کہ تیرے یاروں اور دوستوں کو بخش دیا گیا۔ اسی طرح تکرار سے اس اعزاز سے سربلند کیا گیا۔ ظاہری طور پر اس اثناء میں دل میں خیال آیا کہ گذشتہ زمانے کے یار دوست، یا حال کے یا مستقبل کے؟ نیز ندا دی گئی کہ سب کو۔

اس کے بعد الہام ہوا کہ جو کچھ تو کہے خدا وہی کرتا ہے۔ مکرر اور تاکید سے ان امور سے سرفراز کیا گیا۔ چونکہ (فقیر) ان امور کو اپنے حوصلے سے زیادہ سمجھتا ہے، (لہٰذا) حیران ہے، لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کی رحمت وسیع ہے۔ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ (سورۃ النجم، آیت:۳۲)، وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۰۵) وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ آلِہٖ اَجْمَعِیْن. یعنی: بیشک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

مکتوب نمبر ۵

یہ بھی اپنے والد اور پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں تحریر فرمایا۔

حضرت سلامت! (فقیر) آج رات، جو کہ رمضان المبارک کی آخری رات تھی،

کے فیوض و برکات عرض کرتا ہے جو بیان سے باہر ہیں۔ رات کے آغاز ہی سے بعض معاملات ظاہر ہونے لگے۔ چونکہ (فقیر) اس وقت میں دوسرے امور میں بھی مشغول تھا (لہٰذا) سب کو ضبط نہ کر سکا۔ نمازِ عشاء میں اور اس سے فراغت کے بعد اپنے غریب خانے کی جانب متوجہ ہوا تو دیکھا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنے اس حقیر بندے پر کمال اقبال میں ہے اور نظر بصیرت میں یہ مقصد کمال توجہ و التفات کے ساتھ ظاہری طور پر بے پردہ و حجاب روبرو متمثل ہوا۔

(فقیر نے) خاص الخاص قبولیت سے خود کو اِس حریم متعال میں پایا اور ایک مدت تک یہ معانی نظر میں متمکن تھے۔ اس کے بعد خود کو سر سے پاؤں تک آراستہ و پیراستہ صورت میں طرح طرح کے زیورات میں ایک خوبصورتی میں دیکھا اور قریب تھا کہ اپنے جمال کا دیوانہ اور شیفتہ بن جاتا۔ اس اثناء میں الہام کیا گیا کہ یہ مقامِ محبوبیت ہے، گویا ہر بال کی جڑ سے یہ آواز آئی اور نظر بصیرت میں ایک مدت تک یہ حالت ایک طرح منکشف اور بدیہی بنی رہی کہ گویا اس میں شک کی گنجائش نہ رہی۔ اَلْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ. یعنی: غیب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔ یہ دید اُس کے مطابق ہے جو آپ نے کل فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی جَمِیْعِ نِعْمَآئِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَآئِہٖ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کے سب احسانوں پر اُس کا شکر ہے اور سردار الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام ہو۔

آج حضرت کے قدوم (مبارک) کا انتظار ارشاد کے مطابق بہت زیادہ ہے۔

مکتوب نمبر ۶

یہ بھی (اپنے) والد اور پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں تحریر فرمایا۔

حضرت سلامت! قبلۂ دین پناہ سلامت! کل سے فقیر بخار کے بہت زیادہ غلبے کی وجہ سے ضعف اور تکلیف میں ہے۔ اس بنا پر حاضری کی سعادت سے محتاج ہو گیا ہے۔ نمازِ

فجر کے بعد دن کو خاموش بیٹھا تھا۔ اپنی جامعیت وعظمت اس قدر محسوس کی کہ کیا عرض کرے، گویا (اس نے) تمام علوی وسفلی عالم کو گھیر لیا۔ اس کے بعد نظر اپنے وصول پر، کعبہ مقصود پر پڑی۔ دیکھا کہ اس حقیر کا وصول اس مرتبہ مقدسہ سے کسی کی تبعیت وتوسط کے بغیر اصالت واستقلال کی رو سے ہے۔ یہ دید کل سے گویا لگاتار صورت میں جاری ہے۔ ہر چند (فقیر) تامل کرتا ہے (لیکن) اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوتا۔ اس کی قسم کی دید پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ اب القائے عینی بے سابق تامل وتوجہ کے اس میں حاصل ہو گیا ہے اور وصول ذاتی نظر میں آ گیا ہے۔ وَالْغَيْبُ عِنْدَاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ. یعنی: اور غیب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔ دیگر یہ کہ حصول محبوبیت وغیرہ کی نوید اُس کے بعض لوازمات اور اسرار کے ظہور کے ساتھ اتنی ظاہر نہیں ہوتی کہ اس کے عرض کرنے میں زبان کھولی جائے۔ نیز اسی طرح کبھی کبھار حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا ظاہر ہونا اور بعض دوسرے اکابر کا خصوصیات وعنایات کے ساتھ ظہور پیش آتا رہتا ہے۔ کیا عرض کرے؟ كُلُّ ذٰلِكَ بِبَرَكَتِ تَوَجُّهَاتِكُمُ الْعَالِيَةُ. یعنی: یہ سب آپ کی بلند توجہات کی برکت سے ہے۔ (فقیر) امیدوار ہے کہ ان معانی کی درستی وغلطی سے سرفراز فرمائیں گے۔

مکتوب نمبر ۷

مخدوم زادہ (حضرت) ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُعْطِیُ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ.

ترجمہ: اے اللہ! تو عطا فرمانے والا ہے، کوئی روک نہیں سکتا جو تو عطا کرے اور کوئی دے نہیں سکتا جو تُو روک لے۔

ایک رات سحری کے وقت فقیر کو الہام کیا گیا کہ تیرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ جب (فقیر نے) اس بات کو حضرت پیر دستگیر (خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ ارشاد وتکمیل کی پوشاک ہے، جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذات عالی سے فقیر کو پہنچی تھی، یہ تجھے پہنائی گئی ہے۔ خیال میں آتا

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اپنے ساتھ اس کی مانند یقینی طور پر پاتا ہوں۔ فقیر نے عرض کیا کہ جو خلعت حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہٗ) کو پہنچی ہے، وہ قیومیت کی خلعت ہے، عالم کے قیام کا مدار اور تکمیل وارشاد کا معاملہ اس سے وابستہ ہے۔ یہ خلعت جو اِس فقیر کو عنایت ہوئی ہے، وہی ہے یا اُس کے علاوہ؟ آپ نے فرمایا کہ وہی ہے۔

آپ کے وصال کے بعد اس فقیر نے اس معاملہ کے آثار و علامات بھی خود میں محسوس کیں۔ آپ کے وصال کے واقعہ کے دوسرے روز نمازِ عصر کے بعد عطیات بخشنے والی ذات اقدس (اللہ تعالیٰ) کی خاص عنایتوں سے ایسی نعمتوں کی کشش مشاہدہ میں آئی جو حیطۂ تحریر سے باہر ہے اور قطبیت کے معاملے کو سیکڑوں آب و تاب اور کئی اعلانات کے ساتھ خود میں پایا۔ وَالْغَيْبُ عِنْدَاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ. یعنی: اور غیب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔

مکتوب نمبر ۸

(اپنے) بھتیجے حقائق آگاہ حضرت مخدوم زادہ شیخ محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا گیا۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ. یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) حمد اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود وسلام کی تقدیم کے بعد۔

(فقیر) اپنے فرزند شیخ محمد پارسا سے کہتا ہے کہ آپ کا مکتوب اور عالیشان فرمان صحرا کی گشت اور کیتھل، سامانہ اور سنام کے آس پاس کی سیر کے دوران موصول ہوا۔ (آپ) خلیفہ رحمان کی خدمت میں اس کے جواب میں عریضہ بھیجا ہے، جو نیک وقت میں آپ کی نظر عالی میں پیش کریں گے۔

ظاہر و باطن میں اللہ جل وعلا کی یاد میں (مصروف) رہیں۔ باطن تمام وکمال سے حق جل وعلا کے ساتھ مسلم ہے اور ظاہر بھی اسی طرح۔ جو (چیز) بندوں کے حقوق کے لیے ہے، چونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے امر سے ہے، لہٰذا وہ بھی اللہ تعالیٰ پر عائد ہوئی، (کوئی) دوسرا

ظاہر و باطن سے بالکل خارج ہوگیا۔

وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ ط وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (سورۃ ہود، آیت:۱۲۳)

یعنی: تمام امور کا رُجوع اسی کی طرف ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں۔

کام کا انحصار تقویٰ پر ہے اگر وہ **عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ** (سورۃ الحجرات، آیت:۱۳۔ یعنی: خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے) کے حکم سے اللہ جل وعلا کے کام میں ہے تو پھر تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں اور گناہ کے ارتکاب سے بچیں۔ **اِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَۃُ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَۃِ جَلَّ سَخَطَہُ اللّٰہ.** (اتحاف، جلد۶:۳۹۲)

یعنی: تم گناہ سے بچو، کیونکہ اللہ تعالیٰ گناہ سے سخت ناراض ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے غضب کو آسان خیال نہیں کرنا چاہیے اور اس کی ہیبت سے پگھلنا چاہیے۔ زمین وآسمان اگر پگھل جائیں تو درست ہے، عرش وکرسی اگر پانی ہو جائے تو روا ہے۔ جلانے والی آگ عذاب (میں) گرم پانی اور دوزخ کا ایک اثر ہے۔ اس پر (یہ) آیت کریمہ متفرع (و) گواہ ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ. (سورۃ الحشر، آیت:۲۱)

یعنی: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ (وہ) اللہ تعالیٰ کے خوف سے دَبا اور پھٹا جاتا ہے:

دران روز کز فعل پرسند و قول
اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول

یعنی: اس روز جب فعل وقول کے بارے میں پوچھیں گے تو باہمت آدمی کا دل بھی خوف سے کانپ جائے گا۔

ہائے افسوس! اس دن کے خوف پر قسم قسم کے عذاب سامنے! یہ غفلت کی نیند کب

تک؟اور کل (قیامت) کا فکر نہ کریں!

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ. (سورۃ المؤمن، آیت:۴۴)

یعنی: جو بات میں تم سے کہتا ہوں تم اسے آگے چل کر یاد کرو گے اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بیشک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

مختصر (یہ کہ) عبادت میں کوشاں رہیں اور اس کی طلب میں جلیں اور ہمیشہ اس کے متلاشی رہیں اور دل کو ماسویٰ (اللہ) کے نقوش سے صاف کریں۔ اس زماں میں قرب کے مراتب کے دروازے کھولیں تاکہ انوار و اسرار کی بہار (اندر) داخل ہو جائے۔

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، دیکھئے اب کسے دیتے ہیں۔

ان لمحات میں گناہوں کی تحقیق، تیمّم، نصائح اور دوسرے فوائد میں بڑی جلدی میں حال کے تقاضے کے مطابق ایک رسالہ لکھ کر بھیجا ہے، اس کا مطالعہ کریں اور کوشش فرمائیں اور اپنے خدام کو بھی دکھائیں اور تقصیر پر معذرت چاہیں۔ آپ کی تکلیف پر دُکھ ہوتا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰه کہ صحت کی خوشخبری پہنچی۔ نَجَّانَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنِ الْاٰثَامِ وَالْخَطَایَا فَاِنَّهَا رُؤُسُ الْبَلَایَا. وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْبَرَایَا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ ہمیں گناہوں اور خطاؤں سے نجات بخشے۔ بیشک یہ آفتوں کی جڑ ہے۔ اور تمام لوگوں میں بہترین (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۹

عالی شان خان مغل خانؒ کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ، حَامِدًا لِلّٰهِ الْعَظِيْمِ وَمُصَلِّيًا عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ.

یعنی: شروع اللہ سبحانہٗ کے نام سے، عظمت والے اللہ کی حمد کرتے ہوئے اور اس کے رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود پڑھتے ہوئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

یعنی: آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم گرفتاروں کو تمام وکمال کے ساتھ اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنے غیر سے دور بھگاتا ہے۔ جو دل غیر کا گرفتار ہے، اس سے خیر کی کیا توقع ہے۔ جو روح سب سے چھوٹے (غیر) کی طرف مائل ہے، نفسِ امارہ اس سے بہتر ہے۔

اس سعادتمند فرزند کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اس کے مضامین واضح ہوئے۔ فقیر کو دعا میں (مصروف) سمجھیں اور اُمیدوار رہیں: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. (سورۃ الانشراح، آیت: ۵-۶) یعنی: پس بلاشبہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے (اور) بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ ہر چیز کا ایک وقت معیّن ہے اور وہ ایک زمانے سے موسوم ہے۔

كُلُّ ذٰلِكَ فِىْ كِتَابٍ وَاِلَيْهِ الْمَرْجَعُ وَالْمَاٰبُ. یعنی: یہ سب کتاب میں (موجود) ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور وہی جائے پناہ ہے۔

ہمت کو بلند رکھیں اور اپنے کام کو اللہ سبحانہٗ کے سپرد کریں اور (کسی) اور راستے کا خیال دل میں نہ لائیں۔ مولائے حقیقی (اللہ سبحانہٗ) کی بندگی کی طلب میں ریاضت کریں اور دل وجان سے اس کی جانب دوڑیں۔

(فقیر) چند روز ناسازئ طبع اور آشوبِ چشم میں مبتلا رہا، لہٰذا جواب نہ دے سکا، معذور رکھیں اور اُمیدوار رہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰

مرزا میرک گرز بردار کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ کے نام سے تعریف کرتے ہوئے۔ درود اور سلام پڑھتے ہوئے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ. (سورۃ الحدید، آیت:۴) یعنی: اور تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔

آپ بلند مرتبہ بھائی کا صحیفہ گرامی پہنچ کر خوشی و مسرت کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ بھائی کو سر بلند رکھے اور اپنی عنایتوں سے ممتاز کرے۔ آپ کے حق میں امیدیں ہیں اور بزرگوں کی قبولیت کے لیے اثرات ہیں۔ حضرت (محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث (ہے): اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲، باب المرء مع من احب)۔ یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

فقیر کو یاد رکھیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں اور مولیٰ (اللہ تعالیٰ) کے کام میں (مصروف) رہیں:

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کنند است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

نیاز کا جو حصہ آپ نے فقراء کے لیے بھیجا تھا، وہ تحریر کے مطابق موصول ہوا اور دوسری مہربانی بھی معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش کو قبول فرمائے اور اس کی برکات میں اضافہ کرے۔

مکتوب نمبر ۱۱

سرداری کے لائق اہل اللہ کے محبّ میر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (کو تحریر فرمایا)۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ. یعنی: (اللہ کی) حمد اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود اور سلام کی تقدیم کے بعد۔

اپنے سردار اور سند سَلَّمَهُ اللّٰهُ رَبُّهٗ (ان کا پروردگار اُن کو سلامت رکھے) کی

خدمت میں عرض ہے۔ حالات و کیفیات کی خرابی سے کیا لکھا جائے؟ عمر آخر کو پہنچ گئی ہے اور (بالوں کی) سیاہی سے سفیدی آ دوڑی ہے۔ قبر و قیامت کے معاملات درپیش ہیں اور اپنے کردار سے سراسر شرمندگی اور ندامت! کل کیا جواب دے گا؟ اور حشر کے روز کس جانب اٹھے گا؟ سواری پہنچ گئی۔ آخرت کا فکر کیا ہے؟ غفلت کی نیند کب تک؟ اور قسم قسم کے عذاب لگاتار۔ آخر سب سے گزرنا ہوگا۔ آج کے فکر کو کل پر نہیں ڈالنا چاہیے۔ دنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے، تاکہ اس کا فکر کرے اور کام اصل کے مطابق کرے:

ترسم کہ یار با ما ناآشنا بماند
تا دامنِ قیامت این غم بما بماند

یعنی: میں ڈرتا ہوں کہ محبوب ہمارے ساتھ ناآشنا ہی رہے گا (اور) قیامت تک یہ غم ہمارے ساتھ رہے گا۔

برسات کے بعد زندگی رہی تو حجاز (مقدس) کے سفر کا پکا عزم ہے، دیکھیے اللہ جل شانہٗ کی مرضی کس جانب رہنمائی فرماتی ہے؟ شوق غالب ہے اور (کلمہ) لبیک زبان پر جاری ہوگیا ہے۔ اِنَّهٗ الْمُيَسِّرُ لِكُلِّ عَسِيْرٍ وَّعَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ. یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اس چیز پر جسے وہ کرنا چاہے قادر ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجْمَعِيْنَ (اس سفر کے لیے) ارادہ پر خشکی (کا راستہ) غالب ہے، دیکھیے اللہ جل شانہٗ کی چاہت کس جانب ہے؟ وَالسَّلَام.

پیارے بھائی میر اسد اللہ اور میر فضل اللہ عافیت و استقامت سے ہیں اور اللہ جل و علا کے راستے میں خوب لگے ہیں۔ کام یہی ہے اور اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲

مرزا محمد مقیم (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ. یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) حمد اور

(نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود وسلام کی تقدیم کے بعد۔

پیارے بھائی مرزا مقیم لَا زَالَ مُسْتَقِیمًا عَلَی الدِّیْنِ (اللہ انہیں ہمیشہ دین پر مستقیم رکھے) کی خدمت میں عرض ہے کہ (آپ کا) پسندیدہ مکتوب پہنچ کر خوشی ومسرت کا ذریعہ بنا:

ع اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

یعنی: اے (دوست) تیرا وقت خوش رہے کہ تو نے ہمارا وقت خوش کر دیا ہے۔

ہمیشہ یاد وذکرِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے اور منور ہیں اور اس کی محبت میں خوش ومسرور رہیں، بلکہ ذکر سے مذکور کی جانب جائیں اور لفظ سے معنی تک پہنچیں۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا ہے:

قومے ز وجودِ خویش فانی

رفتہ از حروف در معانی

یعنی: صوفیہ اپنے وجود سے فانی ہوکر حروف سے معانی کی طرف چلے گئے ہیں۔

آپ کی دیوانہ وار محبت سے یہ امور متوقع ہیں اور ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' (صحیح مسلم، ۳۳۲۔ یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے) کی رو سے یہ معنی حاصل ہے۔ (فقیر نے) خاص سہولت سے آپ کے اشعار پڑھے اور لیاقت نہ ہونے کے باوجود دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، اللہ سبحانہٗ دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ ہمیشہ بندگی اور طاعات کے وظائف پر راسخ اور مستقیم رہیں۔ اپنے شیوخ کی محبت میں ہمیشہ (مستغرق) رہیں اور اس کو سعادت کا سرمایہ سمجھیں۔

اہلِ خانہ، فرزندوں اور بھائیوں کو سلام پہنچائیں۔ اللہ جل شانہٗ کی یاد میں سرگرم رہیں:

ع کار این است وغیر ازین ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

آپ کی ہمشیرہ کی توفیق کا سننا مسرت کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ توفیق میں اور جمعیت

میں اضافہ فرمائے۔ حالات لکھتے رہیں۔ وَالسَّلَام.

آپ نے حجاز (مقدس) کے سفر کا پوچھا تھا۔ برسات کے موسم کے اختتام پر زندگی رہی تو اس سعادت کے عزم کی امید ہے اور طریقے کے تعیّن کے بارے میں بعد لکھا جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمُتَعَالُ. وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۳

شیخ جیو (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ. حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا. یعنی: اللہ سبحانہٗ کے نام سے۔ (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام پڑھتے ہوئے۔

فضائل و کمالات پناہ حضرت شیخ جیو اس پُرتقصیر فقیر کی جانب سے عافیت والا اسلام قبول فرمائیں۔ قصوروار سمجھیں۔ اس فقیر کی آپ کے بارے میں محبت واخلاص سے اللہ جل وعلا آگاہ ودانا ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ دوستی واخلاص میں بشری تقاضا کی رُو سے کچھ چیزیں درمیان میں آجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان سب کو معاف فرمائے۔ اگر معافی نہ ہو تو گناہگاروں کا کام مشکل ہوجائے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت:۲۳) یعنی: اے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہوجائیں گے۔

بہرحال اس فقیر سے راضی رہیں اور محب سمجھیں۔ خاطر شریف میں کوئی چیز نہ لائیں اور دعا سے یاد فرمائیں۔ آپ نے جو ایک مینڈھا بھیجا تھا، وہ پہنچ گیا ہے۔ آپ نے زحمت اٹھائی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور (اَجر میں) اضافہ کرے۔ فقیر زادوں کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔ وَالسَّلَامُ وَالْاِكْرَام.

مکتوب نمبر۱۴

حقائق اور معارف آگاہ مولانا عبدالصمد کابلی (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ. بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ. یعنی: شروع اللہ سبحانہٗ کے نام سے۔ (اللہ تعالیٰ کی) حمد اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود و سلام کی تقدیم کے بعد۔

حقائق اور معارف آگاہ (کی خدمت میں فقیر) عرض ہے کہ (آپ کے) گرامی نامہ نے شرف (دیدار) بخشا اور اس کے مضامین پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کاموں کا انجام محمود بنائے اور (آپ کو) ماسویٰ (اللہ) سے رہا کرے۔ فقیر کی توجہ آپ کی جمعیت کے لیے (مصروف) ہے۔ اِنَّهُ الْمُيَسِّرُ لِكُلِّ عَسِيْرٍ وَّعَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اُس چیز پر جسے وہ کرنا چاہے قادر ہے۔

اپنے کام کو اس کے سپرد کریں اور خود کو اس کے راستے میں لگادیں۔ جب اتنا قیام کیا ہے تو چند روز اور بھی وہیں رہیں اور بے نیاز ہوجائیں۔ فَاِنَّ شَرْفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهٗ بِالَّيْلِ وَعِزَّهٗ اِسْتِغَانَهٗ عَنِ النَّاسِ. یعنی: بیشک مؤمن کا شرف رات کے قیام میں اور اُس کی عزت لوگوں سے بے نیاز بننے میں ہے۔ جو کچھ مقدر ہے میرے اللہ جل شانہٗ کی مرضی سے احسن طریقہ سے ظاہر ہوگا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۷۳) نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ. (سورۃ الانفال، آیت: ۴۰)

یعنی: ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ اور وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔

(آپ نے) عالی قدر شہزادہ کی صحبتوں کا لکھا تھا۔ اپنی طرف سے (انہیں) حتی المقدور مائل کریں اور اس فقیر کی جانب سے جس چیز کے بارے میں سمجھیں (انہیں) اطمینان دلائیں۔

برسات (کے موسم) کے اختتام پر بشرطِ زندگی حرمین شریفین زَادَھُمَا اللّٰہُ تَشْرِیْفًا وَتَکْرِیْمًا (اللہ تعالیٰ ان دونوں کے شرف اور تکریم میں اضافہ فرمائیں) کا پکا ارادہ ہے۔ اور فی الحال خشکی کا راستہ دل میں مقرر (ہے):

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھئے اس میں ذات باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے؟

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ م بِالْعِبَادِ. (سورۃ المؤمن، آیت: ۴۴)

یعنی: اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بیشک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

میرے بیٹے محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب میں آپ کی دعا بھی درج ہے، مطالعہ فرمائیں۔ اس فقیر کو دعا میں یاد رکھیں۔ اَلْعَاقِبَتُ بِالْعَافِیَتِ وَالسَّلَام. یعنی: انجام بخیر اور سلام ہو۔

برادرِ گرامی خواجہ عبدالاحد اور خواجہ میر اور تمام دوستوں کو سلام ہو اور مولیٰ جل وعلا کی یاد میں (مصروف) رہیں۔

مکتوب نمبر ۱۵

حقائق و معارف آگاہ، علوم عقلی و نقلی کے جامع مخدوم زادہ شیخ عبدالاحد (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم.

یعنی: اور میرے لیے وہی (اللہ ہی) کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے اور اس کے رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام ہو۔

عارف سبحانی، خود سے فانی برادر امجد شیخ عبدالاحد کے گرامی نامہ کے ملنے پر شرف اور خوشی نصیب ہوئی:

ع اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

یعنی: اے (دوست) تیرا وقت خوش رہے کہ تو نے ہمارا وقت خوش کر دیا۔
(آپ نے) مہربانیاں کی ہیں، مستحق ہونے سے زیادہ تعریف کی ہے:

ع من ہیچم و کمتر ز ہیچ بسیارے

یعنی: میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی زیادہ کم ہوں۔

(آپ نے) استخارہ کے ضمن میں حضرت (بادشاہ سلامت) ظِلُ الرَّحْمَۃَ لَازَالَ فِـیْ عَیْـنِ الْاَمَـنُ وَالْاَمَـانِ. (ان پر رحمت کا سایہ ہمیشہ امن وامان کی صورت میں چھایا رہے) کی ہستی کا اشارہ کیا تھا۔ خط کی وصولی کے بعد نیا وضو بنا کر حصول (مقصد) میں لگا اور اس معاملے میں ایک اہتمام مفہوم ہوا۔ وَالْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ. یعنی: اور غیب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔

آپ کے جانے کے وقت (اور) بعد میں اس قسم کے امور مکشوف اور محسوس ہوتے تھے، جیسا کہ ہمیشہ اس میں گمان تھا۔ وَقَـدْ وَقَـعَ مَـا فِیْ قَلْبِیْ وَقَعَ. یعنی: اور میرے دل میں واقع ہوا، جو واقع ہوا۔ حق سبحانہٗ کی اپنے دوستوں کو متحرک کرنے میں کیا حکمت ہے؟ وَھُوَ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ وَحُکْمُہٗ اَحْکَمُ. یعنی: اللہ سبحانہٗ (اس کی حقیقت کو) بہتر جانتا ہے اور اسی کا حکم سب سے اعلیٰ ہے۔

دیگر یہ کہ عیوب و معاصی کی کثرت کے نتیجے میں حالات کی پریشانی سے کیا لکھا جائے:

ع خوابم شد از دیدہ درین فکر جگر سوز

یعنی: اس جگر سوز فکر میں میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی۔
اس کے ساتھ (اس) شعر کی رُو سے:

لَـعَـلَّ رَحْـمَۃَ رَبِّیْ حِیْـنَ یُقْسِـمُھَـا
تَـاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانُ فِی الْقِسْم

یعنی: ظاہراً جب میرے رب کی رحمت تقسیم ہوگی تو (بندے کے) حصے میں گناہوں کے برابر آئے گی۔

اگر اِس قسم کی امیدیں شاملِ حال ہیں۔اگر (فقیر) رحمت کے ان سمندروں کی تفصیل اور رافت کے کمال کی تفصیل میں مشغول ہو جائے تو اس سے بہت کم ہی قبول کریں۔لیکن ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱) یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

احتمال ہے کہ ان میں سے بعض برادر عزیز محمد خلیل اللہ جو شَابٌ نَشَآءَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ (یعنی: وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں بڑا ہوا) ہیں، کی زبان سے معلوم شریف ہو جائے گا۔اَسْتَغْفِرُ اللّٰه! (میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں)۔بات دوسری طرف چلی گئی۔ دعا اور توجہ شفا کی التجا ہے۔آپ جیسے سابقین سے امیدواریاں ہیں، کیونکہ ''هُمُ الْقَوْمُ لَايَشْقٰى جَلِيْسَهُمْ '' (یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشیں شقی نہیں ہوسکتا) ان کے حال کی علامت ہے۔

دوسرا یہ کہ چونکہ آپ نے عظیم الشان کاموں کے بارے میں پوچھا ہے: اَحَدُهُمَا الْمَغْفِرَةُ الْمُطْلَقَةِ وَالثَّانِي اَمْرُ الرَّدِّ وَالْقَبُوْلِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ. یعنی: جن میں ایک قطعی مغفرت اور دوسرا متقدمین کا رڈ و قبول ہے۔

اس بارے میں توجہات کی گئیں۔اس کے دوران کئی چیزیں القاء کی گئیں کہ تو جس طرح چاہتا ہے، میں اُسی طرح کرتا ہوں۔تیری خاطر عزیز ہے۔ہم نے اسی طرح کیا اور یہ دو کام فلانی کو عطا فرما دیے۔هٰذَا قَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا. یعنی: یہ اس کے قریب ہے۔جب اس ضمن میں ان کی جانب سے کامل مبالغہ ظاہر ہوا، جو کہ نیکوکاروں کا دریافت کرنا ہے۔ وَالْغَيْبُ مِنْ لَّدُنَّ الْعَلِيْمُ الْوَهَّاب. رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۸۶) وَالسَّلَام.

یعنی: اور غیب (کا علم) تو جاننے والے بخشنے والے (اللہ کریم) کے پاس ہے۔اے ہمارے رب! ہمیں مت پکڑنا اگر ہم سے بھول ہوئی ہے یا ہم سے خطا ہوئی ہے۔اور سلام ہو۔

مکتوب نمبر۱۶

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ السَّادَاتِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَمْجَادِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاکُمْ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۳)، وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ. (صحیح مسلم، نمبر۲۶۸۲، ص۱۱۴۴)

یعنی: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کے احسان سے نیکیاں مکمل ہوتی ہیں اوراس کے رسول کریم (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم، سردار الانبیاء پر اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) اور اصحاب امجادؓ پر درود و سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بہت سے بکھرے ہوئے بالوں والے، گردآلود اور دروازوں سے ٹھکرائے ہوئے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ (کسی کام میں) اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا فرما دیتا ہے۔

اَمَّا بَعْدُ، ذرّۂ احقر حضرت خلافت منزلت (کی خدمت) میں عرض کرتا ہے۔ آپ کے عالی شان ورود فرمانے سے (فقیر) سرفراز اور سربلند ہوا اور اس کا شکریہ ادا کرنے سے خود کو عاجز و قاصر پایا:

من کہ باشم کہ بر آن خاطر عاطر گزرم
لطفہا می کنی اے خاکِ درت تاج سرم

یعنی: میں کون ہوں جو آپ کے دل و دماغ میں گزر کروں، اے وہ ہستی! جس کے در کی خاک میرے سر کا تاج ہے تو مہربانیاں کر رہا ہے۔

(فقیر) اور کیا عرض کرے اور اپنے گناہوں کو کہاں تک شمار کرے؟

وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَةِ جَلَّ

سَخَطَ اللّٰہُ. (اتحاف، جلد۶: ۳۹۲)

یعنی: رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تم گناہ سے بچو، کیونکہ اللہ گناہ سے سخت ناراض ہوتا ہے۔

گناہ اور اللہ کی نافرمانی اللہ کی ناراضگی اور حق جل وعلا کے غضب کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے غضب کو آسان نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ اس کے تذکرے اور ہیبت سے پگھلنا چاہیے۔ اس کی ہیبت سے زمین وآسمان پگھل جائیں تو روا ہے اور اگر اس کے خوف سے عرش وکرسی پھٹ پڑیں تو درست ہے۔ جلانے والی آگ اس کے اثرات سے ایک اثر ہے اور دردناک عذاب اور دوزخ اسی سے نکلنے والی ہے:

دران روز کز فعل پرسند و قول
اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول

یعنی: اس روز جب عمل کی پرسش ہوگی تو ہمت والے کا جسم بھی خوف سے کانپ اٹھے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے پہاڑ رونے لگے گا اور اُس کی عظمت وقہر اور کبریائی سے عرش اس شکوہ کے باوجود زاری کرنے لگے گا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَوْاَنْزَلْنَا ھٰذَاالْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ. (سورۃ الحشر، آیت: ۲۱) یعنی: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ (وہ) اللہ تعالیٰ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔

موت آئی اور قبر وقیامت کا معاملہ سر پر آپہنچا۔ اس کا علاج کیا ہے؟ اس کی یاد کے بغیر نہیں جینا چاہیے۔ یار اور دوست چلے گئے اور خاک میں مل گئے اور اپنے حساب کتاب میں مشغول ہوگئے، ہمیں بھی جانا ہے اور خاک کے نیچے بیٹھنا ہے! اور دو خوفناک فرشتوں کے سوالوں کا جواب دینا ہے اور (اس) حدیث پاک کو سمجھنا چاہیے:

اَلْقَبْرُ اَمَّا رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ.
(کنزالعمال، حدیث نمبر ۴۲۱۰۷)

یعنی: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

راستے کو پہچاننا چاہیے۔ہائے افسوس! وقت کام کا ہے! سونے کا موسم (ہرگز) نہیں! فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ. (سورۃ الحشر، آیت:۲) یعنی: اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو! عبرت پکڑو۔

حدیث میں آیا ہے، جب میت کو دفن کرتے ہیں اور اُس کے ساتھی واپس جانے لگتے ہیں تو وہ یقیناً ان کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے۔ دوست اس کو خاک کے نیچے رکھتے ہیں اور اُسے اس کا احساس ہوتا ہے اور وہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رکھتا۔ ہائے افسوس! آخر (ان) سب کو چھوڑ دینا چاہیے، آج کیوں نہیں چھوڑتے؟ اور بہادروں کی مانند اِس کا ردّ کرنا چاہیے۔ قُلِ اللّٰہُ لا ثُمَّ ذَرْھُمْ. (سورۃ الانعام، آیت:۹۱۔ یعنی: آپ کہیں اللہ اور پھر اُن کو چھوڑ دیں) کہہ کر اِس اور اُس کی قید میں نہ رہے (کیونکہ): اِنَّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِیَتْ اِحْدَاھُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰی. (مسند احمد بن حنبلؒ، طبرانی، ابن حبان)

یعنی: دنیا اور آخرت آپس میں سوکنیں ہیں۔ اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔

دنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے، تا کہ گزرے ہوئے وقت کی تلافی کرے اور اصل کا فکر فرمائے:

ترسم کہ یار با ما ناآشنا بماند
تا دامنِ قیامت این غم بما بماند

یعنی: میں ڈرتا ہوں کہ یار ہمارے ساتھ ناآشنا رہے گا (اور) قیامت تک یہ غم ہمارے ساتھ رہے گا۔

حدیث میں ہے: وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجَارُوْنَ

اِلَی اللّٰہِ. (جامع الترمذی، نمبر ۲۳۱۳، ص ۵۳۰؛ نیز صحیح بخاری، مسند احمد، سنن ابن ماجہ)

یعنی: اللہ کی قسم! اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے اور نہ تم عورتوں سے بستروں پر لذت حاصل کرتے اور تم جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ کا قرب حاصل کرتے۔

یہ رونا ہزاروں مسرتوں اور خوشیوں سے بہتر اور یہ درد و غم گونا گوں نعمتوں سے بہتر ہے:

غرض از عشق تو ام چاشنی درد و غم است
ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

یعنی: تیرے عشق سے میری غرض (و غایت) درد و غم کی لذت ہے، ورنہ آسمان کے نیچے نعمتوں کے اسباب کی کیا کمی ہے!

کسی شاعر نے خوبصورت کہا ہے:

متاعے کزین رہ گزر می برند
لبِ خشک و مژگان تر می برند

یعنی: اس راستے سے جو دولت حاصل کرتے ہیں، وہ خشک ہونٹ اور گیلی پلکیں لے جاتے ہیں۔

اے قبلہ گاہ! چند روز جنون اور شور کے ہاتھوں (فقیر) صحرا میں چلا گیا۔ اسی جگہ حضرت کا عنایت (نامہ) پہنچا اور یہ شعر اپنے حال کے مطابق پایا:

بسوزد دفترِ اشعار راہ صحرا گیر
چہ وقتِ مدرسہ و بحث کشف و کشاف است

یعنی: اشعار کا دفتر جل جائے تو صحرا کا راستہ پکڑ لے، یہ مدرسے اور کشف و کشاف کی بحث کا کونسا وقت ہے؟

اے قبلہ گاہ! چھوٹے بڑے گناہوں کی تحقیق یاد کر اور آداب و اخلاق (کے بارے) میں ایک رسالہ بڑی جلدی میں اجمال و اختصار کی صورت میں لکھ کر بھیج رہا ہوں اور اس کی

(مزید) تفصیل وتکمیل کو (کسی) دوسرے وقت کے لیے چھوڑا ہے۔ امید ہے کہ آپ کے خاص مطالعے میں آئے گا اور قبول ہوگا۔ وَالسَّلَام.

اے قبلہ گاہ! قطب محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب پڑھ کر عبرت میں اضافہ ہوا۔ یہ مراتب معلوم ہیں، لیکن (ان کی) توفیق (اللہ) کریم کی عطا (سے ہے)۔ جس شخص کو موت درپیش ہے، ساٹھ اور ستر سال اس کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر فرض کیا ہزاروں سال کی عمر ہو تو بھی وہ اسے ایک ساعت سمجھتا ہے اور (اللہ کریم کی) بندگی کے سوا کچھ نہیں کرتا۔

اس کے ساتھ (بندہ) کمال ندامت اور خجالت میں رہے۔ اس (اللہ) سے اس کو چاہے اور جنت اور دوزخ سے کچھ بھی نگاہ میں نہ لائے، بلکہ خود کو مولیٰ (کریم) پر قربان کرے۔ اس کے راستے میں عزیز و اقارب کو قربان کرے، اس وقت عبودیت کے اعلیٰ مراتب نصیب ہوں گے اور علیین کی بلند منازل میں داخل ہوگا۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَيْهِ التُّكَلَانَ. یعنی: اور اللہ سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۷

عالی شان خان شائستہ خانؒ کو تحریر فرمایا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادً يَّضْرَعُ النَّاسُ اِلَيْهِمْ فِيْ حَوَائِجِهِمْ هُمُ الْاٰمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ. (کنز العمال، نمبر ۱۶۴۶۵، کشف الخفاء، جلد ۱: ۴۲)

یعنی: اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن سے لوگ اپنی حاجات کے لیے آہ و زاری کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت فیاض الاطلاق جل ذکرہٗ (اللہ تبارک وتعالیٰ) جہان والوں کو بلند شان، رفیع مکان، سخاوت و احسان کے سرچشمہ خان صاحب سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْمَنَّان کے سخاوت نشان وجود سے کامیاب رکھے۔ اور جس سے بھی سنی جاتی ہے دوست کی بات ہی زیادہ بھلی (لگتی) ہے۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا تَزْرَعُ تَحْصِدُ وَكَمَا تَدِيْنُ تُدَانِ.

(اتحاف، جلد ۸: ۵۳۹)

یعنی: دنیا آخرت کی کھیتی ہے، پس تم جو کاشت کرتے ہو، وہی کاٹتے ہو اور جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

پس آج ہر آدمی پر واجب اور لازم ہے کہ وہ کل کے محصول (پیداوار) کا فکر کرے۔ اگر اس نے اچھا بیج زرخیز زمین میں بویا تو وہ اچھے پھل کا اُمیدوار رہے۔ فَلْیَزِدْ. یعنی: پس اللہ اس میں اضافہ کرے۔ اور اگر خراب (بیج) بویا ہے، جہاں تک ہو سکے اس کی تلافی و تدارک کرے (جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے) آیۂ کریمہ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ. (سورۃ الحشر، آیت: ۱۸)

یعنی: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (یعنی قیامت) کے لیے کیا (سامان) بھیجا ہے۔

ہائے افسوس! وہ فزعِ اکبر (بھاری خوف) جس کی ہیبت سے اوّلین اور آخرین شور کرتے ہیں اور جن اور انسان، جانور اور پرندے اس کے خوف سے پریشان ہیں۔ اس کے ردّ اور قبول کرنے پر ''فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ'' (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷۔ یعنی: اس روز ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں) کا اشارہ آیا ہے۔ جلدی سے (یہ پیغام) پہنچا کہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ. (سورۃ الذاریت، آیت: ۵۰)۔ یعنی: پس تم لوگ اللہ کی طرف چلو میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں۔

افسوس ہے عقلمند جوانوں اور ہوشمند بوڑھوں پر جو ہوش کے کان سے غفلت دور نہیں کرتے اور بصیرت کی آنکھ سے غرور کا پردہ نہیں ہٹاتے اور جس جگہ اس بے نشان (اللہ) کا نشان پاتے ہیں، خود کو اُس مقام و محبوب کا فدا نہیں بناتے:

دلبرے در برے و ما فارغ   در قدح جرعۂ و ما ہشیار
زین سپس دست ما و دامن دوست   زین سپس گوش ما و حلقہ یار

یعنی: محبوب پہلو میں اور ہم فارغ، پیالے میں ایک گھونٹ اور ہم ہشیار۔

* اس کے بعد ہمارا ہاتھ اور دوست کا دامن، اس کے بعد ہمارا کان اور محبوب کا حلقہ۔

کہتے ہیں کہ باپردہ خاتون نے عدالت میں اپنے خاوند کے دوسری زوجہ کرنے کی شکایت کی۔ قاضی نے فرمایا کہ واضح نہیں ہوتا۔ اس پردہ دار خاتون نے کہا: ''جی ہاں! واضح نہیں ہوتا۔ اگر میں (اپنے) چہرے پر حیا کا پردہ نہ رکھتی (اور) اِس مجمع میں اپنے خوبصورت چہرے کو ظاہر کر دیتی، تب لوگ انصاف کرتے کہ جو کوئی ایسی عظمت اور رَعنائی رکھتا ہو اِس کا حق ہے کہ وہ ایک کو چھوڑ کر دوسرے سے مشغول ہو جائے۔'' ایک صاحبِ دل (عدالت میں) موجود تھا، اس نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو (اس سے بے ہوشی کی) وجہ پوچھی گئی۔ اس نے فرمایا: ''جب اس ضعیف (خاتون) نے یہ خوبصورت نکتہ بیان کیا تو میرے سر میں آواز دی گئی کہ اگر (اللہ) کریم کے چہرے پر عظمت کا پردہ اور جبروت کا نقاب نہ ہوتا (اور) لوگوں کو اُس کی ذات پاک کا جلوہ دکھایا جاتا، تب جہان والے دیکھتے اور انصاف کرتے کہ جو کوئی اس طرح کا مولائے ذوالجلال رکھتا ہو، وہ کس طرح کسی دوسرے کا بن سکتا ہے؟ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس (اللہ) کے سوا کسی اور کے ساتھ آرام وقرار پائے؟''

اَمَّـــا بَـعْـدُ، فقراء میں کمترین خدمت عالی میں التماس کرتا ہے۔ شرافت مآب، صاحبِ کمالات خواجہ عباد اللہ نیکی سے آراستہ ہیں اور حسن تقویٰ اور خدا پرستی سے پیراستہ ہیں۔ ان دنوں میں اللہ کی عام خلقت کے نفع کے لیے قصبہ روپر سے نہر نکال کر سرہند کی جانب پہنچائی گئی ہے۔ بعض حاسدوں نے ظلم اور دشمنی کی وجہ سے اس کی شاخوں کے راستے موڑ دیے ہیں اور اس کے پلوں کو توڑ دیا ہے۔ اب یہ عزیز پریشانی کے بھنور میں اور حیرت کے گرداب میں پڑا ہے۔ (یہ) زحمتیں بادشاہ کو دینی چاہئیں۔ یہ (متعلقہ آدمی) فقر و ناداری کے دردناک بھنور میں ہے اور اہلِ مطالبہ (مدعی) انصاف کے طالب ہیں، جیسا کہ (آپ کی) شکرگزاری کے لائق ہستی کی شہرت ہر طرف ہے اور آپ کے کرم کا نعرہ ہر جانب پہنچ چکا ہے۔ (فقیر نے) فقراء کو مجبوراً اس پر آمادہ کیا ہے کہ (ان میں سے) ایک یہ بات (آپ کی) خدمت گرامی میں پیش کرے کہ اس مسکین کے پانی کے لیے مدد کی جائے اور

اس بیچارے کے ذمے سے سب یا کچھ قرض اتارنے میں احسان کر کے (اسے) خلاصی دلائی جائے۔ قَالَ عَلَیْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَکْمَلُهَا مَنْ فَرَّجَ عَنْ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا فَرَّجَ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ الْآخِرَةِ وَاَظَلَّهُ اللّٰهُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ. (تاریخ بغداد، جلد ۴: ۱۷۵)

یعنی: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر سب سے بہتر درود اور سب سے کامل سلام ہو، نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بھائی کی دنیا کی مصیبت میں مدد کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آخرت کی مصیبتوں میں اس کی مدد کرے گا اور اللہ تعالیٰ عرش کے سائے تلے اس پر سایہ (مہیا) فرمائے گا، جس روز کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)، وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ آلِهِ الصَّلٰوةَ وَالتَّسْلِیْمَاتِ.

یعنی: اور سلام ہو اُس شخص پر جو ہدایت پر چلے اور جو (حضرت محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کو لازم پکڑے۔

مکتوب نمبر ۱۸

یہ بھی خان شائستہ خانؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَآخِرًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ دَائِمًا سَرْمَدًا.

یعنی: اوّل و آخر میں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول (مقبول) صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہمیشہ ہمیشہ درود (وسلام) ہو۔

لوگوں میں اس سب سے کمترین کی طرف سے اس مکرم، شہرت رکھنے والے اور بلند مقام کے حامل خان صاحب (سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْمَنَّان (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کو کامل سلام و دعا موصول ہو۔

(فقیر) اور کیا کہے اور کیا لکھے؟ جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور جس کام کے کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اس میں سے کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا، بلکہ اس بندے سے سب کچھ اس کے خلاف واقع ہوا ہے، اس وجہ سے حسرت کا مستحق ہوا ہے اور خسارے سے جڑا ہے۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۶)

یعنی: ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

کدام مصیبت عدیل این حرمان است　　　کدام بلا برابر آتش سوزان است
ہیہات نہ بیگانگی کسے کند با دوست　　　آنچہ تو بحق می کنی بگو از یاران است

یعنی: کونسی مصیبت اس حسرت کے برابر ہے؟ کونسی بلا جلانے والی آگ کے برابر ہے؟

◎ ہائے افسوس! کوئی بیگانہ آدمی بھی دوست کے ساتھ (ایسا) نہیں کرتا، جوکہ تو حق کے ساتھ کر رہا ہے، تو ہی بتا کہ (یہ) یاری ہے؟

دوستوں کو چاہیے کہ اس طرح کی مصیبتوں پر تعزیت کریں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۹

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی مَآ اَنْعَمَ وَعَلَّمَ مِنَ الْبَیَانِ مَالَمْ یَعْلَمْ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ خَیْرِ الْاُمَمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو نعمتوں سے نوازتا ہے اور جس نے ایسا بیان سکھایا ہے جس کا (انسان) علم نہیں رکھتا تھا۔ اور اس کے رسول (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود ہو جو عرب و عجم کے سردار ہیں اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) اور صحابہ کرامؓ پر اور سلام ہو امیر المؤمنین اور اللہ تعالیٰ کے سب بندوں پر۔

اے قبلہ گاہ! عالم پناہ! چونکہ عمر عزیز گناہ اور معاصی میں گزاری اور گناہ حد سے بڑھ گئے اور ذکر توبہ کو سب سے اہم جانتا ہے اور اس میں مصروف ہونا فرضِ عین سمجھتا ہے، لہٰذا

توبہ کے معنی اور اس کے درجات کی تحقیق دقت کے ساتھ کی ہے۔ مذاہب کے اختلاف کا ذکر اس رسالے میں مرتّب کیا اور اس کے فضل وثواب کا بیان رسالے کے آخر میں کیا ہے۔ ایک دوسرا رسالہ اسمائے حسنیٰ کی شرح اور (اس کی) فضیلت کے بیان اور اس کے پڑھنے والے کے اجر کے بارے میں بھی ترتیب دیا ہے۔ مسودہ سے نقل کرنے کے بعد اُمید ہے کہ آپ کی نظر کیمیا میں قبولیت کا شرف پائے گا۔ اگر چہ اس کا مؤلف کچھ بھی نہیں ہے۔ (فقیر) اس عریضے میں بھی تھوڑا سا اس سے پیش کرے گا۔ گناہوں پر سراسر شرمندگی کے باوجود اس (اللہ) کے فضل کی امیدیں ہیں:

ع بازآئی بازآئی، صد بار اگر توبہ شکستی بازآئی

یعنی: واپس آ، واپس آ! سو بار اگر توبہ توڑی ہے تو بھی واپس آجا۔

(یہ آیت) کریمہ اس پر گواہ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا. (سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

یعنی: (اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا) بیشک اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک توبہ سے مراد اللہ جل وعلا کے خوف سے گناہ کا ترک کرنا، اس پر شرمندہ ہونا اور پھر اُس کی طرف نہ لوٹنے پر عزیمت کرنا، دل وجان سے استغفار اور زاری کرنا اور جتنا ممکن ہو اُس کا تدارک کرنا ہے۔ اس کا تدارک مثلاً: فوت ہونے والے اعمال اور بندوں کے ردّ کردہ حقوق کی قضا کرنا، اور اس طرح کی آفات سے بیزاری حاصل کرنا ہے اور اگر چہ یہ ندامت اور عزم توبہ کے لیے بیشتر مقبول تر ہے (پھر بھی) بعض اکابر نے کہا ہے کہ توبہ کا لفظ چھ معنی کا مجموعہ ہے:

اوّل: ماضی کے گناہوں پر ندامت، دوّم: مستقبل میں اس کے ترک کا عزم، سوّم: اس فرض کی ادائیگی جو ضائع کیا ہے، چہارم: مظالم کا ردّ اور اُن پر استغفار، پنجم: وہ گوشت، کھال اور خون پگھلا دینا جو حرام سے پیدا ہوا ہے، ششم: بدن کو (اللہ تعالیٰ کی) فرمانبرداریوں (اور عبادات) کا درد چکھانا، جیسا کہ اس کو گناہوں کی لذت چکھانا ہے۔

اور اگر (آدمی) کسی میت کے مال واسباب کو رکھنے والا ہو، یا اس کو نہ پہچانتا ہو تو اس کی مقدار کے مطابق اس (مردے) کی جانب سے صدقہ کرنے کی نیت کرے، اگر اس کا (کوئی) وارث نہ ہو۔ اگر (اس کا) وارث پائے تو وہ (مال واسباب) اس کو لوٹا دے۔ بہر حال خاص کر کے دعا واستغفار کے ذریعے (اس مردے) کی مدد فرمائے۔ اور غیبت کے بعد حدیث کے تقاضے سے یہ دعا پڑھے: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ.

یعنی: اے پروردگار! ہمیں بخش دے اور اس کو بھی۔

اور اُس کو اِس کا کفارہ سمجھے۔ میت کے ماں باپ کے گناہوں کی تلافی کے لیے ان کے لیے دعا اور اَستغفار کرے، تاکہ حدیث کی رُو سے (اس کے) دوستوں میں شامل ہو جائے۔

لیکن کافروں کے ظلم وستم کے تدارک کے لیے ان کے حق میں دعا اور اَستغفار کرنا نفع بخش نہیں ہے، (اور) بہت مشکل ہے۔ اس کی تلافی (تب ممکن ہے جب وہ) اپنے لیے خود کمال کی توبہ کریں۔

رہا غرغرہ کی حالت میں توبہ کرنا۔ پس قرآن واحادیث کی رُو سے اس وقت میں توبہ کا قبول نہ ہونا ظاہر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کفر کے علاوہ دوسرے تمام گناہوں سے توبہ کرنا غرغرہ کی حالت میں جائز ہے، لیکن کفر سے توبہ نہیں (ہو سکتی)۔ فَعِنْدَهُمْ اِيْمَانٌ وَّالْيَاْمُنُ غَيْرُ مَقْبُوْلٌ وَّتَوْبَةُ سَائِرِ الْمَعَاصِيْ مَقْبُوْلَةٌ. یعنی: ان کے نزدیک ایمان اور یقین غیر مقبول ہے اور تمام گناہوں سے توبہ مقبول ہے۔

طیّبی شارح مشکوٰۃ نے کہا ہے کہ توبہ (کے بارے) میں یہ اختلاف گناہوں کی وجہ سے ہے۔ لیکن قانونی اور شرعی طور پر ظلم وستم سے اس وقت میں (توبہ کرنا) جائز ہے، اسی طرح بھلائی کی وصیت کرنا یا اپنے بچوں کے لیے (کسی کو) وصی مقرر کرنا بھی اس حالت میں جائز ہے۔ تمام گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے (یہ آیتِ کریمہ) اللہ تعالیٰ کے کرمِ عام اور بندہ کے کامل عجز وانکسار کی واضح دلیل ہے: تُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (سورۃ النور، آیت: ۳۱) یعنی: اے ایمان والو! تمام

گناہوں سے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ:

چہ توفیق توبہ ہم فضل تست — ز ما ہرچہ باشد بود نادرست

نیاوردم از خانہ چیزے نخست — تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

یعنی: کہ توبہ کی توفیق بھی تیرے فضل ہی سے ہے۔ ہم سے جو کچھ ہے، وہ غلط ہی ہے۔

● میں پہلے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا۔ سب کچھ تو نے دیا ہے اور میں بھی تیری ہی چیز ہوں۔

اے اللہ! تو راستہ دکھا اور اپنی معرفت کی طرف دروازہ کھول۔ الٰہی! موت کی سختیوں اور منکر نکیر کے سوالوں (کے جواب) میں، اس سخت دن اور جہنم کے غیظ و غضب کے ظاہر (ہونے کے وقت) میں تو ہی مدد کرنے والا ہے۔ (اس پر یہ آیت) کریمہ واضح دلیل ہے:

وَهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ. (سورۃ الملک، آیت:۸)

یعنی: اور وہ (جہنم) جوش مار رہی ہوگی، گویا کہ مارے غضب کے پھٹ پڑے گی۔

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا سَوَآءَ السَّبِيْلِ وَقِنَا عَذَابَ الْجَحِيْمِ وَ اَدْخِلْنَا جَنّٰتِ النَّعِيْمِ.

یعنی: اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا اور ہمیں جنتِ نعیم میں داخل فرما۔

اے قبلہ گاہ! اس فقیر کی دعا گوئی اور اِس پُر تقصیر کے اخلاص کے درجات کی حقیقت عرفان کی پناہ اور فضائل و کمالات کے حامل (حضرت) شیخ عبدالاحد (رحمۃ اللہ علیہ) زبانی طور پر عرض کریں گے۔ امید ہے کہ برادر مشارٌ الیہ آپ کے بہت زیادہ کرم اور عنایتوں کے کمال کے آثار کو پائیں گے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۰

یہ بھی بادشاہِ وقت مدظلہٗ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالِقِ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنَزِّلِ الْمَطَرِ مِنَ السَّمَآءِ لَهٗ مُلْكُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَاتَحْتَ الثَّرٰى وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَالْهُدٰى صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ التَّقٰى.

یعنی: ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے اور آسمان سے بارش برسانے والا ہے۔ زمین وآسمان، ان دونوں کے درمیان اور جو کچھ تحتِ ثریٰ میں ہے، وہی اس کا مالک ہے اور رحمت وہدایت کے نبی، صاحبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (سورۃ النجم، آیت: ۹۔ یعنی: دو کمان کے فاصلے پر یا اُس سے بھی کم)، ہمارے سیّد (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے آل (اطہارؓ) اور صالح پرہیزگار صحابہ کرامؓ پر۔

اے عالم پناہ! یہ بندہ افتخار یافتہ اور فخر کرنے والے بادشاہ کی عنایات وانعامات پر شرمندہ ہوا ہے اور (اس کی) امیدوں پر نظر لگائی ہے۔ اس کے شکر پر کیا عرض کیا؟ سوائے اس کے کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا ہے: وَاَللّٰهُمَّ اَكْرِمْ اِمَامَنَا فِی الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ فِیْ مَجْمَعِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَاَدْخِلْهُ فِیْ زُمْرَةِ الصَّالِحِيْنَ السَّابِقِيْنَ.

یعنی: اے اللہ! ہمارے امام (بادشاہ) کو اوّلین وآخرین کے مجمع میں دنیا ودین کے معاملے میں عزت بخش اور اسے (اپنے) سبقت لے جانے والے صالح بندوں میں شامل فرما۔

اے باری تعالیٰ اس گناہگار بندے کو بھی اپنے عذاب سے آزاد فرما اور اس پر (اپنی) رحمت ومعرفت کے دروازے کھول دے۔

- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ فِی الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ. (صحیح البخاری، نمبر ۶۴۱۶، کتاب الرقاق، ص ۱۱۴)
- ذُو الدِّرْهَمِ اَقَلُّ حِسَابًا مِنْ ذِی الدِّرْهَمِيْنَ. (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۰۹؛ احیاء العلوم، جلد ۴: ۵۶؛ کشف الخفاء، جلد ۱: ۳۹۷)
- جَذْبَةٌ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تَوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ. (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۰۹؛

احیاء العلوم، جلد ۴: ۵۶؛ کشف الخفاء، جلد ۱: ۳۹۷)

۞ اَللّٰھُمَّ لا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْآخِرَۃِ. (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ماجاء فی اللہم لاعیش...، ص ۱۱۱۳)

یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ. تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ. (سورۃ النازعات، آیت: ۶-۷)، اَیْنَ الْعَمَلُ وَ نَحْنُ فِی الْحِرْصِ وَ طُوْلِ الْاَمَلِ اَیْنَ الطَّاعَۃُ، فَکَیْفَ الْفَلَاحُ، جَآءَتِ الْمَمَاتُ، فَاَیْنَ اَسْبَابَ النَّجَاتِ. فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷)، وَنَحْنُ فِی الطَّلَبِ الْمَالِ وَالْجَاہِ وَنَحْنُ فِی الرَّاحِۃِ. وَالتَّخْلِیْصُ عَنِ النَّارِ فِی الطَّاعَۃِ. کَیْفَ السُّرُوْرِ وَالنَّارُ تَفُوْرُ، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۸۵)

طَالَ الشَّوْقُ اَلَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی یَدَیْکَ اِلَیْکَ الرَّغْبَآءَ وَمِنْکَ النعَمآءَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ. (تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۹۶)

صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَارْحَمْ عَلَیْنَا وَعَلٰی سَائِرِ عِبَادِکَ الضُّعَفَآءِ.

یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: تو دنیا میں یوں رہ کہ مسافر ہے، یا اس طرح کہ راستہ چلنے والا ہے۔

۞ ایک درہم والا دو درہم والوں سے کم حساب دینے والا ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ ہے جو دو جہانوں کی عبادت سے افضل ہے۔

۞ اے اللہ! آخرت کے عیش کے سوا کوئی عیش نہیں ہے۔

یعنی: زمین پر زلزلہ آ گیا اور پھر اس کے پیچھے اور زلزلہ آئے گا! عمل کہاں ہے؟ اور ہم حرص اور لمبی آرزوؤں میں غرق ہیں! بندگی کہاں ہے؟ کامیابی کس طرح ہو گی؟ موت آ گئی، پس نجات کے اسباب کہاں ہیں؟ اس روز ایک فریق بہشت میں ہو گا اور

ایک فریق دوزخ میں ہوگا۔ اور ہم مال و منصب کی طلب میں ہیں! اور ہم راحت میں ہیں! اور آگ سے نجات بندگی میں ہے۔ خوشی کس طرح ہوگی اور آگ جوش مار رہی ہے۔ جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

- تجھ سے ملاقات کا شوق بڑھ گیا ہے اور ساری کی ساری خیر تیرے ہاتھ میں ہے، تیری طرف رغبت ہے اور تجھ سے احسانات ہیں اور تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں۔
- اے پروردگار! سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود پہنچا اور ہم پر اور اپنے تمام کمزور بندوں پر رحم فرما۔

(فقیر) اپنی دعا گوئی سے کیا عرض کرے؟ ہر صورت میں آپ حضرت کی رضا چاہتا ہے۔ وَالسَّلام.

مکتوب نمبر۲۱

ہدایت وارشاد اور ولایت و قطبیت کے مرتبہ کے حامل شیخ مخدوم زادہ محمد زبیر سَلَّمَهُ اللّٰهُ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (اللہ تعالیٰ انہیں روزِ قیامت تک سلامت رکھے) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

بلند مرتبہ فرزند شیخ محمد زبیر زید عمرهٗ و توفیقهٗ (ان کی عمر اور توفیق زیادہ ہو) اس فقیر کی جانب سے سلامت انجام سلام قبول کریں۔ سلامتی گناہوں اور معاصی کے ترک کرنے میں سمجھیں اور اسباب کو چھوڑنے میں جمعیت خیال کریں۔

ایک عرصہ ہوا آپ نے ظاہر و باطن کے حالات کی کیفیت کی اطلاع نہیں دی ہے:

ع ہر کجا است خدایا بسلامت دارش

یعنی: اے اللہ! وہ جس جگہ پر ہے تو اسے سلامت رکھ۔

کوئی ساعت بھی غفلت میں نہ گزرے۔ حدیث شریف میں ہے: لَنْ یَتَحَسَّرَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰی سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ یَذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْهَا.

یعنی: اہلِ جنت حسرت نہیں کریں گے، مگر اُس گھڑی پر جو اُن پر ایسی گزری کہ اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا۔

مختصر یہ کہ وقت کام (کرنے) کا ہے، نہ کہ کھانے اور سونے کا وقت ہے، جو روح زیادہ چھوٹی چیز کی جانب مائل ہے، وہ نفسِ امّارہ سے بہتر ہے، جلانے والی آگ سامنے ہے اور ہم اپنے نفس کی تدبیر میں لگے ہیں۔ جب (اس) مشکل گرہ سے تعلق ہے (کہ):

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷) یعنی: ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

(اس وقت تک) ہر خاص و عام کی کمر اس (کے خوف سے) جھکی ہوئی ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ. (سورۃ ہود، آیت:۸۸) وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ آلِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: اور مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور ہمارے سردار (حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود ہو اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر۔

اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور (فقیر کو اپنا) مشتاق خیال فرمائیں۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۲

حقائق و معرفت آگاہ، علوم عقلی و نقلی کے جامع، عارف باللہ الصمد مخدوم زادہ شیخ عبدالاحد سَلَّمَهُ اللّٰهُ کو تحریر فرمایا۔

بِاِسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ، حَامِدًا لِلّٰهِ الْعَظِیْمِ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ.

یعنی: شروع اللہ سبحانہٗ کے نام سے، عظمت والے اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے اور اس کے رسولِ کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود پڑھتے ہوئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

اَللّٰهُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا وَكَبِّرِ الْاٰخِرَةَ فِیْ قُلُوْبِنَا بِحُرْمَةِ مَنِ افْتَخَرَ بِالْفَقْرِ وَتَجَنَّبَ عَنِ الْغِنٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ الْعُلٰى وَ نَرْجُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ الْحَالُ عَلٰى كَذٰلِكَ وَالْمَآلُ عَلٰى ذٰلِكَ وَالْاٰخِرَةُ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ وَالنُّوْرِ وَالظُّهُوْرِ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: اے اللہ! آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے طفیل، جنہوں نے فقر پر فخر فرمایا اور امیری سے اجتناب کیا۔ دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹا بنا دے اور آخرت کو بڑا بنا دے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر بلند درود و سلام ہو۔ اور ہم اللہ کے فضل کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا حال ایسا ہی ہو اور ہماری آخرت ایسی ہی ہو اور آخرت ہی امن، نور اور ظہور کی جگہ ہے اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکا ہی ہے۔

عاشق بالکل محروم ہے اور اس کا معشوق (سراسر) دیوانہ (اور) پاگل۔ اس کی محبت زہرِ قاتل ہے اور اس کے محبّ پر دولت کی بلا نازل ہے۔ اِنَّ الدُّنْيَا بَاطِلٌ وَمَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ الْحَقِّ، فَاِنَّهُ النُّوْرُ الْمُطْلَقُ رَبِّ نَجِّنَا فِتْنَتَهَا وَقِنَا مَحَبَّةَ. اَلدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ اِلَّا ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِيَتْ اِحْدَاهُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰى. (مسند احمد بن حنبل، طبرانی، ابن حبان؛ اتحاف، جلد۸: ۸۱،۸۰)

یعنی: بیشک دنیا باطل ہے اور اس میں ذکر (الٰہی) کے سوا کوئی چیز حق نہیں، پس یہی نورِ مطلق ہے۔ اے پروردگار! ہمیں اس کے فتنے سے نجات دے اور اس کی محبت سے بچا۔ دنیا اور آخرت آپس میں سوکنیں ہیں۔ اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔

عقلمند کو (وہ) ناپسند ہے اور ہم اس کے مکر اور فکر میں گرفتار ہیں۔ بہت خوب کہا جس

نے بھی کہا:

پئے خرقۂ لقمہ ہر لحظہ بند نہ شاید کشیدن ز خلقے گزند
بروزے بود نیم نانے کفاف بعیری بود کہنہ دلقے پسند

یعنی: خرقہ (پوشی) کے بعد لقمہ ہر لحظہ بند ہے، خلقت سے تکلیف اٹھانا زیب نہیں دیتا۔

○ ایک روز کے لیے ایک روٹی کافی ہے (اور) اونٹ (کی پیٹھ) کے لیے پرانی گودڑی پسند ہے۔

اَللّٰھُمَّ لا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ. (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ماجاء فی اللھم لاعیش...، ص۱۱۱۳) یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ. تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ. (سورۃ النازعات، آیت:۶-۷)

یعنی: اے ہمارے اللہ! آخرت کے عیش کے سوا کوئی عیش نہیں ہے، اور زمین پر زلزلہ آ گیا اور پھر اس کے پیچھے اور زلزلہ آئے گا۔

اس کا زَاد (راہ) کہاں ہے اور اس کا فکر کس کو ہے؟ اس زاد (راہ) کا رکھنے والا ہمیشہ اللہ جل وعلا کی شفا اور رضا میں ہے اور اِس کا محتاج (نہ رکھنے والا) ہمیشہ مولیٰ (تعالیٰ) کی بلا اور غضب میں ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْ عَاقِبَتِنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! تمام کاموں میں ہماری عاقبت بھلی بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

اللہ تعالیٰ ہم بوڑھوں اور قیدیوں کو آپ جوانوں، آزادوں اور نشاط بازوں کے طفیل جس قدر ہو سکے متحدر کھے۔ بِالنَّبِیِّ وَ آلِہِ الْاَمْجَادِ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمَاتِ.

یعنی: نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل امجادؓ کے طفیل۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر درود و سلام ہو۔

آپ کے شفقت نامہ گرامی نے بہت زیادہ انتظار کے بعد شرف بخشا اور اَحقر اس کے مضامین سے آگاہ ہوا۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۳)، نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (سورۃ الانفال، آیت:۴۰)، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. (صحیح البخاری، ۱:۱۵۹؛ مسند احمد، ۲:۵۲۰) وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ وہ بہت اچھا حمایتی اور بہت اچھا مددگار ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔ اور ہمارے سردار (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) پر سلام ہو۔

گناہ کے سمندر میں غرق اس حقیر کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں، ہمیشہ ان میں یاد رکھیں اور اِس حقیر کو بھی اپنی یاد اور دعاؤں میں شامل رکھیں۔ اللہ سبحانہٗ کے کرم کی امید سے کاموں کا انجام قابلِ تحسین ہو اور آخرت کا انجام بخیر ہو۔

(اس سے) زیادہ کیا لکھوں؟ وَالسَّلَامُ وَعَلٰی مِنْ لَّدَیْکُمْ.

مکتوب نمبر ۲۳

فضائل وکمالات کے حامل اور حقائق ومعارف سے آگاہ مخدوم زادہ میاں فقیر اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

سعادت مند فرزند میاں فقیر اللہ سلام ملاحظہ کریں اور دعا سے فراموش نہ رکھیں۔ آپ بیٹے کی تحریر نے، جو اعلیٰ مطلب پر مشتمل تھی، مسرور بنایا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ. اے اللہ! اس میں اضافہ فرما۔

تمام نورِ چشم، فرزند اور متعلقین سلام پیش کرتے ہیں۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ (سورۃ الانعام، آیت:۱۲۵)، وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ. (سورۃ الزمر، آیت:۲۲)

قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَشْرَحُ اللّٰهُ صَدْرَهٗ، فَقَالَ نُوْرٌ يَقْذِفُهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ فَيَشْرَحُ لَهٗ فَيَنْفَسِحُ، فَقَالُوْا هَلْ لِذٰلِكَ اَمَارَةٌ يُعْرَفُ بِهَا، فَقَالَ نَعَمْ اَلْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُدِ وَالتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ. (شرح السنۃ، ۱۴:۲۲۱)

یعنی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو۔''

مفسرین کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا گیا کہ اس (آدمی) کا سینہ کیسے کھلتا ہے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ایک نور ڈالتا ہے جو اُس کو کھول دیتا ہے تو اُس میں کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے یہ پہچانا جائے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ہاں! ہمیشہ کے گھر (آخرت) کی طرف رجوع کرنا، فریب کے گھر (دنیا) سے دوری اختیار کرنا اور منہ موڑنا اور موت کے وارد ہونے سے پہلے اُس کی استعداد پانا بتائی گئی ہے۔ جب وہ نور بندے کے دل میں داخل ہوتا ہے تو پوری طرح مولیٰ تبارک وتعالیٰ کے راستے کی جانب بلاتا ہے اور ماسویٰ (اللہ) سے نجات بخشتا ہے۔ اس کے ظاہر ہونے سے سینہ اتنا کشادہ اور وسیع ہوتا ہے کہ اس (آدمی) کے پہلو میں آسمان اور زمینیں محو اور متلاشی ہو جاتے ہیں۔ اس مقام پر (اس حدیث) قدسی کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

''لَايَسَعُنِيْ اَرْضِيْ وَلَاسَمَائِيْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِيْ فِيْ قَلْبِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ.'' (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۹:۳۹۴)

یعنی: میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا، لیکن اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔

اور (اس آیت) کریمہ کا مفہوم سمجھ آتا ہے:

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا. (سورۃ الانعام، آیت:۱۲۲)

یعنی: بھلا جو مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لیے روشنی کر دی۔

اَیْ اَوَمَنْ كَانَ فَانِيًا عَنِ الصِّفَاتِ النَّفْسَانِيَةِ فَاَتْبَعْنَاهُ بِالنُّوْرِ وَاَلْحِقْنَاهُ وَصَيَّرْنَاهُ نُوْرًا مَحْضًا.

یعنی: وہ نفسانی خواہشات سے فانی تھا، پس ہم نے اسے اس روشنی کی پیروی میں لگا دیا اور اس سے جوڑ دیا اور اسے محض نور میں بدل ڈالا۔

اس زمانے میں نور نور کو پہنچتا ہے اور یہ آدمی دین کے بادشاہوں (میں) سے ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کا فکر و اندیشہ سب آخرت کے لیے ہوتا ہے:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، دیکھئے اب کسے دیتے ہیں۔

اَلدَّاعِيْ فَدُوْعِيْ. یعنی: دعوت دینے والا اور جس کو دعوت دی جائے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ. (سورۃ ہود، آیت:۸۸)

یعنی: مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔

اور آدمی حرص و ہوا سے دور رہتا ہے۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس:

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: توفیق و سعادت کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے (اور) کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا۔ سواروں کو کیا ہوا؟

مکتوب نمبر ۲۴

مخدوم زادہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بِاِسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ.

یعنی: شروع اللہ سبحانہٗ کے نام سے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اُس کے رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر (درود و) سلام ہو۔

(آپ کا) مکتوب شریف موصول ہوا، (یہ) خوشیوں کا ذریعہ بنا اور اس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طلب اور یاد میں رہنا چاہیے اور بندگی کے درجات میں اضافہ ہونا چاہیے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ، فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَآءٍ خَيْرٍ مِنْهُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ بَآءً وَمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ آتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.
(صحیح البخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، مسند احمد، جلد۲: ۳۱۵،۴: ۱۰۶؛ فتح الباری جلد۳: ۳۸۴)

یعنی: اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اس کو یاد کرتا ہوں، اور جب ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں ایک گز اُس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

مختصر یہ کہ اس طرف سے سب رحمت ہے، لہٰذا اس گناہگار جیسا شخص پروردگار کی اس سب بزرگی کا امیدوار ہے؟ اگر میں اس کی شرح کہوں تو حد سے زیادہ ہوگی، نہیں بلکہ وہ گفتگو کی مانند ہے، بلکہ وہ چھپانے کے لائق اسرار میں سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ''لَوْ اَظْهَرْتُ لَقُطِعَ الْحُلْقُوْمُ'' (یعنی: اگر میں اس کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے) اس حال کا نشان ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ كَلَّ لِسَانُهٗ (اسرار المرفوعہ،

ص ۳۵۱۔یعنی: جس نے اپنے رب کی معرفت پائی اس کی زبان گونگی ہوگئی) بھی اس کی دلیل ہے اور اس پر پکڑ نہیں ہے۔اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ مِنۡ قَوۡلٍ بِلَا عَمَلٍ. یعنی: ایسی بات کہنے سے جس پر میرا عمل نہ ہو، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ہمیشہ اپنے حالات سے آگاہ فرمایا کریں اور دعا سے نہ بھلائیں۔وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۵

فضائل اور کمالات کے حامل قاضی شیخ الاسلام (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسۡمِہٖ سُبۡحَانَہٗ اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا اِلَی الۡاِسۡلَامِ وَجَعَلۡنَا مِنۡ اُمَّۃِ سَیِّدِالۡاَنَامِ مُحَمَّدٍ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ. اَمَّابَعۡدُ فَسَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

یعنی: شروع اللہ سبحانہٗ کے نام سے۔سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت بخشی اور ہمیں انسانوں کے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں سے بنایا۔اس کے بعد آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں۔

جہان کے پیشوا قاضی صاحب کے صحیفہ گرامی اور مکتوب شریف کی وصولی کا شرف حاصل ہوا اور اس کے مبارک ترین مضامین دل وجان میں پیوست ہوگئے۔عَظَّمَ اللّٰہُ اَجۡرَکُمۡ وَرَفَعَ قَدۡرَکُمۡ حُکۡمَکُمۡ عَلَی الرَّاسِ وَالۡعَیۡنِ وَنَحۡنُ فِیۡ کَمَالِ النَّقۡصِ وَالشَّیۡنِ. یعنی: اللہ آپ کا اجر بزرگ بنائے اور آپ کے مرتبے کو بلند فرمائے۔آپ کا حکم سر آنکھوں پر اور ہم نقص اور عیب کے کمال میں ہیں۔

وہاں یہ سب ہدایت وارشاد اور ہم سے سراسر اطاعت اور فرمانبرداری۔لیکن یہ حقیر کچھ نہ جاننے والا اس اور اس کے پڑھانے سے محروم ہے۔گناہوں اور جرائم میں گرفتار عاصی کو اپنے معاصی کا بہت زیادہ فکر ہے کہ کل جبار اور مولیٰ (تعالیٰ) کے ساتھ واسطہ (ہے، لہٰذا) گناہگار کے لیے اسرار کی آگاہی اور انوار کے کشف سے زیادہ بہتر توبہ، استغفار اور

سحری کا رونا ہے۔ ہائے افسوس! حساب اور کتاب کے وقت کی نزدیکی۔ وَنَحْنُ فِيْ كَمَالِ الْغَفْلَةِ وَالْاَدْبَار، فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ. (سورۃ الحشر، آیت:۲) یعنی: اور ہم کمالِ غفلت اور بدنصیبی کا شکار (ہیں)۔ پس اے آنکھوں والو! عبرت پکڑو۔

فقیر عمر بھر ان امور کے درس میں مشغول نہیں ہوا اور (نہ ہی) ان کو لوگوں میں بیان کیا ہے۔ جب بشری عوارض کی بنا پر ضروری امور کے درس سے محتاج رہا تو پھر دوسرے امور میں (درس دینا) کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ (فقیر) نامعلوم عرصے سے (اپنی) استعداد بڑھانے کے لیے، فرزندوں، فضلاء اور درویشوں کی ایک دوسری جماعت کے ساتھ مل کر سیّدانام (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کلام (شریف) صحیح بخاری مع شروح و حواشی کے درس میں مشغول ہے اور اس کو بھی حال کی بہت زیادہ پریشانی اور سراسر وَبال کے ساتھ ہر روز انجام دے سکتا ہے۔ کبھی اس میں مشغول ہے اور کبھی (اپنے) عیوب کو دیکھنے میں گرفتار اور مبتلا ہے۔ کسی کے ساتھ میل جول کا معاملہ بہت کم رکھتا ہے اور خود کو سب سے بدتر سمجھتا ہے۔ میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی کم ہوں:

من ہیچ وکم ز ہیچ ہم بسیارے
وز ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

یعنی: میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی زیادہ کم ہوں، اور جو کچھ سے بھی زیادہ کم ہو وہ کسی کام نہیں آتا۔

دوسرا یہ کہ خود صحیح ارادہ نہیں رکھتا، کسی اور کو کس طرح اپنا مرید بنائے۔ یہ مثال مشہور ہے کہ رنگ کرنے والا اپنی داڑھی میں گرفتار ہے، لیکن اس فقیر کے دوست اور احباب ان امور کی اصلاً گفتگو نہیں کرتے، بلکہ اکثر ان کو نہیں جانتے۔ اگر فرض کیا کہ کوئی اس سے واقف ہے تو وہ صاحبِ کلام کے علم، آگاہی اور ارشاد کی وجہ سے اہلِ حق کے اعتقاد پر راسخ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے تمام اہلِ طریقت استقامت کے مرکز اور اہلِ سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت (قدم) ہیں اور شک وشبہ کے مراحل سے سب کو راہِ حق کی طرف بلاتے ہیں اور بدعتیوں کو بھگا دیتے ہیں۔ یہ مطلب پوشیدہ نہیں ہے، بلکہ جہاں میں ظاہر ہے۔ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے: هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (سورۃ یوسف، آیت:۱۰۸) یعنی: فرما دیں میرا رَستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر، میں بھی (لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

کلام کی اطاعت سے مقصود الزام کو دُور کرنا ہے۔ عقائد اسلام میں نہ صرف تمام احوال واستقامت کی دعوت (دی جاتی ہے)، بلکہ تمام گناہوں اور جرائم سے بچنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ فَاِنَّهٗ مِمَّا تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامِ وَيَتَحَيَّرُ فِيْهِ الْاَفْهَامِ. یعنی: پس یہ ان چیزوں میں سے، جس میں قدم ڈگمگا جائیں اور جس میں عقلیں حیران ہو جائیں۔

خاص کر یہ کام سے دور، بندہ اس بارے میں پروردگار سے کمال شرمندہ ہے، لیکن وہ کریم، پروردگار اور بخشنے والا ہے۔

میرے مخدوم! مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ. (جامع الترمذی، نمبر ۱۹۵۵ء، مسند احمد بن حنبل، جلد۲: ۲۵۸، ۳: ۳۲)

یعنی: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

اس طریقے کے بزرگوں، خاص کر جد بزرگوار کی وصیت یونہی ہے۔ درحقیقت ایسے ہی ہے، کیونکہ کام کا دارومدار اوّلین اور آخرین کے سردار (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلّم کی کامل اتباع پر اور اہلِ سنت و جماعت کے طریقے کو لازم پکڑنے اور بدعت کی برائی سے کامل پرہیز کرنے میں ہے۔ (یہ بزرگ) ہزاروں مواجید، احوال، کشوف اور کرامتوں کو اتباع (سنت) اور التزامِ (اہلِ سنت و جماعت) کے بغیر وَبال اور گمراہی سمجھتے ہیں اور ان کو باطل اور استدراج خیال کرتے ہیں۔ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ. یعنی: حق یہی ہے، پس حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا ہے۔ (بہت) محال ہے:

محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پئے مصطفیٰ

یعنی: سعدی محال ہے کہ (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کے بغیر راہِ صفا طے ہو سکے۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر بہت بلند درود و سلام ہو۔

کتب و رسائل ان امور سے بھرے پڑے ہیں اور جہان میں (یہ) معروف و مشہور (ہیں)۔ مختصر یہ کہ ان کے ارشاد کے نور سے جہان پھلدار بنتا ہے اور (حضرت) احمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جمال کا عشق کمال پر پہنچ جاتا ہے۔

انہوں نے خود کو دینِ محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا فدا بنالیا ہے، کیونکہ (وہ) ادنیٰ صحابیؓ کو اُمت کے تمام اولیاء سے افضل سمجھتے ہیں اور خیر البشر (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت کی فضیلت کے برابر کسی چیز کو نہیں جانتے، (پھر) انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسّلام) اور خاص کر اُن بزرگانِ عظام کے سردار (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) تک کون پہنچ سکتا ہے:

در قافلہ کہ اوست دانم نہ رسم
اے بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

یعنی: جس قافلے میں محبوب ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہیں پہنچ سکتا، اے (مخاطب)! بس دور سے مجھے گھنٹی کی آواز آ رہی ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے:

محمدؐ عربی کآبروئے ہر دو سراست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سر او

یعنی: عرب کے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) جو دونوں جہان کی آبرو ہیں، اس آدمی کے سر پر خاک ہو جو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے دَر کی خاک نہیں ہے۔

جَزَاهُ اللّٰهُ عَنِ الطَّالِبِيْنَ خَيْرَ الْجَزَآء.

یعنی: اللہ تعالیٰ طالبین کی طرف سے (اس شاعر کو) بھلی جزا دے۔

غَایَةُ مَا فِی الْبَابِ. یعنی: اس بارے میں یہی کافی ہے۔

اگر ایک حال کے تقاضا سے اور قلت اور ندرت کی بنا پر اُن سے کوئی کلمہ صادر بھی ہوا ہے تو انہوں نے آگاہ ہونے پر اس کا حل نکالا ہے اور حق کے راستے سے ارشاد فرمایا ہے۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی النَّاظِرِیْنَ فِیْ کَلَامِهٖ قُدِّسَ سِرُّهٗ. یعنی: جیسا کہ ان (حضرت مجدد الف ثانی) قدس سرہٗ کے کلام کو دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

پس جب صاحب کلام خود مقصد کو بیان کر دے تو پھر شک وشبہ کی گنجائش کہاں رہتی ہے؟ وَمَا ذٰلِکَ شَوَاهِدٌ. یعنی: اور اس کے شواہد نہیں ہیں۔ اس کے ظاہر کے مطابق نورانی شریعت کی کتابوں میں بے تکلف بہت کچھ موجود ہے اور اس کے موافق ملتِ بیضا کے اصول سے ظاہر ہے۔ وَهُوَ هٰذَا عَلَی الْعَالِمِ الْیَقِیْنِ وَالْمُتَتَبِّعِ الْفَطِیْنِ.

یعنی: اور وہ یہ ہے جو عالم کے لیے یقین ہے اور تابع دار ذہین ہے۔

چونکہ یہ مکتوب اس کے تذکرے کی گنجائش نہیں رکھتا تھا، (لہٰذا) اس کو آپ کے وفورِ عالم پر چھوڑ دیا ہے اور منع نہیں کیا۔

اگر اشارہ ہو تو (اس کو) تحقیق اور تفصیل سے لکھ کر (آپ کی) خدمت مبارک میں بھیج دوں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْهِ التُّکْلَانُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْعَلَّامِ. (صحیح البخاری، ۱:۱۵۹؛ مسند احمد بن حنبل، ۲:۵۲۰)

یعنی: اور اللہ سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو عالی شان، عظمت والا (اور) بڑا دانا ہے۔

باقی یہ کہ اس بارے میں تحریفات ومفتریات (مضمون میں کی گئی تبدیلیاں اور جھوٹی گھڑی گئی باتیں) ہیں، اس کا ذمہ دار ان کلمات میں تبدیلی کرنے والا اور جھوٹ گھڑنے والا آدمی ہے۔ درحقیقت جو رسالہ اس جماعت کی طرف منسوب ہے، وہ سب کمزور اور مجہول ہے اور مؤلف کے مطابق یہ اسی مشہور مثال کی مانند ہے: مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ وَصَنَّفَ فِیْهِ کِتَابًا فَکَیْفَ یَعْرِفُ هُوَ دَقَائِقَ الْعِلْمِ سَوَالًا وَ جَوَابًا بِتَعْیِیْبٍ وَ تَنْقِیْصٍ.

یعنی: جو کسی فن کو نہ جانتا ہو اور اس میں کتاب لکھے، وہ اس میں عیب نکالنے کے حوالے سے علم کی باریکیاں سوالاً جواباً کیسے سمجھے گا؟

دوسرا اگرچہ حرام ہے، لیکن (آیۃ) کریمہ: لَایُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ. (سورۃ النساء، آیت:۱۴۸) یعنی: اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی علانیہ برا کہے، مگر وہ جو مظلوم ہو۔ کسی کتاب میں ہے۔

مختصر یہ ہے کہ جو کچھ اللہ جل وعلا کے لیے ہے وہ (سب) بھلا اور شفا ہے اور جو کچھ بدخواہ نفس کے لیے ہے وہ (تمام) رنج اور مصیبت ہے۔ اس جماعت پر حیرانگی ہے جس نے اشتباہ والے مقام کو اپنی تحریفات کے ساتھ اپنی سمجھ کے مطابق نقل کیا ہے اور صاحبِ کلام کے جوابات سے زبان کو بند رکھا اور قلم کو توڑ دیا ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰی. (صحیح البخاری، ص۱)

یعنی: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے نیت کی۔

ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی. (سورۃ النجم، آیت:۳۲) یعنی: جو پرہیزگار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے۔

کلام میں توجیہات کا باب نہ بعید ہے اور نہ عجیب اور ظاہر مطلب سے صرف (نظر) نہ نئی بات ہے اور نہ غریب، بلکہ وہ کلامِ الٰہی اور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث میں بھی بہت ہے، کیونکہ اس کو ظاہر عبارت پر محمول کرنا دُشوار ہے۔ مشائخ طریقت کے کلام میں اس کی بے شمار توجیہ وتاویل کمالِ ایمان میں سے ہے۔ نصِ قرآن میں (یہ) آیت کریمہ ہے: یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا لا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا. (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۶) یعنی: اس سے (اللہ) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے۔

فَاخْتِیَارُ طَرِیْقَۃِ التَّوْجِیْہِ وَالتَّاوِیْلِ ھُوَ طَرِیْقَۃُ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَالْعُلَمَآءِ الرَّاسِخِیْنَ. یعنی: پس اس کو توجیہ وتاویل کے طریقے میں اختیار کیا گیا ہے یہ طریقہ سلف صالحین اور راسخ علماء کا ہے۔

بہرحال مطلب سمجھنے اور کلام کی توجیہ کرنے میں ہر آدمی کا علم اس کے احوال کے لیے کافی ہے، اگر وہ علم وصلاح سے موصوف اور معروف ہے تو اس کے لیے کلام کی اصلاح (کرنا) محمود اور مرغوب ہے اور اگر وہ ارباب جہالت وفساد میں ہے تو وہ (نیک) لوگوں کا انکار کرنے والا ہے۔ یہ چیز اقوال واطوار کی پیروی اور آثار کا مشاہدہ (ہے)۔ ہر آدمی کی اتباع مخفی اور پنہاں ہے۔ (حضرت) ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی فقاہت اور بعض گذشتہ اولیاء کی ولایت کی یہ نشانیاں ظاہر اور عیاں ہیں: فَمِنْ تِلْكَ الْاَحَادِيْثُ الْمَحْمُوْلَةَ عَلَى التَّوْجِيْهِ وَالتَّاوِيْلِ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَادٰى وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَ فِيْ لَاُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلَهُ تَرَدَّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَائَتَهُ وَلَا بُدَّلَهُ مِنْهُ. (صحیح البخاری، نمبر ۶۵۰۲، کتاب الرقاق، باب التواضع، ص ۱۱۲۷؛ مسند احمد، جلد ۶: ۲۵۶)

یعنی: ان احادیث میں سے جو توجیہ وتاویل پر محمول ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمان بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اس کو یہ خبر کیے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں ہے، جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نوافل ادا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس

کو پناہ دیتا ہوں۔ اور میں جس کام کو کرنے والا ہوں، اُس کے کرنے میں مجھے تردّد نہیں ہوتا جس قدر مجھے نفسِ مومن سے تردّد ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کے برا سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

اے میرے مخدوم! اس فقیر نے جد بزرگوار کے کلام سے بہت انوار سے لبریز فقروں میں سے چند فقرے الگ کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت شریف میں بھیجے ہیں، خدا کے لیے ان کو مطالعہ کریں اور قیاس فرمائیں اور اپنے خدمت گزاروں کی نظر میں پیش کریں۔

اَلْقَلِيْلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيْرِ وَالْقَطْرَةُ تُنْبِیءُ عَلَى الْبَحْرِ الْغَدِيْرِ.

یعنی: تھوڑا کثرت پر دلالت کرتا ہے اور قطرے سے گہرا سمندر بنتا ہے۔

میرے مشفق! ضرورت کے تقاضا اور تہمت کو دفع کرنے کے لیے اس سب طوالت کی جراٴت کی ہے (امید ہے) آپ معذور فرمائیں گے۔ **اَلْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ.** یعنی: کریم لوگوں کے ہاں عذر قبول ہوتا ہے:

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے عشق کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۶

بلند شان خان، مکرم خان (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام کے بعد۔

سعادت کی علامت مکرم خان اور (میرے) مہربان **سَلَّمَهُ الْمَنَّان** سے التماس ہے کہ آپ کے مکتوب شریف نے شرف بخشا اور اس کے مبارک مضامین سے آگاہی ہوئی۔

آپ نے ظل الرحمٰن (بادشاہ) کی عنایت سے جو کچھ لکھا تھا، اس کام سے دوراور زمانے کے شرمندہ فقیر کے لیے افتخار کا سبب بنا اور ان حضرت کی مرضی کے اختیار کو اپنی سعادت سمجھ کر خود کو مسلوب الاختیار (جس سے اختیار چھن گئے ہوں) بنایا اور اختیار کی لگام ان حضرت کے حوالے کردی۔ رَأْسُ الْجَمِيْلُ جَمِيْلٌ كَيْفَ الْجَمِيْلُ وَهُوَ اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ مُحيُّ السُّنَّةِ وَالدِّيْنِ كَهْفِ الْعُلَمَآءِ وَالصَّالِحِيْنِ لَازَالَ وَجِيْهًا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَرَأْسَ الْقَبِيْحُ قَبِيْحٌ كَيْفَ الْقَبِيْحُ وَهُوَ شَرُّالْعَالَمِيْنَ وَبِئْسَ الْقَرِيْنَ.

یعنی: خوبصورت سردار خوبصورت ہوتا ہے، کیسا خوبصورت! وہ مسلمانوں کے امام، سنت اور دین کو زندہ کرنے والے ہیں۔ علماء وصلحاء کے لیے غار (جائے پناہ) ہیں۔ پروردگار عالمین کے ہاں ان کی وجاہت ہمیشہ قائم رہے، اور نازیبا سردار نازیبا ہوتا ہے، کیسا نازیبا! وہ جہانوں کے لیے شر اور بُرا ساتھی ہے۔

(فقیر) اپنی برائی سے کیا عرض کرے؟ کیونکہ اس سے برائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس کی نیکی شر کو بڑھاتی ہے۔ اس کی برائی سے کیا بیان کیا جائے؟ ہائے افسوس! اس قسم کے آدمی کے حال اور آرزو پر جو سب سے زیادہ بُرا ہے۔ ہائے افسوس! اس نے آخرت کا سامان تیار نہیں کیا اور سب حرص و ہوا میں مشغول رہا۔ جس شخص کے سامنے جلانے والی آگ ہو جو گوشت و پوست کو جلا ڈالے گی، وہ کس طرح (اللہ کے سوا) دوسروں سے لَو لگا سکتا ہے؟ اور کس طرح قرار و آرام پا سکتا ہے؟ اور کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا پیش کرے، مگر یہ کہ قرآن و حدیث سے کچھ پڑھے: قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ. (سورۃ الزمر، آیت: ۲۲)

یعنی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف روشنی پر ہو۔''

قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ كَيْفَ يَشْرَحُ صَدْرَهٗ، فَقَالَ نُوْرٌ يَّقْذِفُهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ فَيَشْرَحُ لَهٗ وَيَفْسَحُ، فَقَالُوْا فَهَلْ لِذٰلِكَ اَمَارَةٌ يُعْرَفُ بِهَا، فَقَالَ نَعَمْ اَلْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ

الْـخُـلْدِ وَالتَّجَافِيْ عَنْ دَارَالْـغُـرُوْرِ وَالْاِسْـتِـعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ. (شرح السنۃ، ۱۴:۲۲۱)

یعنی: مفسرین کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا گیا کہ اس (آدمی) کا سینہ کیسے کھلتا ہے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ایک نور ڈالتا ہے، جو اس کو کھول دیتا ہے تو اس میں کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے یہ پہچانا جائے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ہاں! ہمیشہ کے گھر (آخرت) کی طرف رجوع کرنا، فریب کے گھر (دنیا) سے دوری اختیار کرنا اور موت کے نازل ہونے سے پہلے اس کی استعداد (حاصل کرنا)۔

شرح صدر کی حقیقت نور کا ظاہر ہونا فرمائی، (اس کی) نشانی ہمیشہ کے گھر کی جانب دھیان و رجوع، فریب کے گھر سے دوری و منہ موڑنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کی استعداد (پیدا کرنا) بیان فرمائی۔ جب وہ نور سینہ میں اترتا ہے، بندے کو مکمل طور مولیٰ (تعالیٰ) جل وعلا کے راستے پر لے آتا ہے اور ماسویٰ (اللہ) سے آزادی دلاتا ہے۔ اس کے ظہور سے سینہ یوں کھلتا اور کشادہ ہوتا ہے کہ اس کے پہلو میں آسمان اور زمینیں محو اور متلاشی ہو جاتے ہیں۔ اس مقام پر (اس) حدیث قدسی (کی حقیقت) ظاہر ہوتی ہے:

لَایُسَـعُـنِـیْ اَرْضِـیْ وَلَاسَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسَعُنِیْ فِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ.
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد۹: ۳۹۴)

یعنی: میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا، لیکن اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔

اور (اس آیت) کریمہ پر عمل ہوتا ہے: ''اَوَ مَـنْ كَـانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا. ''(سورۃ الانعام، آیت: ۱۲۲) فَـانِيًـا عَنِ الـصِّـفَـاتِ الـنَّـفْسَانِيَّةِ اَوَمَنْ مَيْتًا فَاَبْقَيْنٰهُ النُّوْرَ الْحَقَّانِيْ وَصَيَّرْنَاهُ نُوْرًا مَحْضًا.

یعنی: بھلا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لیے نور بنا دیا۔ وہ

نفسانی صفات سے مردہ ہو جاتا ہے، جو پہلے مردہ تھا، اب وہ نورِ حقانی سے باقی بن گیا اور ہم نے اسے محض نور میں بدل ڈالا۔

اس وقت نور نور تک پہنچتا ہے اور یہ شخص مقربین میں سے بن جاتا ہے۔ اس وقت دین کا تمام فکر و اندیشہ آخرت کے لیے ہو جاتا ہے اور وہ ہوس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ روح و ریحان کا مستحق بن جاتا ہے اور (اس آیت کریمہ) کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (سورۃ یونس، آیت: ۶۲)

یعنی: سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے:

ع — این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ کام دولت کا ہے، اب دیکھئے کس کو دیتے ہیں۔

(یہ) حدیث ان پر صادق ہے: ''هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ'' یعنی: یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

فرشتے آسمان سے ان کے طواف کے لیے نازل ہوتے ہیں۔ كُلُّ ذٰلِكَ مَنُوْطٌ بِمُتَابِعَتِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ حَبِيْبُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی: یہ سب اوّلین و آخرین کے سردار، پروردگار عالمین کے حبیب (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت سے وابستہ ہے۔ شعر:

محال است سعدی کہ راہِ صفا
توان رفت جز در پئے مصطفیٰ

یعنی: سعدی محال ہے کہ (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کے بغیر راہِ صفا طے کیا جا سکے۔

فَعَلَيْكُمْ بِاتِّبَاعِهٖ وَاقْتِفَآءِ آثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ.

یعنی: پس آپ پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آثار (اسوۂ حسنہ) کی اتباع اور پیروی کرنا لازم ہے۔

لہٰذا یہ لوگوں میں سب سے کمترین سیّد انام (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کلام سے سعادت پانے کے لیے اپنے فرزندوں، فضلاء اور درویشوں کی ایک اور جماعت کے ساتھ ایک مدت سے صحیح بخاری، اس کی شروح اور حواشی کے درس میں کبھی کبھی مشغول ہے۔ اس کے دوران عجیب تحقیقات اور نرالی تدقیقات ظاہر ہوتی ہیں، لیکن اس کی توفیق نہیں ملتی اور خود کو اس قابل نہیں سمجھتا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ. (سورۃ ہود، آیت: ۸۸)

یعنی: مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ہائے افسوس!

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: سعادت کی توفیق کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا، سواروں کو کیا ہوا؟

مکتوب نمبر ۲۷

ذیشان خان، عاقل خان کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

میرے مکرم! ایک مدت ہوئی کہ فقیر کو آپ کی بابرکت ہستی کے نیک آرزو حالات کی اطلاع نہیں ہے۔ سلامت رہیں اور سلامتی کو حق (تعالیٰ) کی اطاعت اور یاد میں تصور فرمائیں۔ کام (کرنے) کا وقت ہے، کیونکہ کل جبار (اللہ تعالیٰ) سے معاملہ ہے۔ بندگی

(کرنے) کا وقت ہے، کیونکہ کل (قیامت کو) شرمندگی کا خوف ہے۔ طرح طرح کے عذاب سامنے (ہیں)، سکون و آرام کس کو؟ مذہب کی رُو سے آرام رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی یاد میں ہے، کیونکہ وہ اس طرح کے ورود کا سبب ہے:

- ذِکْرُ اللّٰہِ دَوَاءٌ وَّ شِفَاءٌ. (اتحاف، جلد۴: ۱۸۸، کنز العمال، نمبر ۱۷۵۱) یعنی: اللہ کا ذکر دوا اور شفا ہے۔
- اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ وَلَنَا فِیْھَا طَاعَۃٌ. (اسرار المرفوعہ، ص ۱۹۹) یعنی: دنیا گھڑی بھر ہے اور اس میں ہمارے اطاعت (کرنا واجب) ہے۔
- اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا صَوْمٌ. یعنی: دنیا ایک دن ہے اور ہمارے لیے اس کا روزہ ہے۔
توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہمارا نفس سراسر بلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ اور سب سے بھلا ہے۔

میرے مشفق اور خوش بخت! حاجی عوض (رحمۃ اللہ علیہ) زمانے کے نیک لوگوں میں سے ایک ہے، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وہ صوبہ کابل میں امیر خان کے ہمراہ رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس صوبے میں آئے۔ مدینہ (منورہ) اور بطحا کے راستے سے داخل ہوگا اور جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس میں مشغول ہونا چاہتا ہے۔ توقع ہے کہ اس کی حقیقت (عرضی) آپ کے (حضور) معلیٰ میں پہنچے گی، تا کہ وہ جب چاہے صوبے کے حاکم (اعلیٰ) سے راہداری پائے اور آخرت کے کام میں مشغول ہو جائے۔ اگرچہ اس کا اِس صوبے میں ہونا ضروری ہے، لیکن وہ درگاہ پروردگار (میں رہنے کی) آرزو رکھتا ہے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۸

مخدوم زادہ شیخ محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

سعادت مند بیٹے! اس زخمی دل فقیر کی جانب سے سلام پڑھیں اور (فقیر کو) مشتاق سمجھیں۔ زخمی دل کیوں نہ ہو کہ قبر اور قیامت سامنے رکھتا ہے۔ کس طرح قرار اور آرام ہو

کہ (معلوم نہیں) کل کہاں مسکن اور ٹھکانا ہو؟ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۸۵)

یعنی: جو شخص آتش جہنم سے دور کیا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا۔

عمل کا وقت ہے، نہ کہ حرص اور لمبی آرزوؤں کا! وقت کام کا ہے، کھانے اور سونے کا موسم نہیں! کل عمل کا پوچھیں گے، فرزند اور مال کا نہیں! يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. (سورۃ الشعراء، آیت: ۸۸-۸۹)

یعنی: جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے، ہاں! جو شخص اللہ کے ہاں پاک دل لے کر آیا (وہ) بچ جائے گا۔

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ لا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (سورۃ حم السجدۃ، آیت: ۴۰)

یعنی: جو چاہو سو کرلو، جو کچھ تم کرتے ہو وہ (اللہ) اس کو دیکھ رہا ہے:

ہائے افسوس!

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: توفیقِ سعادت کی گیند میدان میں ڈال دی گئی ہے، کوئی شخص میدان میں نہیں اترتا، سواروں کو کیا ہوا؟ ایک مدت ہوئی کہ اس فرزند سے (کچھ) معلوم نہیں۔ اے اللہ! وہ جہاں ہے تو اسے خوش رکھ۔ اَلسَّلَامَةُ فِيْ اِدَامِ الطَّاعَةِ وَفِي الْاِقْبَالِ عَلَى الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ. (صحیح البخاری، ص ۱۱۱۳) اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ. لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ. (سورۃ النجم، آیت: ۵۷-۵۸) نَحْمَدُهٗ وَهُوَ بِالْحَمْدِ حَقِيْقٌ وَنُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ بِهٖ يَلِيْقُ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَهْلِ الْفَضْلِ عَلَى التَّحْقِيْقِ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَلِيْفِهٖ وَهُوَ بِالْاِسْلَامِ.

یعنی: سلامتی ہمیشہ کی اطاعت اور آخرت کی جانب رجوع کرنے میں ہے، اے اللہ! آخرت کے عیش کے سوا کوئی عیش نہیں۔ آنے والی (یعنی قیامت) قریب آ پہنچی، اس (دن کی تکلیفوں) کو اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکے گا۔ ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں اور اس کی ستائش سچ ہے اور ہم اس کے رسول (مقبول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود بھیجتے ہیں اور وہ درود کے لائق ہیں اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) اور صحابہ (کرامؓ) جو تحقیق کے ساتھ اہلِ فضل ہیں اور اس کے اس کے خلیفہ (بادشاہِ وقت) پر سلام ہو جو اِسلام پر (قائم) ہے۔

مکتوب نمبر ۲۹

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کے نام تحریر فرمایا۔

میرے قبلہ گاہ! فقیر زادے آپ کی سعادت سے لبریز خدمت میں حاضری کا عزم رکھتے تھے۔ اس فقیر سراپا تقصیر نے بھی رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی حدیث مبارک اور چند دوسرے بے ربط کلمات لکھ کر اپنی دعا گوئی کا اظہار کیا ہے۔ وَاللّٰـهُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَيْهِ التُّكْلَانُ.

یعنی: اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اُسی پر بھروسہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَمَسَاكِنُ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْرٌ فِى الْجَنَّةِ مِنْ لُؤْلُؤٍ فِيْهَا سَبْعُوْنَ دَارًا مِنْ يَاقُوْتٍ حَمْرَاءَ فِيْ كُلِّ دَارٍ سَبْعُوْنَ بَيْتًا مِنْ زَمُرَّدٍ خَضْرَاءَ فِيْ كُلِّ بَيْتٍ سَبْعُوْنَ سَرِيْرًا عَلٰى كُلِّ سَرِيْرٍ سَبْعُوْنَ فِرَاشًا مِنْ كُلِّ لَوْنٍ عَلٰى كُلِّ فِرَاشٍ اِمْرَأَةٌ فِيْ كُلِّ بَيْتٍ سَبْعُوْنَ مَائِدَةً سَبْعُوْنَ لَوْنًا مِنْ طَعَامٍ فِيْ كُلِّ بَيْتٍ سَبْعُوْنَ وَصِيْفًا وَ وَصِيْفَةً يُعْطَى الْمُؤْمِنُ الْقُوَّةَ مَايُعْطٰى عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهِ فِيْ غَدَاةٍ وَّاحِدَةٍ. (رواہ الطبرانی وبیہقی؛ دیکھئے: ترغیب، ۴: ۵۱۷؛ موضوعات، ۳: ۲۵۳)

یعنی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اللہ تعالیٰ کے قول اور بہشت بریں کے پاکیزہ گھروں کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک گراں بہا موتیوں کا محل ہے، جس میں سرخ یاقوت کے ستّر گھر ہیں۔ (پھر) ہر گھر میں سبز زمرد کے ستّر گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستّر تخت ہیں۔ ہر تخت پر ہر رنگ کے ستّر قالین ہیں۔ ہر گھر میں ایک عورت ہے۔ ستّر طرح کے ستّر کھانے ہیں۔ ہر گھر میں ستّر خادم اور ستّر نوکرانیاں ہیں۔ موت کو ایسی قوت دی جاتی ہے جو اُس پر ان سب کو نہیں دی جاتی ایک ایک صبح میں۔

وَعَنْ سويد ابنِ غفلة، قَالَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ تَنسٰى اَهْلَ النَّارُ جَعَلَ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ صُنْدُوْقٌ فِيْ صُنْدُوْقٍ عَلٰى قَدْرِهِ مِنْ نَّارٍ ثُمَّ تَصَدَّمَ تُقْفَلُ مِنْ نَّارٍ ثُمَّ يَجْعَلُ ذٰلِكَ الصُّنْدُوْقُ فِيْ صُنْدُوْقٍ مِنْ نَّارٍ ثُمَّ تَصَدَّمَ بَيْنَهُمَا نَارٌ. ثُمَّ يَقْفَلَ ثُمَّ يَنْقٰى اَوْ يَطْرَحُ فِي النَّارِ فَكَذٰلِكَ قَوْلَهُ تَعَالٰى لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ. (سورۃ الزمر، آیت:۱۶؛ رواہ البیہقی) اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ ذٰلِكَ.

یعنی: اور حضرت سوید بن غفلہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اہلِ جہنم کو جہنم میں ڈالنا چاہے گا تو اُن میں سے ہر آدمی کے لیے اس کے وجود کے مطابق آگ کا ایک صندوق بنایا جائے گا۔ پھر اُس کو آگ کے تالوں میں سے ایک تالا لگائے گا۔ پھر اُس صندوق کو آگ کے ایک صندوق میں رکھے گا اور اُس میں آگ بھرے گا اور اُس کو تالا لگائے گا۔ پھر اُسے الگ کر لے گا یا آگ میں ڈال دے گا۔

ہائے افسوس! جب کام کی حالت ایسی اور ویسی ہے تو پھر ہم غافلوں کو ایسا اور ویسا فکر کیوں نہیں ہے؟ اور کس طرح آرام اور سکون ہے؟ اور کس طرح جان بدن کی رفیق ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کی وعیدیں کانوں میں نہیں ہیں؟ قرآن مجید نے جو خوف دلایا ہے، وہ سب فراموش ہو گیا ہے؟ ہرگز نہیں! جلانے والی آگ کمال جوش وخروش میں ہے اور نادانوں کے

لیے طبق (تھال) اور سر پوش (ڈھکن) ہے اور سب لوگ اس کی ہیبت سے بے خود اور بے ہوش ہیں۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَتَرَی النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ. (سورۃ الحج، آیت:۲)

یعنی: اور لوگ تجھ کو مست نظر آئیں گے، مگر وہ مست نہیں ہوں گے، بلکہ (عذاب دیکھ کر) مدہوش ہو رہے ہوں گے۔

لیکن اولیاء اور مقربین (درگاہِ الٰہی) اس سے دور ہوں گے۔ یہ (آیتِ) کریمہ اس پر گواہ اور دلیل ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى لا اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ. (سورۃ الانبیاء: آیت:۱۰۱)

یعنی: جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے، وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔

اور یہ آیات مبارکہ بھی اس کی راہنمائی کرنے والی اور راستہ دکھانے والی ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (سورۃ یونس، آیت: ۶۲)

یعنی: سن لو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ. فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ لا وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ. (سورۃ الواقعہ، آیت:۸۸-۸۹)

یعنی: پھر اگر وہ (اللہ تعالیٰ کے) مقربوں میں سے ہے تو (اس کے لیے) آرام اور خوشبودار پھول اور جنت کے باغ ہیں۔

الٰہی! تیری رحمت عام ہے اور ہم گناہگاروں کو پوری طرح ہزاروں امیدیں ہیں۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۳۰

یہ بھی دین کے محافظ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے قبلہ گاہ اور عالم پناہ! یہ دعا گو اپنے فرزند شیخ محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کو راہِ حقیقت کے تمام سالکین سے اور اللہ تعالیٰ و تقدس کی باعظمت درگاہ کے مقبولوں میں سے سمجھتا ہے، جو چھوٹی عمر سے اب تک اپنے بزرگوں کی صفات پر مستقیم اور اَذکار و مراقبات اور اشواق واذواق میں ہمیشہ مشغول اور داعوات پر قبولیت کا رفیق ہے، اس کے علاوہ وہ مسافرت و مسکینی اور عاجزی اور درگزر میں بے نظیر ہے۔ بہر حال موروثی دعا گو ہے اور دل وجان سے آپ کا مخلص اور عنایات کے لائق اور کرامات کا مستحق ہے:

هَنِيْئًا لِّاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا
وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

یعنی: اربابِ نعمت کو اُن کی نعمتیں مبارک ہوں اور عاشقِ مسکین کو دَرد وغم کے گھونٹ نصیب ہوں۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۳۱

سرداری کی پناہ (اور) بلند شان والے سیف خان (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے ہیں اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

ایک بزرگ نے فرمایا ہے: اِنْ اَرَدْتَّ السَّلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکَرَامَۃَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ اور اس سے ہاتھ دھو اور اگر تو کرامت (بزرگی) چاہتا ہے تو آخرت کو بھی الوداع کہہ اور اللہ جل وعلا کے ساتھ آخرت کو طلب کر جو کہ ضروری ہے۔

لیکن اگر (دنیا) اپنے لیے ہے تو وہ بھی تقویٰ اور زُہد سے وابستہ ہے اور اگر مولیٰ (تعالیٰ) کے لیے ہے تو وہ اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ یہ مقربین درگاہ کا نصیب ہے اور وہ نیکوکار مومنوں کا حصہ ہے۔

ہائے افسوس! کام کا وقت ہے، نہ کہ کھانے اور سونے کا! کل معاملہ جبار (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ ہے۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷)، فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ. (سورۃ الحشر، آیت: ۲)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

یعنی: پس اے بصیرت (کی آنکھوں) والو! عبرت پکڑو۔

قصہ مختصر (یہ کہ) اللہ کا ذکر ہر چیز سے بہتر ہے۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ. (سورۃ العنکبوت، آیت: ۴۵)۔ یعنی: اور اللہ کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے۔

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

چونکہ سعادت آثار نصرت خان متعلقین کی ایک جماعت کے ساتھ (آپ کی) خدمت میں حاضری کا ارادہ رکھتا تھا، (لہٰذا) یہ بے ربط دو کلمے آپ کی خدمت گرامی میں زحمت کا سبب بنے۔ اور فقیر کو دُعا میں (مشغول) سمجھیں اور فراموش نہ کریں اور ان علاقوں کو سنت کی ترویج اور بدعت کے خاتمے سے منور بنائیں۔

میرے مخدوم! صاحبِ کمال سیّد عبدالحکیم، مولانا شیخ عبدالحی کے پوتے، قطب الاقطاب حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہٗ) کے خلیفہ پٹنہ کے شہر میں بزرگوں کے سجادہ نشین اور ان کے طریقے پر ہیں، ان کے حق میں اور اُن کے رشتہ دار اور شیخ نور محمد کے بیٹے، نیز قطبِ اکبر (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے خلیفہ شیخ محمد امین پر بھی (آپ کی) مہربانیوں کی امید ہے، وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۳۲

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الْعَلِيِّ الاَعْلَى الَّذِيْ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (سورۃ توبہ، آیت:۴۰)، وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِالْوَرٰى وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ التُّقٰى.

یعنی: سب تعریفیں اس بلند مرتبہ اور اعلیٰ شان والے اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اُس کے رسول سیّد الوریٰ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر، آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) اور متقی صحابہ (کرامؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

اَمَّا بَعْدُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَاللّٰهُ عَوْنُكُمْ، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَاكُنْتُمْ. (سورۃ الحدید، آیت:۴)

یعنی: اَمَّا بَعْدُ، اور آپ پر سلام ہو، اور اللہ آپ کا مددگار ہو، اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اللہ سبحانہٗ کی معیت تقویٰ اور احسان سے وابستہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ. (سورۃ النحل، آیت:۱۲۸)

یعنی: کچھ شک نہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں، اللہ اُن کا مددگار ہے۔

(یہ) رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کا فرمان ہے، تقویٰ کی حقیقت گناہوں و جرائم کا ترک

(کرنا) ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: وَالْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ. (مجمع الزوائد، جلد:۱، ۴۱)؛ الجامع الکبیر، جلد۱: ۲۶۶، ۲:۴:۶۷)۔ یعنی: اوراحسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اُسے دیکھ رہے ہو۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاَحْسَنُوْا اِنْ کُنْتُمْ شَکَرْتُمْ جَعَلْنَا اللّٰہَ وَاِیَّاکُمْ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ الْمُحْسِنِیْنَ وَ مَجَّانَا وَاِیَّاکُمْ مِنْ عَذَابِ الْاَلِیْمِ یَوْمَ الدِّیْنِ وَانْصُرْنَا وَاِیَّاکُمْ عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: پس اللہ سے ڈریں جتنی ہمت ہے اوراحسان کریں اگر شکرگزار ہیں۔ اللہ ہمیں اور آپ کو پرہیزگاروں اوراحسان کرنے والوں میں سے بنائے اور ہمیں اور آپ کو قیامت کے دردناک عذاب سے بچائے اور ہمیں اور آپ کو کافروں پر نصرت عطا فرمائے اور ہمارے سردار (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) اورآپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

میرے مشفق! حضرت ظل الٰہی (بادشاہ سلامت) کی خدمت میں عرض نیاز اپنے فرزند محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ بھیجی ہے، جو اِن دنوں میں تحصیل کمال کے لیے بے حد مشاق ہیں۔ امید ہے کہ جلد ہی خدمت میں حاضری کا شرف پا کر (یہ) عریضہ نظرِ معلّٰی میں پیش کریں گے اور (آپ کی) عنایات کا امتیاز حاصل کریں گے۔ چونکہ مسکینی اور مسافرت کے (خوگر ہیں لہٰذا) بزرگوں کی طرف سے ان کے لیے وافر اُمیدیں ہیں۔ ہائے افسوس! دور کا اور سخت سفر درپیش ہے اوراس کے توشہ اور سواری میں سے کچھ بھی نہیں، اے اللہ! تو مدد فرما اور ہم مسکینوں کو منزل مقصود تک پہنچا:

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ می روم و ہمراہان سوار انند

یعنی: اے مبارک قدم (والے) خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور (میرے) ہمراہی سوار ہیں۔

مکتوب نمبر ۳۳

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَلَّامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِالْاَنَامِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْكِرَامِ وَهٰذَا الْحَمْدُ وَالدُّعَا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ بِمُلْهِمُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَلِلظَّفِرَ عَلَى الْاَعْدَاءِ كَمَا اُلْهِمَ بِهٖ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَغَلَّبَ بِهٖ عَلَيْهِمْ وَاُلْهِمَ بِهٖ مُوْسٰى يَوْمَ فَلَقِ الْبَحْرِ وَغَرَقَ فِرْعَوْنَ مَعَ الْاَهْلِ.

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ جُنْدَكَ وَاهْزِمْ عَدُوَّكَ كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِكُمْ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَاكُنْتُمْ. (سورۃ الحدید، آیت:۴)

يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَكُمْ لَا زَالَهُ السُّلَاطِيْنَ الْعَالِمِيْنَ وَعَنْ عَذَابِ اللّٰهِ آمِنِيْنَ وَالْاَعْدَاءِ آسِرِيْنَ وَفِي النَّكَالِ دَائِمِيْنَ وَالْعَبْدُ الضَّعِيْفُ فِي الدُّعَاءِ وَاللّٰهُ نَاصِرُ الْاَوْلِيَاءِ.

یعنی: اے اللہ! تیرے لیے حمد ہے اور تجھی سے درخواست کی جاتی ہے اور تجھی سے مدد مانگی جاتی ہے اور تو ہی انبیاء کو اِلہام کرنے والا ہے اور دشمنوں پر فتح دینے والا ہے، جیسے تو نے سیّدالانبیاء (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو حنین کے روز اِلہام کیا اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو دشمنوں پر غلبہ عطا فرمایا۔ اور تو نے ہی دریا کے پھٹنے کے روز (حضرت) موسیٰ (علیہ السّلام) کو اِلہام کیا اور فرعون کو اُس کے ساتھیوں کے ہمراہ غرق کیا۔

اے اللہ! تو اپنے لشکر کو فتح دے اور اپنے دشمنوں کو شکست دے۔ اللہ آپ کا مددگار ہو اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اے کاش! میں آپ (بادشاہ) کے ساتھ ہوتا۔ اللہ کرے آپ ہمیشہ مالِ غنیمت پانے والے بادشاہوں میں شامل رہیں اور اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں اور آپ کے دشمن

قید میں اور ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں۔ اور (یہ) ضعیف بندہ دعا میں (مروف) رہے اور اللہ دوستوں کا مددگار رہے۔

میرے قبلہ گاہ! چونکہ (بندہ) خود اس وقت لیاقت نہ ہونے کی وجہ سے عاجز رہا، (لہٰذا) اپنے بیٹے محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کو اِس مختصر عریضے کے ساتھ (آپ کی) سراسر سعادت خدمت میں بھیج کر اپنی دعا کا وظیفہ ظاہر کیا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷) یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

اور کیا عرض کرے، کیونکہ خود میں برائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ چونکہ ان دنوں (فقیر) فضلاء اور درویشوں کی ایک دوسری جماعت کے ہمراہ نمازِ عصر کے بعد صحیح بخاری مع شروح وحواشی کے درس میں مشغول ہے، لہٰذا اس کی اور چند دوسری کتب کی احادیث بھی اس عریضہ میں لکھ رہا ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ. یعنی: اور اللہ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. (صحیح البخاری، ۸:۱۰۷، ۱۷۳، ۹:۱۹۹)

یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بڑے وزنی ہیں اور رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کو محبوب ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ. (رَوَاهُ الْمُسْلِمُ، نیز فتح الباری، ۱۱:۲۱؛ مسند احمد بن حنبل، ۵:۱۰)

یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو چار ذکر بہت پسند ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، جن چیزوں پر سورج طلوع ہوتا ہے، میرے نزدیک یہ اُن سے زیادہ محبوب ہیں۔

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، دیکھئے صحیح البخاری، ۸:۱۰۷)

(نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:) جس شخص نے دن میں سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہا، اس کے گناہ مٹ گئے، خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح تھے۔

اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِأَيَةَ مَرَّةٍ. (رَوَاهُ الْمُسْلِمُ، نیز: مشکوٰۃ شریف، نمبر ۲۳۲۴؛ مسند احمد، جلد ۴: ۲۱۱)

یعنی: میرے دل پر پردہ گرتا ہے اور میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا. (جامع الترمذی، نمبر ۲۳۱۳، ص ۵۳۰؛ صحیح البخاری، ۲، ۴۹؛ مسند احمد، ۲: ۲۵۷؛ سنن ابن ماجہ، نمبر ۴۱۹۰)

یعنی: (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:) اللہ کی قسم! اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم روتے زیادہ اور ہنستے کم۔

میرے قبلہ گاہ! (فقیر کی) دنیا میں کوئی آرزو نہیں، سوائے اس کے کہ ایک گوشۂ خاطر پائے اور ان امور میں مشغول ہو جائے اور رونے اور زاری کرنے میں لگ جائے۔ اِلٰى اَنْ يَّبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ كَيْفَ لَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْاُوْلٰى. یعنی: (جب) اس طرف (جانے) کی مدت پوری ہو جائے تو پھر کیونکر نہیں! اور آخرت ہی سب چیزوں سے بھلی ہے۔

ہائے افسوس! عمر برباد ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی مقدس درگاہ کے لائق کوئی عمل نہیں کیا۔ خجالت وغفلت سب شاملِ حال ہے اور آخرت کے حساب و کتاب کی ہتھیلی پر ندامت و شرمندگی درپیش ہے۔ ہم اپنی عیش و عشرت میں (مشغول ہیں) اور قبر کی تنگی و تاریکی فراموش (ہے)۔

آخر کب تک یہ غفلت کی نیند؟ آخر بیدار کر دیا جائے گا! اور کوئی نفع نہیں ہوگا۔ جلانے والی آگ کمال جوش وخروش میں ہے اور گناہگاروں کے لیے تھال اور سرپوش ہے۔

گوشت و پوست اس کی سوزش سے گر پڑے گا اور اس کی جگہ پھر نیا بن جائے گا۔ دوسری بار اُس کے جلانے کی مصیبت جاری اور اُس کا حال اُسی ذلت وخواری کا شکار بنے گا۔ ہر آدمی پل بھر اِس تصور میں بیٹھے اور لحہ بھر بطور مثال خود کو اُس آگ میں دیکھے! اس کے بعد کیسے زندہ رہے گا؟ اور کس طرح نہیں روئے گا۔ ہمارا عمل اس سے بھی زیادہ کا تقاضا کرتا ہے، لیکن ہمارا خدا کریم و رحیم ہے۔ عجب اس کے بعد کس طرح جان بدن میں ہے؟ اور کس طرح ''ہم'' اور ''میں'' کا دعویٰ (جاری) ہے؟ ہر مصیبت اس ''ہم'' اور ''میں'' سے ہے۔ جب یہ درمیان سے اٹھ گئے تو ہوا وہوس سے نجات مل گئی اور سب نور بن گیا اور حق جل وعلا سے جڑ گیا اور اس کے حق میں نعمت (الٰہی) مکمل ہوگئی۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا. (سورۃ الانعام، آیت:۱۲۲)

یعنی: بھلا جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور اُس کے لیے نور بنا دیا۔

وَقَالَ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۶) نَوَّرَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وَجَعَلَهٗ سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ خَاصَّۃً حسنه بِکَلَامِ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ وَحَدِیْثِ سَیِّدِ الْاَنَامِ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ. قَالَ عَزَّ مَنْ قَائِلِ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ مُقَابَلَۃِ الْاَعْدَاءِ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰہُ بِاَیْدِیْکُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَاۤءُ. (سورۃ التوبۃ، آیت:۱۴-۱۵)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْغُدْوَۃُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا. (صحیح البخاری، ۸:۱۴۵؛ جامع الترمذی، ۱۶۴۸)

مَنْ اَغْبَرَتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَایَمَسُّهُ النَّارُ. (جامع الترمذی، ۱۶۳۲؛ مسند احمد بن حنبل، ۳:۳۶۷، ۵:۲۲۵)

یعنی: اس نے اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا: ''اے پیغمبر (صلّی اللہ علیہ

وسلّم) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اللہ کی طرف بلانے والا اُس کے حکم سے اور روشن چراغ۔

پروردگار عالمین نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو منور فرمایا اور آپ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین کو اوّلین اور آخرین کا سردار بنایا، خاص کر بڑے دانا بادشاہ (اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ) کے کلام سے آراستہ فرمایا۔ اور سیّد الانام (حضرت محمد) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث ہے:

اللہ تعالیٰ دشمنوں کے مقابلے میں آنے والوں سے فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ان کو عذاب دے گا اور اُن کو رُسوا کرے گا اور اُن کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور مومنوں کے سینوں کو شفا دے گا اور اُن کے دلوں کا غصہ نکال دے گا اور جن کی چاہے گا توبہ قبول کرے گا۔

یعنی: اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور اُس میں جو کچھ ہے، اس سے بہتر ہے۔

یعنی: جس شخص کے قدم اللہ تعالیٰ کے راستے میں غبار آلود ہو جائیں، اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

مکتوب نمبر ۳۴
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ نَصَرَ اَوْلِیَآءَ ہٗ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الروم، آیت: ۴۷)، **فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** (سورۃ الانعام، آیت: ۴۵)، **وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.**

یعنی: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے دوستوں کی مدد فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم ہے، غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ

دی گئی اور سب تعریف پروردگار عالمین ہی کو سزاوار ہے۔ اور پروردگار عالمین کے سردار، ہمارے سردار (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

میرے مکرم! اپنے حال سے کیا کہے:

سر پیوندِ ما نہ دارد یار — چون تواند شد ز عمر بر خوردار
کارِ ما با یکے ست در ہمہ شہر — وان یکے تن نمی دہد درکار
محرمے نیست تا بگویم راز — ہمدمے نیست تا بگریم زار
در خروشم ز شوق آن معشوق — در سماعم ز صوت آن مزمار

یعنی: محبوب نے ہم سے دوستی کا رِشتہ جوڑا نہیں، زندگی سے کامیابی کیسے حاصل کی جا سکے؟

- تمام شہر میں ہمارا کام ایک سے ہے اور وہ ایک آدمی (ہم سے) رابطہ ہی نہیں رکھتا۔
- کوئی محرم نہیں ہے کہ اس سے میں راز کہہ سکوں، کوئی ہمدم نہیں ہے کہ اس کے سامنے زار وقطار رو سکوں۔
- میں بیتاب ہوں اس معشوق کے شوق سے (اور) میرے کان میں (پہنچنے والی) اس ساز کی آواز سے۔

اس بزرگ و برتر خدا نے اس بزرگی اور عذر کے ساتھ ہمیں اپنی طرف بلایا ہے اور اُس نے ابلیس کو اتنی عبادت کے باوجود ایک گناہ کرنے پر اپنی درگاہ سے باہر دھکیل دیا ہے۔ ہم اتنی بار گناہ کریں اور اُس کی طرف سے بیشمار کرم ہوں۔ ہائے افسوس! اس جہان سے کیا لے جائیں گے؟ اس سے شرمندگی وحسرت لے جائیں گے! (بندے نے) سب کریموں سے بڑے کریم کی دعوت کو قبول نہ کیا، کل اس کے حضور کس منہ سے جائے گا؟ اس دن کی رسوائی جلا ڈالنے والی آگ سے زیادہ بری ہے۔ ابھی کچھ ضائع نہیں ہوا اور توبہ کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ اے غافل! جلدی کر اور اپنے مولا (کریم) کی قدر کو

پہچان! شعر:

کس نہ کند ہیچ بہ بیگانگان
آنچہ تو با حضرت حق می کنی

یعنی: کوئی آدمی ایسا بیگانوں کے ساتھ بھی نہیں کرتا، جو تو حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ﻷ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت:۲۳)، **وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجْمَعِيْنَ.**

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ اور ہمارے سردار (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

مکتوب نمبر ۳۵

مخدوم زادہ شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کو تحریر فرمایا۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَتَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود وسلام پڑھنے کے بعد۔

سب سے کمترین مخدوم معظم کی خدمت میں التماس گزار ہے۔ آپ کے مکتوب گرامی کی وصولی کا شرف حاصل ہوا اور اُس کے مبارک مضامین دل وجان میں سما گئے۔

رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْرَكُمْ وَعَظَّمَ اَجْرَكُمْ بِبَرَكَةِ الصَّالِحِيْنَ وَدُعَائِهِمْ يَرْحَمُ عَلٰى هٰذَا الْعَاصِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۰۶)، **وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْتَسِلُ تِلْكَ الدُّمُوْعُ فَيَا اَسَفٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ**

وَاَعْرَضْتُ عَنِ اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ. (صحیح البخاری،۱:۱۵۹؛ مسند احمد،۲:۵۲۰)

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کی قدر بلند کرے اور آپ کے اجر کو عظیم بنائے، نیکوکار لوگوں کی برکت اور دعاؤں کے صدقے۔ (اور اللہ) اس گناہگار پر رحم فرمائے، اُس روز جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ! اور اِس سلسلے میں پس یہ آنسو جاری ہیں، ہائے افسوس! اس تقصیر پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی اور اللہ سے منہ پھیرا، اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

میرے مخدوم! اپنے عزیز بھائی میاں خلیل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی تحریر دیکھی اور اس کے مضامین کو سمجھا۔ لَازِلْتُمْ فِیْ خَیْرٍ وَ بَرَکَۃٍ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَاکُنْتُمْ. (سورۃ الحدید، آیت:۴)

یعنی: آپ ہمیشہ خیر و برکت میں رہیں اور آپ جہاں کہیں ہیں اللہ آپ کے ساتھ ہے۔

اہل اللہ جہاں جس جگہ ہوں وہ مبارک ہے اور اُس مقام کے ابدال کے لیے بشارت!

باقی جواب کی تفصیل میرے مذکورہ بھائی کے مکتوب سے معلوم شریف ہو گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز. وَالسَّلَامُ.

سینے کی تنگی کی بنا پر آپ چند روز تجرید و تفرید کے طریقے پر پہاڑ اور جنگل میں گزاریں اور زبان حال سے یہ شعر پڑھیں:

صبا بلطف بگو آن غزل رعنا را
کہ سر بہ کوہ و بیابان تو دادہٴ ما را

یعنی: اے صبا! تو لطف سے اس محبوبِ رعنا کو کہہ کہ تو نے ہمیں پہاڑ اور جنگل میں پہنچایا ہے۔

اس کے بعد گزرا جو کچھ گزرا، گناہگاروں کو نوازشیں نصیب ہوئیں۔ قلم یہاں پہنچا (اور) اس کا سر ٹوٹ گیا۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی

عِنۡدِیۡ مِنۡ عَمَلِیۡ. (الترغیب والترہیب، جلد۲:۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۳۶

مخدوم زادہ محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بَعۡدَ الۡحَمۡدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبۡلِیۡغُ التَّحِیَّۃِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود وسلام بھیجنے کے بعد۔

فرزندار جمند زَیۡدَ تَوۡفِیۡقُہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی توفیق میں اضافہ فرمائے) ملاحظہ کریں کہ آپ کا پسندیدہ مکتوب پہنچا اور اُس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ اَلۡخَیۡرُ فِیۡمَا صَنَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَازِلۡتُمۡ فِیۡ خَیۡرٍ وَّ بَرَکَۃٍ مِنَ اللّٰہِ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (سورۃ المؤمن، آیت:۴۴)، وَکُوۡنُوۡا فِیۡ جَمِیۡعِ الۡاَحۡوَالِ مَعَ اللّٰہِ. وَآمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَاذۡکُرُ اللّٰہَ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ وَاخۡشَوۡا یَوۡمًا لَّا یَجۡزِیۡ وَالِدٌ عَنۡ وَّلَدِہٖ ۫ وَلَا مَوۡلُوۡدٌ ھُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِہٖ شَیۡئًا ؕ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ٝ وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ (سورۃ لقمان، آیت:۳۳)۔ اَللّٰھُمَّ بَیِّضۡ وُجُوۡھَنَا یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ (سورۃ آل عمران، آیت:۱۰۶)، وَفِیۡ ذٰلِکَ فَلۡتَسِلُ الدُّمُوۡعِ.

یعنی: خیر اِسی میں ہے جو اللہ تعالیٰ کرے اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ خیر و برکت میں رہیں۔ اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تمام احوال میں اللہ کے ساتھ ہو جاؤ اور اللہ پر ایمان لے آؤ اور اللہ کی یاد کرو اور ڈرو اپنے پروردگار سے اور اُس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے

والا (شیطان) تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے۔ اے اللہ! ہمارے چہروں کو سفید بنانا، جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ! اور اس سلسلے میں پس یہ آنسو جاری ہیں۔

سینے کی تنگی اور نئے اور پرانے گناہوں کے تذکرے سے چند روز آپ تجرید کے طریقے پر گرتے پڑتے اور اُٹھے ہوئے اور آنکھوں سے حسرت کے آنسو بہاتے ہوئے...... پہاڑ اور صحرا میں بسر کریں اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھیں:

صبا بلطف بگوآن غزل رعنا را
کہ سر بہ کوہ و بیابان تو دادۂ ما را

یعنی: اے صبا! تو لطف سے اس محبوبِ رعنا کو کہہ کہ تو نے ہمیں پہاڑ اور جنگل میں پہنچایا ہے۔

اس کے بعد گزرا جو کچھ گزرا، گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نوازشوں سے جو کچھ نصیب ہوا۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد۲:۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

آپ حضرت ظلِ الٰہی امامِ ربانی (بادشاہ) کی خدمت کو اپنی سعادت کے کمالات سمجھیں۔ اگر رُخصت فرمائیں تو آ جائیں اور اگر نگاہ رکھیں تو سعادت سمجھیں۔ صحیح بخاری کے سبق کی ان شاء اللہ تلافی ہو جائے گی۔ بہر حال ان کی بندگی (خدمت) میں کمر خوب کس کے رکھیں۔ فقیر زادوں کی طرف سے آپ سلام قبول فرمائیں اور اللہ سبحانہٗ کے کرم سے (ان کو اپنا) مشتاق سمجھیں۔ ہر ایک تحصیل ظاہری اور تکمیلِ باطنی میں مشغول ہیں۔ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْھُمْ اِلَی الْکَمَالِ. یعنی: اے اللہ! تو اُن کو کمال تک پہنچا۔

ہائے افسوس اس گناہگار کے حال پر کہ اس میں خیر شناسی کی خوشبو نہیں ہے۔ جی ہاں! اللہ کی رحمت وسیع ہے اور وہ گناہگاروں کی مددگار ہے:

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمراہان سوارانند

یعنی: اے مبارک قدم (والے) خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور ہمراہی سوار ہیں۔

مکتوب نمبر ۳۷

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)، خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِالْوَرٰی الْمُصْطَفٰی.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا، خاص کر کے سیّد الوریٰ (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر (درود و سلام ہو)۔

لوگوں میں سب سے کمترین (یہ بندہ) امامِ زمان، ظلِ رحمٰن (بادشاہ سلامت) کی پاکیزہ اور بلند خدمت میں مراتب سلام کی ادائیگی کے بعد انتہائی عاجزی اور نیاز کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ (آپ کے) عالی شان فرمان کی آمد نے ان لوگوں میں کمترین (بندہ) کو موجبِ افتخار اور فخر کرنے والا بنا ڈالا اور فقیر نے اس کو سر اور آنکھوں پر رکھا۔ یہ نادان اس کا اس کے سوا کیا شکر ادا کرے کہ اس نے کمال زار و اِلتجا کے ساتھ ذاتِ کبریا کی درگاہ میں ہاتھ اٹھائے ہیں: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا (سور (التوبہ، آیت: ۴۰)، وَآخِرَتُہٗ خَیْرٌ مِنَ الْاُوْلٰی.

یعنی: اے اللہ! تو (ایسے) کر دے کہ بات تو اللہ ہی کی بلند ہے، اور اُن کی آخرت پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر بنا دے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسنِ قبول
آن کہ در ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ. (جامع الترمذی، نمبر ۲۱۳۹؛ مشکوٰۃ، نمبر ۲۲۳۳؛ ترغیب ۲: ۴۸۲)

یعنی: قضا نہیں ٹلتی مگر دُعا سے، اور عمر نہیں بڑھتی مگر نیکی سے۔

لَا یُغْنِیْ حَذَرٌ مِنَ الْقَدْرِ وَّالدُّعَاءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ وَاِنَّ الْبَلَاءَ لَیَنْزِلُ یَتَلَقَّاہُ الدُّعَاءُ فَلْیَلْتَقِیَانِ اِلٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (مستدرک الحاکم، ۱: ۴۹۲؛ کنز العمال، ۴۸۷؛ والبزاز والطبرانی، ترغیب ۲: ۴۸۲)

یعنی: تقدیر سے بچنا ممکن نہیں اور دُعا بچا دیتی ہے اُس چیز سے جو نازل ہوتی ہے، اور جو نازل نہیں ہوتی، بیشک بلا نازل ہوتی ہے اور دُعا اس سے مل جاتی ہے۔ پس قیامت تک یہ دونوں ملی رہیں گی۔

مَنْ لَّمْ یَدْعُ اللّٰہَ غَضِبَ عَلَیْہِ. (جامع الترمذی، نمبر ۳۳۷۳؛ مسند احمد، ۲: ۴۴۳؛ سنن ابن ماجہ، نمبر ۳۸۲۷)

یعنی: جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اُس سے ناراض ہوتا ہے۔

لَا تَعْجِزُوْا فِی الدُّعَاءِ فَاِنَّہٗ لَمْ یُھْلِکِ الدُّعَا. (رواہ ابن حبان؛ مستدرک الحاکم، ۱: ۴۹۴؛ ترغیب، جلد ۲: ۴۷۹)

یعنی: تم دعا مانگنے سے عاجز نہیں ہو اور دعا سے تم ہلاک نہیں ہوئے۔

لَوْ اَنَّ بَاکِیًا بَکٰی فِیْ اُمَّۃٍ مِنَ الْاُمَمِ رَحِمَ. (رواہ البیہقی وغیرہ مرسلاً)

یعنی: امتوں میں سے کسی امت میں اگر ایک بھی رونے والا ہو تو (اس امت پر) رحم کر دیا جاتا ہے۔

دعا کی بہت شرطیں ہیں اور ان سب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ہائے افسوس! (اس کی) توفیق کہاں ہے، ہم نفس کی خواہش میں مبتلا اور طرح طرح کے عذاب درپیش!

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ مِنَ الْأُولٰى. یعنی: اور آخرت پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے۔

آدمی کو کھانے اور سونے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، اس کو (آخرت کے) خوشگوار عیش کے لیے پیدا فرمایا (گیا ہے)۔ اس کی خلعت سے عظیم کارخانہ وابستہ ہے، اور ابدی عذاب وثواب کا اِس سے تعلق ہے، اس سے غافل ہو کر وہ زمانے کے عیش میں مشغول ہے، کل اس کی آنکھ کھلے گی، لیکن فائدہ نہیں ہوگا۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ. (سورۃ ق، آیت:۲۲)

یعنی: (یہ وہ دن ہے کہ) اس سے تو غافل ہو رہا تھا۔ اب ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

آج وقت ہے، کیونکہ کل جبار کے ساتھ کام ہے، دیکھئے کسے توفیق بخشتے ہیں اور قرعہ فال کس ایک کے نام کا نکالتے ہیں؟

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواراں را چہ شد

یعنی: توفیق سعادت کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا، سواروں کو کیا ہوا؟

الٰہی توفیق بھی تجھی سے ہے، ہم سے جو کچھ ہے، وہ نادرست ہے:

نیآوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

یعنی: میں گھر سے پہلے کوئی چیز نہیں لایا، تو نے سب کچھ دیا ہے (اور) میں بھی تیری ہی چیز ہوں۔

(اے اللہ!) تو رحم کر اور مدد فرما:

تو دستگیر شوائے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمراہان سوارانند

یعنی: اے مبارک قدم (والے) خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور ہمراہی سوار ہیں۔

وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۳۸

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو، جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

ذرّہ احقر سلام کی ادائیگی اور کامل عاجزی و نیاز کے بعد جہان اور جہان والوں کے بادشاہ کے بلند حضور میں عرض کرتا ہے:

بہ تن مقصّرم از دولت ملازمت
ولے خلاصۂ جان خاک آستانۂ تست

یعنی: تیری خدمت کی دولت سے میں تن کے لحاظ سے چھوٹا (ہو گیا) ہوں، لیکن میری جان کا خلاصہ تیرے آستانے کی خاک ہے۔

اپنے گمراہ کرنے والے حالات سے اور کیا عرض کرے، مگر یہ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث میں سے ایک حدیث پڑھے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً لِمَنْ یَّنْظُرُ اِلٰی جِنَانِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَنَعِیْمِہٖ وَخَدَمِہٖ مَسِیْرَۃَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَاَکْرَمَھُمْ عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ یَّنْظُرُ اِلٰی وَجْھِہٖ غُدْوَۃً وَعَشِیَّۃً ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ. (جامع الترمذی، نمبر۳۳۳۰)

وَقَالَ اَیْضًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِیْعُوْا فَتَبَاکُوْا، فَاِنَّ اَھْلَ النَّارِ یَبْکُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ

كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ دُمُوْعُهُمْ فَتَسِيْلُ الدُّمُوْعُ فَتَنْفَجِرُ الْعُيُوْنُ فَلَوْ اَنَّ شَقَّنَا اَجْرَيْتَ فِيْهَا لَجَرَّت. (مشکوٰۃ، نمبر۵۸۶۵؛ ترغیب، جلد۴: ۴۹۳)

یعنی: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جنت میں ادنیٰ ترین درجات کا مالک وہ ہے جو اپنے باغوں میں بیویوں، غلاموں اور تختوں کو ہزاروں سال کی مسافت سے دیکھے گا اور بزرگ ترین درجات اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائیں گے جو اس کے منہ کی طرف صبح و شام دونوں وقت دیکھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یعنی متعدد چہرے اس دن (روزِ قیامت) تر و تازہ ہوں گے جو اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

نیز نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے لوگو! رو، اگر تم نہیں روئے گے تو رُلائے جاؤ گے۔ بیشک دوزخ والے جہنم میں روئیں گے، یہاں تک کہ ان کے چہروں پر آنسوؤں کے بہنے سے گڑھے پڑ جائیں گے، حتیٰ کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے۔ پھر اُن کے آنسو جاری ہو جائیں گے اور آنسوؤں کے چشمے اس طرح بہنے لگیں گے کہ اگر ان میں کشتی چلائی جائے تو وہ چل پڑے۔

ہائے افسوس! جب کام کا اَنجام اس طرز پر ہے، پھر ہم غافلوں کو آرام و قرار کیوں ہے؟ جبکہ اللہ جل شانہٗ کی وعیدیں کان میں ہیں، ہرگز نہیں! جلانے والی آگ کمال جوش میں ہے اور وہ گناہگاروں کے لیے تھال اور سرپوش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس سے دور ہیں۔ (یہ آیت) کریمہ اس پر گواہ ہے:

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (سورۃ یونس، آیت: ۶۲)

یعنی: جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

دور کا اور سخت سفر درپیش ہے اور اس کا سامان اور سواری کچھ بھی نہیں:

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و همراهان سواراند

یعنی: اے مبارک قدم (والے) خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور ہمراہی

سوار ہیں۔

میرے قبلہ گاہ! فضائل وکمالات کے حامل، خدا آگاہ خواجہ عبدالصمد (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کے دعا گوؤں میں سے ہیں۔ ان کے فرزند قابل جوان ہیں اور نوکری کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امید ہے شاہی عنایات سے پریشانی کے بھنور سے نکل آئیں گے اور جمعیت (قرار) کے ساحل پر آجائیں گے۔

(فقیر) اپنی دعا گوئی کے مراتب سے اور کیا عرض کرے کہ اللہ جل وعلا اس کو بہتر جانتے ہیں۔ کَانَ اللّٰہُ فِیْ عَوْنِکُمْ وَجَعَلَ یَوْمَکُمْ خَیْرًا مِنْ اَمْسِکُمْ. وَالسَّلَام.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہو اور آپ کے دن کو آپ کی شام سے بھلا بنائے اور سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۳۹

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

(فقیر) آپ کے عنایت نامہ کے ورود سے مشرف اور مکرم ہوا۔ مہربانی سے جو کچھ یاد آوری فرمائی، وہ بھی موصول ہوا اور فقراء کے اس سہارے اور پناہ گاہ کے لیے دعا گوئی کا سبب بنا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

حدیث میں آیا ہے: مَنْ فُتِحَ لَہٗ فِی الدُّعَا مِنْکُمْ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْاَجَابَۃِ وَفُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ. (اتحاف، ۵:۳۰؛ مستدرک الحاکم، ۱:۴۹۸)

یعنی: جس آدمی کے لیے دعا کے دروازے کھولے گئے اور اس کے لیے دعا کو قبول

کیا گیا، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔

پس دعا میں تقصیر نہیں کرنی چاہیے اور بند دروازوں کو دُعا کی چابی سے کھولنا چاہیے۔ اپنی حاجات کو اللہ عز وجل سے زاری اور اِلتجا کے ساتھ طلب کرنا چاہیے اور آخرت کی نجات اس سے سمجھنی چاہیے۔ حدیث میں آیا ہے: مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ یَغْضَبْ عَلَیْهِ. (جامع الترمذی، نمبر ۳۳۷۳؛ اتحاف، ۵: ۳۰؛ مشکوٰۃ، ۲۲۳۸)۔ (یعنی) جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا، حق تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے: قضاء کو دُعا کے علاوہ کوئی چیز ردّ نہیں کرتی، عمر کو نیکی کے سوا کوئی چیز زیادہ نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عافیت کا سوال کرنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ (دیکھیے: جامع الترمذی، نمبر ۲۱۳۹)

پس (عافیت) بہت زیادہ طلب کرنی چاہیے اور رحمت کے دروازوں کو کھولنا چاہیے۔

حدیث میں آیا ہے: ''دعا مومن کا اسلحہ ہے اور دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان کا نور ہے۔'' سب (چیزوں) کو اللہ تعالیٰ سے مانگ، خواہ جوتے کا تسمہ اور کھانے کا نمک ہو۔

دعا کی قبولیت کی شرائط اور آداب (یہ ہیں): کھانے اور پہننے میں حرام سے پرہیز کرنا، اللہ تعالیٰ جل وعلا کو اِخلاص (کے ساتھ پکارنا)، دعا سے پہلے نیک عمل پیش کرنا، مثلاً نماز وغیرہ، طہارت، وضو، پاکی وغیرہ، قبلہ رو ہونا، دوزانو بیٹھنا، اللہ جل وعلا کی ثناء کرنا، درود پڑھنا، ہر دو ہاتھ پھیلانا اور دونوں کندھوں کے برابر اُٹھانا اور ننگے رکھنا، آسمان کی طرف دیکھنا۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی پاک ذات کی صفات کے طریقے سے سوال کرے، مثلاً رَبُّ الْعٰلَمِیْن، اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْن اور اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن وغیرہ (کہہ کر)۔ دونوں ہتھیلیوں (کو جوڑنا)، باادب ہونا، خشوع وخضوع اور عاجزی و مسکینی کے ساتھ۔

دعا کی اجابت کے اوقات: شبِ قدر، حج کا دِن، رمضان کا مہینہ، جمعے کا دن، رات

کا آخری نصف حصہ، رات کا پہلا تیسرا حصہ، رات کا آخری تیسرا حصہ، رات کا درمیانی حصہ، سحری کا وقت اور جمعے کی ساعت ان سب سے زیادہ ہے۔

دعا کی اجابت کے احوال، ہر سال میں اذان کے سننے پر، سجدے کے دوران، قرآن مجید کی تلاوت کے بعد، خاص کر ختم کے وقت، خصوصاً پڑھنے والے (کی طرف) سے، آبِ زمزم پینے کے وقت، میت پر حاضر ہونے اور مرغ کی آواز کے وقت، مسلمانوں کے اجتماع میں، ذکر کی مجلسوں میں، بارش کے برسنے پر، خانہ کعبہ کو دیکھنے کے وقت اور اللہ تعالیٰ کے مبارک دو لفظوں کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

دعا کی قبولیت کی جگہیں: بیٹھنے کی جگہ ہے، یعنی جگہ پاک ہو۔ خانہ کعبہ کے طواف میں، ملتزم کے نزدیک جو حجرِ اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان ہے، کعبہ کے پرنالہ کے نیچے اور زمزم کے کنویں کے نزدیک۔ کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر، سعی کی جگہ اور صفا و مروہ کے درمیان چلنے (کی جگہ)، مزدلفہ میں، جو صفا و مروہ کے درمیان ہے۔ عرفات اور منیٰ میں، آتے وقت اور کنکریاں مارتے وقت، مناسکِ حج کے دوران، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مرقد (مبارک) کے پاس۔

نیز پریشان (حال) شخص کی دعا قبول ہوتی ہے اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے، خواہ وہ مظلوم فاسق و فاجر ہو۔ (ماں) باپ کی دعا، عادل بادشاہ کی دعا اور صالح آدمی کی دعا (قبول ہوتی ہے)۔

نیز دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے پیغمبروں، صالحین اور نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے۔ دعا میں آواز نیچی رکھے اور گناہ کا اعتراف کرے۔ صمیم قلب، اخلاص، توجہ اور حضورِ قلب سے دعا کرے۔ دعا کے معنی کو سمجھے۔ اپنے ہمسایے کے ساتھ بھلائی کرے۔ دعا میں تکرار زیادہ کرے اور دعا کرنے اور سننے والا آمین کہے۔ ناممکن کام کے لیے دعا نہ کرے۔ دونوں ہاتھوں کو چہرے کی طرف لائے اور اُن کو اپنے چہرے پر پھیرے۔ قبولیت مانگنے میں جلدی نہ کرے، تاکہ (یہ) کہے کہ میں نے دعا کی ہے اور قبول نہیں ہوئی۔ ظاہری طور پر (قبولیت میں) دیر ہوتی ہے، یا اس کے متبادل دوسری چیز مرحمت ہوتی ہے، یا

مصیبت ٹل جاتی ہے۔ یہ سب دعا کی قبولیت کی قسمیں ہیں۔

نیک فرزند کی دعا اپنے والدین کے حق میں، مسافر کی دعا، روزہ دار کی دعا افطاری کے وقت اور مسلمان کی مسلمان بھائی کے لیے (اس کی) پیٹھ کے پیچھے کی گئی دعا (قبول ہوتی ہے)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمِ اعظم کے ساتھ جو دُعا کی جائے، وہ قبول ہوتی ہے، آدمی جب سوال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کی مراد عطا فرماتا ہے۔ (اسم اعظم) یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. (سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۷)
یعنی: (اے اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے (اور) بیشک میں قصوروار ہوں۔

اس بارے میں اور بھی آیا ہے، لیکن یہاں اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ اور ہمارے سردار (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) پر درود ہو۔

ایک اور رسالہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں کے بارے میں لکھا گیا ہے اور (اس کے علاوہ) اور (رسالہ در) نصائح بھی تالیف ہوا ہے۔ شیخ مصطفیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) جو جامع مسجد کلاں میں ہوتا ہے، (یہ) آپ کی خدمت میں پہنچائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو مطالعہ فرمائیں۔

مکتوب نمبر ۴۰

بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کی طرف تحریر فرمایا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس خیرات وحسنات کی کان کی بلند درجات ذات، فاطمہ زماں، خدیجہ دوراں بی بی جیو (صاحبہؒ) کو دیر تک فقرا نواز اور اپنی یاد پر مستقیم ودائم رکھیں۔ بِالنَّبِیِّ وَ آلِهِ الْاَمْجَادِ وَعَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ. یعنی: نبی کریم صلّی اللہ علیہ

وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آلِ امجادؓ کے صدقے۔

آپ کے عالی شان عنایت نامہ کے ورود نے (فقیر کو) معزز اور مکرم بنایا۔ اس سے عنایتوں کے آثار پائے اور آپ کے لیے دعائے خیر کی خاطر ہاتھ اٹھائے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آنکہ در ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

بی بی جیو سلامت! دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جس شخص نے یہاں بویا اور اطاعت و بندگی میں مشغول ہوا اُس نے نعمتوں والی بہشت پائی۔ جس شخص نے یہاں غفلت اور گناہوں میں (زندگی) گزاری، اس نے اپنی آخرت کو آگ کے سپرد کر دیا۔ آدمی کو کھانے اور سونے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی خوشگوار عیش کے لیے پیدا فرمایا گیا ہے۔ اس کی تخلیق کا مقصد اطاعت و عبادت (کرنا) اور معرفت و سعادت کو حاصل کرنا ہے، دیکھیے کس کو توفیق بخشتے ہیں اور دولت کا قرعہ کس کے نام نکالتے ہیں؟

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: توفیقِ سعادت کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا، سواروں کو کیا ہوا؟

کام کا وقت ہے، کیونکہ کل جبار سے معاملہ ہے۔ پس بندگی و عبادات کے وظائف، روزہ و نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں پوری طرح سرگرم رہنا چاہیے اور گناہوں اور منکرات سے خود کو الگ کر لینا چاہیے، نجات کا طریقہ یہ ہے۔ وَاللّٰہُ ہَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ.
یعنی: اور اللہ ہی بھلائی کا راستہ بتانے والا ہے۔

اے خداوند! اس گناہگار بندے کو بھی اپنے نیکوں کے صدقے توفیق کرامت فرما اور (اپنے) کمال کرم سے اس پر رحمت و معرفت کے دروازے کھول:

یا رب برہانیم ز حرمان چہ شود　　راہے دہیم بکوئے عرفان چہ شود
صد گبر کہ از کرم مسلمان کردی　　یک گبر دگر کنی مسلمان چہ شود

یعنی: اے پروردگار! (اگر) ہمیں نا اُمیدی سے رہائی مل جائے تو کیا ہو گا؟ اگر ہمیں کوئے عرفان کا راستہ مل جائے تو کیا ہوگا؟

٭ تو نے (اپنے) کرم سے سو کافر کو مسلمان بنا دیا، اگر ایک اور کافر کو مسلمان بنا دے تو کیا ہوگا؟

وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۴۱
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

حَامِدًا لِلّٰہِ الْعَظِیْمُ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ.

یعنی: عظمت والے اللہ کی حمد کرتے ہوئے اور اس کے رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) پڑھتے ہوئے۔

فرزند عزیز حاجی الحرمین الشریفین زید عزہٗ وتوفیقہٗ (اللہ تعالیٰ اس کی عزت اور توفیق میں اضافہ فرمائے)! اس زخمی دل درویش کی جانب سے سلامتی والا سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

دل زخمی کیوں نہ ہو؟ کہ قبر اور قیامت کا معاملہ درپیش ہے۔ سکون کس طرح ہو، کیونکہ نہیں جانتا کہ کل کس فریق میں شمولیت ہوتی ہے؟ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷) فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۸۵)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔ پس جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔

بہر حال اس کام کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے چاہئیں اور مولیٰ (کریم) جل وعلا کی

یاد کے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے، بلکہ ذکر کے ذریعے مذکور (اللہ سبحانہٗ) تک پہنچنا چاہیے، اور صورت (ظاہر) سے حقیقت کے ساتھ جڑنا چاہیے اور لفظ سے معنی تک پہنچنا چاہیے:

قومے ز وجودِ خویش فانی
رفتہ ز حروف در معانی

یعنی: صوفیہ اپنے وجود سے فانی ہو کر حروف سے معانی کی طرف چلے گئے ہیں۔

اگر اس کو نصیب ہو گئی تو ''فَطُوْبٰی لَهٗ وَ بُشْرٰی لَهٗ.'' (یعنی: اس کے لیے خوشی ہے اور اس کے لیے بشارت ہے)، ورنہ نہ پانے کا درد بھی ایک عظیم سعادت ہے۔ (کسی نے) خوب کہا ہے:

آن کس کہ نیافت دولتے یافت عظیم
وآن کس کہ نیافت درد نایافت بس است

یعنی: جس شخص نے پالیا، اس نے ایک عظیم دولت پالی، اور جس شخص نے نہ پایا (اس لیے) نہ پانے کا درد ہی کافی ہے۔

اللہ کی پناہ! اگر یہ درد بھی نہ دیں اور درگاہ سے نکال دیں:

ع خوابم بشد از دیدہ درین فکرِ جگر سوز

یعنی: اس جگر سوز سوچ میں میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی۔

اَللّٰهُمَّ نَبِّهْنَا قَبْلَ اَنْ يُّنَبِّهَنَا الْمَوْتَ.

یعنی: اے اللہ! تو ہمیں (اس غفلت سے) بیدار کر، اس سے پہلے کہ موت ہمیں بیدار کرے۔

حاجی ابوالخیر کا مکتوب شریف موصول ہوا۔ اَلْخَيْرُ فِيْمَا صَنَعَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ. یعنی: خیر اسی میں ہے جو اللہ سبحانہٗ کرے۔

امید ہے کہ کاموں کا انجام نیک ہوگا، کوشش قابلِ شکرگزاری ہوگی۔ فقیر کو اپنی دعاؤں میں مصروف سمجھیں اور (اسے) دعائے خیر سے نہ بھلائیں، گناہگار (اور) شرمندہ ہے، لیکن عاصی کو اس (رحیم) کی معافی کی امید لگی ہے اور اس کی نوازش ہے۔ اَللّٰهُمَّ

مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد۲:۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

مکتوب نمبر ۴۲
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو، جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

فَقَدْ تَشَرَّفَ الْعَبْدُ بِسَلَامِکُمْ وَتَنَبَّہُ بِکَلَامِکُمْ فَسَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃٌ لَّدَیْکُمْ وَمَاذَکَرْتُمْ مِنَ الْاَلْقَاب، فَلَسْتُ لَھَا. وَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ بَلْ ھِیَ رَاجِعَۃٌ اِلٰی جَنَابِکُمْ مُبَیِّنَۃً عَنْ کَمَالِ حَالِکُمْ.

تِلْکَ الْاَمُوْرُ وَ اَنَا فِیْ غَایَۃِ الْغَفْلَۃِ وَالْغُرُوْرِ. ھَیْھَاتَ جَآءَ وَقْتُ الْبَعْثِ وَالنَّشُوْرِ وَالنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِیْ کَمَالِ الدَّرَجَۃِ وَالسُّرُوْرِ.

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وُجُوْھَنَا یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (سورۃ آل عمران، آیت:۱۰۶)، وَّلَا تُخْزِنَا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (سورۃ الشعرا، آیت:۸۸)، اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَـآءَ اللّٰـہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورۃ یونس، آیت:۶۲)، وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَۃٌ. تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِھَا فَاقِرَۃٌ. (سورۃ القیامۃ، آیت:۲۲-۲۵)، اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ. لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَۃٌ. (سورۃ النجم، آیت:۵۷-۵۸)، وَّکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً. فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ. فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ. وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ. فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ. وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُکَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ. فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ. وَّتَصْلِیَۃُ جَحِیْمٍ. اِنَّ

هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ. فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ. (سورۃ الواقعۃ، آیت:۸۸،۷-۹۹)، سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (سورۃ الصافات، آیت:۱۸۰-۱۸۲)

اِنَّ الْاَخَ الصَّالِحَ الْفَاضِلَ الشَّيْخَ مُحَمَّدِنِ الْعَابِدِ لَازَالَ كَاِسْمِهٖ فِي الدُّنْيَا زَاهِدًا وَفِي الْعُقْبٰى رَاغِبًا بَعْدَ مَا صَحِبَ الْفُقَرَآءَ حَقَّ الْمُصَاحَبَةِ وَجَاوَرَ مَزَارَ الْاَوْلِيَآءِ حَقَّ الْمُجَاوَرَةِ وَتَحَقَّقَ بِاَنْوَاعِ اَعَمَّ وَاَطَّلَعَ عَلٰى اَسْرَارِهِمْ وَاَطْوَارِهِمْ وَتَوَجُّهُ اِلٰى خِدْمَتِكُمْ كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِهٖ وَعَوْنِكُمْ، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ. (سورۃ الحدید، آیت:۴) وَالْعَبْدُ الضَّعِيْفُ يَلْتَمِسُ مِنْ دُعَائِكُمْ وَيَتَمَنّٰى لِقَائِكُمْ. وَالسَّلَام.

یعنی: پس بندے نے آپ کے سلام کا شرف پایا اور آپ کے کلام سے آگاہ ہوا۔ پس آپ پر سلام ہو اور آپ پر (اللہ کی) رحمت ہو۔ جن القابات سے آپ نے یاد کیا ہے، میں ان کا اہل نہیں ہوں، بلکہ میں ایک بندہ ہوں اور یہ القابات درحقیقت آپ کی طرف لوٹتے ہیں اور آپ کے حال کو بیان کرتے ہیں۔

یہ امور ہیں اور بندہ بڑی غفلت اور دھوکے میں پڑا ہے۔ ہائے افسوس! حشر ونشر کا وقت آ پہنچا، جہنم جوش مار رہی ہے اور ہم درجہ کے کمال اور سرور میں مبتلا ہیں۔

اے اللہ! ہمارے چہروں کو سفید فرمانا، جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ، جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے۔ بیشک اللہ کے جو دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے (اور) اپنے پروردگار کے دیدار میں مصروف ہوں گے اور بہت سے منہ اس دن اداس ہوں گے، خیال کریں گے کہ ان پر مصیبت واقع ہونے کو ہے۔ آنے والی (یعنی قیامت) قریب آ پہنچی، اس (دن کی تکلیفوں) کو اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکے گا۔ اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ۔ پھر اگر وہ (اللہ کے) مقربوں میں سے ہے تو (اس کے لیے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے تو (کہا

جائے گا کہ) تجھ پر داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام اور اگر وہ جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہے تو (اس کے لیے) کھولتے پانی کی ضیافت ہے اور جہنم میں داخل کیا جانا۔ یہ داخل کیا جانا یقیناً صحیح یعنی حق الیقین ہے تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔ یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا پروردگار جو صاحبِ عزت ہے اس سے پاک ہے اور پیغمبروں پر سلام ہو اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لائق ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔

بیشک نیک فاضل بھائی شیخ محمد عابد اللہ تعالیٰ ان کے نام کی طرح انہیں دنیا میں زہد اختیار کرنے اور آخرت کی جانب شوق رکھنے والا بنائے رکھے۔ انہوں نے فقرا کی صحبت میں آنے کے بعد اُن کی صحبت کا حق ادا کیا، نیز اولیاء کے مزارات کی مجاورت اور اولیاء کے اسرار و صفات کی مختلف اقسام کو جاننے کے لیے تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور (اب) آپ کی خدمت میں متوجہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور آپ کی مدد فرمائے۔ اور اللہ تمہارے لیے ایسا ہو، (جیسا اس کا ارشاد ہے:) ''جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے'' اور (یہ) ضعیف بندہ آپ کے لیے دعا میں مشغول ہے اور آپ کی ملاقات کی تمنا رکھتا ہے۔ اور سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۴۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ کے نام سے شروع، اس کی حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے ہوئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ لَدَيْكُمْ.

(فقیر) نہیں جانتا کہ اس برادرِ گرامی کی خدمت میں کیا لکھے؟

عمر گرانمایہ درین صرف شد

تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا

یعنی: قیمتی عمر اسی میں صَرف ہوگئی کہ میں گرمیوں میں کیا کھاؤں اور سردیوں میں کیا

پہنوں؟

ہائے افسوس! جب تک دنیا قائم ہے، یہ فکر اور سوچ جاری ہے۔ پھر آخرت کے کام میں کب مشغول ہوگا؟ اور اللہ سبحانہٗ کی معرفت کب حاصل ہوگی؟

در جہان شاہدے و ما فارغ

در قدح جرعتے و ماہشیار

یعنی: جہان میں ایک ہی محبوب ہے اور ہم فارغ (بیٹھے ہیں)، پیالے میں ایک ہی گھونٹ ہے اور ہم ہوشیار (بیٹھے ہیں)۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کی صحبت میں رہو اور اگر (یہ) نہ ہو سکے تو پھر اُس شخص کی صحبت میں بیٹھو جو اللہ تعالیٰ کی صحبت میں ہے۔ (یعنی) اللہ تعالیٰ کے ہم نشیں اولیائے کرام کے ساتھ۔ اور جو شخص اُن کے ساتھ بیٹھتا ہے، وہ ہرگز بدقسمت نہیں ہوتا۔ **ھُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی جَلِیْسَھُمْ.** یعنی: وہ (اولیاء اللہ) ایسے لوگ ہیں، جن کا ہم نشیں بدقسمت نہیں ہوتا۔

چونکہ ان دنوں میں حقائق سے آگاہ اور فضائل و کمالات کے حامل شیخ محمد عابد (رحمۃ اللہ علیہ) افادات پناہ شیخ تاج الدین محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد (بزرگوار) جو زمانے کے بزرگ اور اس ملک کے مشہور علماء و مشائخ میں سے ہیں اور قصبہ چناوہ میں مقیم ہیں۔ اس کے بعد کہ وہ ایک عرصہ کمال عاجزی اور خدا طلبی کے ساتھ فقراء کی صحبت میں تھے اور بزرگوں کے انوار و برکات سے سیراب ہو کر وہاں پہنچے ہیں، ان کا دیکھنا غنیمت ہے اور اُن کی زیارت نعمت ہے۔ اگر ان کو پورے اعزاز کے ساتھ بلائیں اور صحبت رکھیں تو بہت درست ہے اور ثوابوں کا موجب ہے:

- مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ. (مشکوٰۃ شریف، نمبر ۵۱۱۹)
- اَلدُّنْیَا مُزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ. (اتحاف، ۸:۵۳۹)
- اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ وَلَنَا فِیْھَا طَاعَۃٌ. (اسرار المرفوعۃ، ص ۱۹۹)
- اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ.

یعنی: جو شخص اللہ کے لیے تواضع (اختیار) کرے، اللہ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔

- دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
- دنیا ایک ساعت ہے اور ہمارے لیے اس میں بندگی ہے۔
- دنیا ایک روز ہے اور ہمارا اِس میں روزہ ہے۔

میرے مخدوم! ان دنوں کمال عنایت و مہربانی کے ساتھ بادشاہی مکتوب ملا ہے۔ ہم نے خود کو ایک طرف کھینچ لیا ہے۔ کیا کریں ذاتی طور پر تنہائی میں راحت ہے اور فقر سے بامراد ہو کر پوری طرح دنیاوی فضول چیزوں کی طرف مائل ہونا بُرا دکھائی دیتا ہے۔

باوجود اس کے (فقیر) خود سب سے زیادہ خوار و ذلیل ہے، ان شعروں کے مطابق حال ہے:

بہ تنہائی چنین مائل دلم چیست	وزین تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم پس از سگی معذور باشم	بدین عذر از خلائق دور باشم
غلط گفتم کہ گر سگ داند این راز	ز درد و غم کند بس گریہ آغاز
ز ننگِ این سخن افغان بر آرد	کہ بدعہدی ز ما خود را شمارد
سگان خود صاحبِ خود را شناسد	ہراسند کو بسے از ما شناسد
نہ خود را می شناسد نے خدا را	چرا بدنام سازد خیل ما را

یعنی: میرا دل اِس قدر تنہائی کی طرف مائل کیوں ہے؟ اور مجھے یوں تنہا بیٹھنے سے کیا حاصل ہے؟

- میں کتا ہوں، پس کتا پن سے بھی معذور ہوں، اس عذر پر حقیقت سے دور رہتا ہوں۔
- میں نے غلط کہا، کیونکہ اگر کتا یہ راز جان لے تو وہ درد و غم سے بس رونا شروع کر دے۔
- اس بات سے شرمندہ ہو کر فریاد کرے، جب وہ ہماری بدعہدی کو سمجھ جائے۔
- کتے بھی اپنے مالک کو پہچانتے ہیں (اور) ڈرتے ہیں کہ ہم سے زیادہ کون (اسے) پہچانتا ہے۔

۵ (جو) نہ خود کو پہچانتا ہے نہ خدا کو، وہ ہمارے گروہ کو کیوں بدنام کرتا ہے۔

اس دید میں دیدِ قصور کا راستہ متکلف نہیں ہے، کیونکہ حقیقت میں وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ اس راستے میں کام کا انحصار اعمال کی دید قصور پر ہے، جب یہ دید کمال کو پہنچتی ہے تو بیشمار اسرار اور عنایتیں نصیب ہوتی ہیں۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرُکْ. (الرسالۃ الغوثیہ، ص۶۶)

یعنی: جس نے نہ چکھا اُس نے نہ پایا۔

ان اسرار سے زبان بند رکھنی چاہیے۔ قلم یہاں پہنچا اور اس کا سر ٹوٹ گیا۔ اس راستے میں سب عاجزی، مسکینی اور نیستی (فنا) ہے۔ جب یہ کمال کو پہنچتی ہے تو حقیقی ہستی جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ خود بینی دشمنوں کو نصیب ہو، اللہ تعالیٰ اس سے دور رکھے۔ دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَال. یعنی: اپنی نفس کو چھوڑ اور آ جا۔

سانپ کے ساتھ بیٹھنا ہے تو ہمارے ساتھ مت بیٹھ!

دوسرے جو اَشعار آپ نے اپنے حال کے مطابق لکھے ہیں، وہ حال کے کمال سے اور ہستی کی سچی بات میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طلب اور دید میں اضافہ فرمائیں اور گرفتاروں کو بھی اس مصیبت سے محفوظ رکھیں: اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ. (سورۃ التغابن، آیت:۱۵) یعنی: تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے۔

جو چیز اللہ سے دور رکھے، وہ (دشمن اور) بلا ہے اور اس کا ذکر شفا ہے: فَذِکْرُ اللّٰهِ نُوْرٌ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ سُرُوْرٌ، ذِکْرُ اللّٰهِ رَاحَةٌ وَالدُّنْیَا سَاعَةٌ، ذِکْرُ اللّٰهِ یُوْصِلُ اِلَی اللّٰهِ وَیُغْنِیْ عَمَّا سِوَی اللّٰهِ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. (صحیح البخاری، ۱: ۱۵۹؛ مسند احمد، ۲: ۵۲۰)

یعنی: پس اللہ تعالیٰ کا ذکر نور ہے اور یہ آخرت کا سرور ہے، اللہ کا ذکر راحت ہے اور دنیا ایک ساعت ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر اللہ سے ملاتا ہے اور ماسویٰ اللہ سے دور کرتا ہے، اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

مکتوب نمبر ۴۴
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا، بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: (اللہ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود پڑھتے ہوئے، (اللہ تعالیٰ کی) حمد اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود و سلام بھیجنے کے بعد۔

سرداری و سعادت والے خاندان اور شجرے سے تعلق رکھنے والی ہستی کی خدمت میں التماس ہے کہ ایک عرصہ ہوا ہے (فقیر) آپ کے حالات کی خبر نہیں رکھتا:

ع ہر کجا ہست خدایا سلامت دارش

یعنی: اے اللہ وہ جس جگہ پر ہے تو اسے سلامت رکھ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنَّ اَرْضِىْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّاىَ فَاعْبُدُوْنِ. (سورۃ العنکبوت، آیت:۵۶)

یعنی: میری زمین کشادہ ہے، پس میری ہی عبادت کرو۔

ہر زمین کو اللہ تعالیٰ کے فیوضات (نصیب) ہیں اور ہر بقعہ کو انوار (حاصل) ہیں۔ ہر وقت اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فیض کا منتظر رہنا چاہیے اور لمحہ بھر بھی اس کی بندگی سے غافل نہیں ہونا چاہیے، آرام و قرار طالب کے لیے حرام ہے۔ بعد میں بدتر عذاب آگ (جہنم) کا ہے۔ ہائے افسوس! طرح طرح کے عذاب درپیش ہیں اور اپنے اپنے عیش و عشرت میں (مگن ہیں):

آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش
من خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش

یعنی: میں نے خود اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے ڈھیر میں آگ لگائی ہے، میں اپنے

دشمن سے آہ وزاری کیا کروں؟

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.
(سورۃ الاعراف، آیت:۲۳)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

دنیا کو آخرت کا وسیلہ بنائیں اور خود کو اس کے راستے میں قربان کر دیں۔ اس حدیث قدسی (کے معانی) کو سمجھیں: مَنْ قَتَلَهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ.

یعنی: جس کو میں قتل کروں، پس میں ہی اس کی دیت ہوں:

از پئے این عیش و عشرت ساختن
صد ہزاران جان باید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش و عشرت کو پانے کے لیے لاکھوں جانیں قربان کرنا پڑتی ہیں۔

فقراء کو اپنا مشتاق سمجھیں اور (اپنے) نیک انجام حالات لکھ بھیجیں۔ وَالسَّلام.

فقیر زادوں کی جانب سے سلام قبول کریں، مخدوم زادے عافیت و سلامتی کے ساتھ ہیں۔

مکتوب نمبر ۴۵

سیّد عبدالحکیم (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) تعریف کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود وسلام پڑھتے ہوئے۔

برادرِ گرامی سیّد عبدالحکیم (رحمۃ اللہ علیہ) سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ ایک عرصہ ہوا (فقیر کو) اس بھائی کے خیر انجام حالات کی خبر نہیں ہے:

ع ہر کجا است خدایا بسلامت دارش

یعنی: اے خدا! جہاں ہے تو اسے سلامت رکھ۔

جوانی کو غنیمت سمجھ کر پوری طرح اور کمال کے ساتھ حق (تعالیٰ) کی عبادت اور بندگی میں مشغول ہو جائیں اور خود کو اس کے راستے میں قربان کر دیں۔ (اس) حدیث قدسی کو پڑھیں:

مَنْ قَتَلَهُ فَاَنَا دِیَتُهُ.

یعنی: جس کو میں قتل کروں، پس میں ہی اُس کی دیت ہوں۔

(کسی نے) خوب کہا ہے:

با درد بساز چون دوائے تو منم — در کس منگر چو آشنائے تو منم

گر برسرِ کوئے عشق ما کشتہ بشوی — شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

از پئے این عیش وعشرت ساختن — صد ہزاران جان بباید باختن

یعنی: جب تیری دوا میں ہوں تو درد کے ساتھ (تعلق) بنا، جب تیرا محبوب میں ہوں تو پھر کسی کی طرف مت دیکھ۔

- اگر تو ہمارے عشق کے کوچے میں قتل ہو تو پھر شکرانہ دینا، کیونکہ تیرا خون بہا میں ہوں۔
- اس طرح کے عیش وعشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنا پڑتی ہیں۔

آپ اپنے نیک انجام حالات کو ہمیشہ لکھ بھیجا کریں اور آخرت کے کام میں مشغول رہیں۔ (اس) غیر موجود کو (اپنی) دعا میں یاد رکھیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۴۶

عقلی ونقلی علوم کے جامع، بے نیاز اللہ کے عارف مخدوم زادہ شیخ عبدالاحد (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود بھیجتے ہوئے اور سلام پڑھتے ہوئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

(فقیر) نہیں جانتا کہ آپ کی خدمت گرامی میں کیا لکھے؟ اور سوائے اس کے کہ اپنے اخلاص کا اظہار کرے اور بزرگوں سے اس کا علاج چاہیے:

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئًا للہ از جمال روئے تو

یعنی: ہم مفلس آپ کے کوچے میں آئے ہیں، خدا کے واسطے اپنے رخِ انور کی زیارت کرائیے۔

ہائے افسوس!

ع مَا لِلتُّرَابِ وَرَبُّ الْاَرْبَابُ

یعنی: خاک کو پروردگار عالم سے کیا نسبت ہے۔

جی ہاں! کیسا عجب کہ (اپنی) بندہ نوازی سے گرے پڑے کو خاک خواری سے اٹھائیں اور نہایت کرم سے ایک گناہگار کو قبول فرمائیں:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آن کہ در ساختہ است قطرہ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد۲:۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل زیادہ طلبگار ہوں۔

دوسرا یہ کہ آپ نے جو حرمین شریفین زَادَھُمَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَشْرِیْفًا وَتَکْرِیْمًا

کے سفر کے بارے میں دریافت فرمایا تھا، میرے مخدوم! حقیقت میں برسات گزرنے کے بعد بعض نیتوں کے دکھی اثرات کے لیے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں وطن سے ہجرت اور مرد و زن سے دوری کا پختہ ارادہ ہے۔ (فقیر) کمال زاری اور اِلتجا کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کی توفیق کا طلبگار ہے۔ اس بارے میں غیبی اشاروں میں ترقی ہوئی، اب دیکھئے تقدیرِ الٰہی جل شانہٗ کہاں لے جاتی ہے اور کس طرف پہنچاتی ہے؟ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ. (سورۃ العنکبوت: آیت: ۵۶)

یعنی: میری زمین کشادہ ہے، پس میری ہی عبادت کرو۔

دنیا میں مقصود اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد ہے، جہاں بھی میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جہاں لے جائے، اس کی طلب میں پگھلنا چاہیے اور خود سے کوئی نام ونشان (باقی) نہیں چھوڑنا چاہیے، تاکہ اس کی معرفت کو پایا جاسکے۔ مَنْ قَتَلَہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ. یعنی: جس کو میں قتل کروں، پس میں ہی اس کی دیت ہوں:

در پئے این عیش و عشرت ساختن
صد ہزاران جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش وعشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔

باقی رہا حج کا معاملہ تو اُس کو اِس سال ظل الرحمۃ (بادشاہ) کا حکم ماننے پر موقوف رکھا ہے اور اس (کی توفیق) کو پانے کے لیے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی درگاہ میں کمال زاری و التجا کی ہے۔ عمر آخر کو پہنچی ہے اور اس کی تلافی اس کے سوا نہیں دیکھی، اپنا عمل سب شر اور مصیبت! ھُوَ الشَّافِیْ ھُوَ اللّٰہ. وہی شفا بخشنے والا ہے، وہی اللہ ہے۔ (فقیر) منتظر بیٹھا ہے، دیکھئے کیا پیش آتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ م بِالْعِبَادِ. (سورۃ المؤمن، آیت: ۴۴)

یعنی: اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

(فقیر) واقعہ پیش آنے سے پہلے خود کو کیسے بیچے؟ اور متاع کی ترویج کم کرے۔ خود کیا کوشش کرے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے عیبوں پر پردہ ڈالے۔ اس معاملے میں زیادہ کیا کہے؟ ہمیشہ اس کا متلاشی ہے۔

آپ (فقیر کو اپنا) مشاق سمجھیں اور دُعا سے فراموش نہ کریں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۴۷
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ، حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ کے نام سے شروع، (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہوئے اور سلام پڑھتے ہوئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ.

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ. (سورۃ الحدید، آیت:۴)

یعنی: اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(آپ کا) شفقت (بھرا) مکتوب پہنچا اور اس سے مہربانیوں کے آثار ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر مہربان ہو اور ترقیوں کے دروازے کھولے۔ اس جہاد اور لڑائی کو اپنی سعادت سمجھیں۔ اور اس کو مولیٰ (تعالیٰ) کی رضا کا وسیلہ جانیں اور نیت کو درست کریں۔ درویشوں اور زخمی دلوں کو دُعا میں (مصروف) سمجھیں اور عزت و فتح اور نصرت کے اُمیدوار رہیں۔ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ. (سورۃ المائدۃ، آیت:۵۶) يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا. (سورۃ النساء، آیت:۷۳)

یعنی: سن لو کہ ''بیشک اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔'' اے کاش! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو مقصدِ عظیم حاصل کرتا۔

یہ جہاد کبھی کبھار ہے اور اپنے (نفس کے) ساتھ جہاد ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ چونکہ مرد وہ ہے جو خود (اَنَــا) کو توڑ ڈالے اور اپنے مولیٰ (تعالیٰ) تک پہنچ جائے۔ جب تو نے

اپنے خود کو (اَنَــــا) چھوڑ دیا تو (پھر) سب عیش اور خوشی ہے۔اس دنیا میں خوشی دشمنوں کو نصیب ہے اور روح وریحان (آرام وخوشبودار پھول) آخرت میں اولیاء کو نصیب ہیں، یہ زہرِ قاتل اور وہ نفع بخش تریاق ہے، یہ فانی اور وہ باقی ہے، اس جگہ کی راحت وہاں کا غم ہے اور اس جگہ کا غم وہاں کی راحت کا سبب، یہ پست تر وادنیٰ اور وہ سخت وبقاوالی ہے۔مَا الدُّنیَا وَالْآخِـرَةُ اِلَّا ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِیَتْ اِحْدَاهُمَا سَخِطَتِ الْاُخْریٰ. (مسند احمد بن حنبل، طبرانی، ابن حبان) وَالْآخِـرَةُ خَیْرٌ مِنَ الْاُوْلیٰ. یعنی: دنیا وآخرت آپس میں سوکنیں ہیں، اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔ اور آخرت پہلی سے کہیں بہتر ہے۔

ہائے افسوس!

گوئے توفیق سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران چہ شد

یعنی: توفیق سعادت کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا، سواروں کو کیا ہوا؟

میرے مخدوم! ان دنوں میں قوی وغیبی اشارہ کے سبب (سفر) کو کم کر دیا ہے اور کسی جگہ اِلَّا مَـا شَـآءَ اللّٰہُ (مگر یہ کہ جو اللہ چاہے) از خود نہیں گئے۔ جہاں لے جایا گیا ہے، وہاں تازہ عنایتیں اور بے انداز نوازشیں کی گئی ہیں۔ جی ہاں! ہر جگہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام اور بلند سے بلند فیوض و برکات ہیں۔ اہلِ بصیرت کو اِسی (مقصد) کے لیے لے جاتے ہیں اور وہ ہر دکان سے وصلِ جاناں خرید کرتے ہیں:

متاعِ وصلِ جانان بس گران است
بدین سودا بہ جان بودے چہ بودے

یعنی: وصلِ جاناں کی دولت بڑی مہنگی ہے، اسی جنون میں زندہ رہتے تو کیا ہوتا؟

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر۴۸
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود بھیجتے ہوئے اور سلام پڑھتے ہوئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

ایک بزرگ نے کہا ہے: اِنْ اَرَدْتَّ سَلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا. یعنی: اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ، اور اس سے ہاتھ دھولے۔ اگر آدمی اچھی طرح غور کرے اور گہرائی سے نظر فرمائے تو وہ آخرت کے طلبگار کو بالکل مولیٰ (تعالیٰ) کا طالب پائے گا۔ (ان آیات) کریمہ کو پڑھنا چاہیے:

- وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ. (سورۃ یونس، آیت:۲۵)
  یعنی: اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔
- یَرْجُوْ لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ. (سورۃ العنکبوت، آیت:۵)
  یعنی: (جو شخص) اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔

(بس) آخرت کا فکر کرنا چاہیے اور ہوا وہوس، بلکہ خود (اپنی ذات) کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔ جب ''دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَال.'' (یعنی: اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آجا) کے مطابق خود کو چھوڑ دیا (تو پھر کامران ہوگیا)۔ یہ کشفی اور وجدانی معنیٰ ہیں، ربانی اور بیانی نہیں ہیں۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرُکْ. (دیکھئے: رسالۃ الغوثیہ، ص۶۶)

یعنی: جس نے نہ چکھا اُس نے نہ پایا۔

از پئے این عیش و عشرت ساختن
صد ہزاراں جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش و عشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی

ہیں۔

یہ (آخرت کا) عیش وعشرت اولیاء کے لیے مخصوص ہے اور (دنیا کا) عیش وعشرت دشمنوں کو نصیب ہے۔ اہلِ فرح وعیش کے لائق نہیں کہ انہیں آخرت کا غم ہو۔ ہائے افسوس!
كَيْفَ الْفَرَحَ السُّرُوْرِ وَالنَّارُ تفُوْرُ، فَمَنْ فِي الرَّحْمَةِ وَالتخلُّصِ عَنِ النَّارِ فَهُوَ فِي الطَّاعَةِ، وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ. (سورۃ ہود، آیت: ۸۸)

یعنی: کیسی راحت اور سرور اور آگ جوش مار رہی ہے، پس جو شخص رحمت میں ہوا اور آگ سے بچ گیا۔ اور وہ (اللہ کی) بندگی میں ہوا۔ مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے، میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر ۴۹
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا سَيِّدِالسَّادَاتِ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جس کی عزت وجلال کے صدقے نیکیاں تکمیل کو پہنچتی ہیں اور ہمارے سردار اور سرداروں کے سردار (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

يَاسَيِّدِىْ اَنَا مُفْتُوْنٌ وَبِمَا كَسَبْتُ مَرْهُوْنٌ لَّابِضَاعَةِ لِىْ سِوَى الْاِضَاعَةِ وَلَا صَنَاعَةَ لِىْ غَيْرَ الْبَطَالَةِ قَلْبِىْ قَاسِيَةٌ وَالنَّارُ حَامِيَةٌ. هَيْهَاتَ اَيْنَ الْمُفِرُّ وَكَيْفَ الْمُسْتَقِرُّ، اَيُّهَا الْعَاصِىْ فِرَّ اِلَى اللّٰهِ وَكُنْ مَّعَ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَامُفِرَّ اِلَّا اِلَيْهِ وَالْاَمْرُ كُلُّهٗ فِىْ يَدَيْهِ، رَحْمَتُهٗ وَاسِعَةٌ وَمَغْفِرَتُهٗ قَاطِعَةٌ، لَا تَيْئَسْ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ وَاِنْ فَرَّطْتُ فِىْ جَنْبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (سورۃ الزمر،

آیت:۵۳)وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا. (سورۃ الاحزاب،آیت:۴۳)

يَاسَيِّدِيْ لَاتَنْسَوْنَا عَنْ دُعَائِكُمْ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، خُصُوصًا عِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ وَعِنْدَالْبَابِ الْمُلْتَزَمِ وَالْحَجَرِ وَعِنْدَ زِيَارَتِ سَيِّدِالْعَرَبِ وَالْعَجَمِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ. قَلْبِيْ لَدَيْكُمْ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ. (سورۃ الحدید،آیت:۴)اَللّٰهُ يَجْمَعُ بِالْخَيْرِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَهُوَ سُبْحَانَهٗ بِالْاَجَابَةِ جَدِيْرٌ وَ عَلٰى مَنْ مَاتَ قَدِيْرٌ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ.

یعنی: اے میرے سردار! میں آزمائش میں پڑ گیا ہوں اور جو میں نے کمایا ہے وہ رہن میں چلا گیا اور میرے پاس کوئی جمع پونجی نہیں ہے سوائے نقصان کے، اور میرے پاس کوئی ہنرمندی نہیں سوائے بیکاری کے۔ میرا دل سخت ہو چکا ہے۔ اور (جہنم کی) آگ بھڑک رہی ہے۔ ہائے افسوس! بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ اور ٹھکانا کہاں ہے؟ اے گناہگار! اللہ کی طرف بھاگ اور اللہ کے ساتھ ہو جا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کہیں بھاگا نہیں جا سکتا مگر اللہ کی طرف۔ اور تمام کام اس کے دستِ قدرت میں ہیں، اس کی رحمت وسیع ہے اور اس کی بخشش (گناہوں کو) ختم کرنے والی ہے، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو اور اگر میں اللہ کے بارے میں تقصیر کروں تو وہ سب گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ایمان والوں پر رحم فرمانے والا ہے۔

اے میرے سردار! سفر و حضر میں مجھے اپنی دعا سے نہ بھلانا، خاص کر کے کعبہ کی زیارت کے وقت، باب ملتزم اور حجرِ اسود کے پاس اور سیّد عرب و عجم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کے وقت۔ میرا دل آپ کے پاس ہے اور آپ جہاں کہیں ہوں اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ اللہ میرے اور آپ کے درمیان خیر کو جمع کرے گا اور اللہ سبحانہٗ جلدی قبول کرنے والا ہے۔ جو چیز ضائع ہو گئی ہو اُس (کو دوبارہ عطا فرمانے) پر قادر ہے اور اس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سلام ہو۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۵۰

صوفی قلندر بیگ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ، حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ کے نام سے (شروع)، (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہوئے اور سلام پڑھتے ہوئے۔

برادرِ عزیز صوفی قلندر بیگ (رحمۃ اللہ علیہ) فقیر (کی جانب) سے سلام پڑھیں اور (اسے اپنا) مشتاق سمجھیں۔ آپ کا پسندیدہ مکتوب ملا۔ اس کے مضامینِ جمعیتِ باطن اور اس میں ظلِ ظاہر کی عدمِ سرایت سے آگاہی ہوئی۔ اس کے ساتھ آپ نے جمعیت کے حاصل ہونے اور اس میں لذت آنے کا لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اضافہ پر اضافہ نصیب کرے اور تمام و کمال سے اپنی طرف کھینچ لے۔

جمعیت فقر کی جمعیت کا ذریعہ ہے۔ اپنے کام کو اللہ سبحانہٗ کے سپرد کریں اور خود کو درمیان میں نہ رکھیں۔ سیاہ سانپ کے ساتھ مت بیٹھو اور اپنے ساتھ مت بیٹھو۔

اس علاقے (کے سفر) کا اس سال پختہ ارادہ ہے، دیکھئے غیب میں کیا مقدر ہے؟ دیگر (حالات کی) حقیقت برادرِ طریقت صوفی عبداللطیف (رحمۃ اللہ علیہ) زبانی بیان کریں گے۔

مکتوب نمبر ۵۱

صوفی قلندر بیگ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) تعریف کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہوئے اور سلام پڑھتے ہوئے۔

حقائق آگاہ بھائی صوفی قلندر بیگ (رحمۃ اللہ علیہ) اس زخمی دل درویش کا نیک سلامتی والا سلام پڑھیں اور (اسے اپنا) مشتاق سمجھیں۔ سلامتی کا اِنحصار گناہوں کے

چھوڑنے میں سمجھیں اور سلام کے ظہور کی حقیقت کو دارالسّلام میں پائیں۔ اس پر (یہ آیت کریمہ) شاہد عادل ہے:

سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ. (سورۃ یٰسین: آیت:۵۸)

یعنی: پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے)۔

وَالسَّلَام.

تمام یارانِ طریقت کو سلام قبول ہو اور اللہ جل و علا کی یاد پر (سب کو) شوق دلائیں۔ (کرنے کا) کام یہی ہے اور باقی سب بیکار ہے۔

مکتوب نمبر۵۲

صوفی قلندر بیگ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم (اللہ تعالیٰ کی) تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

برادرِ عزیز صوفی قلندر (بیگ) نے بلند دقائق اور ارجمند حالات سے جو کچھ لکھا تھا، وہ معلوم ہوا اور اس سے یہ فقیر آپ کے بارے میں (بڑی) امیدیں پاتا ہے اور اُمیدیں رکھتا ہے۔ جب وقت تنگ ہو تو مشغول نہیں ہوا جا سکتا، (لہٰذا دوسرے) وقت پر موقوف کرنا چاہیے۔

آپ نے ذاتی جگہ کے حاصل ہونے کی جانب اشارہ کیا تھا۔ مبارک ہو۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۱۴)

یعنی: میرا پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنَام.

یعنی: سیّد انام (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۵۴

مرزا محمد مقیم (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ.

یعنی: ہم (اللہ تعالیٰ کی) تعریف کرتے ہیں اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود وسلام بھیجتے ہیں۔

سعادت و توفیق کے حامل بھائی میر محمد مقیم نیک سلامتی والا سلام قبول فرمائیں اور (بندے کو اپنا) مشتاق سمجھیں۔ (فقیر) اپنے اکثر درہم برہم حالات سے کیا لکھے؟ عمر آخر کو پہنچ گئی ہے اور قبر اور قیامت کا معاملہ سامنے دوڑ رہا ہے۔ اس سفر کے سامان اور سواری میں سے کچھ بھی (اپنے) پاس نہیں اور آخرت کا کوئی کام نہیں کیا:

آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش　　من خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش　　اے وائے من دست من و دامن خویش

یعنی: اپنے دو ہاتھوں سے میں نے خود اپنے ڈھیر میں آگ لگائی ہے، اپنے دشمن سے کیا فریاد کروں؟

◎ کوئی آدمی میرا دُشمن نہیں ہے، میں اپنا دشمن خود ہوں، ہائے میرا افسوس! میرا ہاتھ اور اپنا دامن!

اَللّٰهُمَّ نَبِّهْنَا قَبْلَ اَنْ يُنَبِّهَنَا الْمَوْتُ.

یعنی: اے اللہ! تو ہمیں (اس غفلت سے) بیدار کر، اس سے پہلے کہ موت ہمیں بیدار کرے۔

اس گناہگار فقیر کو اپنی دعا میں مصروف سمجھیں اور (اپنے) نیک انجام حالات آنے والوں کے ہاتھ لکھ بھیجیں۔

مکتوب نمبر ۵۴

مخدوم زادہ ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

عزیز الوجود فرزند کا پسندیدہ مکتوب ملا (اور) مسرت وراحت کا ذریعہ بنا۔

ہائے افسوس! دنیا میں مسرت و راحت کسے (نصیب) ہے؟ اور فراغت و جمعیت کہاں؟ جب لوگوں کو (یہ) مشکل درپیش ہے:

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)

یعنی: اس روز ایک گروہ بہشت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔

تو پھر قرار اور آرام کس کو حاصل ہے؟

فَعَلَیْکَ یٰاَیُّھَا الْوَلَدُ بِدَوَامِ التَضَرُّعِ وَالْاِلْتِجَآءِ اِلَی اللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ وَاسْتِدَامَتِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالْبُکَآءِ سَیَّمَا فِیْ اَوْقَاتِ الْاَسْحَارِ وَعَلَیْکَ بِقِلَّتِ الطَّعَامِ وَالْکَلَامِ وَ کَثْرَۃِ الصِّیَامِ وَالْقِیَامِ وَدَوَامِ الْخَوْفِ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ الْجَبَّارِ.

وَعَلَیْکَ بِحِفْظِ الْاَوْقَاتِ وَتَرْکِ السَّیِّئَاتِ وَدَوَامِ الْاِقْبَالِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِاالطَّاعَۃِ وَالْمُرَاقَبَاتِ وَتَطْھِیْرِ الْبَاطِنَ عَنِ الْاَدْنَاسِ وَتَنْوِیْرِہٖ بِالْاَذْکَارِ وَعَلَیْکَ بِمَجَالِسِ الْاَخْلَاقِ وَمَحَامِدِ الْاَوْصَافِ وَالصَّبْرِ عَلَی الْبَلَاءِ وَالشُّکْرِ عَلَی الْاَعْطَاءِ وَتَحَمُّلِ الْاِیْذَآءِ عَنِ الْخَلْقِ وَدَوَامِ حُسْنِ الْخُلْقِ.

وَعَلَیْکَ بِمَجَالِسَۃِ الْعُلَمَآءِ وَالصُّلَحَآءِ وَالْفُقَرَآءِ وَتَرْکِ مَخَالَطَۃِ الْجُھَلَاءِ وَالسُّفَھَاءِ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاوۃِ وَالْعَشِیِّ (سورۃ الکہف، آیت:۲۸) وَعَلَیْکَ بِالْحُبِّ وَالْبُغْضِ فِی اللّٰہِ وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ وَمَحَارِمِ اللّٰہِ.

وَعَلَیْکَ بِالْجُوْدِ وَالتَّقَرُّبِ اِلَی اللّٰہِ الْمَعْبُوْدِ وَالتَّوَکُّلِ عَلَیْہِ فِیْ جَمِیْعِ الْاُمُوْرِ وَالشَّفَقَةِ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ وَالتَّعْظِیْمِ لِاَمْرِاللّٰہِ وَعَلَیْکَ بِرُؤْیَةِ الْعُیُوْبِ وَالذُّنُوْبِ عَلَی الدَّوَامِ وَالْاِسْتِحْیَاءِ مِنَ اللّٰہِ بِالتَّمَامِ وَالتِّقَاءِ عَنْ نَفْسِہٖ بِالْوِجْدَانِ وَالْبَقَاءِ بِاَنْوَارِ قُدْسِہٖ بِالْاَدْیَانِ. وَاعْفُ مِمَّنْ ظَلَمَکَ وَصِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَکُفَّ یَدَکَ وَلِسَانَکَ وَاَحِبَّ لِاَخِیْکَ مَایُحِبُّ نَفْسَکَ. (الترغیب والترہیب)

اے فرزند! آپ کے لیے لازم ہے ہمیشہ اللہ واحد قہار کی درگاہ میں زاری اور اِلتجا کرنا اور سحری کے اوقات میں ہمیشہ استغفار کرنا اور روتا ہوا چہرہ رکھنا۔ آپ کے لیے ضروری ہے کم کھانا اور بولنا، اور روزے اور قیام کی کثرت، اور ہمیشہ اللہ جبار کا خوف رکھنا۔

آپ کے لیے لازم ہے اوقات کی حفاظت اور گناہوں کا ترک کرنا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف منہ رکھنا، بندگی اور مراقبات کے ساتھ۔ اور باطن کو آلائشوں سے پاکیزہ بنانا اور اذکار سے منور کرنا۔ اور آپ کے لیے ضروری ہے (اعلیٰ) اخلاقی مجالس میں بیٹھنا اور پسندیدہ صفات کا اپنانا، مصیبتوں پر صبر کرنا اور عطاؤں پر شکر کرنا، خلقت کی طرف سے تکلیفوں پر تحمل کرنا اور ہمیشہ حسنِ اخلاق (کو اختیار کرنا)۔

آپ کے لیے ضروری ہے علماء، صلحاء اور فقراء کی مجالس میں بیٹھنا اور جہلاء اور نادانوں کے میل جول کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو اُن لوگوں کے ساتھ رکھنے کے لیے تیار کرنا جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ آپ کے لیے لازم ہے محبت اور غصہ اللہ کے لیے کرنا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے روکنا۔

آپ کے لیے لازم ہے سخاوت کرنا اور عبادت کے لائق اللہ کا تقرب حاصل کرنا اور تمام کاموں میں اس پر بھروسہ کرنا، اللہ کی مخلوق پر شفقت کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم کرنا۔ آپ کے لیے ضروری ہے ہمیشہ (اپنے) عیبوں اور گناہوں کو دیکھنا اور اللہ تعالیٰ سے کامل حیا کرنا اور اپنے نفس کو وجدان کے لحاظ سے پرہیزگار بنانا اور بقا کے لحاظ سے انوارِ قدسیہ سے منور کرنا۔ اور جو زیادتی کرے اُسے معاف کرنا اور جو قطع تعلق کرے اُس کے

ساتھ جڑنا اور جو محروم رکھے اسے دینا اور اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھنا اور اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرنا جو تمہارا النفس (اپنے لیے) پسند کرے۔

(بندہ) ان امور کی شرح کہاں تک کرے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے۔

ع أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنهُمْ

(دیوان امام شافعیؒ، ص ۷۳)

یعنی: میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں اور میں ان میں سے نہیں ہوں۔

لوگوں میں اس کمترین کی نیاز (مندی) ظل الرحمٰن (بادشاہ سلامت) تک پہنچا دیں۔ اس قبلہ گاہی سے اتنی اضطراری جدائی پر (بندہ) ہمیشہ پریشان ہے۔ الحمدللہ! کہ (بندہ) رات دن ان حضرات کی سلامتی اور فتح و نصرت کی دعا میں مشغول ہے۔ (فقیر) امیدوار ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی رضا سے پاؤں کی تکلیف اور فرزندوں کی والدہ کی بیماری کے باوجود رمضان تک ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہو جائے گا اور ان فقرا کا اس خوش وقتی سے مقصود اُن حضرت (بادشاہ سلامت) کی سلامتی ہے۔ تہنیت اور مبارک ہو، نئے فرزند کا لکھا ہے، اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ اگر صالح ہے تو مبارک ہے اور اگر بُرا ہے تو اس کا نہ ہونا بہتر ہے:

اے کاش کہ بودمن نہ بودے
اے کاش کہ مادرم نہ زادے

یعنی: اے کاش ایسا ہوتا کہ میں نہ ہوتا، میری ماں نے مجھے جنا نہ ہوتا۔

جو کچھ آپ نے حضرت قبلہ گاہی (بادشاہ سلامت) کی زبان سے لکھا تھا کہ اس بات کو سُن کر اُنہوں نے یہ (آیت) کریمہ پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۹)

یعنی: خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی عمر میں اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ عطا فرمائے۔

اس سے (بڑی) امیدیں لگی ہیں اور خوش حالیاں دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کامل امام (بادشاہ) کو دنیا و آخرت میں بہت خوش وقت رکھے اور اعلیٰ مراتب تک پہنچائے۔

اپنے بھائیوں کی طرف سے سلام قبول ہو اور فرزندوں کی والدہ کی طرف سے بھی۔
وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۵۵

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهُ الْعَظِيْمِ وَبِالصَّلٰوةِ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: اللہ تعالیٰ کے عظمت والے نام سے اور اُس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام پڑھنے سے شروع کرتا ہوں۔ سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

اے میرے قبلہ گاہ، عالم پناہ!

از بساطِ قرب دورم ہمتِ من دور نیست
بندۂ لطف شمائیم و ثنا خوانِ شما

یعنی: میں آپ کے قرب کی بساط (دری) سے دور ہوں، لیکن میری ہمت (آپ سے) دور نہیں ہے۔ ہم آپ کے لطف کے بندے اور آپ کے ثناء خواں ہیں۔

(فقیر) اللہ سبحانہٗ کے فضل سے امیدوار ہے کہ جلد ہی یہ ضروری دوری ختم ہو جائے گی اور آستانہ بوسی کی دولت جلدی میسر آ جائے گی۔ اگرچہ (فقیر) ظاہری طور پر دور ہے، لیکن خاص اوقات میں آپ اور آپ کی فتح ونصرت کے لیے دعا میں مصروف ہے اور دعاؤں کے قبول کرنے والے کی درگاہ سے مقررہ وقت پر اُس کی قبولیت کی توقع ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آنکہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہو سکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

احادیث میں جبار (اللہ تبارک وتعالیٰ) سے منقول ہے: اَلَاطَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَآئِیْ وَاَنَا اِلَیْھِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا. (المغنی عن حمل الاسفار، ۳:۸)

یعنی: آگاہ رہو کہ نیک لوگوں کو میری ملاقات کا شوق زیادہ ہو گیا اور میں بھی ان کا بہت زیادہ شوق رکھتا ہوں۔

انسان کا خلاصہ اور جو وجہ امتیاز ہے اُس کو اِس اور اُس سے یہی شوق اور عشق ومحبت ہے۔ جو فرق ہے وہ اس اعتبار سے ہے: اِنْ کَانُ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَّاِنْ کَانَ شَرًّا فَشَرٌّ. یعنی: اگر یہ خیر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر یہ بری ہے تو برائی ہے۔

مثنوی معنوی:

اے برادر تو ہمین اندیشۂ ما بقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنے وَر بود خارے ہمہ تو گلخنے

(مثنوی، جلد۲: ۱۱۳)

یعنی: اے بھائی! تُو تو صرف ایک سوچ ہے، باقی تو (سب) ہڈیاں اور گوشت ہے۔

اگر تیری سوچ پھول ہے تو تُو ایک باغ ہے اور اگر وہ کانٹا ہے تو تُو ایک بھٹی کا ایندھن ہے۔

جب عشق ومحبت کمال کو پہنچتا ہے تو عاشق بیچارہ عدم کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہے اور انوارِ قدس کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے۔ وہ مقربین درگاہ میں سے بن جاتا ہے اور اِس (آیت کریمہ) کے مضمون کے مطابق بن جاتا ہے:

''اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا.'' (سورۃ الانعام، آیت: ۱۲۲)

یعنی: بھلا جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور اُس کے لیے نور بنا دیا۔

اور اس کی حالت اس صحیح حدیث شریف کے مطابق ثابت ہو جاتی ہے اور وہ اسرار و انوار کا مورد بن جاتا ہے:

''فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا (وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ

لَاُعِیْذَنَّہٗ ‘‘(دیکھئے: صحیح البخاری، نمبر۲، ۶۵، کتاب الرقاق، باب التواضع، ص ۱۱۲۷؛ مسند احمد بن حنبل، جلد۶: ۲۵۶)

یعنی: پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں:

ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، اب دیکھئے کسے دیتے ہیں۔

کُلُّ ذٰلِکَ مَنُوْطٌ بِکَمَالِ مُتَابِعَةِ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِہٖ. لَوْلَاہُ لِمَا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ وَلِمَا اَظْھَرَ الرَّبُوْبِیَّةَ. (تفصیل کے لیے دیکھئے: شرح تعرف، جلد۲: ۴۶)

یعنی: یہ سب سیّد المرسلین اور پروردگار عالمین کے حبیب (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کمال مطابعت سے وابستہ ہے خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت (کیونکہ) اگر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ فرماتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

کبھی کبھی سرورِ کائنات (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا عشق و محبت اس قدر غلبہ کرتا ہے کہ مدہوش کر دیتا ہے اور خود سے بے خبر بنا ڈالتا ہے:

محمدؐ عربی کآبروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسرِ اوست

یعنی: عرب کے (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم جو کہ دونوں جہانوں کی آبرو ہیں، جو آدمی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے در کی خاک نہیں ہے، اس کے سر پر خاک ہے۔

فقیر کے نزدیک سرورِ کائنات (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے حضور میں درود (شریف) سے زیادہ کوئی چیز مقرب نہیں ہے، درود (شریف) کی کثرت گویا خود سے فانی کر دیتی ہے اور انوارِ محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے باقی بنا ڈالتی ہے، جیسا کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ بھی

(کردیتا ہے)۔ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ.
(سورۃ الحدید،آیت:۲۱)

یعنی:یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

اس کے ساتھ دنیا میں حقیقتِ لقا ہے جس کا وقت دارِ بقا(آخرت) میں مقرر کیا گیا ہے:مَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ. (سورۃ العنکبوت،آیت:۵)

یعنی:جو شخص خدا کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا(مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔

لہٰذا بلند ہمت لوگ اس دیدار پر آرام نہیں کرتے اور ہمیشہ بے قرار رہتے ہیں:

در افگندہ دف این آواز دوست
کز زیر دست رہ کوبان بود پوست

یعنی:دَف میں یہ دوست کی آواز بھری ہوئی ہے،جو نغمہ سراؤں کے ہاتھ کی کھال بنی ہوئی ہے۔

ع اے بوالہوس! تراست بہ این گفتگو چہ کار؟

یعنی:اے حریص! تیرا اِس گفتگو سے کیا کام ہے!

گناہگار کے لیے گناہوں کا فکر کرنا بہتر ہے اور(اس کے لیے) سحری کو اِستغفار کرنا فائدہ مند ہے:

اَلْعَاصِیُ اَوْلٰی بِحُرُوْقَتِہٖ
وَالصُّوْفِیُّ اُخْرٰی بِخِرْقَتِہٖ

یعنی:گناہگار اپنے جلنے کی وجہ سے پہلے ہے اور صوفی اپنے خرقہ کی وجہ سے پیچھے ہے۔

مکتوب نمبر ۵۶

حاجی حبیب اللہ(رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل،آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے اُن بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

حقائق و معارف سے آگاہ برادرِ گرامی حاجی حرمین شریفین حاجی حبیب لَایَـــزَالُ کَـاِسْـمِـهٖ حَبِیْبًـا الـلّٰـهِ سُبْحَانَهٗ (اللہ سبحانہٗ ہمیشہ انہیں اپنے نام کی طرح حبیب بنائے رکھے)، اس زخمی دل درویش کی طرف سے دعا و سلام قبول فرمائیں اور (اپنا) مشتاق سمجھتے ہوئے اپنی دعا سے فراموش نہ کریں۔ حدیث میں جبار (اللہ) تعالیٰ سے منقول ہے: اَلَاطَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَآئِیْ وَاَنَا اِلَیْهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا. (المغنی عن حمل الاسفار، ۸:۳)

یعنی: آگاہ رہو کہ نیک لوگوں کو میری ملاقات کا شوق زیادہ ہو گیا ہے اور میں بھی ان سے ملنے کا بہت زیادہ شوق رکھتا ہوں۔

انسان کا خلاصہ اور جو وجہِ امتیاز ہے اُس کو اُس اور اِس سے یہی شوق اور عشق و محبت ہے۔ جو فرق وہ اس اعتبار سے ہے: اِنْ کَانَ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَّاِنْ کَانَ شَرًّا فَشَرٌّ.

یعنی: اگر یہ خیر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر یہ بری ہے تو برائی ہے۔

اے برادر تو ہمین اندیشۂ ما بقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنے ور بود خارے ہمہ تو گلخنے

(مثنوی، جلد۲: ۱۱۳)

دلے کہ گرفتار غیر است از وے چہ توقع خیر است

یعنی: اے بھائی! تُو تو صرف ایک سوچ ہے، باقی تو (سب) ہڈیاں اور گوشت ہے۔

- اگر تیری سوچ پھول ہے تو تُو ایک باغ ہے اور اگر (وہ) ایک کانٹا ہے تو تُو ایک بھٹی کا ایندھن ہے۔
- جو دِل غیر (اللہ کی محبت) میں گرفتار ہے، اس سے خیر کی کیا توقع ہے۔

جو روح تکبر کی طرف مائل ہے، نفس امّارہ اُس سے بہتر ہے۔ (کسی نے) خوب کہا ہے:

دل آرامے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

یعنی: تو جو محبوب رکھتا ہے، امیدیں اسی سے رکھ، دوسرے سب عالم سے نا اُمید ہو جا۔

(فقیر) اور اپنے پُر خلل حالات سے کیا لکھے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

هَيْهَاتَ! اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ، اَلْاَجَلُ قَرِيْبٌ وَّالزَّادُ قَلِيْلٌ وَالسَّفَرُ بَعِيْدٌ وَعَذَابُ اللّٰهِ شَدِيْدٌ، فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۴)، وَمَابِیْ غَيْرَ الْخُسْرَانِ وَالْبِطَالَةِ وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (سورۃ التوبہ، آیت:۲۵)، كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (سورۃ المدثر، آیت:۳۸)، تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ (سورۃ مریم، آیت: ۹۰)، مِنْ هٰذِهِ الْوَعِيْدَاتِ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (سورۃ مریم، آیت:۹۰)، مِنْ هٰذِهِ الزَّلْزِيْلَاتِ، فَيَا اَسَفًا عَلَى الْاٰثَامِ وَيَاحَسْرَتَا عَلٰى مَانَاشِیْ مِنَ الْمَرَامِ، فَاِنِّیْ مَيِّتُ الْاَحْمَرَانِ حَتّٰى اَبْكِیْ فِيْهِ عَلَى الدَّوَامِ لَا اِشْتَهِیْ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا الرِّزْقَ الْقَلِيْلَ وَالْبَيْتُ الْحَقِيْرِ، اَكُوْنُ فِيْهِ بِذِكْرِ الرَّبِّ الْجَلِيْلِ، لَايُزَاحِمُنِیْ فِيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْغَنِیِّ وَالْفَقِيْرِ، فَهٰذَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ مِنَ الْاُوْلٰى. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (سورۃ التکاثر، آیت:۸)، كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (سورۃ المدثر، آیت:۳۸)، فَتُبْ اَيُّهَا الْعَاصِیُ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْرِضْ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ، قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِيمُ. (سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

یعنی: ہائے افسوس! (جہنم کی) آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں۔ وقت قرب آ گیا ہے اور سامان تھوڑا ہے اور سفر دور کا ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے اور بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اور میرے پاس غم اور غفلت کے سوا کچھ نہیں ہے اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی۔ اور ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گرد ہے۔ قریب ہے کہ آسمان ان وعیدوں سے پھٹ پڑیں اور ان زلزلوں سے پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔ پس ہائے افسوس گناہوں پر اور ہائے افسوس اُس پر جو خواہشوں سے نشوونما پا رہا ہے۔ پس میں غموں میں مرا یہاں تک کہ اس پر ہمیشہ رویا۔ دنیا سے کچھ نہیں چاہیے مگر تھوڑی سی روزی، چھوٹا سا گھر، جس میں مَیں رب جلیل کا ذکر کروں، اس میں کوئی غنی اور فقیر میرے مزاحم نہ ہو، پس میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے زیادہ محبوب ہے اور آخرت پہلی (دنیا) سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ہر شخص اپنے اعمال کے گرد ہے۔ پس اے گناہگار! اللہ کی طرف رجوع کر اور غیر اللہ سے منہ موڑ لے۔ اے پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میری طرف سے لوگوں سے کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے:

در دم از یارست و درمان نیز ہم
دل فدائے او شد و جان نیز ہم

یعنی: میرا دَرد محبوب کی عطا ہے اور علاج بھی اس کے پاس ہے، دل اسی پر فدا ہو گیا اور جان بھی۔

مختصر یہ کہ مولیٰ جل وعلا پر فدا ہونا چاہیے اور زندگی میں مرنا چاہیے (یعنی مرنے سے پہلے مرنا چاہیے) اور درد و سوز کے ساتھ بنانی چاہیے اور اپنے کاموں کو اُس کے سپرد کرنا

چاہیے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

با درد بساز چون دوائے تو منم — در کس منگر چو آشنائے تو منم
گر برسر کوئے عشق ما کشتہ شوی — شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

یعنی: جب تیری دوا میں ہوں تو تُو درد کے ساتھ (تعلق) بنا، جب تیرا محبوب میں ہوں تو پھر تو کسی طرف مت دیکھ۔
* اگر تو ہمارے عشق کے کوچے میں قتل ہو تو پھر شکرانہ دینا، کیونکہ تیرا خون بہا میں ہوں۔

(فقیر نے) اپنی بات کو لمبا کر دیا، مقصود اپنی عجز اور نارسائی (ہے):

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِہٖ نَسْلًا الَّذِیْ عُقْمٍ

یعنی: میں اللہ تعالیٰ بخشش مانگتا ہوں ایسی بات کہنے سے جس پر عمل نہ ہو، یقیناً میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

آپ کے مکاتیب شریفہ لگاتار پہنچے۔ ان میں لکھے گئے حقائق سے آگاہی ہوئی۔ ان اہلِ اختصاص کی محبت و اخلاص کے رسوخ کے حالات کا مطالعہ کرنے اور سننے سے اور اِسی طرح ان یگانہ آفاق اور دوستوں کے احوال اور تکمیل و ارشاد (کے واقعات) سے کمال خوشی ہوئی اور (فقیر نے) غائبانہ طور پر دُعا کی۔ اَللّٰھُمَّ کَثِّرْ اِخْوَانَنَا فِی الدِّیْنِ بِحُرْمَتِ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ.

یعنی: اے اللہ! سیّد المرسلین (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمارے بھائیوں کو دین میں اور زیادہ ترقی عطا فرما۔

توقع ہے کہ اس بیکار کو بھی قبولیت کے مقام میں دعائے خیر سے یاد رکھیں گے اور طالبین کے کام میں پوری طرح مشغول رہیں:

آن دم کہ تراست بادہ در جوش
از خشک لبان مکن فراموش

یعنی: جب آپ کا پیالہ جوش میں ہو تو پیاسوں کو فراموش نہ کریں۔

یہ فقیر جب غائبانہ طور پر اِن خلاصہ ابرار کے حال پر متوجہ ہوا تو آپ کے بہت زیادہ انوار اور برکات نے ظہور فرمایا، گویا کہ وہ تمام ملک، بلکہ سارا آفاق ان سے مالا مال ہے۔ امید ہے کہ اس برادرِ عزیز کو اِس سرزمین کا (قطب) مدار بنایا گیا ہے اور اس جگہ کا دل اس سے وابستہ ہے اور ولایت محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وافر حصہ مکشوف ہے۔ بہت بڑی امیدیں لگی ہیں۔وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

فضیلت مآب اور صلاح وتقویٰ کے حامل ملا عبدالرحمٰن (رحمۃ اللہ علیہ) نے چند روز (فقیر سے) صحبت رکھی، اللہ تعالیٰ کے کرم سے رشد کے آثار ظاہر ہوئے۔ (فقیر نے) ان کے حق میں ولایت کبریٰ کا حصہ پایا، ایک طرح (انہیں) طریقت کی تعلیم کی اجازت دے دی۔

دوسرا یہ کہ فقیر حرمین شریفین کی زیارت کے ارادے سے وطن سے نکلا تھا۔ راستے کے دوران دین پناہ بادشاہ کا فرمان خصوصی دستخط کے ساتھ کمال اشتیاق اور اِختصاص سے ملا۔ ان حضرت کی مہربانیوں کے سبب خود کو اُن کی خدمت میں پہنچایا۔ انہوں نے بے انتہا عنایتیں فرمائیں اور اس موسم میں رخصت نہ کیا۔ نیز شہزادہ محمد کام بخش کو اپنے حضور میں طلب کر کے اس فقیر کے حوالے کیا کہ میں بھی ان بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) سے محظوظ ہو چکا ہوں، (لہٰذا) آپ بھی ان سے استفادہ کریں اور ان کی خدمت میں مشغول ہو جائیں۔ حکم کے مطابق فقیر نے شہزادہ کو (طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں) مشغول کیا اور وہ محظوظ ہوئے۔ دوسرے روز بھی وہ دین پناہ بادشاہ کے حکم سے فقیر خانہ پر آئے۔ انہوں نے خود بھی چند بار مکرر رفت وآمد رکھی۔

اس وقت خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ (یہی) نصیب رکھے اور ہمیں اور دوستوں کو کامل اور مکمل طور پر اپنی جانب کھینچ لے۔ یہاں کے دوستوں کے بھلے حالات جو کہ تخصیص و تفصیل سے لکھے گئے تھے، وہ معلوم ہوئے۔ اس (خط) کا جواب لکھتے وقت کاغذ نہ ملا،

تا کہ اس رفیق کو جواب لکھتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے (اور) فتوحات کے دروازے ان پر کھول دے۔

دوستوں میں سے خاص کر برادرِ طریقت اخوند ملا باقی خان، خواجہ کلاں، عباد اللہ خواجہ، خلیفہ عاشور، اخوند حافظ زاہد، حافظ عاشور، اخوند ملا امین (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہم کو اس فقیر کی جانب سے بہت زیادہ سلام اور پاکیزہ تجلیات موصول ہوں۔ ملا محمد امین (رحمۃ اللہ علیہ) کی تحریر بھی پہنچی اور اس کے مطالعہ سے لطف اندوز ہوا، جَزَاہُ اللّٰہُ جَزَاءً. یعنی: اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

یہ فقیر آپ حضور سے دعائے خیر کی درخواست کرتا ہے۔ امید ہے کہ فراموش نہیں کریں گے اور اِس فقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں مشغول سمجھیں۔ فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا سلام و دعا قبول فرمائیں اور (ان کو) اپنی دعاؤں سے فراموش نہ کریں۔ (آپ کے) سعادتمند فرزند خواجہ ضیاء الدین، خواجہ محمد نعمان اور خواجہ محمد حنیف (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) سلام قبول کریں اور عافیت واستقامت کے ساتھ رہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۵۷
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

آپ کے عنایت نامہ کی وصولی سے مشرف ہوا۔ جواب میں تاخیر کا سبب یہ ہوا کہ فقیر جب سے اس شہر میں آیا تھا، بیماری اور ضعف کی وجہ سے حضرت خواجہ قطب الدین (بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کو نہ پہنچ سکا تھا، باوجود اس کے کہ کبھی کبھی ان بزرگوں کی اپنے پاس آمد کو محسوس کرتا تھا۔ بہر حال (آپ کے) عنایت نامہ کے پہنچنے کے بعد

جب طبیعت میں شرمندگی دیکھی تو اُن کی زیارت کے ارادے سے متوجہ ہوا۔ حضرت خواجہ (قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کی نیت سے نکلنے کے بعد راستے کی مصیبتوں کو شروع سے آخر تک اپنے ساتھ پایا، گویا انہوں نے مہربانی کرتے ہوئے سبقت فرمائی اور اپنے ساتھ لے گئے۔ (فقیر نے) وہاں پہنچنے کے بعد اُن کے بعض حالات و مقامات کی اطلاع پائی اور اُن کی مہربانیاں اور عنایتیں ملاحظہ کیں۔ فقیر کی نسبت نے بھی اس جگہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے کمالِ جامعیت کے ساتھ آسمانوں اور زمین تک احاطہ کر لیا اور وہ انتہائی عروج، شان و شوکت اور انوار کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

مختصر یہ کہ ہوا جو کچھ ہوا۔ اس دوران شہر کے جو دوست راستے میں تھے، انہوں نے (فقیر کو) دو تین روز تک تکلیف کرتے ہوئے اپنے گھر میں رکھا۔ آخری روز جمعہ کو غموں والے اپنے گھر میں پہنچا۔ آج جو کہ ہفتے کا دن ہے، (فقیر) جواب لکھنے کا پابند بنا ہے۔

چونکہ آپ مہربان صاحبہ اس بارے میں بہت زیادہ مبالغہ رکھتی ہیں، (لہٰذا) اپنے سابقہ اذکار میں مشغول رہیں، لیکن جاننا چاہیے کہ اسم ذات کے قلبی ذکر میں یہ کمال ہے کہ وہ ہمیشگی حاصل کر لیتا ہے اور کسی وقت میں، کیا سوتے ہوئے اور کیا جاگتے ہوئے اور کیا غفلت کے وقت میں بھی ذکر کا ظاہر دل سے الگ نہیں ہوتا، بلکہ بال کی ہر جڑ میں سرایت کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک (جسم) ذاکر بن جاتا ہے، اس حد تک کہ ذکر اور حضور و نور کے سوا (کسی چیز) کی دل میں گنجائش نہیں رہتی اور خواہ تکلف کے ساتھ غیر کا خیال کرے، وہ دل میں نہیں آتا۔ اس حالت کو فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہیں اور (یہ) اس راستے کا پہلا قدم ہے اور یہی حال ہے ذکر روح کا جو کہ سینہ کے دائیں طرف ہے، جس طرح کہ دل بائیں جانب ہے۔

اسی طرح ذکرِ اخفیٰ جو کہ سینے کے درمیان میں ہے اور ذکر سر و خفی جو کہ اخفیٰ کے دونوں طرف ہے، جو کہ خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت ہے:

از پئے این عیش و عشرت ساختن
صد ہزاراں جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش وعشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔

چاہیے کہ آپ ان لطائف کے ذکر کے پابند رہیں اور سب سے بہرہ مند ہوں۔ ذکر کے کمال میں ذاکر درمیان سے محو اور متلاشی ہو جاتا ہے اور مذکور جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ ذکر نفی و اثبات جس کا نتیجہ فنائے نفس ہے، اس طرح تصور کرنا چاہیے ''لا'' نہیں معبود کوئی مقصود الا اللہ، سوائے پاک ذات کے۔ زبان سے بھی جس قدر یہ ذکر میسر ہو جائے، اس میں بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اسی معنی سے تصور کرنا چاہیے تاکہ سالک درمیان سے خود اٹھ جائے اور شہود حق کے سوا کوئی چیز نہ رہے:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، اب دیکھئے کہ کسے دیتے ہیں۔

امید ہے کہ انہیں یہ دولتیں محبت کے راستے سے نصیب ہوئی ہوں گی، اللہ تعالیٰ مزید پر مزید عطا فرمائے اور کمال وتمام کے ساتھ ان دو دِلوں کو اور عنایت فرمائے۔

ذاکر ''لا'' کہتے ہوئے خود کو اور اپنی صفات کو، سب کو نفی کرے اور نیست و نابود (فنا) ہو جائے تاکہ ظہورِ حقیقی اور نورِ ہستی ظاہر ہو جائے۔ اکثر (ایسا ہوتا) ہے کہ سالک اس دنیا میں ان امور کو خود میں نہیں دیکھتا، لیکن مرشد کامل ان کو اس میں دیکھتا ہے۔ آخرت میں انشاء اللہ سب ظاہر فرمائیں گے اور بلند درجات میں پہنچائیں گے۔

(فقیر) بعض دوسرے مراقبات بھی لکھتا ہے۔ مراقبہ کے دوران توجہ اللہ کی جانب ہو جاتی ہے اور (سالک) اس کے علم کو خود پر محیط دیکھتا ہے اور اس فکر و اندیشہ میں بیٹھتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ میرے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ اس مراقبہ میں غیب اور جس راز سے آگاہی ملے، پر نیچے آنا چاہیے اور خود کو کم بنانا چاہیے اور خود پر اس کے علم میں سے کسی چیز کو احاطہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ امید ہے کہ یہ مراقبہ نفع بخش نتائج دے گا اور جمعیتیں بخشے گا۔

بہر حال اس فقیر کو ہمیشہ دعا و توجہ میں (مشغول) سمجھیں، اس میں اضافہ کی امید رکھیں:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آن کہ در ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

بہر حال تمام حالات کی کیفیات سے کبھی کبھی آگاہ کرتے رہیں، تا کہ اس کے مطابق ایک چیز لکھی جائے۔ زیادہ کیا زحمت دی جائے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۵۸

دین پرور بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹) خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے اُن بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا، خاص کر زمین اور بلند آسمانوں کے سردار (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

یہ ذرّہ احقران بڑے پیشوا، دین پرور بادشاہ اور سیّد البشر (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث کی بلند (و) مقدس (خدمت) میں عرض کرتا ہے۔ اپنی دعا گوئی کے مراتب سے کیا عرض کرے؟ غیب کا علم رکھنے والی ذات (پاک) اس کو بہتر جانتی ہے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت: ۸۹)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَكُنْ فِي الْمُلْكِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا   سُلَيْمَانًا وَّ كُنْ فِي الْعُمْرِ نُوْحًا

یعنی: اے تمام مخلوق سے بہترین! آپ کا ملک (حضرت) سلیمان (علیہ السّلام)

کی طرح ہو اور آپ کی عمر (حضرت) نوح (علیہ السّلام) جیسی ہو۔

میرے قبلہ گاہ! (فقیر) سخت اور لمبی و زیادہ مصیبتوں اور بیماریوں میں، بلکہ ہمیشہ ان میں مبتلا ہے اور اس فقیر کو انبیاء (علیہم السّلام) سے وراثت ہے اور گناہوں کا کفارہ (اور) مولیٰ جل وعلا کی قربت کا سبب ہے۔ اگرچہ (فقیر نے) چاہا، (لیکن) ابھی تک خود کو آپ کی سعادت بھری خدمت کی حاضری سے مشرف نہیں کر سکا۔ **مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَآءِ لَمْ یَکُنْ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.** (صحیح البخاری، ۱:۱۵۹؛ مسند احمد، ۲:۵۲)

یعنی: جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

(فقیر) اب بھی دل و دماغ کے کمال ضعف کے باوجود سعادت کا محرم راز ہے اور اس مرض اور زحمت کی کمی کا منتظر ہے، مختصر یہ کہ:

گر بدم در نیک ہم ازآنِ توام
بغایت بدم و از تحمل عذاب او بسیار عاجزم

یعنی: اگر میں برا ہوں یا نیک بس تیرا ہی ہوں، میں بہت برا ہوں اور اس کے عذاب کی برداشت سے عاجز ہوں۔

اس کا عذاب سخت ہے اور ہم نہایت غفلت میں ہیں۔ (یہ آیتِ) کریمہ گناہگاروں کو ڈھارس بندھاتی ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا. (سورۃ الزمر، آیت: ۵۳)

یعنی: اے پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! میری طرف سے لوگوں کو کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا، خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

زندہ ہیں اور نہایت شرمندہ! ساتھی چلے گئے اور جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا جواب

دیا ہے اور دے رہے ہیں۔ ہمیں بھی اس خرابی اور شرمندگی میں جانا ہوگا اور اوّلین و آخرین کے مجمع میں جواب دینا ہوگا۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۳۴)

یعنی: یہ جماعت گزر چکی، ان کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی۔

پہلوں نے اپنا کام کیا اور سبقت کی گیند کو پالیا اور اعلیٰ مقصد سے جڑ گئے، ہم بھی مریں گے، ساتھ کیا لے جائیں گے؟ ہائے افسوس! اس حسرت اور شرمندگی پر، ان کوتاہیوں پر افسوس ہے۔ بندگی میں کمال بے پروائی اور ہماری (اپنی) ضروریات اور دنیا پر اتنا غلو کرنے پر افسوس کرنا مطلوب ہے:

ع مَا لِلتُّرَابِ وَرَبُّ الْاَرْبَابُ

یعنی: خاک کو پروردگارِ علم سے کیا نسبت ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت آگے بڑھتی ہے اور (سالک) بیچارے کو (اپنے) قرب کے درجات میں پہنچا دیتی ہے:

سر کہ پیوند ما نہ دارد یار	چون توانم ز بخت برخوردار
کارِ ما با یکے ست در ہمہ شہر	وان یکے تن نمی دہد درکار
ہمدمے نیست تا بگویم راز	محرمے نیست تا بگریم زار
در خروشم ز شوق آن معشوق	در سماعم ز صوت آن مزمار

یعنی: جب محبوب ہم سے (محبت کا) رشتہ نہیں جوڑتا تو پھر میں نصیب سے برخوردار کیسے ہوسکتا ہوں۔

- تمام شہر میں ہمارا کام ایک سے ہے اور وہ ایک آدمی (ہم سے) رابطہ ہی نہیں رکھتا۔
- کوئی ہمدم نہیں ہے کہ اس سے میں راز کہہ سکوں، کوئی محرم نہیں ہے کہ اس کے سامنے زار و قطار رو سکوں۔
- میں بیتاب ہوں اس معشوق کے شوق سے، میرے کان میں (پہنچنے والی) اس ساز

کی آواز ہے۔

اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ عَلٰی غَضَبِیْ. (دیکھئے: اتحاف، ۸:۵۵۶)

یعنی: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی۔

نیز حدیث قدسی میں آیا ہے: اِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ بَآعًا. (مسند احمد، جلد۲:۳۱۵، ۴:۱۰۶؛ فتح الباری، ۳:۳۸۴)

یعنی: اگر (میرا بندہ) ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں ایک گز اُس کے قریب ہو جاتا ہوں۔

میرے قبلہ گاہ! اہلِ بدر کے فضائل میں حدیثوں میں سے ایک حدیث جو ترمذی کی روایت سے ثابت ہے، (فقیر) اس عریضہ میں لکھتا ہے اور اس سے امید رکھتا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو تُو نے میری عیادت نہ کی۔ آدمی جواب دے گا: میں تیری عیادت کس طرح کرتا، تُو عالمین کا پروردگار ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو یقیناً مجھے اس کے قریب پاتا۔" اور (حدیث) ختم ہوئی۔

(اللہ تعالیٰ نے بندے کی بیماری کو اپنی بیماری فرمایا اور خود کو اُس کے قریب کیا۔ اربابِ قرب وشہود پر یہ مطلب ظاہر ہے۔ وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ. (کنز العمال، جلد۳:۳۲۷؛ اتحاف السادۃ، ۵:۱۱۶، ۸:۱۱۲، ۵۶۰، ۹:۵۲۳)

یعنی: لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش حضرات انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسّلام) کی ہوتی ہے، پھر درجہ بدرجہ اُن لوگوں کی جو درجہ بدرجہ ایمان کے اعتبار سے ان کے قریب ہوں۔

حضرت سلامت! جو واقعہ مصیبت کے عین ظہور میں دیکھا گیا وہ بھی دوسرے کاغذ پر لکھ کر بھیجا ہے، امید ہے کہ نہایت مہربانی سے (آپ کے) خصوصی مطالعے کا امتیاز پائے گا اور اس دعا گو کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

اس عریضہ کا حامل عبدالغفار (رحمۃ اللہ علیہ) اہلِ صلاح اور اربابِ حال سے ہے، اگر (آپ کی) فیض اثر نگاہ میں منظور ہو، جلدی رخصت پائے، زہے عز و شرف!

(فقیر) زیادہ کیا جرأت کرے؟ آپ کا سایہ ہمارے سروں سے کم نہ ہو۔ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ آمِينًا وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷) سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۳۲)

یعنی: اور اللہ اُس آدمی پر رحم فرمائے جس نے آمین کہی اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو، (اے اللہ!) تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں، بیشک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔

میرے قبلہ گاہ! مغرب کے وقت، یا اس کے قریب اس عاجزہ (چھوٹی بچی کی وفات کا) وہ واقعہ پیش آیا، میرے بہت ہی عزیز بھائی شیخ سیف الدین (رحمۃ اللہ علیہ) فقیر زادہ میاں محمد عمر (رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر موجود تھے۔ یہ فقیر جو کہ سخت ضعف دل میں مبتلا ہے، بشریت کے حکم سے اور خیر البشر (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے مطابق سخت دکھی ہوا۔ اسی رات نمازِ عشاء کے بعد دوسری نماز میں مشغولیت کے دوران سلام سے پہلے الہام ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور بندہ نوازی کے کمال سے گویا امت کے اس احقر سے سامنے کی طرف سے بغل گیر ہوئے اور مہربانیاں فرمائیں، گویا اپنا دستِ مبارک اس عاجز کے سر مبارک پر رکھا اور تسلی فرمائی۔ یہ ظہور عنایت و انوار کے کمال کے ساتھ جاری رہا اور زمین و آسمان ان انوار سے مالا مال ہو گئے اور (فقیر نے) عالم الغیب کی عنایتیں اور عطائیں ملاحظہ کیں۔ (مزید) یہ کہ وہ مرحومہ سالوں سے سخت بیمار تھیں، بلکہ پروردگار کی کمال عفو سے اس پر بیشمار رحمتوں کا نزول ظاہر

ہوا، روح وریحان (خوشبو اور بہشت) سے پیوستہ ہوئی۔ انوار و برکات کے ظہور نے اس رات کو شبِ قدر بنا ڈالا اور انہوں نے اس فقیر کو بیہوش کر دیا، کمینہ کا سینہ کھل گیا اور سینہ کی عمارت سے کدورتیں بالکل صاف ہوگئیں، وقت کے تقاضا سے جو کچھ مقدر تھا سعادت سمجھ کر آپ حضور کی دعا میں مصروف ہوگیا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتِ. یعنی: سب تعریفوں کے لائق وہ اللہ ہے جو صالحات کی تکمیل فرماتا ہے:

الٰہی رحمت دریائے عام است
ازاں جا قطرۂ ما را تمام است

یعنی: الٰہی! تیری رحمت کا دریا عام ہے، اس سے ایک قطرہ ہمارے لیے کافی ہے۔

ہائے افسوس!

نفس من بگرفت سر تا پائے من
گر نہ گیری دستِ من اے وائے من

یعنی: نفس نے میرے جسم کو سر سے پاؤں تک پکڑ رکھا ہے، اگر تو میرا ہاتھ نہ پکڑے تو میری حالت قابلِ افسوس ہوگی۔

گناہگار عجیب ہے! آگ کی وعیدیں سن کر، جو سخت جلانے والی اور کھال کو گوشت سے کھینچنے والی ہیں، وہ کس طرح آرام میں ہے؟ اگر ایمان ہے تو رونے کا فکر کیوں ہے۔ کاش! ہر رات دن میں ایک گھڑی اس سوز سے بنائے اور اس کو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر سمجھے۔ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ. (سورۃ البیّنۃ، آیت: ۸) یعنی: یہ (صلہ) اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ. اور جو سب مخلوق سے بہتر ہیں اُن پر سلام ہو۔

حدیث (شریف) میں ہے کہ اگر جہنم سے ایک قطرہ جو کہ اہلِ جہنم کو نصیب ہے، پہاڑ پر گر پڑے تو پہاڑ اُس سے پگھل جائے اور یہ ایک قطرہ دوزخی کو سات عذاب دے گا۔

(حضرت امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے:

اِلٰھِیْ عَبْدُکَ الْعَاصِیْ اَتَاکَا مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَا

فَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَاکَ اَھْلٌ   وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَّرْحَمْ سِوَاکَا

یعنی: الٰہی! تیرا گناہگار بندہ تیرے حضور آئے گا، اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوا اور تجھ سے دعا کرتا ہوا۔

* پس اگر تُو اسے بخش دے تو تُو اس پر قادر ہے اور اگر اس کو رد کر دے تو پھر تیرے سوا (اس پر) رحم کون کرے گا؟

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۵۹

بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو، جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

ذرّہ احقر سلام کی ادائیگی کے بعد اِلتماس کرتا ہے۔ مدت ہوئی آپ کے بلند احوال کی کوئی خبر نہیں۔ (فقیر) رات دن آپ صاحبہ مہربان کی خیریت و سلامتی، ہمیشہ کی جمعیت و عافیت اور عزت و آبرو کے کمال کی دعا میں مشغول ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس سے پہلے بھی (ایک) عریضہ جو حال کی تفصیل اور لوگوں کے اس کمترین پر دین پرور بادشاہ کی عنایتوں پر مشتمل تھا اور بادشاہ حضرت ظل اللہ کے حضور فقرا کا مرتبہ رکھنے والے کے ذکر خیر پر مبنی تھا، وہ ان حضور کی تفریق اور اُن کی کمال مہربانی کے ذریعے آپ کی خدمت گرامی میں بھیجا تھا۔ معلوم نہیں ہے کہ وہ پہنچا ہے یا نہیں؟ بہر حال مقصود اُن کی ذات بابرکات کی سلامتی ہے:

ع حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس

یعنی: حافظ تیرا کام دعا کرنا ہے اور بس۔

فقیر نے دو مرتبہ حضرت ظل سبحانہٗ (بادشاہ) کے ہاں حرمین شریفین (کی حاضری کے لیے) رخصت کا اظہار کیا، (لیکن) وہ رضامند نہ ہوئے۔ اب چونکہ موسم (حج) قریب آ گیا ہے اور شوق غالب ہو گیا ہے، عمر پر بھروسہ نہیں ہے، (لہٰذا) پھر پوری تاکید کے ساتھ چاہتا ہے کہ اس مقصد کے لیے التماس کرے۔ جو کچھ پیش آئے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (فقیر) آپ کی خدمت گرامی میں لکھے گا۔

اللہ تعالیٰ کے کرم سے، دین پناہ بادشاہ کے فقرا کو دُشمنوں پر فتح و نصرت (پانے)، غضب (کرنے اور انہیں) حیران و قید کرنے کا اشارہ کرنے کے بعد ان عاجزین نے یہ دعائیں کیں اور ان کی قبولیت حاصل ہوئی۔

اس کا اظہار جلد ہی حضرت خلافت مآب (بادشاہ) کے حضور میں ہو جائے گا۔ کیا بیجاپور، کیا حیدر آباد اور کیا ہندوستان، ہر طرف سے کمال فتح و نصرت اور مردود دُشمن کی شکست کی خبریں لگاتار پہنچی ہیں۔ حیدر آباد کا شہر فتح ہو گیا ہے۔ ابوالحسن دوابی نے وہاں شکست کھائی ہے اور قلعہ میں بند ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے خوشیاں منائی ہیں اور شکر کا اظہار فرمایا ہے۔ امید ہے کہ روز بروز (اس صورتِ حال میں) اضافہ ہوتا جائے گا اور فتح و نصرت کے دروازے دن بدن زیادہ کھلتے جائیں گے، وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

مختصر یہ کہ بادشاہ اور اُن کے فرزندوں کی عنایت درویشوں کے اس کمترین پر روز افزوں اور تحریر و تقریر کے احاطے سے باہر ہے۔

صاحبہ مہربان سلامت! احمد نگر پہنچنے کے بعد اِس احقر کی عاجزہ صغیرہ، جو کہ بہت مقبول تھی، رحمتِ حق سے پیوستہ ہو گئی۔ اور اس احقر کو بشریت کے تقاضا سے سخت مصیبت حاصل ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۶)

یعنی: ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس مصیبت کے بعد اِس قدر عنایت الٰہی (اور) حضرت رسالت پناہی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مہربانی اس زخمی دل درویش کے شاملِ حال ہوئی کہ اس کا کیا بیان کرے؟

ع گر بگویم شرح آن بیحد شود

یعنی: اگر میں بیان کروں تو اس کی شرح بہت زیادہ ہوگی۔

حدیث میں ہے کہ جب آنخضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) نے وصال فرمایا تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی مبارک آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ بعدازاں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: ''آنکھ رو رہی ہے اور دل غمگین ہے اور اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی میں پریشان اور افسردہ ہیں۔''

مختصر یہ کہ یہی راستہ ہے، یہ جہان ایک قافلے کی طرح رواں ہے اور یہ دنیا عمل کی جگہ ہے، نہ کہ کھانے اور سونے کی! ابدی جہاں (آخرت) سے دامن کو جوڑیئے، ورنہ کام مشکل ہے۔ ہائے افسوس!

آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش
من خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش

یعنی: میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے خود اپنے ڈھیر میں آگ لگائی ہے، میں اپنے دشمن سے آہ وزاری کیا کروں؟

امید ہے کہ مہربانی فرماتے ہوئے کبھی کبھی نوازش نامہ سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔ وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۶۰

شہزادہ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

میرے صاحب سلامت! یہ احقر ہر طرح سے آپ مہربان کا دُعا گو اور دل و جان سے خیر خواہ ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷) اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ (سورۃ آل عمران، آیت:۳۸)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، تو بیشک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے۔

اس وجہ سے ضرورت کے تحت (فقیر) جو چیز آپ کی بھلائی سمجھتا ہے، وہ لکھتا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ. (سورۃ لقمان، آیت:۱۴) یعنی: میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی۔ شکر کسی قسم کا ہو، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے شکر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پھر کس طرح باپ، جو کہ سب سے بہتر و افضل ہے اور عادل امام ہے۔

پس اس طرح کے باپ کی رضامندی چاہنا چند وجوہات سے فرض ہوئی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کا انحصار بھی اسی میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ رَضَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ رَضَآءِ الْوَالِدَیْنِ. (کنز العمال، نمبر ۴۵۵۵۱؛ کشف الخفاء، جلد ۱: ۵۲۰؛ درمنثور، جلد ۴: ۱۷۲) یعنی: اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے۔

حضرت ظل اللہ (بادشاہ) کی رضامندی جو کہ باپ ہیں اور مرشد و ہادی شمار ہوتے ہیں، دینی اور دنیاوی سعادت ہے۔ اور اُن کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سعادت کے پانے میں کوتاہی نہ کریں، تا کہ دنیا اور آخرت کے درجات اور سعادت کو (حاصل کر سکیں) اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃِ. (قول حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ، دیکھئے: آگاہی سیّد امیر کلالؒ، ص ۱۰۳)

یعنی: عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

خبردار! ایسا نہ ہو کہ دوبارہ (بادشاہ) کی خاطر مبارک پریشان ہو۔ پھر کام مشکل ہو گا۔ اَحْسَنَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَاقِبَتَکُمْ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجَارَکُمْ مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں آپ کا انجام بھلا کرے اور آپ کو دنیا اور آخرت کی

سختیوں سے محفوظ رکھے۔

جیسا کہ اس حقیقت سے پہلے آپ کے فضائل اور پسندیدہ اوصاف حضرت (بادشاہ) کے غلاموں کے نزدیک شائستہ طریقے سے پیش کیے تھے اور نماز پنجگانہ و نماز جمعہ کے وقت میں ان کے ساتھ حاضر ہونے کی التماس کی تھی اور اس صورت نے قبولیت کا درجہ پالیا تھا، (فقیر) دوبارہ بھی چاہتا ہے کہ (بادشاہ کے حضور) آپ کا تذکرہ احسن طریقے سے کیا جائے اور (آپ کے) بعض دوسرے مراتب جو معطل ہیں، اور پہلی عرض میں وہ (اس) دعا گو کے ذہن سے محو ہو گئے تھے، (ان کو بھی) پیش کیا جائے۔ اِنَّهٗ مُيَسِّرٌ لِكُلِّ عَسِيْرٍ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔

چاہیے کہ آپ تمام کاموں کے لیے اللہ تعالیٰ سے التجا کریں اور ظاہر و باطن کے کام کو بھی اللہ سبحانہٗ کے سپرد کر دیں۔ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. (سورۃ الطلاق، آیت: ۳)

یعنی: اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔

اس کی عبادت میں تمام و کمال کے ساتھ کوشش کریں:

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور باقی سب بیکار ہے۔

دوسرا (یہ) سنا گیا ہے کہ آپ کے بائیں ہاتھ میں کوئی تکلیف لاحق ہوئی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ جلد ہی صحت نصیب ہو گئی اور دعا گوؤں کے دل کو آرام آ گیا ہے۔ سَلَّمَكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَعَافَاكُمْ وَصَانَكُمْ عَمَّا شَانَكُمْ. یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو سلامت رکھے، عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد کرے۔

اس قسم کے کاموں میں ان دعا گوؤں کو خبر پہنچانا ضروری ہے، تاکہ وہ دعا کے وظیفہ میں مصروف ہوں اور اس بارے میں پابند رہیں۔

چونکہ نصرت پناہ خواجہ یاقوت دل و جان سے آپ کے فدا اور خیر خواہ ہیں، لہٰذا

عریضہ کو ان کے ذریعے سے بھیجا گیا ہے۔ اچھی طرح مطالعہ کریں۔ بعض باتیں زبانی عرض کریں گے۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ. یعنی: اور اللہ ہی توفیق بخشنے والا اور مددگار ہے۔ وَالسَّلام.

فقیرزادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور شیخ محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) کی جانب سے آپ کی بلند مرتبہ ہستی کو نیک دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو۔ وَالسَّلام.

مکتوب نمبر۱۶۱
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

رَفَعَ اللّٰہُ قَدْرَکُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَکُمْ وَشَرَحَ صَدْرَکُمْ بِحُرْمَتِ جَدِّکُمُ الْاَمْجَد عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا.
یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے جد بزرگوار (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے آپ کے مرتبے کو بلند کرے، آپ کے کام کو بزرگ بنائے اور آپ کے سینے کو کشادہ فرمائے۔

آپ کے شفقت نامہ (کے ورود) نے شرف بخشا اور اس کے مبارک وعمدہ مضامین سے آگاہ ہوا۔ امید ہے کہ آپ دور رہنے والے اور جدا ہونے والوں کے حالات کے اسی طرح معتقد رہیں گے اور محبوں کو اپنی دعائے خیر سے فراموش نہیں کریں گے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آن کہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش

کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

آپ نے فسادیوں پر فتح ونصرت پانے اور اُن کو تباہ کرنے کے بارے میں جو تحریر فرمایا تھا، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مزید شکر اور سپاس کا سبب بنا ہے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ.
یعنی: اے اللہ! اس کی مدد فرما جس نے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے دین کی مدد کی اور اسے نظر انداز کر دے جس نے (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین کو نظر انداز کیا۔

یہ تمہید اگرچہ عرضی کے مضمون کے طور پر حضرت ظل الٰہی (بادشاہ) کے حضور میں پیش کی گئی ہے، لیکن فقیر چاہتا ہے کہ ان حضرت کی خدمت میں بالمشافہ (بھی) یہ تمہید اچھے طریقے سے پیش کرے اور ان کی فرمانبرداری اور فدویت کے لحاظ سے سعادت کا ثمرہ اور شجرہ بیان کرے۔ امید ہے کہ دوستوں کی خواہش کے مطابق اس کے نتائج اور ثمرات پوری طرح ظاہر ہو جائیں گے۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)
یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

دیگر (یہ کہ اپنے) پیارے اور مکرم بھائی سیف الملت والدین (حضرت خواجہ محمد سیف الدین) قدس سرہٗ کے فرزندوں کا تذکرہ کرتا ہے کہ (فقیر نے) دین پناہ بادشاہ کی خدمت میں ان کے لیے نہایت خصوصی اور مناسب صورت میں احسان کرنے کے لیے التماس کی، (جس کو) انہوں نے قبول فرمایا اور ان کی مشکلات کی تحقیق کرنے کا حکم فرمایا۔ امید ہے کہ عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے یہ مقصد عملی صورت میں ظاہر ہو جائے گا۔ اگرچہ غرض کے مطابق اس کا حاصل ہونا اس وقت مشکل دکھائی دیتا ہے۔ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ. یعنی: جو چیز پوری طرح پائی نہیں جا سکتی وہ پوری طرح چھوڑی بھی نہیں جا سکتی۔

جو کچھ ظاہر ہوگا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی لکھ بھیجوں گا۔ دیگر اپنے (حالات) سے کیا لکھے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَھْوٍ وَلَعِبٍ
فَآھَا ثُمَّ آھَا ثُمَّ آھَا

یعنی: میں نے اپنی عمر کوکھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

ھَیْھَاتَ! اَلْاَجَلُ قَرِیْبٌ وَّالزَّادُ قَلِیْلٌ وَالْمَعَاصِیُ کَثِیْرٌ وَالسَّفَرُ بَعِیْدٌ وَعَذَابُ اللّٰہِ شَدِیْدٌ، اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَۃِ وَالسُّرُوْرِ. اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا قَبْلَ اَنْ یُنَبِّھَنَا الْمَوْتُ. رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت:۲۳) وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: ہائے افسوس! (مقررہ) وقت قریب آ گیا اور زاد (راہ) تھوڑا ہے اور گناہ بہت زیادہ ہیں اور سفر بڑا لمبا ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بیدار کر اِس سے پہلے کہ موت ہمیں بیدار کرے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے، اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؓ) پر سلام ہو۔

(آپ کے) سعادت مند فرزندان، میر محمد اسمٰعیل (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہ سلام قبول کریں اور عافیت اور استقامت کے ساتھ رہیں۔ فقیر زادے اور فرزند محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) سلام اور دُعا پیش کرتے ہیں، قبول فرمائیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر۶۲

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷) اَیْ عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اُس شخص پر جو ہدایت کے راستے پر چلے، یعنی اللہ کے برگزیدہ بندوں پر۔

آپ کے عنایت نامہ کے ورود سے مشرف ہوا اور اس کے مبارک مضامین سے آگاہی ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ کمال محبت اور بلند استعداد و ہمت کے طریقے سے تھوڑی سی غائبانہ توجہ، جو کہ توجہ حضور کی نسبت سے کمتر موثر ہے، نے جمعیت کے دروازے کھولے اور ترقیاں نصیب ہوئیں۔ امید ہے کہ روز بروز محبتِ الٰہی کے ذوق وشوق اور نہ ختم ہونے والی ترقیوں میں اضافہ ہوتا رہے گا اور انہی دنوں میں فقیر بھی دل و دماغ کے کمال ضعف کے باوجود اشراق کے وقت آپ کی طرف متوجہ تھا اور ترقی کے لیے کوشش کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس صاحبہ مہربان کو ولایت کبریٰ، جو کہ درجہ اعلیٰ ہے، سے اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے مخصوص کمالات سے حصہ نصیب ہوا ہے، اگرچہ حقیقت میں ان کو معلوم نہیں تھا۔ لیکن امید ہے کہ وہ حاصل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِکَ وَجَمِیْعَ نِعْمَآئِهٖ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کا اس پر اور اس کے تمام احسانوں پر شکر ہے۔

بہر حال ضعف اور اپنی عدم لیاقت کے باوجود آپ کی مہربانی کی وجہ سے (فقیر) کبھی کبھی نمازِ فجر کے بعد اشراق کے قریب ان صاحبہ کے دل پر متوجہ ہوتا ہے، آپ اس کے آثار کے ظہور کی منتظر رہیں۔ اسی وقت سے لے کر دوسرے وقت تک تعین فرمائیں، یا خود بھی اس وقت میں مشغول رہیں اور یہ پر تقصیر فقیر بھی اسی وقت غائبانہ طور پر متوجہ رہے۔ امید ہے کہ اللہ سبحانہٗ اپنے فضل سے کشائشیں فرمائے گا۔

نمازِ فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک ذکر وشغل میں (مشغول رہنا) یقیناً مفید ہوتا ہے، کیونکہ (یہ) بہت زیادہ اوصاف و برکات کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح نمازِ عصر کے بعد اگر میسر ہو تو مغرب تک ذکر و شغل میں مشغول رہنا چاہیے، کیونکہ یہ دو وقت بڑے اعلیٰ اور اولیٰ ہیں۔ دن رات کے دوسرے اوقات میں جو کچھ میسر ہو سکے، کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ تمام (اوقات میں) ذکر کی ضرورت ہے، سونے اور کھانے کا موسم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر سے مذکور تک پہنچاتا ہے۔

دوسرے اذکار اور مراقبات بہت ہیں اور وہ اس راستے کی شرائط پر ہیں۔ ان شاء اللہ آہستہ آہستہ لکھے جائیں گے۔

لیکن امید ہے کہ میرے بھائی میرے پیارے میاں محمد صدیق (رحمۃ اللہ علیہ) جو مادر زاد ولی ہیں، سے حسب سابق بلکہ اس نسبت سے بھی زیادہ مہربانی وعنایت اور توجہ و کشائش کی طلب کرتے رہیں گے، کیونکہ یہ فقیر اس سے زیادہ راضی اور زیادہ ممنون ہوگا۔ اس فقیر کو اصلاً درمیان میں نہ رکھیں کہ گناہگار اور اپنے حال میں گرفتار ہے اور اللہ کی بیشمار رحمت کا اُمیدوار ہے۔ ہائے افسوس!

نفسِ من گرفت سر تا پائے
گر نہ گیری دستِ من اے وائے من

یعنی: نفس نے میرے جسم کو سر سے پاؤں تک پکڑ رکھا ہے، اگر تو میرا ہاتھ نہ پکڑے تو میری حالت قابلِ افسوس ہوگی۔

بہرحال دعا گوئی میں کوتاہی نہیں کی جائے گی، ان شاء اللہ۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۶۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

ذرّۂ احقر عرض کرتا ہے کہ وعدے کے مطابق کل اور آج سورج نکلنے سے پہلے اس مریم زماں صاحبہ مہربان کے حال پر مراقب اور متوجہ ہو کر بیٹھا تھا، جو انوار و برکات اور زینتیں سالکین طریقت وحقیقت کو کبھی کبھار ہاتھ لگتی ہیں، وہ اس صاحبہ مہربان کے حال میں

بہت شامل پائیں اور اس فیض و نور کے ظہور سے اس احقر کو بھی بہت سرور اور (سینے کی) کشادگی حاصل ہوئی، یہ حجرہ جس میں بیٹھا تھا، منور ہو گیا۔ آپ کی ترقی مقامِ بالا، جو کہ ولایتِ علیا ہے (یعنی) وہ مقام کہ جس کے بارے میں بہت لکھا تھا (اور) جس سے مراد ولایتِ کبریٰ ہے، تک واضح ہوئی۔ اَلْغَیْبُ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰی، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ وَجَمِیْعَ نِعْمَآئِهٖ. یعنی: غیب کی خبر اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ سبحانہٗ کا اس پر اور اس کے تمام احسانوں پر شکر ہے۔

چونکہ اس صاحبہ مہربان کی اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور مقربوں سے کمال کی محبت ہے، (لہٰذا) ان امور کا ظاہر ہونا کچھ ناممکن نہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

لیکن یہ فقیر ان امور کے اظہار سے بھی بڑا شرمندہ اور خجالت زدہ ہے، کیونکہ خود کو اس گفتگو کے قابل نہیں سمجھتا اور درجات (کے لحاظ) سے (خود کو) ان سے دور خیال کرتا ہے اور اس شعر کو اپنے حال کے مطابق سمجھتا ہے:

کنون شرمم ز کارم شرمسار است
زمن ابلیس را صد بار عار است

یعنی: اب میرا شرم بھی میرے کام سے شرمندہ ہے (اور) شیطان بھی مجھ سے سو بار شرمندہ ہے۔

یہ ہمارا حال ہے، لیکن ہمارا خدا کریم ہے، اگر وہ گناہگار آدمی کو نوازے اور اسے اپنے قرب وقبول کے مراتب سے سرفراز فرمائے تو کیا مشکل؟ بلکہ (یہ امر) واقع ہے:

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نواز دیں تو کیا عجب ہے۔

گویا ان امور کی اصل بزرگانِ دین کی محبت کا فیض اور میرے بھائی اور میرے پیارے محمد صدیق (رحمۃ اللہ علیہ) کی دعا و توجہ ہے، کیونکہ ان بھائی کی توجہ ودُعا انمول اور

بڑی غنیمت ہے:

من ہیچم و کم از ہیچ ہم بسیارے
و از ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

یعنی: میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی زیادہ کم ہوں، اور جو کچھ سے بھی زیادہ کم ہو، وہ کسی کام نہیں آتا۔

اگر آپ سوموار کو بھی صبح کے وقت مراقب بیٹھیں تو فقیر بھی ان شاء اللہ پھر اس میں متوجہ بیٹھے گا۔ فقیر بعض ضروریات کے تحت سفر پر جانا بھی جمعرات کو موقوف رکھے گا، امید ہے کہ اس روز سے تجاوز نہیں کرے گا، ورنہ وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔

بہر حال اشغال کے وقت کی بھی آپ کی خدمت میں اطلاع کرے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ فقیر یہاں ہے اور بہنوں کو بھی اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اب وہ بھی عازمِ سفر ہیں (اور) انہوں نے آپ کی خدمت عالیہ میں عریضہ لکھا ہے، آپ کے مطالعے میں آئے گا۔ (فقیر) دعا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ذوق دلانے کے علاوہ اور کیا لکھے؟

ہرچہ ذکرِ خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ بھی عذاب ہے۔

وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۶۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق ہے جو مدد کرنے والا ہے اور اس کے رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام ہو۔

عالی شان سعادت کے حامل خان سَلَّمَهُ الْمَنَّان اس زخمی دل درویش کی دعا سلام قبول کریں اور اللہ سبحانہٗ کی یاد کے بغیر ایک لمحہ بھی نہ رہیں اور اس کی معرفت کو پوری طرح حاصل کریں:

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ بھی عذاب ہے۔

فقیر اِس برادرِ گرامی، جو کہ موروثی حقوق رکھتا ہے، کے مطالب کی ادائیگی میں کسی طرح بھی کوتاہی نہیں کرے گا، ان شاء اللہ۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ.

یعنی: کوشش میری جانب سے ہے اور اس کی تکمیل اللہ سبحانہٗ کی طرف سے ہے۔

باقی اس جگہ کی حقیقت میرا بھائی شیخ لطف اللہ بیان کرے گا۔ بہر حال ملاقات کے وقت تک خط ارسال کرنے میں مسرور رہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں مستقیم اور سرگرم رہیں اور رہوں۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ. (سورۃ المائدۃ، آیت: ۹۹) وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: پیغمبر کے ذمے تو صرف (خدا کا پیغام) پہنچا دینا ہے، اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۶۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو، جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

سعادتمند فرزند زید عزھا وتوفیقھا (اللہ اس کی عزت وتوفیق میں اضافہ فرمائے) اس

فقیر کی طرف سے سلام قبول کریں اور ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں:

ذکر گو ذکر تا ترا جان است — پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

یعنی: ذکر کر ذکر جب تک تجھ میں جان ہے کہ دل کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

دنیا فانی ہے (اور) آخرت باقی، اس کی نعمتیں سب سے اعلیٰ اور اولیٰ ہیں اور اس کا عذاب سب سے سخت اور باقی رہنے والا ہے۔ پس آج کل کا فکر کرنا چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں:

۱۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جو کچھ ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہنچایا گیا ہے، وہ ٹھیک اور درست ہے اور اس میں شک (کرنا) کفر ہے۔

۲۔ پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی، کسی خلل اور فتور کے بغیر، صحت اور بیماری (دونوں صورتوں) میں پڑھنی چاہیے۔ اگر ایسا مریض ہو کہ پانی کے استعمال کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وضو اور غسل کی بجائے تیمم کر لے اور اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ عورت کے لیے ضروری ہے کہ نماز میں اپنے سر سے قدم تک موٹی اور چوڑی چادر اوڑھے، تا کہ بدن اور بال سے کوئی چیز ظاہر نہ ہو۔ جو نمازیں فوت ہو گئی ہیں اُن کی قضا لازم ہے۔

۳۔ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ اگر کسی عذر سے نہ رکھا ہو تو رمضان کے بعد قضا کرے۔

۴۔ مال کی زکوٰۃ فرض ہے۔ خواہ نقد ہے، خواہ زیور ہو اور خواہ سونے اور چاندی کی صورت میں ہو۔ اس کی مقدار سال کے بعد... سو کے ساتھ اڑھائی روپے ہیں۔ اگر ماضی میں نہیں دی تو اب ادا کریں۔ اس کی ادائیگی دل وجان سے کرنی چاہیے۔

۵۔ خانہ کعبہ کا حج بھی طاقت رکھنے کی شرط کے ساتھ فرض ہے۔

اگر فرائض میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر ترک کرے تو آگ کے عذاب کا مستحق

بنے گا۔

ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے اور تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا چاہیے کہ بہت زیادہ ثواب ہے اور یہ بیشمار گناہوں کا کفارہ ہے۔ سوتے وقت چار قل بھی پڑھنے چاہئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دَم کر کے سارے بدن پر پھیرنے چاہئیں۔ ہر دن کے آغاز اور آخر میں سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، سو بار اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، سو بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سو بار وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے۔ جو کچھ پڑھیں، ہمیشہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے مشغول رہیں۔

ایسے ہی ذکر قلبی جس طرح کہ طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں مشہور اور مقرر ہے، اس کی مکمل پابندی کرے۔ دل ذکر کے نور سے منور ہو جائے گا۔ کھیل کود سے باز رہے۔ جھوٹ، غیبت، برا کہنے اور برا سننے سے بچنا اور پرہیز لازم ہے، کیونکہ یہ سب کام حرام ہیں اور ان کی جزا آگ ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا اور کانپنا چاہیے اور قبر اور قیامت سے خوف کھانا چاہیے۔ ہمیشہ توبہ و استغفار خاص کر سحری کے وقت خود پر لازم رکھنی چاہیے۔ مختصر یہ کہ ایک لمحہ بھی اللہ سبحانہٗ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ہمیشہ اس فکر میں (مشغول) رہنا چاہیے:

ع　　　کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور باقی سب بیکار ہے۔

کھجور کی ایک تسبیح بھیجی گئی ہے، مذکورہ اذکار اس پر پڑھیں اور عافیت و استقامت سے رہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۶۶

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہو جن کو اُس

نے منتخب فرمایا۔

فقراء میں سب سے کمترین عرض کرتا ہے، ایک مدت ہوئی ہے کہ (فقیر) جناب عالیہ کے حالات کی کیفیت کی کوئی خبر نہیں رکھتا۔ اس سے پہلے بھی دعا و مواعظ اور نصیحتوں پر مشتمل خطوط بھیجے ہیں، مل گئے ہوں گے۔

بہرحال (فقیر) آپ کی بابرکت ہستی کے لیے دعائے خیر میں مشغول ہے اور دعاؤں کے قبول کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ سے ان کی قبولیت کی امید ہے۔ آج جو ہفتہ یکم ماہ جاری ہے، نمازِ فجر کے بعد (فقیر) کامل جمعیت سے مراقبہ میں بیٹھا تھا اور انوار و اسرار، فیوض و برکات اور پروردگار کی عنایتوں اور نوازشوں کا اظہار اور اِلہام ہوا۔ اس اثناء میں کامل زاری کے ساتھ اس صاحبہ مہربان کے لیے دعا میں زاری کی اور متوجہ ہوا۔ ان کے حق میں قبولیت و عطا اور کعبۂ مقصود کی وصولی محسوس ہوئی۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

نیز حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرو۔ مختصر یہ کہ بندہ بننا چاہیے اور بندگی کے لوازمات ہر حال میں بجالانے چاہئیں۔ بندگی سب عاجزی و مسکینی ہے اور نابود (فنا) ہوجانا ہے۔ جب یہ حالت کمال کی حد تک پہنچتی ہے تو (بندہ) انوارِ قدس کا مظہر بن جاتا ہے اور بلند بارگاہ کے محرموں اور مقربین سے ہوجاتا ہے:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ کام دولت کا ہے اب دیکھئے کسے دیتے ہیں۔

چونکہ آپ صاحبہ مہربان کو اس دولت کے رکھنے والوں سے کمال (درجے) کی عقیدت و محبت ہے، درویشوں کے حق میں اس دولت کے حاصل ہونے کی پوری توقع ہے۔

ان دنوں میں بادشاہ اسلام کا خط موصول ہوا۔ جلدی میں لکھا کہ ہم فتح و نصرت کے

ساتھ احمد آباد سے اورنگ آباد کی طرف واپس ہو رہے ہیں، آپ بھی اس علاقے کی جانب متوجہ ہوں، تا کہ اورنگ آباد میں ملاقات ہو جائے اور انہوں نے (اپنے) پیش کاروں کو فرمایا کہ اورنگ آباد میں فلاں شخص کے رہنے کے لیے حویلی مقرر کریں، لیکن فقیر عوارض کے پیش جانے سے پریشان ہے، اگر چہ استخارہ کمال حد تک موافق ہے:

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھئے اس میں ذات باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے؟

جو چیز بھلی ہے اللہ تعالیٰ وہ عطا کرے اور ان صاحب مہربان کو دیر تک کامل خیر و خوبی اور عزت و جاہ کے ساتھ ان فقراء پر سلامت رکھے:

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

یعنی: یہ دعا میری طرف سے ہے اور تمام جہان کی جانب سے آمین ہو۔

مکتوب نمبر ۶۷

خانم جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

میری پیاری ہمشیرہ عصمت و عفت کی پناہ خانم جیو عافیت سے ہوں اور استقامت میں ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں مضبوط اور مستقیم رہیں اور نہ کہ غیر کی طرف متوجہ ہوں:

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور باقی سب بیکار ہے۔

آپ نے جو خط محبت و اخلاص کے ساتھ بھیجا تھا، وہ موصول ہوا اور اس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ آپ کی پریشانیوں کی خبروں سے دوستوں کا دل پریشان ہوا۔ اللہ تعالیٰ (ان کو) جمعیت میں تبدیل فرمائے۔ دنیا مصیبت کی جگہ اور آزمائش کا گھر ہے۔ ہر حال میں حقیقی مولیٰ تعالیٰ شانہٗ سے راضی رہیں اور اس پر توکل کریں۔ امید ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مشکل کو آسان فرما دے گا۔ اللہ سبحانہٗ کاموں کا انجام محمود بنائیں۔ آپ نے سفارش

طلب کی تھی، ایک آدمی فقراء کے ہمراہ خطوط کے ساتھ تعاقب کرنے والا آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ، اس کے ہاتھ آپ کی حقیقت حال اور پریشانی کا عالی شان خان بختاور خان کو لکھا جائے گا۔ ایک شخص جواب حاصل کرنے کا ذمہ دار مقرر کیا گیا ہے اور آپ (ایسا) کوئی آدمی نہیں رکھتیں کہ وہ وہاں آپ کو تلاش کرے۔ اللہ تعالیٰ مشکلات آسان کرے۔ فقیر بھی ان دنوں میں شاہی عنایت کے سبب اس علاقے کے لیے عازم ہے:

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھیے اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے؟

وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۶۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ.

یعنی: ساری تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام ہو، جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

فقیروں میں کمترین دعا وسلام کی ادائیگی کے بعد علماء وصلحاء کی پناہ اور فقیروں و غریبوں کے مربی اَوْصَلَـہُ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ غَایَۃِ (اللہ سبحانہٗ اس کی تمنا کو پورا فرمائے) کے حضور میں مزاحم ہوتا ہے۔ دعا والے مکتوب کے حامل، صاحب صلاح حاجی حرمین شریفین حاجی زکریا (رحمۃ اللہ علیہ) متوکل، گوشہ نشین، کثیر العیال اور بڑے کنبہ والے ہیں، عاجزی وناداری کی وجہ سے آپ کی خاص وعام کی مرجع ہستی کے کرم کی شہرت اور احسان کی مشہوری کے پیش نظر دور ودراز کا سفر طے کر کے آپ کے بلند حضور میں پہنچے ہیں اور اس میں یہ ضعیف وسیلہ بنا ہے۔ آپ کے کرم کی نہایت سے یہ امید ہے کہ مشارٌ الیہ اپنی آرزو کو پالے گا اور معاش کی تنگی سے نجات حاصل کرلے گا اور جہان کی اس برگزیدہ ہستی کی سلامتی اور درجات کی ترقی کے لیے دعا کرنے میں مشغول ہو جائے گا اور یہ وسیلہ بننے والا (فقیر) بھی ثواب

پائے گا۔

(آپ کا) یہ محب ان دنوں حرمین شریفین کی زیارت وطواف کا عزم رکھتا ہے۔ راستے کے دوران حسبِ عنایت واستدعا (فقیر نے) حضرت خلافت منزلت (بادشاہ) کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا۔ امیدوار ہے کہ جلد ہی کعبۂ مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور اوّلین وآخرین کے سردار گناہگاروں کے شفیع (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہوگا، اگرچہ وہ خود کو اُس بلند درگاہ کے لائق نہیں پاتا، لیکن آخرت کے ذخیرہ کے لیے اس درگاہ کے علاوہ کہاں جائے اور کس کا انتخاب کرے؟

يَاحَبِيْبَ الْاِلٰـهَ خُـذْ بِيَدِىْ
مَا بِعَجْزِىْ سِوَاكَ مُسْتَنِدِىْ

یعنی: اے اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم! میری دستگیری فرمائیں، مجھ عاجز کا آپ کے سوا کوئی آسرا نہیں ہے۔

ہائے افسوس!

عمرِ گرانمایہ درین صرف شد
تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا

یعنی: قیمتی عمر اِس میں صرف ہوگئی کہ گرمی کے موسم میں کیا کھاؤں اور سردی کے موسم میں کیا پہنوں؟

کام کا وقت ہے اور معاملہ جبار (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ ہے۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۶۹

بختاور خانؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو، جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

خانِ عالی شان، مشفق مہربان اس فقیر کی جانب سے سلامتی کے انجام والا سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں اور اس کے غیر سے تعلق نہ رکھیں:

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: (کرنے کا) کام یہ ہے اور اس کے سوا سب بیکار ہے۔

چونکہ سرداری وشجاعت کے حامل میر عطاء اللہ ولد میر ضیاء اللہ، نواسہ میر محمد نعمان قدس سرہٗ، میر جلال الدین کے بھتیجے اور حامد خان قدیمی کے رشتہ دار جو کہ دوسو پنجائی منصب سے سرفراز ہیں، اور ان کے بھائی میر عزت اللہ جو چار بیتی منصب کے مختار ہیں، کمال خصوصیت سے احقر ان کو فرزندوں کی طرح سمجھتا ہے۔ یہ تمام وجوہ سے آراستہ، انسانی صلاح ودیانت سے پیراستہ اور طالب علمی اور حفظ قرآن سے بھی بہرہ مند ہیں، نوکری کے آغاز ہی میں سختی کی وجہ سے پریشان ہیں اور جاگیر نہ ملنے پر (ان کی) حالت خراب ہو چکی ہے۔ اس احقر نے چند مرتبہ ہندوستان کی طرف جا کر (ان کو) آسائش بہم پہنچائی۔ (لیکن) اس معاملے میں وہ اپنی بہتری نہیں دیکھتے اور فقراء کے کہنے پر جو مربی اس طرح کی دستگیری کرے (فقیر) آپ کی ذات بابرکات کے سوا کسی اور کو (اس قابل) نہیں سمجھتا، لہٰذا (آپ کی خدمت) گرامی میں مزاحم ہو رہا ہے کہ مشارٌ الیہا کو حضور پُر نور میں باریاب کر کے، (اور) اپنے پاس طلب کر کے، (ان کی) تربیت فرمائیں اور یہ (حضرت) بھی قابل و لائق اور سپاہی زادہ ہیں، اپنے حسنِ خدمت سے اس عالی شان خان کو اپنے اوپر کمال مہربان بنا لیں گے اور تحسین کی بنیاد بن جائیں گے۔ جس وقت ان شفقت پرور کی خدمت میں رہ کر تربیت یافتہ ہو جائیں گے تو (یہ چیز) اس فقیر کی جمعیت خاطر کا سبب ہوگی اور سب دروازوں سے (قبول) ہوں گے۔ آپ مشارٌ الیہ کے بارے میں جو عنایت واحسان کریں گے، وہ اس فقیر پر عائد ہوگا۔ احقر کی اس طرح کی خصوصیت کسی شخص کے ساتھ کم ہوگی۔

اس بارے میں جتنا مبالغہ کرے وہ کم ہے۔

دعا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کا شوق دلانے کے علاوہ اور کیا لکھے؟

ہر چہ جز ذکرِ خدائے احسن است
اگر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ بھی عذاب ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۷۰
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

لوگوں کے ان پیشوا کے شفقت نامہ گرامی نے مشرف بنایا اور اس میں مہربانیوں کے آثار پائے، لَازِلْتُمْ فِیْ حِفْظَ اللّٰہُ وَ اَمَانِہٖ. یعنی: آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں رہیں۔

یہاں کے دوستوں کے حالات اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہزاروں شکر اور سپاس کے لائق ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۴)، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۸۲)، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۴)

یعنی: اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو، بیشک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

میرے مخدوم! مظالم اور گناہوں، حق شناسی کی وعیدوں اور دھمکیوں سے کمریں

ٹوٹ گئیں اور دنیا کی زندگی انتہائی تنگ اور تلخ ہوگئی۔

وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (سورۃ التوبہ، آیت:۲۵)، كُلُّ نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (سورۃ المدثر، آیت:۳۸)، اَلْمَعَاصِىْ كَثِيْرٌ وَالزَّادُ قَلِيْلٌ وَالْاَجَلُ قَرِيْبٌ وَالسَّفَرُ بَعِيْدٌ وَعَذَابُ اللّٰهِ شَدِيْدٌ وَالنَّارُ تَفُوْرُ. (شعر):

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِى الْبِطَالَةِ

فَمَا لِىَ غَيْرَ الْحُزْنِ وَالْخِجَالَةِ

فَيَا آسَفٰى عَلَى الْاَنَامِ وَيَاحُزْنَا عَلٰى مَا فَاتَنِىْ مِنَ الْمَرَامِ. فَاَيْنَ بَيْتُ الْاَحْزَانِ، حَتّٰى اَبْكٰى فِيْهِ بِذِكْرِ رَبِّ الْجَلِيْلِ لَايُزَاحِمُنِىْ فِيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ. فَهٰذَا اَحَبُّ اِلَىَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا، اَنْ يَّتَصَرَّفَ هُوَ كَمَالِ الْمُنْتَهٰى.

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (سورۃ التکاثر، آیت:۸)، كُلُّ نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (سورۃ المدثر، آیت:۳۸)، فَتُبْ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْرِضْ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ.

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

یعنی: اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی، اور ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گرو ہے۔ گناہ کثیر ہیں اور زاد (راہ) تھوڑا ہے اور وقت (موت) قریب ہے اور سفر لمبا ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے، ہم راحت اور سرور میں ہیں اور آگ جوش مار رہی ہے۔

(شعر): میں نے اپنی عمر کو غفلت میں گزار دیا۔ میرے لیے غم اور شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

پس ہائے افسوس انسانوں پر! اور ہائے افسوس ہمارے غم پر! جو مقصد مجھ سے فوت ہوگیا۔ غموں کا گھر کہاں ہے؟ یہاں تک کہ میں اس میں رب جلیل کا ذکر کرتے ہوئے روؤں اور کوئی غنی اور فقیر اس میں میرے مزاحم نہ ہو۔ پس یہ چیز مجھے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر وہ تصرف کرے تو یہ اس کے کمال کی انتہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اس روز تم سے (شکر) نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گرد ہے، پس تو اللہ کی طرف رجوع کر اور غیر اللہ سے منہ موڑ لے۔ اے پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! میری طرف سے لوگوں سے کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا، بیشک اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے:

دردم از یارست و درمان نیز ہم　　　دل فدائے او شد و جان نیز ہم

یعنی: میرا درد محبوب سے ہے اور علاج بھی، دل اسی پر فدا ہو گیا ہے اور جان بھی۔

مختصر یہ کہ مولیٰ جل وعلا پر فدا ہونا چاہیے اور زندگی میں مرنا چاہیے (یعنی مرنے سے پہلے مرنا چاہیے)، اور درد و سوز کے ساتھ بنانی چاہیے اور اپنے کاموں کو اُس کے سپرد کرنا چاہیے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

با درد بساز چون دوائے تو منم　　　در کس منگر چو آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشق ما کشتہ شوی　　　شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

یعنی: جب تیری دوا میں ہوں تو تُو درد کے ساتھ (تعلق) بنا، جب تیرا محبوب میں ہوں تو پھر تُو کسی کی طرف مت دیکھ۔

۞ اگر تو ہمارے عشق کے کوچے میں قتل ہو تو پھر شکرانہ دینا، کیونکہ تیرا خون بہا میں ہوں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰه، مَالِی بِهٰذَا الْكَلَامِ وَاَنَا مَغْلُوْبُ الْمَعَاصِیْ وَالْاٰثَامِ.

یعنی: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں، میرا اس بات سے کیا تعلق؟ اور میرے اوپر تو گناہوں اور جرائم کا غلبہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا الَّذِیْ عُقُمٍ

یعنی: میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں، ایسی بات کہنے سے جس پر عمل نہ ہو، یقیناً

میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

یہ فقیر آپ مخدوم مہربان سے دعا کا اُمیدوار ہے اور اُن کی شفقت کے تذکرے میں مصروف ہے۔ آپ مخدوم کے بعض امور کے بارے میں چاہتا ہے کہ جلد ہی شاہی مجلس میں ان کا تذکرہ کرے۔ اس کے واقع ہونے کے بعد (فقیر) اس کی اطلاع آپ کے ملازمین تک پہنچائے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْعَزِیْز، وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ.

یعنی: اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا، اور اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والا اور مددگار ہے۔

چونکہ صلاح کے حامل اور تقویٰ والے حاجی الحرمین حاجی ولی محمد (رحمۃ اللہ علیہ) جو اِس فقیر کے قدیم گہرے دوستوں میں سے ہیں، ایک تقریب میں اس علاقے میں جانے والے تھے، یہ بے ربط چند کلمات (آپ کی) خدمت مبارک میں بھیجے گئے ہیں۔ سَلَّمَکُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَعَافَاکُمْ وَصَانَکُمْ عَمَّا شَانَکُمْ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کو عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد فرمائے۔

فقیر زادے (آپ کی) خدمت میں سلام و نیاز پیش کرتے ہیں۔ مخدوم زادے نیک سلامتی والا سلام قبول کریں (اور) عافیت واستقامت کے ساتھ (سلامت) رہیں۔

مکتوب نمبر ۱۷

دین پرور بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

امابعد، ذرّۂ احقر انتہائی عاجزی کے ساتھ بلند شان، دین پرور اور ملجا و پناہ لَا زَالَ مَنْصُوْرًا وَّمُؤَیَّدًا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ان کی مدد اور تائید کی جائے) کے حضور اِلتماس کرتا ہے:

بہ تن مقصرّم از دولت ملازمت
ولے خلاصۂ جان خاکِ آستانۂ تُست

یعنی: تیری خدمت کی دولت سے میں تن کے لحاظ سے چھوٹا (ہو گیا) ہوں، لیکن میری جان کا خلاصہ تیرے آستانے کی خاک ہے۔

اگرچہ (فقیر) ظاہری طور پر قصوروار ہے، لیکن ہمیشہ قبولیت کے اوقات میں اس دین پناہ بادشاہ کی سلامتی، فتح ونصرت اور دنیا وآخرت کے مراتب کی ترقی کے لیے دل و جان سے دعائیں کرنے میں مصروف ہے اور دعاؤں کے قبول کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ سے ان کی قبولیت کا اُمیدوار ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آن کہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

چونکہ (فقیر) چند ماہ کی مدت سے دین پناہ بادشاہ **نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْاَعْدَاءِ** (اللہ تعالیٰ ان کو دُشمنوں پر نصرت عطا فرمائے) کی عنایت سے اور سیّد الانبیاء (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت، طوافِ کعبہ اور مِنیٰ کے ارادے سے فتح پانے والے لشکر میں پہنچا اور حضرت (بادشاہ) کے اہلکاروں سے کئی قسم کی عنایتیں دیکھی ہیں، (لہٰذا) اس نے چاہا ہے دین پناہ بادشاہ سے اپنی دعا گوئی کا اظہار کرے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے (آپ پر) فتوحات کے دروازے کھلیں گے۔ (فقیر) آپ کی خدمت (میں حاضری) کے شوق سے کیا عرض کرے؟ اللہ تعالیٰ وہ حسنِ وجود کے ساتھ میسر فرمائے۔

اے دین پناہ بادشاہ! **اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ.** (اتحاف، ۸:۵۳۹) یعنی: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جس نے یہاں بویا اُس نے وہاں (آخرت) میں پایا: **فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ**

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا. (سورۃ الکہف، آیت:۱۱۰)

یعنی: تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے، چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

بہرحال وقت کام کا ہے (اور) نجات کا انحصار اعمال پر ہے۔ چونکہ حضرت (بادشاہ) کو اللہ تعالیٰ کے قطعی دوستوں اور اولیاء سے کامل محبت ہے، اس وجہ سے حدیث (شریف): اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم،۳۳۲۔ یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے) کی رُو سے ہر صورت میں بڑی امیدیں ہیں۔

(فقیر نے) اپنے دوستوں میں سے ایک مخصوص آدمی حاجی منصور کو آپ کی پاکیزہ صفات ذات کی خیریت کی خبروں کے لیے اور اس دین پناہ بادشاہ کے نیک انجام حالات سے آگاہی کے لیے بھیجا ہے، اُمید ہے کہ جلد ہی (فقیر) درست جواب سے مشرف ہوگا۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) ہر ایک اور بھتیجا محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے تسلیمات درجہ قبولیت پائیں۔ سبھی سلامتی اور فتح و نصرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے حاصل ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)، وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ الْعُلٰى.

یعنی: اور جو ہدایت کی بات مانے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازم پکڑے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر۲۷

شہزادیؒ کو تحریر فرمایا۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد۔

محترمہ شہزادی، پردہ نشیں، عصمت و عفت مآب اور عظمت وقار کی خدمت میں

(فقیر) التماس کرتا ہے۔ مدت ہوئی ہے کہ آپ فاطمہ زماں کے نیک انجام حالات کی اسے کوئی خبر نہیں ہوئی۔ بہر حال (فقیر) آپ کے درجات کی ترقیوں اور مزید زندگی کے لیے دعا میں مصروف ہے اور دعاؤں کے قبول کرنے والے (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی درگاہ سے اس کی قبولیت کا اُمیدوار ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آن کہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

صاحبۂ عالم! دنیا آخرت کی کھیتی ہے کہ (آدمی نے) جو کچھ اس میں کاشت کیا وہی وہاں پائے گا۔ مختصر یہ کہ وقت کام کرنے کا ہے، کیونکہ کل (قیامت کو) جبار (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ معاملہ ہے۔

چند ماہ کی مدت سے زیادہ (عرصہ ہوا کہ فقیر) دین پناہ بادشاہ نصر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے سیّد الانام (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور طواف کعبہ ومنیٰ کے ارادے سے فتح نشان لشکر میں پہنچا ہے اور حضرت (بادشاہ سلامت) کے ملازمین کی عنایتیں ملاحظہ کی ہیں۔ اس بنا پر اِن چند کلمات کو خدمت عالیہ میں پیش کیا ہے۔

اپنے احباب میں سے حاجی منصور کو (آپ کی خدمت میں) بھیجا ہے، تا کہ جلدی سے آپ کی پاکیزہ صفات کی اطلاعات سے خوشی ہو۔

امید ہے کہ فقیر (جلد) ہی درست جواب سے مشرف ہوگا۔

مکتوب نمبر ۴۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام کے بعد۔

عبادت کے لائق پروردگار کے ہزاروں احسان اور ستائشیں ہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۴)

یعنی: اور اگر تم اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو، بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوستوں کو بندگی کی حقیقت تک پہنچائے اور خود پسندی اور خودستائی سے رہا فرمائے۔ مختصر یہ کہ جہاں تک ممکن ہو اس دولت کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اللہ کے غیر کی طرف سے آنکھ بند کر لینی چاہیے اور (خود کو اِس آیت) کریمہ کا مصداق بنانا چاہیے:

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ. ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً. (سورۃ الفجر، آیت:۲۷-۲۸)

یعنی: اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

فقیر بھی عازمِ سفر ہے، لیکن ہر چیز وقت پر موقوف ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تو اُمید ہے کہ مشیتِ الٰہی سے یہ فقیر اِس سفر کو جلد ہی اختیار کر لے گا۔

بہر حال ملاقات کے وقت تک اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۴۷

سرداری کے لائق محمد اشرفؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے ہیں اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو، جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سعادت وسیادت کے شجرہ کے ثمر میر محمد اشرف لَازَالَ کَاسْمِہٖ (ہمیشہ اپنے نام کی

طرح رہیں) اس زخمی دل درویش کی جانب سے سلامتی کا سلام ملاحظہ کریں۔ قیمتی اوقات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے معمور اور منور بنائیں، بلکہ ذکر سے مذکور (اللہ تعالیٰ) تک پہنچیں اور صورت سے حقیقت کو جائیں اور لفظ سے معنی کی طرف جائیں۔ خوب کہا جس نے بھی کہا:

قومے ز وجودِ خویش فانی
رفتہ ز حروف در معانی

یعنی: صوفیہ اپنے وجود سے فانی ہوکر حروف سے معانی کی طرف چلے گئے ہیں۔
ملاقات تک اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور دعائے خیر سے نہ بھلائیں۔

مکتوب نمبر ۷۵

میاں شیخ جیو کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

پیارے بھائی میاں عزیز احمد اس کمزور (فقیر) کی طرف سے قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھ کر دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔

ایک مدت ہوئی ہے کہ آپ بھائی کی جانب سے کوئی سلام اور کوئی پیغام نہیں ملا۔ آپ کے حالات بخیریت ہوں۔ فقیر بھی ماہِ ربیع الاوّل کے آخر تک اس علاقے (میں آنے) کا ارادہ رکھتا ہے، جس میں خیر ہے اللہ تعالیٰ وہ (چیز) میسر فرمائے۔

ہر آدمی کی خیریت ہوا و ہوس کے ترک کرنے میں اور ہمیشہ حضرت ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کی جانب متوجہ رہنے اور منہ کرنے میں ہے۔

(اپنے) فرزندوں کی والدہ اور متعلقین کو اِس فقیر کا سلام پہنچائیں اور (ان کو) ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کی ترغیب دلائیں۔ سعادت مند فرزند شیخ ابوالخیر نیک انجام سلام

قبول کریں اور ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں رہیں:

ع کار این است، غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۶۷

شیخ محمد ساقیؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

مشیخت اور فضیلت کے لائق شیخ محمد ساقی اس فقیر سے سلام ملاحظہ کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے باقی رہیں۔

باقی زحمت یہ دی جاتی ہے کہ ان دنوں دین پرور بادشاہ کی خدمت میں عریضہ نیاز اور خان مہربان سلمہٗ ربہٗ کی طرف ایک خط حاجی عبدالغفار کے ذریعے بھیجا گیا ہے۔ توقع ہے کہ (آپ) مشارٌ الیہ کو (اپنے) دیرینہ دوست خان مہربان کی خدمت میں لے جائیں گے (اور) جلد ہی درست جواب کے ساتھ اسے رخصت دیں گے۔

حاجی مذکور چونکہ فقیر کے اچھے ساتھیوں میں سے ہے، (لہٰذا فقیر) اس کے حق میں مہربانی کا خواہاں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کے سوا زیادہ بیان کی گنجائش نہیں ہے:

ہرچہ جز ذکر خدائے اَحسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو وہ (بھی) عذاب ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۷۷

شیخ عطاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے ہیں اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو، جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

برادرِ گرامی صاحبِ فضل و معانی شیخ عطاء اللہ اِس فقیر سے نیک انجام سلام قبول کریں اور ہمیشہ عطائے الٰہی اور بے انتہا انوار کا مورد بنے رہیں۔ ذِکْرُ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّفِی الْاٰخِرَۃِ سُرُوْرٌ، ذِکْرٌ یُغْنِیْ عَنْ نَفْسِہٖ وَیُبْقِیْ بِاَنْوَارِ قُدْسِہٖ.

یعنی: اللہ کا ذکر نور ہے اور آخرت میں راحت (کا ذریعہ) ہے، ذکر نفس (کے شر) سے بچاتا ہے اور پاکیزہ انوار سے باقی بناتا ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد، آیت:۲۸)، وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ. (سورۃ الاحزاب، آیت:۴)

یعنی: سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اس فقیر نے شاہجہان آباد (دہلی) میں دوستوں کے ساتھ سخت تکالیف دیکھیں۔ اللہ سبحانہٗ کا شکر ہے کہ آخر کار اکثر عافیت میں بدل گئیں اور اللہ سبحانہٗ کے فضل و عنایت سے ان مصیبتوں میں دیکھا جو کچھ دیکھا۔

(فقیر) اب امیدوار ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی رضا سے ماہ ربیع الاوّل کے آخر میں اس علاقے کی طرف متوجہ ہوگا اور دوستوں کی ملاقات سے مسرور ہوگا۔ ان راستوں کے سفر کے دوران اگر مقدر ہے تو پھر خاص کر دوستوں تک اس خبر کو پہنچانے کے لیے (کسی آدمی کو) بھیجا جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی.

بہر حال دعائے خیر اور حسنِ خاتمہ سے (دور) پڑے ہوؤں کو فراموش نہ کریں اور ہمیشہ ذکر کے انوار میں مستغرق رہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۷۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَوَّلًا وَ آخِرًا وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ دَائِمًا سَرْمَدًا.

یعنی: اوّل اور آخر سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے رسول (مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر دائمی اور ابدی طور پر درود (وسلام) ہو۔

میرے سردار اور میری سند اِس پُرتقصیر فقیر کی (جانب) سے نیک انجام سلام قبول کریں اور دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔ ایک بزرگ نے کہا ہے: اِنْ اَرَدْتَّ السَّلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکِرَامَۃَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ اور اگر تو کرامت (بزرگی) چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر کہہ۔

اس معنی میں کہ دنیا کے کام سے ہاتھ کھینچ لے، بلکہ مراد یہ ہے کہ اس (دنیا) کو مولیٰ (تعالیٰ) کی ملاقات کا وسیلہ بنائیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۷۹

سیّد عبدالغنی (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے ہیں اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سرداری اور سعادتمندی کے شجرے کے ثمر عبدالغنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے بے پرواہ رہیں اور حقیقی فنا سے ہمیشہ پناہ گزیں، فرمانبردار اور عاجز رہے ہیں۔

تواضع و عبادت میں (خاضع و خاشع کا) لغوی معنی یہ ہے کہ کمال خشوع و خضوع (حاصل) ہو اور خشوع و خضوع کا کمال یہ ہے کہ فرمانبردار اور عاجز (بندہ) تواضع میں خود سے بے خبر ہو جائے اور خود کو مولیٰ (تعالیٰ) کا فدا بنائے، اس وقت وہ پاک انوار کا مظہر بن

جائے گا:

ع   این کار دولت است کنون تا کرا رسد

یعنی: یہ دولت کا کام ہے اب دیکھئے کسے دیتے ہیں؟

آپ کا مکتوب شریف موصول ہوا (اور) اس نے مسرور بنایا اور اس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ ملاقات کے وقت تک اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ آپ کے فرزند اور متعلقین سلامت رہیں اور عافیت کو حق (تعالیٰ) کی یاد میں سمجھیں۔

مکتوب نمبر ۸۰

مرزا محمد عارف (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو مدد کرنے والا ہے اور اس کے نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود وسلام ہو۔

سعادت کے شجرے کے ثمر مرزا محمد عارف اللہ تعالیٰ کے غیر سے غافل رہیں اور اللہ سبحانہٗ کو اُس کی شان کے مطابق پہچانیں۔ اللہ تعالیٰ کے غیر کو بھلانا اِس راستے (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کی شرائط میں سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے وصول کے مقدمات میں سے ہے:

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا
نیست را ہے در حریم کبریا

یعنی: کسی آدمی کو بھی جب تک کہ وہ فنا نہ ہو جائے، باری تعالیٰ کی بارگاہ میں راستہ نہیں ملتا۔

مدت ہوئی ہے کہ آپ نے دوستوں کے نیک انجام حالات کی اطلاع نہیں دی ہے۔ اس کی رکاوٹیں سلامتی میں بدل جائیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۸۱
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّۃِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام کے بعد۔

فقراء کا احقر آپ سرداری اور ریاست کے لائق کو زحمت دیتا ہے کہ اس علاقے کے دوستوں کے حالات عبادت کے لائق پروردگار کے ہزار احسان اور تعریف کے لائق ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۴)

یعنی: اگر تم اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کرسکو، بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

از دست و زبان کہ بر آید
کز عہدۂ شکرش بدر آید

(گلستان، ص ۵)

یعنی: کس کے ہاتھ اور زبان سے ہوسکتا ہے کہ اس کے شکر کی ذمہ داری پوری کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوستوں کو حقیقت تک پہنچائے، خود پسندی اور خود ستائی سے نجات بخشے اور (اس آیت) کریمہ کا مصداق بنائے:

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ. ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (سورۃ الفجر، آیت: ۲۷-۳۰)

یعنی: اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے (ممتاز) بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

مختصر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اِس دولت کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اللہ کے

غیر کی طرف سے آنکھ بند کرلینی چاہیے۔

فقیر ہمیشہ اس سفر کا اِرادہ رکھتا ہے، لیکن ہر چیز وقت پر موقوف ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ درمیان میں نہ آئی تو اُمید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے جلد ہی (فقیر) اس سفر کو اِختیار کرلے گا۔

بہر حال ملاقات کے وقت تک دور پڑے ہوؤں کو (اپنے) نیک انجام حالات کی اطلاع دیتے رہیں اور دعائے خیر سے نہ بھلائیں۔

چونکہ دینی بھائی حاجی عبدالغفار، جو اس زمانے کا عزیز ہے، کے ذریعے خلافت منزلت (بادشاہ) کی خدمت میں عریضہ بھیجا ہے اور مشارٌ الیہ کو اس علاقے میں روانہ کر کے ان چند کلمات کی آپ سیادت کے لائق کو بھی زحمت دی۔

(فقیر) اس سے زیادہ کیا زحمت دے۔ جس چیز میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ (آپ کو) وہ نصیب فرمائے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۸۲

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

بزرگی اور شرافت کے شجرے کے ثمر مخدوم زادہ صاحب (ان کی بزرگی و سعادت قائم رہے) اس زخمی دل درویش سے سلام و دعا قبول کریں۔ اس علاقے کے فقراء کے حالات مولیٰ حقیقی تبارک وتعالیٰ کے ہزار شکر کے لائق ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۴)

یعنی: اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کرسکو، بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

اَلْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ سَلَامَتَکُمْ وَاسْتِقَامَتَکُمْ وَتَرَقِّیْ دَرَجَاتِکُمْ.

یعنی: (فقیر) اللہ سبحانہٗ سے آپ کی سلامتی، استقامت اور درجات کی ترقی کے لیے سوال کرتا ہے۔

میرے مخدوم! دنیا عمل (کرنے) کا گھر ہے اور آدمی لمبی آرزوؤں میں (قید) ہے، آج تھوڑی سی کوشش (کرنے سے) ہمیشہ کی دولت میسر (ہو سکتی) ہے، ورنہ کل (قیامت کو) کام مشکل ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ کا شکر کہ وہ اپنے فضل سے آسان کرے اور تمام و کمال کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لے۔ چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے اللہ سبحانہٗ کے دوستوں سے کمال درجے کا اخلاص (حاصل) ہے، (لہٰذا اس) حدیث کی رُو سے دائمی و حقیقی دولت آپ کے شاملِ حال ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم،۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

حدیث (شریف) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا: ''میرے لیے دوستی کرنے والے، میرے لیے کسی کے ساتھ بیٹھنے والے اور میرے راستے میں خرچ کرنے والے کہاں ہیں؟ کہ میں ان کو اپنے عرش کے نیچے سایہ فراہم کروں، اس دن کہ جس میں اس کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔''

مختصر یہ ہے کہ اس محبت کے فضائل میں بیشمار احادیث ہیں کہ عقل ان میں حیران ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوستوں کو اس گروہ کی محبت میں (زندہ) رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے اور ان کے ساتھ ہی (ہمارا) حشر فرمائے: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن. (جامع الترمذی، نمبر ۲۳۵۲؛ اتحاف، ۶: ۲۸۹)

یعنی: اے اللہ! مجھے مسکینی میں زندگی عطا فرما، مسکینی میں موت نصیب فرمانا اور مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حشر فرمانا۔

اس فقیر نے شاہجہان آباد (دہلی) میں دوستوں کے ساتھ سخت مصیبتیں برداشت

کیں۔ اللہ سبحانہٗ کا شکر ہے کہ آخر کار اکثر عافیت میں بدل گئیں اور اللہ سبحانہٗ کے فضل و عنایت سے ان مصیبتوں میں دیکھا جو کچھ دیکھا۔

(فقیر) اب امیدوار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے عنقریب اس علاقے کی طرف متوجہ ہوگا اور دوستوں کی ملاقات سے خوش ہوگا۔

بہر حال ملاقات کے وقت تک (اپنے) نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور اس فقیر کو اپنی خیریت وترقیوں کی دعا میں (مصروف) سمجھیں۔

(اس) دعا والے مکتوب کے حامل، صاحبِ تقویٰ حاجی عبدالغفار، جو اَربابِ ذوق و حال میں سے ہیں، (کے ہاتھ) دین پناہ بادشاہ (کی خدمت میں) عریضہ بھیجا ہے۔ یہاں کے حالات ان حاجی (صاحبؒ) کی زبانی آپ کو معلوم ہو جائیں گے۔وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۸۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَكُمْ وَعُظَمَ اَمْرَكُمْ وَشَرَحَ صَدْرَكُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے مرتبے کو بلند کرے اور آپ کے امر کو بزرگ بنائے اور آپ کا سینہ کشادہ فرمائے۔

میرے مکرم! (اور) مشفق! (فقیر) خود اور بعض فرزندوں اور عزیزوں کی مہلک بیماریوں اور عوارض کے سبب ابھی تک اس خیر اثر سفر اور حضرت مخدوم (آپ) کے بندوں کی خدمت سے محروم ہے۔قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا. (سورۃ الطلاق، آیت:۳)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس فقیر کو اور بعض فرزندوں کو ایک صحبت واقع ہوئی ہے، امید ہے

کہ رکاوٹوں کے دور ہونے پر (فقیر) اس سعادت (کے پانے) کے لیے کمربستہ ہو جائے گا اور اپنے درد کا علاج کرے گا۔ پہلے خط کے جواب کا کمال انتظار کیا۔ اَلْخَیْرُ مَا صَنَعَ اللّٰہُ. یعنی: خیر اُسی میں ہے جو اللہ تعالیٰ کرے۔

دوسرا یہ کہ سرداری اور سعادت کے شجرے کے ثمر میر اعظم جو بہت قابلیتیں رکھتے ہیں اور محاورات و گفتگو کی درستی میں معروف و مشہور ہیں۔ اس فقیر کے ساتھ ایک مدت سے کامل اخلاص اور خاص تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا احقر کو ان کے حالات سے پوری طرح آگاہی ہے۔ علیحدہ کاغذ پر لکھ کر (آپ کی) خدمت گرامی میں بھیجا ہے۔ توقع ہے کہ از راہِ کرم آپ حقیقت کو نیک وقت میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ امید ہے کہ حضرت کے اہلکار غایت کرم سے ان کے حال پر عنایت فرمائیں گے، تاکہ ان کی استعداد کا جوہر ظاہر ہو اور اپنی قابلیت کے مطابق ایک مقام پر پہنچ جائیں اور پریشانی سے رہائی پائیں۔ اس بارے میں آپ کی شفیق ہستی سے کامل توجہ کی امید اور طلب ہے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۸۴

محمد حسینؒ، نور محمدؒ اور غلام محمدؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو مدد کرنے والا ہے۔ اور اس کے نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو۔

دینی بھائی: محمد حسین، نور محمد اور غلام محمد اس فقیر سے نیک انجام سلام قبول کریں اور اللہ تعالیٰ کی قضاء سے راضی رہیں۔ (فقیر) کیا لکھے کہ آپ کے والد مرحوم جو فقیر کے پرانے آشنا تھے، کی رحلت کی خبر سن کر دوستوں کو کتنا دُکھ ہوا؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۶)

یعنی: ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

سب کو یہی راستہ درپیش ہے اور یہ جہان قافلے کی مانند رواں ہے: فَرِیْقٌ فِی

الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں، تو جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

اللہ تعالیٰ جانے والوں پر رحم فرمائے اور پیچھے رہ جانے والوں کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ بہرحال اس دن کا فکر کرنا چاہیے اور اللہ کے غیر سے لاتعلق ہونا چاہیے۔ اس فقیر کو اس روز اپنا خیر خواہ سمجھیں اور استقامت و جمعیت میں رہیں اور جو کام مقدور ہو اُس سے آگاہ کریں۔ ان شاء اللہ جہاں تک ممکن ہوا کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ وَالسَّعْىُ مِنِّىْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ. یعنی: اور کوشش مجھ سے ہوگی اور اس کی تکمیل اللہ سبحانہٗ فرمائے گا۔

قرآن (مجید) کی تلاوت اور دوسرے اذکار کا ثواب مرحوم کو پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ دعا اور اِمداد کا وقت ہے، اس میں کوتاہی نہ کریں۔ (فقیر) زیادہ کیا لکھے؟ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۸۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

میرے مکرم اور مشفق! یہ فقیر جہان میں منفرد اور خلقت میں مشہور آپ کے پسندیدہ مکارم اخلاق اور صفات، خاص کر سرداری کے لائق سیّد فیض اللہ، صاحبِ شرافت مرزا محمد

اشرف اور سعادت کے لائق محمد تقی کی زبانی سننے سے غائبانہ طور پر آپ کا مشتاق اور خیر خواہ بن گیا۔ خاص کر بعض دوسرے حقوق جو اُس سے پیوستہ ہیں، اس کے مقابلے میں فقیر سے دوستی اور خیر خواہی کے لوازمات اور آپ کے مزید دینی و دنیاوی مراتب کی (بلندی کے لیے) کوشش کے علاوہ اور کس چیز کا اِمکان ہوسکتا ہے؟ امید ہے کہ کوئی دوسرا اَمر واقع نہیں ہوگا۔ پھر کسی بدخواہ کو کیا حاصل ہوگا؟ اور فقراء کے حلقہ کو یہ کس طرح زیب دیتے ہے؟ اور آپ کا شکوہ بجا ہے!

لیکن یہ فقیر اِس بارے میں بے گناہ ہے۔ سربستہ امر کو غیب کی باتوں کو جاننے والا (اللہ تعالیٰ) ہی جانتا ہے، کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ جی ہاں! اس قدر خطا واقع ہوئی کہ بغیر تحقیق وتفتیش کے اس کو سربمہر حضرت ظل اللہ (بادشاہ) کو پہنچایا گیا، ورنہ اس محبت و دوستی کے تقاضا سے اس کو کس طرح جائز سمجھتا؟ بہر حال آپ نے خبردار کر دیا ہے کہ (فقیر) نامعلوم امر کو معروض نہ کرے۔ (فقیر) اس ضمن میں آپ کی مشفق ذات سے معذرت کرتا ہے۔

فَالْعُذْرُ عِنْدَ الْكِرَامِ مَقْبُوْلٌ.

یعنی: پس کریم لوگوں کے ہاں عذر مقبول ہوتا ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کے راستے پر چلے۔

مکتوب نمبر ۸۶

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَوَّلًا وَآخِرًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ دَائِمًا سَرْمَدًا.

یعنی: اوّل اور آخر سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے رسول (مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر دائمی اور اَبدی طور پر درود (وسلام) ہو۔

صاحبِ سعادت، عالی شان خان اس زخمی دل درویش سے نیک انجام سلام قبول

فرمائیں اور سلامتی کو آنسرور (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع میں منحصر سمجھیں اور عافیت کو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انوار اور فیوض و برکات والی پیروی سے وابستہ سمجھیں۔ (شاعر نے) خوب کہا ہے:

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

یعنی: سعدی محال ہے کہ (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کے بغیر راہِ صفا طے کیا جا سکے۔

آپ نے جو مکتوب محبت اور مہربانی کی بنا پر اِس فقیر کو بھیجا تھا، وہ موصول ہوا اور غائبانہ دعا کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ جان کے دشمنوں پر اور آفاق میں منصور اور مظفر رکھے اور کامل اور مکمل طور پر اپنی طرف متوجہ رکھے اور ماسویٰ سے رہائی بخشے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد، آیت: ۲۸)، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ. (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴)

یعنی: سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

سعادتمند فرزند شیخ محمد ہادی (رحمۃ اللہ علیہ) نے آپ کی مہربانی کے واقعات بیان کیے۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ خَيْرَ الْجَزَاءِ. یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو جزا عطا فرمائے، بھلی جزا۔

چونکہ فرزند خواجہ محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) اس علاقے کی طرف متوجہ تھے، (لہٰذا) ان دو کلمات کی زحمت دی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ فقراء کی محبت سعادت اور خیرات و برکات کا سرمایہ ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث (مبارک) ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲)

یعنی: آدمی اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ملاقات کے وقت تک اگر ممکن ہو تو دوستوں کو اپنے نیک انجام حالات کی اطلاع

دیتے رہیں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کے راستے پر چلے۔

مکتوب نمبر ۸۷
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ الدَّعْوَاتِ وَالتَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ.
یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد۔
(فقیر) آپ سعادتمند فرزند سے کہتا ہے۔ موجودہ حالات و اُمور لائق شکر ہیں۔
اَلْمَسْؤُلُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَافِيَتُكُمْ وَاسْتِقَامَتُكُمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا.
یعنی: (فقیر) اللہ تعالیٰ سے آپ کی ظاہری و باطنی سلامتی اور اِستقامت کے لیے سوال کرتا ہے۔

دنیا کی زندگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے سب کھیل کود و زینت اور اولاد و اموال کا تفاخر و کثرت ہے اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے متقیوں سے وعدہ کیا ہے، وہ اس سے بہتر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور رضا اور نعمتوں والی بہشت ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی سب سے بھلا و اعلیٰ ہے۔ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰی. (سورۃ الاعلیٰ، آیت:۱۷)
یعنی: حالانکہ آخرت بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

چونکہ فرزند ارجمند خواجہ محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) اس علاقے کی طرف متوجہ تھے، (لہٰذا) ان دو کلمات کی زحمت دی گئی ہے۔ باقی اس جگہ کی حقیقت فرزند مذکور کی زبان سے معلوم ہو جائے گی۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کے راستے پر چلے۔

(آپ کے) فرزند اور متعلقین عافیت اور اِستقامت سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں رہیں:

ع کار این است غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور باقی سب بیکار ہے۔
وہاں کے دوست نیک انجام سلام قبول فرمائیں۔وَ السَّلَام.

مکتوب نمبر ۸۸
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

بلند مقام والے (اور) مشفق ومہربان خان سَلَّمَهُ اللّٰهُ وَزِيْدَ قَدْرَهٗ (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ان کی عزت میں اضافہ فرمائے) سے التماس ہے کہ آپ کی امیدوں والی ذات کی بیماری اور تکلیف کا سننا فقراء کے دکھ کا موجب بنا۔ چونکہ آپ کی ذات شریف خیرات وبرکات کا چشمہ ہے، (لہٰذا) فقراء صحت وعافیت کی دعا میں سرگرم ہیں اور شافی حقیقی (اللہ) تبارک وتعالیٰ کی درگاہ سے کامل اور عاجل شفا کی امید رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی برکات والی ہستی کو ظاہری اور حقیقی بلاؤں سے محفوظ رکھے (اور) دوستوں کو اس سے شاد فرمائے۔وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَ آخِرًا. یعنی: اور اوّل وآخر سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۸۹
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: ساری تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْرَكُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَكُمْ بِحُرْمَةِ نَبِيِّنَا وَنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی: اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کا مرتبہ بلند کرے اور آپ کے کام کو بزرگ بنائے۔

فقراء میں سب سے کمترین آپ کی مکرم و مشفق اور فرمانبردار ذات کی خدمت میں مزاحم ہوتا ہے کہ اس محب نے اس موضع جس (کے لوگوں) کی پُر خلوص عقیدت اور گمان کا ذکر خلوت میں آپ سے کیا تھا، کی فتح کی خبر سننے کے بعد آپ کو اس فتح کی مکرر تہنیت اور مبارک باد دی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم نے مہربانیاں فرمائی ہیں۔ جلد ہی اس کے آثار ظاہر کر دیے گئے ہیں (اور) دوستوں کی چاہت کے مطابق اضافہ (سلطنت) سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ یہ فقیر اس قدر دان مہربان کی خدمت میں اس فتح اور اس جلیل شان اضافہ (سلطنت) کی تہنیت اور مبارک باد پیش کرتا ہے۔ سَلَّمَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَعَافَاكُمْ وَصَانَكُمْ عَمَّا شَانَكُمْ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد کرے۔

امید ہے کہ آپ کبھی کبھی دور رہنے والے دوستوں کو اپنے نیک انجام حالات لکھ کر یاد اور شاد کرتے رہیں گے۔ فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر، محمد کاظم ہر ایک اور فرزند محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا سلام و نیاز قبول فرمائیں۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا. یعنی: اور اوّل و آخر سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۹۰

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَكُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَكُمْ وَشَرَحَ صَدْرَكُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کرے اور آپ کے کام کو بزرگ بنائے اور آپ کے سینے کو کشادہ فرمائے۔

احقر سلام عرض کرنے کے بعد اس بلند مرتبت سلمہٗ ربہٗ کی خدمت گرامی میں مزاحم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضرت ظلِ الٰہی (بادشاہ) خلوت میں اس پریشان حال کے حال پر نہایت متوجہ تھے اور خاص عنایتیں فرماتے تھے۔ اس فقیر نے دوستوں کے اخلاص کے تقاضا سے آپ کی مکرم و مشفق ذات کے بارے میں حضرت خلافت پناہی (بادشاہ) کے حضور میں التماسیں پیش کیں۔ ردّ و بدل اور سوال و جواب کے بعد اُنہوں نے فرمایا: ''خوب! چند دنوں کے بعد ہم مہربانیاں فرمائیں گے اور سرفراز کروں گا۔''

فقیر اِس مقصد کے کامل اور مکمل طور پر ظاہر ہونے کا منتظر ہے۔ اگرچہ اب بھی مہربانیوں کے اثرات ظاہر ہو گئے ہیں اور قوی امید ہو گئی ہے کہ چند دنوں کے بعد محبوں کی خواہش کے مطابق مطلب اور مقصود کامل طور پر ظہور فرمائے گا اور اور دوسری التماس کے بعد دوسرے نتائج دے گا۔

یہ فقیر خود سے اور کیا کہے اور کیا لکھے؟

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهَا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکۃ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت: ۲۳)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

بہر حال بزرگوں کے بلند اخلاق سے امید یہ ہے کہ شرمسار عاصی کو خاتمہ بالخیر کی دعا میں یاد رکھیں گے اور فراموش نہیں فرمائیں گے۔ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج

اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (سورۃ التحریم، آیت:۸)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر اور ہمیں معاف فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

یعنی: اور حضرت (محمد) صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) پر درود و سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۹۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو مدد کرنے والا ہے اور اس کے نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام ہو۔

سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَعَافَاکُمْ وَصَانَکُمْ عَمَّا شَانَکُمْ وَرَفَعَ قَدْرَکُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَکُمْ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْعَرَبِیِّ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَکْمَلُھَا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ اپنے نبی العربی (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم)، آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر افضل درود اور اکمل سلام ہو، کے صدقے آپ کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد فرمائے اور آپ کے کام کو بزرگ بنائے۔

میرے مخدوم، مشفق اور صاحب حکم! مدت ہوئی ہے کہ (فقیر) آپ کے نیک انجام حالات کی اطلاع نہیں رکھتا:

ع ہر کجا ہست خدایا سلامت دارش

یعنی: وہ جہاں کہیں ہے خدایا اسے سلامت رکھ۔

انہی دنوں میں شاہی مسجد میں ایک تقریب منعقد کر کے (اس میں) بہت زیادہ

کمالات و محاسن کا تذکرہ کیا گیا اور معاصرین کے سامنے سرداری و شجاعت کے فن کی تعریف کی گئی اور خود انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کو خدمات کا ثمرہ (عطا) فرماؤں گا اور ان کے ذمے کام لگاؤں گا۔ امید ہے کہ موثر ہوگا اور اس کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔

دیگر (فقیر) اپنے پریشان حالات سے کیا التماس کرے؟

اَلْاَجَلُ قَرِیْبٌ وَّالسَّفَرُ بَعِیْدٌ وَّالزَّادُ قَلِیْلٌ وَّعَذَابُ اللّٰهِ شَدِیْدٌ. هَیْهَاتَ! اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ. فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: وقت قریب آ گیا ہے اور سفر دور کا ہے اور سامان تھوڑا ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ ہائے افسوس! آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں۔ اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں، تو جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

(اس) دعائیہ مکتوب کے حامل محمد عارف کو آپ کی خدمت گرامی میں بھیجا گیا ہے، تاکہ محبت نامہ پیش کرے اور خیر و عافیت اور سلامتی کا جواب لے آئے۔

فقیر زادے سلام و نیاز پیش کرتے ہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۹۲

دین پرور بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کے نام تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے اُن بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

ذرّۂ احقر دین پرور بادشاہ سَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نَصَرَهُ عَلَی الْاَعْدَاءِ (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھیں اور دشمنوں پر فتح عطا فرمائیں) کی خدمت گرامی میں عرض کرتا ہے۔

آپ کی عالی شان سعادت کے اثرات (اور) آپ کے لطف وکرم کے سراپا سے یہ ناتوان غریب مشرف اور مکرم ہوا۔ آپ کے درجات کی ترقی اور مشکلات ومہمات کے حل کے لیے زیادہ سے زیادہ دعائیں ہو رہی ہیں اور ان کے حاصل ہونے کے نتائج پر نظر ہے، اگرچہ:

من ہیچم وکم از ہیچ ہم بسیار　　　　وز ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

یعنی: میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی بہت زیادہ کم ہوں۔ اور کچھ سے بھی زیادہ کم کسی کام نہیں آتا۔

اگر گناہگار اللہ سبحانہٗ کے کرم سے امیدوار ہیں اور دردمند اور پریشان حال (لوگ) بھی اس کے فضل پر نظر رکھتے ہیں تو کسی نے خوب کہا ہے:

بردند شکستگان ازین میدان گوئے
بندگی عجز و شکستی و نیستی است

یعنی: اس میدان سے عاجزوں نے گیند جیتی ہے، بندگی، عاجزی و مسکینی اور نابود ہونا ہے۔

جب یہ مقصد کمال کو پہنچتا ہے تو بندہ حق سے جڑ جاتا ہے اور انوارِ قدس کا مظہر بن جاتا ہے:

ع　　　　این کار دولت است کنون تا کرا رسد

یعنی: یہ دولت کا کام ہے اب دیکھئے کسے دیتے ہیں؟

چونکہ اس دولت ونسبت کی اہلیت محبت ہے، آپ کی صحبت سے مشرف ہونے اور (اس) حدیث کی رُو سے امید ہے کہ یہ مقصد (فقیر کے) شاملِ حال ہے اور اِس کے نتیجے کا حصول بھی نصیب ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ص۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی محبت میں زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا کرے اور آپ کے زمرہ میں محشور فرمائے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ

اُلْمَسَاکِیْن. (اتحاف، جلد۶:۲۸۹؛ مجمع الزوائد، جلد۱۰: ۲۶۲؛ مشکوٰۃ، نمبر ۵۱۴۵، ۵۲۴۴)

یعنی: اے اللہ! تو مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی میں موت دینا اور مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حشر فرمانا۔

مختصر یہ ہے کہ بندہ بننا چاہیے اور زندگی میں (موت سے پہلے) مرنا چاہیے۔

حدیث (شریف) میں آیا ہے:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ قَحَافَةِ.

یعنی: جو شخص زمین پر چلتا ہوا مردہ دیکھنا چاہے، وہ ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔ (یہ ہستی) حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔

یہ فقیر ربیع الثانی کے مہینے میں حضرت (بادشاہ) کے بندوں (اہلکاروں) کی اجازت سے چاہتا ہے کہ کعبہ مقصود کی طرف روانہ ہو، رسولِ محبوب (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی زیارت سے مشرف ہو اور خیر البشر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی دعائیں لے:

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھئے اس میں ذات باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے؟

آپ نے ازراہِ عنایت و کرم (اپنے) قلم مشکیں سے تحریر فرمایا تھا کہ آپ کا دل مبارک حد سے زیادہ نیک انجام حالات جاننا چاہتا ہے۔ عالم پناہ بادشاہ سے دعا گوؤں اور فقیروں کے بارے میں اسی طرح کی توقع ہے اور اس کے اثرات کے ظہور کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ جہانوں کے صاحب (بادشاہ) کا بلند سایہ خیر خواہوں کے سروں پر کشادہ (اور) زیادہ رکھے (اور) سیّد کائنات، فخر موجودات (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت میں بکمال عز و جاہ کے ساتھ مستقیم بنائے:

محمدؐ عربی کآبروئے ہر دو سرا ست　　　کسے کہ خاک درش نیست خاک برسرِ او

یعنی: حضرت محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) جو دونوں جہان کی آبرو ہیں، اس آدمی کے سر پر خاک ہو جو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے در کی خاک نہیں ہے۔

اے دین پناہ بادشاہ! سیادت وسعادت کے شجرہ کے ثمر میر محمد زمان، جو اس درگاہ کے سچے مخلصین اور قطب الاقطاب قبلہ گاہ کے مقبولوں میں سے ہیں، ان کو ایک علیحدہ تحریر لکھ کر آپ کی خدمت عالی میں بھیجا ہے۔ امید ہے کہ آپ کی کیمیا اثر نظر میں وہ منظور پائے گی اور مشارٌ الیہ شاہی عنایت کا مورد بنے گا اور اپنی درخواستوں کو منظور کرا لے گا۔

دوسرا یہ ہے کہ (اس) عریضہ کے حامل حقیقت آگاہ خواجہ عوض (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت عالی (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے منظورِ نظر اور مخلصین میں سے ہیں، نیز مجاز اور صاحب ارشاد و بشارات ہیں، ان کو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے، تاکہ ملازمت کا شرف پا کر (آپ کے) سایہ عالی میں رہیں۔ آپ کی فتح ونصرت کے لیے جیسا کہ یہاں کے فقراء بڑی عظمت کے ساتھ ہر روز ختم خواجگان، جو کہ مشکلات کے حل کے لیے مجرب ہے، میں مشغول ہیں، یہ بھی مشغول ہو جائیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْہِ التُّکْلَانُ. یعنی: اور اللہ سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) کا سلام (نیاز) قبول فرمائیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر۹۳

میر محمد زمانؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے ہیں اور حبیب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود (وسلام) ہو جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سیادت وسعادت کے شجرے کے ثمر میر محمد زمان سَلَّمَہُ اللّٰہُ الْمَنَّان (اللہ انہیں سلامت رکھے) اس زخمی دل درویش سے نیک انجام سلام قبول کریں اور ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔

یہ فقیر دین پناہ بادشاہ کی درخواست کے مطابق (اپنے) فرزندوں اور متعلقین کے

ساتھ چند ماہ کے عرصے سے ظفر اثر لشکر میں آیا ہوا ہے اور حضرت (بادشاہ) کی بہت زیادہ مہربانیاں دیکھی ہیں۔ چند ماہ کے بعد جبکہ سمندر کے سفر کا موسم ہے، (فقیر) چاہتا ہے کہ رخصت ہو کر اپنے متعلقین کے ہمراہ حرمین شریفین جائے اور گناہوں کی معافی مانگے اور یہ نغمہ گنگنائے:

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　شیئا للہ از جمال روئے تو
گر بمانیم زندہ بر دوزیم　　دامنے کز فراق چاک شدہ
ور بمیریم عذر ما بپذیر　　اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: ہم مفلس آپ کے کوچے میں آئے ہیں، خدا کے واسطے اپنے رخ انور کی زیارت کرائیے۔

- اگر ہم زندہ رہے تو اِس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔
- اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا۔ بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

ایک مدت ہوئی ہے اس پیارے بھائی کی کوئی خبر نہیں ملی:

ع　　ہر کجا است خدایا بسلامت دارش

یعنی: اے اللہ! وہ جس جگہ پر ہے تو اُسے سلامت رکھ۔

اس لیے اپنے خاص بندے حاجی منصور کو اس عریضے کے ساتھ جو شاہ جہاں مدار نے وظائف ثنا اور دعا کے بارے میں لکھا ہے، کے ساتھ آپ کے پاس بھیجا ہے۔ توقع ہے کہ (یہ) آپ کی عالی (اور) بلند نظر میں دعا کے مراتب کا اظہار اور قبولیت کی امید سے پیش کریں گے اور عریضے کے جواب سے جلد ہی مسرور کریں گے۔

ان مبارک مقامات میں پہنچنے کے بعد جو کہ دعاؤں کی قبولیت کی جگہ ہے، یہ (فقیر) اس خدمت میں مشغول ہوگا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانَ. یعنی: اگر مدد کرنے والے اللہ نے چاہا۔

امید ہے کہ آپ حاجی مذکور کو اپنی بلند نظر (حضور) حاضری کا موقع دیں گے اور (ان پر) مہربانیاں کریں گے اور جہاں تک ممکن ہو سکا اپنی بلند ذات سے اس کے حق میں کوشش فرمائیں گے۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) کا سلام قبول کر اور انہیں (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ وَالسَّلام. بِاسْمِ الْعَظِيْمِ وَبِالصَّلٰوةِ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ.
یعنی: اور اللہ تعالیٰ کے بزرگ نام اور اُس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود (و سلام) کے ساتھ سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۹۴

دین پرور بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

امابعد: لوگوں میں کمترین عالم پناہ بادشاہ لَا زَالَ مَنْصُوْرًا عَلَى الْاَعْدَاءِ وَمَلْجَآءَ الْاَوْلِيَاءِ (اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ دشمنوں پر فاتح اور اولیاء کی پناہ بنائے) کی خدمت میں کامل عجز و نیاز کے ساتھ سلام پیش کرنے کے بعد عرض کرتا ہے:

بہ تن مقصرّم از دولت ملازمتت
ولے خلاصۂ جان پیش آستانہ تُست

یعنی: میں تیری خدمت کی دولت سے تن کے لحاظ سے چھوٹا (ہو گیا) ہوں، میری جان کا خلاصہ تیرے آستانے کی خاک ہے۔

اگر چہ (فقیر) ظاہری طور پر حقیر ہے، لیکن باطن کے لحاظ سے دعا میں مسرور ہے اور اس کے اثرات کے ظہور کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح امیدوار ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسنِ قبول
آن کہ در ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بناڈالا ہے۔

اس دین پرور بادشاہ کی فتح و نصرت نے دعا گوؤں کو کمال خوش اور مسرور کیا ہے۔ (فقیر نے) اس کو دُعا کی قبولیت کے آثار سمجھا ہے، لہٰذا حضرت اعلیٰ (بادشاہ) کا یہ دعا گو تہنیت اور مبارک پیش کرتا ہے اور اس سے زیادہ اور مزید کی امید کرتا ہے۔ (فقیر) اپنے حال کے مطابق یہ شعر پڑھتا ہے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ　　فَـآهًـا ثُـمَّ آهًـا ثُـمَّ آهًـا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

هَیْهَات! اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ. فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۸۵)

یعنی: افسوس! آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں، جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

حضرت سلامت! رمضان المبارک کے بعد احقر چاہتا ہے کہ آپ کے بندوں (اہلکاروں) سے رخصت ہو کر کعبہ مقصود اور حضرت رسول (اکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کے لیے روانہ ہو جائے۔ ان پاکیزہ مقامات پر دعا میں مشغول ہو جائے، لہٰذا آپ سے بھی رخصت طلب کرتا ہے اور دعائے خیر کرتا ہے: رَبَّـنَـا تَـقَبَّلْ مِنَّـا اِنَّکَ اَنْتَ

السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

یعنی: خلقت میں سب سے بہتر (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؓ) پر سلام ہو۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) ہر ایک سلام اور عرضِ تسلیمات کی زحمت دیتے ہیں۔

مکتوب نمبر ۹۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق سارے جہانوں کا رب ہے اور سردار الانبیاء (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؓ) اور صحابہ (کرامؓ) پر سلام ہو۔

اَمَّا بَعۡدُ: اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ.

یعنی: اس کے بعد آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں۔

اشتیاق لکھنے کی حد سے باہر ہے اور محبت و اُلفت کی خوشبوئیں ہمیشہ دور و نزدیک سے دماغ میں پہنچ رہی ہیں اور دماغ دوستی کی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے: وَالدُّعَآءُ بِظَهۡرِ الۡغَیۡبِ لِاَخِیۡهِ الۡمُسۡلِمِ اَقۡرَبُ الۡاِجَابَۃِ.

یعنی: مسلمان بھائی کی پیٹھ کے پیچھے کی جانے والی دعا قبولیت کے قریب ہے۔

آپ نے اپنے عزیز کے حالات سے عاجزی کے مقام میں جو کچھ لکھا ہے، وہ

مطالعے میں آیا: كُلُّهُمْ بِحَقِّ أُولٰى بِالْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ مِنْكُمْ.

یعنی: وہ سب آپ کی طرف سے غم اور رونے کے زیادہ مستحق ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَجَاءَ الْمُخَفِّفُوْنَ وَهَلَكَ الْمُثْقِلُوْنَ. (اسرار المرفوعہ، ۲۸۳)

یعنی: ہلکے بوجھ والے نجات پا گئے اور بھاری بوجھ والے ہلاک ہو گئے:

درویش و غنی بندۂ این خاک در اند [illegible] آنانکہ غنی تراند محتاج تراند

یعنی: درویش و غنی (سب) اس در کی خاک کے غلام ہیں، جو زیادہ غنی ہیں وہ زیادہ محتاج ہیں۔

بَلَّغَنَا اللّٰهُ بِبَرَكَةِ دُعَائِكُمْ... بِأَعْلَى الدَّرَجَاتِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۰)، وَبِالْإِجَابَةِ جَدِيْرٌ، ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ. (سورۃ الحج، آیت:۷۰)، وَغَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَقَلْبِيْ لَدَيْكُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ ہمیں تمہاری دعا کی برکت سے ... دنیا اور آخرت میں اعلیٰ درجات تک پہنچائے، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، بیشک یہ سب اللہ تعالیٰ کو آسان ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل، احسان اور کرم سے ہمیں اور آپ کو معاف فرمائے اور آپ پر ہمارا سلام ہو اور میرا دل آپ کے پاس ہے۔

مکتوب نمبر ۹۶

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

مخدوم زادہ برادر زادہ زید عزہٗ وتوفیقہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی عزت اور توفیق میں اضافہ

فرمائے) اس زخمی دل درویش کی طرف سے سلام اور دعا قبول کریں اور (حضرت محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روشن سنت کے راستے اور طریقے پر مستقیم رہیں اور ہمیشہ مذکور میں فنا ہونے کی شرط کے ساتھ ذکر میں مشغول رہیں۔

آپ کا مکتوب شریف موصول ہوا اور اس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ ان دنوں محتاجوں کی حاجتوں کی کثرت اور تکلیفات کی زیادتی کے باعث جہان پناہ بادشاہ کی خدمت میں مسجد اور خانقاہ کی ترتیب کا معاملہ اس کے تمام سامان کی تبدیلی کی عرض کے بعد بھی التوا اور تاخیر کا شکار ہے اور اس کا حاصل ہونا کسی دوسرے وقت پر جا پڑا ہے۔

چونکہ بادشاہ کی روانگی درمیان میں آ گئی، حاملِ مکتوب نے رخصت کر لی۔ مشارٌ الیہ کورات دن حاضری (حاصل) ہے، اس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی۔ اَمَّــا الْاُمُـوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهَا.

یعنی: لیکن امور اوقات کے مرہونِ منت ہیں۔

فقیر بعض ضرورتوں کے لیے چند روز سے شولا پور رہا ہے۔ چند روز کے بعد کمال اہتمام اور بادشاہی تاکید کے باعث ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز حضور کی طرف روانہ ہو جائے گا، پہنچنے کے بعد (فقیر) پھر اچھی طرح عرض کرے گا۔ امید ہے کہ یہ مقدمہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا سے سرانجام پائے گا۔ اس کے بعد (فقیر) روئیداد کی حقیقت ان شاء اللہ العزیز مفصل لکھے گا۔ کبھی کبھی اس علاقے میں آنے والوں کے ذریعے نیک انجام حالات کی اطلاع دیتے رہیں اور نیک دعاؤں میں دور پڑے ہوؤں کو یاد کرتے رہیں۔ اگر مقدور ہوا تو فقیر بھی آئندہ موسم تک امیدوار ہے کہ اس علاقے کی طرف روانہ ہو گا۔ جس میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ وہ میسر کرے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۹۷
مصطفیٰ خانؒ کی طرف تحریر فرمایا۔

بلند شان خان، سعادت کے حامل مصطفیٰ خان جیو سلمہٗ ربہٗ (ان کا پروردگار اُن کو

سلامت رکھے) اس زخمی دل درویش سے سلام پڑھیں اور نیک انجام سلام قبول فرمائیں اور ہمیشہ حق اور مولائے مطلق تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں:

ع کار این است، غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہ ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

جب (فقیر نے) سرداری اور سعادت کے شجرے کے ثمر میر محمد زمان کی زبان سے آپ مہربان کی تعریف وتوصیف سنی تو بے اختیار (آپ کا) مشتاق ہو گیا اور اس محبت والے مکتوب کی زحمت دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد امجادؓ کے صدقے ہمیشہ منصور اور فاتح رکھے۔

دیگر یہ ہے کہ عالی شان کے نشان شاہ عالم پناہ (بادشاہ) کے جواب میں (ایک) عریضہ میر مذکور کے ایک مخلص آدمی اور ایک دوسرے مخلص آدمی مخدوم زادہ خواجہ میر مذکور کو حقیقت آگاہ خواجہ عوض جو کہ قطب الاقطاب حضرت عالی کے خاص دوستوں میں ہیں، کے ذریعے بھیجا گیا ہے۔ امید ہے کہ آپ خواجہ مذکور کو لکھے گئے عریضے کے ہمراہ اس کو مناسب وقت میں (بادشاہ کے) حضور پیش کریں گے اور جلد ہی اس کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

چونکہ خواجہ عوض چاہتے ہیں کہ کچھ مدت دین پناہ بادشاہ کی خدمت میں رہیں، تاکہ (بادشاہ کی) فتح ونصرت کے لیے ختم حضرات خواجگانؒ میں مشغول رہیں۔ امید ہے کہ (آپ ان کو) ہر قسم کی ضروری چیزوں کا خرچ وہاں سے مقرر کرا دیں گے اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور مکاتیبِ شریفہ کے ارشاد (ارسال) سے مسرور فرماتے رہیں گے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۹۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: ساری تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

اس وقت کے پیشوا کے شفقت و عنایت بھرے مکتوب نے مشرف فرمایا اور (فقیر) اس کے محبت سے بھرے ہوئے مضامین سے آگاہ ہوا۔ رَفَعَ اللّٰہُ قَدرَکُمْ وَعَظَّمَ اَمرَکُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے مرتبے کو بلند کرے اور آپ کا اَمر بزرگ بنائے۔

(فقیر) آپ مکرم مہربان کی محبت واخلاص کی نسبت کے مراتب کے بارے میں کیا لکھے؟ اللہ سبحانہٗ اس کو جاننے والا ہے۔ جو کچھ محبت و خیر خواہی کا تقاضا ہے، (فقیر) انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کوتاہی نہیں کرے گا۔ اللہ سبحانہٗ اپنے فضل سے اس عاجز اور زخمی دل فقیر کے لیے اس کے نتائج و ثمرات منصہ ظہور پر لے آئے اور اِس حقیر اور آپ کو دنیا اور آخرت میں سرخرو فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اَحسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

کچھ عرصے کے بعد دین پناہ بادشاہ کی میعاد کے مطابق (فقیر) چاہتا ہے کہ دوبارہ فدویت و اخلاص کے مراتب آپ کے حضور پیش کرے اور نئے سرے سے کامل عاجزی سے التماس گزار ہو کر لوگوں کے درمیان سرفرازی اور برتری حاصل کرے، اللہ تعالیٰ احسن طریقے سے میسر فرمائے اور آسانیاں (عطا) فرمائے۔ اِنَّہٗ مُیَسِّرٌ لِکُلِّ عَسِیْرٍ وَّعَلٰی مَایَشَآءُ قَدِیْرٌ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اُس چیز پر جسے وہ کرنا چاہے، قادر ہے۔

چنانچہ (فقیر) ظاہری طور پر اس خدمت کا سرانجام چاہتا ہے، (لہٰذا) باطنی طور پر مراتبِ دعا میں اضافہ کرتا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ

البقرۃ، آیت: ۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

یہ بندہ چونکہ اپنے کردار سے نہایت شرمندہ ہے، (لہٰذا) عزیز دوستوں سے دعا اور شفا کی حقیقت حاصل ہونے کا امیدوار ہے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰهٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: جو شخص ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

فقیر زادوں میں ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) ہر ایک کا سلام قبول فرمائیں اور دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔

مکتوب نمبر ۹۹

مصطفیٰ خانؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا۔

شفقت نشان، عالی شان خان، اس فقیر کی طرف سے نیک انجام سلام قبول کریں اور ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں رہیں:

ع کار این است، غیر این همه هیچ

یعنی: کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

(آپ کا) مکتوب شریف پہنچا اور اس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ میرے مخدوم! عورتوں کی یہ جماعت اس فقیر کے پاس اس طرح آئی ہے کہ اس نسبت کو (بندہ کی) والدہ عاجزہ نے اپنی زندگی میں فتح (حاصل) کیا تھا۔ (فقیر نے) طرف ثانی کو شافی جواب دیا ہے اور نیز ہرگز اِس نسبت سے راضی نہیں ہوں اور وہ بیٹا بھی خواہش نہیں رکھتا۔ فقیر نے حسنِ ظن کی بنا پر اس گروہ کا قول دین پناہ بادشاہ کی خدمت میں اس قدر عرض کیا کہ یہ جماعت اس نسبت سے راضی نہیں ہے۔ (بادشاہ نے) فرمایا: ''دوسری جگہ مقرر کرلیں۔'' پھر فقیر نے احتیاط کی رُو سے میر محمد یوسف اور میر عبدالغفار سے کہا کہ اس حقیقت کو آپ وہاں لکھیں۔ جو ذہن میں تھا (اگر) اس فقیر پر ظاہر ہوتا اور فقیر کو لکھنے کے بعد حقیقت معلوم ہوتی تو وہ ہرگز دوستوں کی مرضی کے خلاف اقدام نہ کرتا۔

اس قدر خطا واقع ہوئی کہ (فقیر نے) اس کی اطلاع آپ کو نہ دی۔ اب جس قدر اس عورت کو مقبول بنائیں اور مبالغہ کریں، اصلاً ان کے لیے معقول ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ محال ہے کہ ہم اس چیز کو قبول کریں۔ مختصر یہ کہ عورتوں کی حقیقت کو آپ خوب جانتے ہیں، جس کام کے لیے آئیں، وہی کرتی تھیں۔

میر نظام الدین نے فقیر کو مکتوب لکھا، وہ بھی اس نسبت پر راضی نہیں ہیں، دیکھئے اس کا راز کیا ہے؟ لہٰذا فقیر نے خود کو اس معاملے سے الگ کرلیا۔ (فقیر) چاہتا ہے کہ دین پناہ بادشاہ کی خدمت میں پھر عرض کرے کہ وہ شخص خوب دل شائستہ ہے اور نیز اُن کے لیے کافی ہے۔ حضرت (بادشاہ سلامت) ان عورتوں کو مناسب فرمائیں۔ ظاہر (ہے کہ) دین پرور بادشاہ کے فرمانے سے درست ہوجائیں گی، ورنہ وہ جانیں! اس کے بعد وہ جو چاہے گا دے گا اور لکھے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مختصر یہ کہ فقیر کو اپنا محب اور خیر خواہ سمجھیں اور کوئی دوسرا معاملہ تصور نہ کریں۔
(فقیر) دعا اور اللہ تبارک کی زیادہ یاد کا شوق دلانے کے علاوہ اور کیا لکھے؟

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

مکتوب نمبر ۱۰۰

میرزا محمد جانؒ کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَنُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّهٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ ہے اور اس کے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہم درود (وسلام) بھیجتے ہیں۔

مہربان بھائی مرزا محمد جان اس زخمی دل درویش سے نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھتے ہوئے ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں اور اس کے غیر کی جانب توجہ نہ کریں۔

اس علاقے کے فقراء کے حالات اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم سے خیریت اور بھلائی کے رفیق ہیں اور اللہ سبحانہٗ کی جانب سے بیشمار نعمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۴)، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَيْهِ التُّكْلَانُ.

یعنی: اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو، بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ اور اللہ سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے اور اُسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

(آپ کے) مکاتیب شریفہ مسلسل پہنچے اور انہوں نے خوش اور مسرور بنایا۔ توقع ہے کہ آپ دور پڑے ہوئے محبوں کو اِسی طرح یاد کرتے رہیں گے اور اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں گے۔

اس فقیر کو اپنا محب اور خیر خواہ سمجھیں، جو چیز خیر خواہی اور دوستی کے لوازمات میں سے ہے، ان شاء اللہ اس میں کوتاہی نہیں کی جائے گی۔

نتیجے کے ظاہر ہونے کے بعد لکھا جائے گا۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ

سُبْحَانَهٗ.

یعنی: کوشش مجھ سے ہوگی اور تکمیل اللہ سبحانہٗ فرمائے گا۔

فقیر بھی عنقریب چاہتا ہے کہ دین پناہ بادشاہ سے رخصت ہوکر سورت کی بندرگاہ میں بیٹھے اور موسم (حج) کا منتظر رہے۔ جس میں خیر ہے اللہ تعالیٰ وہ نصیب کرے۔ اگر جلدی رخصت دی گئی تو بہتر، ورنہ (فقیر) چند روز اور بھی صبر کرے گا، دیکھئے غیب کے پردے سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ کسی (شاعر) نے خوب کہا ہے:

گر بماندیم زندہ بر دوزیم   دامنے کز فراق چاک شدہ

ور رفتیم عذر ما بپذیر   اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو اس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔

⊙ اگر چلے گئے (فوت ہوگئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

مشیخت پناہ شیخ فتح محمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی مہربانیوں سے اور میرے فرزند ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ہمشیرہ اور میری پیاری بیٹی کے فرزندوں کے ساتھ کام کو انجام دینے کے اہتمام میں ایک آدمی میری طرف بھیجا تھا۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَهٗ خَیْرًا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پہلے سے بھی زیادہ توقع ہے کیونکہ اس فقیر کو آپ کے ساتھ (ایک) دوسری خصوصیت (حاصل) ہے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

سعادت کے لائق عالی شان خان اس زخمی دل درویش سے سلامتی کے انجام والا سلام قبول کریں اور عافیت واستقامت سے رہیں۔

ایک بزرگ نے کہا ہے: اِنْ اَرَدْتُّ السَّلَامَةَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکَرَامَةَ کَبِّرْ عَلَی الْآخِرَةِ. (یعنی) اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ اور اگر تو کرامت (بزرگی) چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر کہہ۔ (یہ) اس معنی میں نہیں ہے کہ آخرت کے کام سے ہاتھ کھینچ لے کہ وہ بالکل گمراہی اور وبال ہے، بلکہ اس معنی میں ہے کہ تو مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا طالب ہو اور آخرت کے کام میں اس کی زیارت اور رضا کے سوا کوئی چیز طلب نہ کر۔ بہرحال اس کی طلب میں رہنا چاہیے اور اس کے بغیر ایک سانس بھی آرام نہیں پانا چاہیے:

آن کس کہ بیافت دولتے یافت عظیم
وآن کس کہ نیافت درد نایافت بس است

یعنی: جس شخص نے اس کو پایا، اس نے ایک بڑی دولت پائی اور جس نے نہ پایا اُس کے لیے نہ پانے کا درد ہی کافی ہے۔

لیکن جاننا چاہیے کہ اس کی زیارت اور رضا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمانبرداری سے وابستہ ہے اور اس کے سوا (معاملہ) خراب وابتر ہے:

محال است سعدی کہ راہِ صفا   توان رفت جز در پئے مصطفیٰ

یعنی: سعدی محال ہے کہ (حضرت محمد) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کے بغیر راہِ صفا طے کیا جا سکے۔

دوسرا (یہ کہ) اس جگہ کے حقائق کی تفصیلات صاحب صلاح، تقویٰ کے حامل (اور) دینی بھائی حاجی ولی محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان سے معلوم شریف ہو جائیں گی۔ چونکہ حاجی مذکور فقیر کے پرانے اور سچے دوستوں میں سے ہیں، آپ کی مہربانی سے رطب اللسان ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ مشارٌ الیہ پر زیادہ سے زیادہ مہربانی فرمائیں گے، تاکہ وہ جتنا وقت بھی یہاں ہیں، اپنے متعلقین اور دوستوں کے ہمراہ بااطمینان (وقت) بسر کریں اور

خانِ مہربان کو ثواب نصیب ہو۔

(فقیر) اس سے زیادہ کیا مبالغہ کرے؟ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰۲

زین العابدین بخشی کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے صاحب سلامت زین العابدین بخشی! سرکارِ عالی کا تن جان و دل سے اس صاحب کی خدمت عالیہ میں دل سوز اور دولت خواہ ہے اور یہ مقصد اس خیر خواہ پر ظاہر و واضح ہے۔ فقیر کے نزدیک اس صاحب کے مطالب کے حصول اور درجات کی ترقی کی دعا کے لیے (یہ چیز) بیحد مفید تھی۔ اس نے فقیر سے اس بارے میں غائبانہ طور پر ختم حضرات خواجگانؒ کرایا۔

مختصر یہ کہ بندہ سچے دل سے مخلص ہے، خاطر مبارک میں کوئی دوسری بات (ہرگز) نہ لائیں، زیادہ سے زیادہ عنایت فرمائیں۔ خیر خواہی کی دعا کے علاوہ اور کیا عرض کروں؟ غیب کو جاننے والا (اللہ تعالیٰ) اس کو بہتر جانتا ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰمِرًا لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۳۱)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرمایا کہ (اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم!) آپ فرمائیں کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَعَلَیْكُمْ بِكَمَالِ مُتَابِعَتِكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ تَسْئَلُوا السَّعَادَتِ

اَلْعُظْمٰی وَاتَّصَلُوْا الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: پس آپ پر نبی (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تابعداری لازم ہے اور آپ سعادتِ عظمیٰ طلب کریں اور بلند درجات کو پالیں اور اس شخص کو سلامتی (نصیب) ہو جو ہدایت کے راستے پر چلے۔

مطالعہ شریف کے بعد اُمید ہے کہ (آپ) اس عریضہ کو پھاڑ ڈالیں گے اور کسی کو نہیں دکھائیں گے۔

مکتوب نمبر۱۰۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے قبلہ گاہ! یہ فقیر جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہے، اسی طرح اس قبلہ گاہی کے احسانوں کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے:

اگر از تن بروید صد زبانم چو سبزہ شکرِ لطفش کے توانم

یعنی: اگر تن پر سبزہ کی طرح میری سو زبانیں اُگ پڑیں تو بھی میں اس کے لطف کا شکر کب ادا کر سکتا ہوں؟

میرے قبلہ سلامت! یہ احقر اپنے حال میں بڑا حیران اور پریشان ہے اور آپ حضرت (بادشاہ) کی مرضی سے غیر آگاہ، اقدام سے جدائی۔ اس وقت میں اس محبت پر دل و جان سے، تمام عدم لیاقت کے باوجود، اِس اور اُس سے بہت مشکل اور سیّد المرسلین (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کا ارادہ — اس بڑھاپے اور عاجزی میں بھی دل میں مصمّم — اگرچہ بشرطِ زندگی، اللہ سبحانہٗ کی رضا سے، آئندہ سال بھی حاصل۔

بہر حال احقر رضا کے تابع ہے اور آپ حضرت (بادشاہ) پر فدا۔ ان شاء اللہ سب کے ساتھ باوفا۔ ہماری محبت کی غرض کمزور ہے اور وہ غیر مقبول ہے۔ مَا کَانَ لِلّٰہِ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہ.

یعنی: جو اللہ کا ہو گیا، اس کا اَجر اللہ کے ذمے ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ.
(سورۃ الزخرف، آیت:۶۷)

یعنی: (جو آپس میں) دوست (ہیں) اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، مگر پرہیزگار (جو آپس میں دوست ہی رہیں گے)۔

مختصر یہ کہ صلاح سب یہ ہے جو سب سے بہتر صلاح ہے: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۱۵)

یعنی: پس جدھر تم رُخ کرو اُدھر ہی خدا کی ذات ہے۔

ہائے افسوس!

گر بمانديم زنده بر دوزيم — دامنے کز فراق چاک شده
ور برفتیم عذر ما بپذیر — اے بسا آرزو که خاک شده

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو اِس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔

- اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے (فقیر) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانی عنایت سے سرفراز ہے اور معنوی فتوحات (حقیقی کشادگیوں) سے بہت زیادہ امیدوار ہے، لیکن جسمانی قرب کے بھی (بڑے) اثرات ہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰۴
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

سَلَّمَکُمُ اللّٰهُ وَعَافَاکُمْ وَصَانَکُمْ عَمَّا شَانَکُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد فرمائے۔

میرے مکرم، مشفق اور واجب الاطاعت! (فقیر) کیا لکھے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور سعادت و نجابت کے حامل کے فانی دنیا سے عالم بقا کی جانب رحلت کرنے کی خبر نے محبوں اور دوستوں کو کس قدر دُکھی اور غمگین بنایا؟ آپ کو اس خبر کا نعم البدل میسر اور حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کی خبر کو آپ کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔ یہ جہان قافلہ کی مانند رواں ہے اور ہر اپنی باری پر دوڑ رہا ہے۔ (کسی نے) خوب کہا:

در سابقه چون قرار عالم دادند ماناکه از پئے مرادم دادند
زان قاعده و قرار کآن روز افتاد نے بیش به کس وعدهٔ و نه کم دادند

یعنی: (جس اصول کے تحت) شروع سے دنیا کو بنایا گیا، ایسے ہی مجھے بھی میری مراد (زندگی) دی گئی۔

- اس روز جو قاعدہ و قرار ہوا ہے، کسی سے نہ (اس سے) زیادہ اور نہ کم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ غافلوں کو توفیق بخشے اور اپنی رضاؤں کو حاصل کر لینے پر خبردار کرے۔ اس فقیر نے یہ وحشت والی خبر آج لکھی ہوئی پڑھی۔

اس کے باوجود ایک مدت ہوئی ہے کہ (فقیر) عوارض میں مبتلا ہے، لہٰذا آپ کی خدمت میں حاضری سے عاجز رہا، ورنہ خود حاضر خدمت ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ (آپ کی) بابرکت ذات کو دوستوں کی خواہش کے مطابق نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے کمال عزت اور شان کے ساتھ دیر تک سلامت اور مضبوط رکھے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰۵

اپنے والد اور پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِہِ الْعَظِیْمِ وَبِالصَّلٰوۃِ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: اللہ تعالیٰ کے عظیم نام سے شروع اور اُس کے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام کے ساتھ۔ سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے قبلہ گاہ اور دُکھوں کی پناہ!

گرچہ دورم از بساطِ قرب ہمت دور نیست
بندۂ لطفِ شمائیم و ثنا خوانِ شما

یعنی: اگرچہ میں دور ہوں لیکن ہمت قرب کی بساط سے دور نہیں ہے، ہم آپ کے لطف کے بندے اور آپ کے ثناخواں ہیں۔

اگرچہ (بندے نے) ارادہ کیا کہ شعبان کے آخر تک یہاں سے چلا جائے اور رمضان کے آغاز میں آستانہ بوسی سے مشرف ہو، لیکن بارش کی زیادتی اور دوسری رکاوٹوں کی وجہ سے یہ میسر نہیں ہوا۔ (بندہ) آرزو رکھتا ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ، جو تمام ماہ کا خلاصہ ہے، خاص کر ستائیسویں کی رات، جو شب قدر ہے، کو (پہنچنے کی) زیادہ تر امید ہے۔ اس ناتواں کی تمنا ہے کہ (آپ کے) حضورِ پُرنور میں پہنچے اور سعادت حاصل کرے، اگر (یہ) میسر ہو جائے تو زہے عز وشرف!

لیکن روزہ، گرمی کی شدت اور سر درد کی وجہ سے کبھی (بندہ) یوں مغلوب ہو جاتا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اس ماہ مبارک کے گزرنے کے بعد اگر زندگی نے وفا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے حضرت قبلۂ ابرار کے انوار بخشنے والے دیدار کے لیے سرگرم ہو جائے گا اور دل کی آنکھوں کو روشن کرے گا۔ احادیث میں جبار (اللہ تعالیٰ) سے منقول ہوا ہے: اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا اِلَیْھِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا. (المغنی

عن حمل الاسفار، ۳: ۸)

یعنی: یاد رکھو! نیکوکار بندوں کا میری ملاقات کا شوق بڑھ گیا ہے اور میں ان سے زیادہ ان کی ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔

سبحان اللہ! کمال کرم ہے کہ (اللہ تعالیٰ) تمام بے نیازی کے باوجود محتاج بندے پر اِس طرح رحم فرمانے والا ہے۔

اگر چہ (فقیر) ان دنوں میں ضرورت اور درد کے مطابق مہجور ہے، لیکن مختصر اوقات میں ان حضرات کی سلامتی (اور) فتح ونصرت کی دعا میں مصروف ہے اور اللہ سبحانہٗ کے فضل سے اس کے وقت پر اس کی قبولیت کی امید ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آن کہ در ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

خاص کر رمضان کے مبارک مہینے میں، جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی وسعت بے انتہا ہے اور آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں۔ کمال انوار اور لگاتار روح و ریحان کے ساتھ رحمان کے فرشتوں کے نزول کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی اور اس کی حقیقت کی شرح لکھی نہیں جاسکتی۔ اس مہینے کے فضائل و کمالات بہت زیادہ ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (متفق علیہ، نیز دیکھیے: صحیح البخاری، ۳: ۳۲؛ سنن النسائی، ۴: ۱۲۷)

یعنی: جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور ایک (دوسری) روایت میں ہے: آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک

(اور)روایت میں ہے: رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَغْفِرُ لِاُمَّتِهٖ فِیْ آخِرِ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ. قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰی عَمَلِهٖ. (رواہ احمد، نیز دیکھئے: مشکوٰۃ، نمبر ۱۹۶۸)

یعنی: اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی بخشش رمضان کی آخری رات میں ہے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کیا یہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں، مگر (یہ) عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا پورا اجر ملتا ہے۔

اس حدیث سے سب امت کو اُمیدیں ہیں اور یہ سب (حضرت) محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے ہیں، جن کے بارے میں (ارشادِ باری تعالیٰ) ہے کہ اگر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ کبھی کبھی عشقِ محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس طرح جوش مارتا ہے کہ بیخود کر دیتا ہے اور انوارِ محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں غرق کر دیتا ہے۔ (شاعر نے) خوب کہا ہے:

محمدؐ عربی کآبروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سر او

یعنی: (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) جو دونوں جہان کی آبرو ہیں، اس آدمی کے سر پر خاک ہو جو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے در کی خاک نہیں ہے۔

حقیر کے نزدیک کوئی عمل بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں درود (شریف) سے زیادہ مقرب نہیں ہے، سرورِ کائنات (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود کی کثرت درود پڑھنے والے کو خود سے فنا کر دیتی ہے اور انوارِ محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے باقی بنا ڈالتی ہے۔ جس طرح کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے کو بیخود کر دیتا ہے اور انوارِ الٰہی سے باقی بنا ڈالتا ہے۔ كَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اَرْبَابِهَا. یعنی: جیسا کہ بزرگوں پر مخفی نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا، فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ، وَمَاتَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ. وَمَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ، فَاِذَآ اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ، وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ، وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا، وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا، وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ. وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلَہٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَائَتَہٗ وَلَا بُدَّلَہٗ مِنْہُ. (صحیح البخاری، نمبر۶۵۰۲، کتاب الرقاق، باب التواضع، ص ۱۱۲۷؛ مسند احمد بن حنبل، جلد۶: ۲۵۶)

یعنی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اس کو یہ خبر کیے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں ہے، جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نوافل ادا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور میں اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ پناہ طلب کرتا ہے تو میں ضرور اُس کو پناہ دیتا ہوں۔ اور میں جس کام کو کرنے والا ہوتا ہوں، اس کے کرنے میں مجھے تردّد نہیں ہوتا جس قدر مجھے نفس مومن سے تردّد ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کے برا سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

یہ حدیث اور اس طرح کی دوسری نصوص اور احادیث سب متشابہات میں سے ہیں، ان کا بیان اس مختصر خط میں نہیں سما سکتا، کیونکہ اس کی تفصیل طوالانی ہے۔ آپ امام العارفین سب سے بہتر جانتے ہیں اور آپ حضرت استاد سے (اس کی شرح) چاہتے ہیں۔

فَسُبْحَانَ مَنْ لَّایَتَغَیَّرُ بِذَاتِہٖ وَصِفَاتِہٖ بِحُدُوْثِ الْاَکْوَانِ وَھُوَ سُبْحَانَہُ الْآنَ کَمَا کَانَ فَلَا یَتَحِدُّ ھُوَ سُبْحَانَہٗ بِشَیْءٍ مَنْ لَّا یُرَاہُ عَنْ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ فَمَا ذَا بَعْدَ

الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالِ.

یعنی: پس پاک ہے وہ اللہ جو اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے بدلنے والا نہیں دنیاؤں کے بدلنے کے ساتھ۔ اللہ سبحانہٗ اب بھی ایسے ہی پاک ہے جیسے پہلے تھا اور وہ کسی کے ساتھ متحد نہیں ہوتا۔ وہ ایسی چیز کے ساتھ پاک ہے جس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ وہی حق ہے۔ پس حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نہیں ہے۔

کسی (شاعر) نے خوب کہا ہے:

پاسبانانِ بارگاہ الست

بیش ازین پے نہ بردہ اند کہ ہست

یعنی: بارگاہِ الست کے پاسبانوں نے اس سے زیادہ سراغ نہیں پایا کہ وہ ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (سورۃ الصافات، آیت:۱۸۰-۱۸۲)

یعنی: یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں، تمہارا پروردگار جو صاحب عزت ہے، اس سے پاک ہے اور پیغمبروں پر سلام اور سب طرح کی تعریف سب جہانوں کے پروردگار کے لائق ہے۔

میرے قبلہ گاہ! میرا فرزند محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) سعادت کی رکاب میں ہے، اس کے حق میں مزید عنایت کی امید ہے۔ مخلصوں، آرزومندوں اور دعا گوؤں کی خواہش کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمایتیں، حضرت رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی عنایت اور بے انتہا کامیابیوں میں روز بروز زیادتی اور اضافہ ہوتا رہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی بزرگ آل (اطہارؓ) کے صدقے۔

مکتوب نمبر ۱۰۶

دین پرور بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِہِ الْعَظِیْمِ وَبِالصَّلٰوۃِ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ

وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کے عظمت والے نام سے اور اُس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود (وسلام) پڑھنے سے شروع کرتا ہوں۔ سب تعریفوں کے لائق وہ اللہ ہے جس کا وعدہ سچا ہے اور جس نے اپنے بندے کو فتح عطا فرمائی اور (اس کے دشمنوں کے) گروہوں کو اکیلے ہی شکست دی۔

ذرّۂ احقر بلند شان (اور) دین پرور بادشاہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے:

بہ تن مقصّرم از دولت ملازمتت
ولے خلاصۂ جان خاکِ آستانۂ تُست

یعنی: تیری خدمت کی دولت سے میں تن کے لحاظ سے چھوٹا (ہوگیا) ہوں، میری جان کا خلاصہ تیرے آستانے کی خاک ہے۔

رطانہ دعا کرنے والوں کی خوشی کے مطابق اور اِن خیر خواہوں کی اشارت کے موافق آپ کا فتح وعظمت کے ساتھ (واپس) تشریف لانا بابرکت اور مبارک ہو اور ترقیوں اور فتوحات کے روز بروز دروازے کھلنے والا ہو۔ یہ دعا گو اگرچہ ظاہری ضرورت کے مطابق اور بیماریوں اور عوارض کی وجہ سے عریضے لکھنے سے قاصر تھا، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے کہ دعا گوئی کے مراتب میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور بشارت پائی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتِ وَالْبَاقِيَاتُ عَلٰی مُرُوْرِ الْاَوْقَاتِ.

یعنی: ساری تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس کی عزت کے صدقے وقت گزرنے پر صالحات اور باقیات کی تکمیل ہوگئی ہے۔

دیگر یہ کہ (فقیر) اپنے پراگندگی سے پُر حالات میں سے کیا عرض کرے؟

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهَا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

هَيْهَاتَ! اَلْاَجَلُ قَرِيْبٌ وَالزَّادُ قَلِيْلٌ وَالسَّفَرُ بَعِيْدٌ وَعَذَابُهُ شَدِيْدٌ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)، اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِى الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ. فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: ہائے افسوس! وقت قریب آ گیا ہے اور سامان تھوڑا ہے اور سفر دور کا ہے اور اللہ کا عذاب شدید ہے۔ اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں ہوگا، آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں۔ پس جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

مکتوب نمبر ۱۰۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْرَكُمْ وَشَرَحَ صَدْرَكُمْ بِحُرْمَتِ جَدِّكُمُ الْاَمْجَدِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰى آلِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ اَكْمَلُهَا.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے جد بزرگوار، عرب و عجم کے سردار (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کا مرتبہ بلند کرے اور آپ کے سینے کو کشادہ فرمائے۔

میرے مکرم، مشفق (اور) واجب الاطاعت! آپ کے بزرگ محبت نامہ نے سراسر شفقت و مہربانی سے مشرف فرمایا اور اس نے محبت و اخلاص، خیریت خواہی اور خصوصی مراتب میں بیحد اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سچے دوستوں اور پکے محبوں کی خواہش کے مطابق آپ مخدوم (اور) پناہ گاہ کے دینی اور دنیاوی مراتب میں اضافہ فرمائے اور نبی کریم

صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل امجادؓ کے صدقے آپ کو بلند مقاصد تک پہنچائے۔

میرے مکرم اور اُمید گاہ! آپ سے محبت کے تعلق کی خاطر اس عرصے سے ہی ''ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ'' (سورۃ الرحمٰن، آیت: ۶۰۔ یعنی: نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں) کی رُو سے اس فقیر کا خیال تھا کہ اس خدمت کا موقع میسر ہو، جلد ہی یہ چیز ظاہر ہو جائے گی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق وہ ذات ہے جس کی نعمت (عطا) سے صالحات کی تکمیل ہوئی۔

(فقیر) اب بھی بہت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کرے۔ آپ نے آخرت سے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس نے بہت زیادہ محظوظ کیا اور اس سے کمال توفیق و سعادت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اگرچہ اس امر کا اظہار اُس وقت سے مصلحت سے دور ہے، لیکن دوستی کے تقاضا سے جو توجہ ہونی چاہیے اور آپ کی خاطر مبارک پر گراں نہ گزرے، ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر اس سے کوتاہی نہیں کرے گا۔ آپ کی خدمت میں حاضری کی (اجازت) مانگنے کی التماس جس طرح کہ یہ مخلص چاہتا ہے، جو کہ کمال عنایت و ترقی کا ذریعہ ہے، (فقیر) آپ کے حضور پیش کرتا ہے، اگر حبیب مقصد کو سمجھ جائے تو یہی مراد ہے، ورنہ کسی دوسرے وقت پر رکھی جائے گی۔ مقصد آپ کی خیریت اور شان و شوکت اور بد دینوں (آپ کے دشمنوں) کی خرابی سے آگاہ ہونا ہے۔ اَحْسَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَاقِبَتَنَا وَ عَاقِبَتَكُمْ فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجَرْنَا وَاِیَّاكُمْ مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے سب کاموں کا انجام نیک بنائے اور ہمیں اور آپ کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

آپ کے فرمان کے مطابق کمالات کے حامل پیارے بھائی خواجہ عبدالصمد کے بارے میں کوتاہی نہیں کی جائے گی اور اگرچہ اس اہم کام کا تحمل فقراء کے لیے بڑا بھاری ہے، جس چیز میں خیر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوستوں کو اس پر ثابت قدم رکھے۔

امید ہے کہ آپ مہربانی کرتے ہوئے دور پڑے ہوئے دوستوں کو اپنے نیک انجام حالات سے آگاہ کر کے یاد اور خوش حال فرماتے رہیں گے اور فراموش نہیں کریں گے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

میرے مخدوم، میری پناہ گاہ اور میری امید گاہ! (فقیر نے) اس سے پہلے دعا والا مکتوب جو حقیقت حال کی تفصیل رکھتا تھا، وکیل کے حوالے کیا جو کہ آپ حضور کا دل و جان سے مخلص ہے، امید ہے کہ وہ موصول ہو چکا ہوگا۔ اب چونکہ (اس) دعا والے مکتوب کے حامل خواجہ یار محمد (رحمۃ اللہ علیہ) جو (اپنی) خواہش کو روکنے والے ہیں اور بیٹوں کی مانند اس فقیر کے پاس بڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ اس احقر کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے عازم ہو۔ ان دنوں جب اس نے اپنے والد، جو کہ کابل میں رہتے تھے، کی وفات کی خبر سنی تو پریشان ہو کر اپنی والدہ اور چھوٹے بھائیوں، جو کہ یتیم اور بے آسرا رہ گئے ہیں، کے حال کی خبر لینے کے لیے اس علاقے میں جا رہا ہے۔ اس فقیر نے اس مہربان مشفق (اور) قدر دان پر مہربانی کرتے ہوئے اسے خود سے جدا کیا ہے اور آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، آپ جیسی دنیا کی بے نظیر شخصیت کے بلند اخلاق سے یہ توقع ہے کہ آپ اس کے حال پر توجہ فرمائیں، تا کہ اِس، اِس کی والدہ اور اِس کے بھائیوں کے اطمینان کا ذریعہ بنے۔ خواہ اس کو کوئی منصب عنایت کر کے، یا ماہانہ (مشاہرہ) جو کہ ایک سو تبریزی سے کم نہ ہو۔ اس کے چھوٹے بھائیوں کے لیے جو کچھ آپ کی خاطر شریف میں آئے، وہی کافی ہے اور اطمینان کا موجب ہے۔

اس فقیر کی مزید (یہ) دعا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے آپ کی دینی اور دنیاوی دولت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۰۹

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِيْغُ الدَّعْوَاتِ وَالتَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود و سلام بھیجنے کے بعد۔

[illegible] پنے بھائی، اپنے پیارے شیخ بزرگوار کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ایک مدت ہوئی [illegible] کے نیک انجام حالات کی کوئی اطلاع نہیں ہے، بہر حال (بندہ) بزرگ و برتر پروردگار کی درگاہ سے دوستوں کی سلامتی اور عافیت چاہتا ہے۔

ہائے افسوس! دنیا میں سلامتی و عافیت کسے (حاصل) ہے؟ سلامتی اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے اور عافیت مولیٰ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کو ترک کرنے میں ہے۔ سن لو! عمر آخر کو پہنچ گئی اور اپنی ذات میں گناہوں کا ذرہ بھر عذر نہیں پایا۔ ایک مدت سے جدائی کی صدا دل کے کانوں سے سنی (جا رہی) ہے، حساب کتاب کا وقت (روزِ محشر) قریب آ گیا ہے۔ (بالوں کی) سیاہی پر سفیدی آ گئی ہے اور موت کے پیغامات آ پہنچے ہیں۔ آخر یہ سب افسوس کب تک؟ طرح طرح کے مسلسل عذاب (سامنے) ہیں۔ جبار (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ معاملہ ہے اور ہم خوشگوار زندگی میں مگن ہیں! فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں ہوگا۔

پس اس (حقیقی) آرام وقرار کے لیے بہر حال (فقیر نے) بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے خشکی کے راستے (سفر حرمین شریفین) کا ارادہ کیا ہے اور دو عیدوں کے درمیان اس (سفر کا آغاز) قرار پایا ہے:

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھئے اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے؟

سمندر کے راستے اس سال بعض رکاوٹیں حائل ہیں اور خشکی کا راستہ ان سے خالی ہے۔ہم نے یاروں اور دوستوں کو خدا کے سپرد کیا ہے، وہ ہم سے راضی رہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے راضی رہے۔اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مَنْ رَّحِمَ الْفُقَرَآءَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَ الْغُرَبَآءَ وَالْمُسَافِرِیْنَ بِحُرْمَةِ سَیِّدِالْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

یعنی: اے اللہ! اوّلین و آخرین کے سردار اور ہمارے سردار (حضرت سیدنا) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) پر قیامت [illegible] سلام ہو، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے اس شخص پر رحم فرما جو فقراء اور مہاجرین پ[illegible] کرے اور اس شخص کی مدد فرما جو غریبوں اور مسافروں کی مدد کرے۔

مکتوب نمبر ۱۱۰

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود وسلام بھیجنے کے بعد۔

(فقیر اپنے) فرزندِ ارجمند سے کہتا ہے کہ اگر چہ ظاہری دوری درمیان (میں حائل) ہے، لیکن معنوی قربت دل وجان سے (حاصل) ہے۔خیریت کی مسلسل دعائیں ہمیشہ اس کے قریب (کی جا رہی ہیں):

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)، اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ (سورۃ آل عمران، آیت: ۳۸)، اَلنَّصِیْحَةُ فِی الدِّیْنِ وَمُتَابَعَةُ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ.

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ بلاشبہ تو دُعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے۔ بھلائی دین اور سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے میں ہے۔

اس متابعت کی ایک صورت ہے اور اس کی حقیقت کی صورت ظاہری کاموں، باتوں اور طور طریقوں میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے وابستہ ہے اور اس کی حقیقت رسالت مرتبت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے باطنی انوار واسرار اَخذ کرنے اور اخلاق کریمانہ سے آراستہ ہونے اور کمال معنوی حاصل کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے، اللہ بڑے فضل والا ہے۔

آج یہ سب بھلائی ہاتھ آسکتی ہے اور سچے طالب پر چھا سکتی ہے۔ کل جب اس کے اسباب نہیں رہیں گے تو اُس وقت کی حسرت اور شرمندگی کوئی فائدہ نہیں دے گی:

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس سرِ میدان نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: توفیق کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا سواروں کو کیا ہوا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو جس سے بچنا ضروری ہے اس سے محفوظ رکھے اور تمام کاموں کا انجام نیک بنائے۔ وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۱۱۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ وحدہٗ (لاشریک) کے لیے ہیں اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

(فقیر) آپ گرامی قدر بھائی کی خدمت میں کیا لکھے؟ مگر یہ کہ اپنی نایافت (نہ پانے) سے روئے اور اپنے حال کے مطابق چند اشعار پڑھے:

سر پیوندِ ما نہ دارد یار چہ توان شد ز بخت برخوردار

کار ما با یکے است در ہمہ شہر وان یکے تن نمی دہد درکار

محرمے نیست تا بگویم راز ہمدمے نیست تا بگریم زار

در خروشم زصیتِ آن دلدار در سماعم ز صوت آن مزمار

یعنی: محبوب نے ہم سے دوستی کا رشتہ جوڑا نہیں، زندگی سے کامیابی کیسے حاصل کی جا سکے؟

- تمام شہر میں ہمارا کام ایک سے ہے اور وہ ایک آدمی (ہم سے) رابطہ ہی نہیں رکھتا۔
- کوئی محرم نہیں ہے کہ اس سے میں راز کہہ سکوں، کوئی ہمدم نہیں ہے کہ اس کے سامنے زاروقطار رو سکوں۔
- میں بیتاب ہوں اس معشوق کی شہرت سے، (اور) میرے کان میں (پہنچنے والی) اس کی آواز سے۔

ہمارا حال یہ ہے، لیکن ہمارا اللہ کریم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے گناہگار کو بھی اس کے کرم سے بڑی امیدیں ہیں۔ اسی بنا پر گناہ کا بوجھ اس درگاہ معلیٰ سے کمالِ عنایت کا اُمیدوار ہے۔ اس بزرگ وادی میں کامل امتیاز کی توقع رکھتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ! (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں)، بات حوصلہ سے باہر چلی گئی، اس زندگی میں مقصود حق تعالیٰ کی بندگی (کرنا) ہے۔ اے نفس! کام کا وقت گزر گیا، تو کب خبردار ہوگا؟ ھَلَکَ الۡمُوۡقُوۡفُوۡنَ. یعنی: (کام چھوڑ کر) ٹھہر جانے والے ہلاک ہو گئے۔

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ. (سورۃ الانبیاء، آیت:۱)

یعنی: لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آ پہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں۔

ترسم کہ یار با ما ناآشنا بماند تا دامن قیامت این غم بما بماند

یعنی: میں ڈرتا ہوں کہ محبوب ہمارے ساتھ ناآشنا ہی رہے گا (اور) قیامت تک یہ غم ہمارے ساتھ رہے گا۔

اگر چہ آپ سے غفلت کے سوا کچھ محسوس اور معلوم نہیں ہے اور سستی کے سوا کسی چیز کی خبر نہیں اور نہ ہی آپ بزرگوں کے حقوق کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ خود کو ہر طرف نہ ڈالیں اور اِس حقیر کو دُعا میں (مصروف) سمجھیں۔ (آپ کے) سعادت مند فرزند بھی (بندہ کی جانب سے) دعا ملاحظہ کریں اور حقیقی مولیٰ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں مضبوط رہیں:

ہمہ اندرز زمن تبو این است کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

یعنی: میری طرف سے تجھے سب نصیحت یہی ہے کہ تو ایک بچہ ہے اور گھر (بڑا) دلکش ہے۔

مکتوب نمبر ۱۱۲
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّۃِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود وسلام بھیجنے کے بعد۔

میرے سردار (اور) میری سند سلمہٗ ربہٗ (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کی خدمت میں التماس ہے کہ آپ کے مکتوب شریف کی وصولی کا شرف نصیب ہوا اور اس کے مضامین دل و جان میں اُتر گئے۔ چونکہ حضرت ظلِّ الٰہی مدظلہ العالی (بادشاہ سلامت) کی مرضی ہے کہ یہ نالائق اور بیکار اِس سال اس ملک میں رہے، (لہٰذا فقیر نے) اس کو اپنی سعادت سمجھا اور مسلوب الاختیار بن گیا۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا. (سورۃ

الطلاق،آیت:۱)

یعنی: شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کی کوئی سبیل پیدا کر دے۔ دیگر یہ کہ (فقیر) اپنے زیادہ پراگندہ حالات کے بارے میں کیا لکھے؟

سرِ پیوند ما نہ دارد یار چہ توان شد ز بخت برخوردار
کارِ ما با یکے ست در ہمہ شہر وان یکے تن نمی دہد درکار
محرمے نیست تا بگویم راز ہمدمے نیست تا بگریم زار
در خروشم ز صیتِ آن معشوق در سماعم بصوتِ آن مزمار

یعنی: محبوب نے ہم سے دوستی کا رشتہ جوڑا نہیں، زندگی سے کامیابی کیسے حاصل کی جا سکے؟

- تمام شہر میں ہمارا کام ایک سے ہے اور وہ ایک آدمی (ہم سے) رابطہ ہی نہیں رکھتا۔
- کوئی محرم نہیں کہ اس سے راز کہہ سکوں، کوئی ہمدم نہیں ہے کہ اس کے سامنے زار و قطار رو سکوں۔
- میں بیتاب ہوں اس معشوق کی شہرت سے (اور) میرے کان میں (پہنچنے والی) اس کی آواز سے۔

ہمارا حال یہ ہے لیکن ہمارا اللہ کریم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے گناہگار کو بھی اس کے کرم سے بڑی امیدیں ہیں اور رحیم کی عنایتوں اور نوازشوں کی توقع ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ! (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں) عمر برباد ہوگئی اور (بندہ) نے اس کی درگاہ کے شایانِ شان کوئی عمل نہیں کیا۔ شرمندگی ہمیشہ شاملِ حال ہے اور ندامت و خجالت ہمیشہ ہتھیلی پر ہے۔ مقررہ وقت (موت) سامنے ہے اور ہم عیش و عشرت میں ہیں۔ قبر کی تنگی و تاریکی فراموش ہے، آخر کب تک غفلت کی نیند؟ وہ ہمیشہ اپنی طرف بلا رہا ہے اور ہم اس رب سے باغی (ہیں)، یہ فرار کب تک؟ آخر وہی سکون کا گھر ہے۔ نیک اعمال وہاں دوست اور غم خوار ہوں گے اور برے اعمال سانپ اور خوفناک ہوں گے۔ سچے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا ارشاد ہے: اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ

النِّيرَانِ. (کنز العمال، نمبر۴۲۱۰۷)

یعنی: قبر بہشت کے باغات میں سے ایک باغیچہ ہوگی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

ہم جھوٹی خواہش و ہوس میں مشغول ہیں۔ ہائے افسوس! آگ کے عذاب کا برداشت کرنا سخت مشکل اور دُشوار ہے اور کھولتا ہوا خون و پیپ اس کی گرمی سے گوشت اور کھال کو ایندھن کی مانند جلا ڈالے گا اور اُس جیسا پھر وہاں پیدا نہیں ہوگا۔ اس کے تصور سے جان کس طرح بدن میں (موجود) ہے؟ اور ہم اور میں کا دعویٰ کس طرح (کیا جا رہا) ہے؟

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)، فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ (سورۃ الحشر، آیت:۲)، وَاغْتَنِمُوْا التَّوْبَةَ وَالْاِسْتِغْفَارَ وَالْبُكَآءَ فِي الْاَسْحَارِ وَدَاوِمُوْا عَلَى الطَّاعَةِ وَالْعِبَادَةِ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ (سورۃ المائدۃ، آیت:۹۹)، دَاعِيَ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ.

یعنی: پس جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا، پس اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو! عبرت حاصل کرو، اور توبہ و استغفار اور سحری کے رونے کو غنیمت سمجھو، اور رات کی (اوّلین) گھڑیوں اور ان کے اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) طاعت اور عبادت میں ہمیشہ مشغول رہو، پیغمبر کے ذمے تو صرف (پیغامِ خدا کا) پہنچا دینا ہے، وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلانے والا ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۱۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ وحدہٗ (لاشریک) ہے اور حبیب خدا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

اللہ تعالیٰ کی برکتوں والی ذات اس برگزیدہ، عظمت والے اور بلند مرتبہ خاندان کے فرد اور فقیروں کے مکرم اور مشفق کو نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے صدقے دیر تک عزت و جاہ کی مسند اور (حضرت محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت پر مستقیم اور متمکن رکھے۔

(فقیر) اپنے بہت زیادہ پراگندہ حالات سے آپ کی خدمتِ گرامی میں کیا لکھے؟

عمر گران مایہ درین صرف شد
تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا

یعنی: قیمتی عمر اس میں صَرف ہوگئی کہ گرمی کے موسم میں کیا کھاؤں اور سردی کے موسم میں کیا پہنوں؟

آدمی کو کھانے اور سونے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کو خوشگوار عیش و عشرت کے لیے تخلیق فرمایا گیا ہے۔ اس کی پیدائش کا مقصد عبادت اور بندگی کے وظائف کو ادا کرنا ہے اور حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا اور سر جھکانا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ. (سورۃ الذاریات، آیت:۵۶)

یعنی: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اِس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

فرمانبرداروں کے لیے نعمتوں والی بہشت تیار کی گئی ہے اور گناہگاروں کے لیے دردناک عذاب اور دوزخ کو سامنے رکھا گیا ہے: فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)، فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ. (سورۃ الحجر، آیت:۲)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں ہوگا۔ پس اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔

(آج) وقت کام کرنے کا ہے، کیونکہ کل جبار (اللہ تعالیٰ) سے واسطہ ہے:

گوئے توفیقِ سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: سعادت کی توفیق کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اترتا، سواروں کو کیا ہوا؟

اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا قَبْلَ اَنْ یُنَبِّھَنَا الْمَوْتُ.

یعنی: اے اللہ! تو ہمیں (اس غفلت سے) بیدار کر اِس سے پہلے کہ موت ہمیں بیدار کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلِ اللّٰهُ لا ثُمَّ ذَرْهُمْ. (سورۃ الانعام، آیت: ۹۱)

یعنی: آپ فرمائیں اللہ (اور) پھر اُن کو چھوڑ دیں۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۱۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود و سلام بھیجنے کے بعد۔

(فقیر) آپ سعادتمند زَیْدَ عِزَّہٗ وَتَوْفِیْقَهٗ (اللہ تعالیٰ ان کی عزت اور توفیق میں اضافہ فرمائے) کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ آپ کا پسندیدہ مکتوب ملا، چونکہ وہ مطلوب (اللہ تعالیٰ) کے درد و طلب اور شوق و محبت پر مشتمل تھا، (لہٰذا) اس نے مسرت پر مسرت بڑھائی:

آن کس کہ بیافت دولتی یافت عظیم
وآن کس کہ نیافت دردِ نایافت بس است

یعنی: جس شخص نے اس کو پایا، اس نے بڑی دولت پائی اور جس نے نہ پایا اس کے لیے نہ پانے کا درد ہی کافی ہے۔

آپ اس عظیم نعمت کا شکر بجالائیں اور اس میں اضافہ چاہیں۔ جب یہ شوق و محبت

کمال کو پہنچے گا اور محبت درمیان سے چلی جائے گی تو محبوب جلوہ کرے گا:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے دیکھئے اب کسے دیتے ہیں؟

مختصر یہ کہ آپ امیدوار رہیں اور اِس (حدیث شریف) کے تقاضا سے انوار و اسرار کے منتظر رہیں: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۱۵

حاجی محمد سلیم (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

برادرِ طریقت حاجی محمد سلیم لَازَالَ سَلِیْمًا عَنْ آفَاتِ الدُّنْیَا وَالدِّیْن (اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ دنیا و دین کی بلاؤں سے محفوظ رکھے) کا گرامی نامہ پہنچا اور اِس نے مسرور بنایا۔

لکھا تھا کہ عیدِ قربان کے مہینے میں ایک قوی شخص فقیر کے پاس آیا۔ (اس کے) چند روز بعد جمعہ کی رات یہ واقعہ پیش آیا کہ روح دوسرے لطائف کے ساتھ جمع ہو کر سفید باز کی صورت میں جسم سے باہر نکلی اور اس نے عالم علوی کی جانب عروج کیا۔ اس طرح کہ جسم خالی ہو گیا، یہاں تک کہ بندہ کو جسم کا کسی طرح کا بھی ادراک و شعور نہ رہا۔ چوتھے آسمان پر پہنچا۔ بیت المعمور ایک گنبد والے گھر کی مانند دکھائی دیا، گویا وہ ایک مروارید کے دانہ کی صورت میں کمال چمکتا ہوا ہے، اس کے اطراف اور اندر برکات ہیں۔ سفید پرندے سب (اس کے) طواف میں مشغول ہیں۔ طواف کے بعد ایک بیکراں سمندر نظر آیا کہ نہ تو اس کی گہرائی معلوم ہے اور نہ ہی اس کا کنارا ظاہر ہے۔ اس میں نہ تو گرمی ہے اور نہ ہی خشکی اور نہ ہی سردی ہے اور نہ نمی۔ کئی ہزار پرندے سبھی دودھ سے بھی زیادہ سفید اس سمندر کی موجوں

میں مست و دیوانے اور بیخود دیکھے گئے اور فقیر کی روح بھی ان کی طرح اسی حال وطریقہ میں ہے۔ رات کا ایک پہر گزرا تھا کہ پھر (روح کا) بدن میں نزول ہوا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بچے اور اہل آہ و فغان کر رہے تھے۔

میرے مخدوم! یہ واقعہ اچھی حقیقت والا ہے اور کعبہ مقصود کی وصولی کا آغاز ہے۔ اہلِ سلوک کے نزدیک یہ عروج و نزول قطع امکان اور مرتبہ لامکان کے وصول کے لیے مقصود و مطلوب ہے۔ تمام لطائف کا عروج استعداد کے کمال کی خبر دینے والا ہے۔ اس صورت میں گویا یہ عبارت مرتبہ وجوب سے ہے (جو) بے کیف اور بے نہایت ہے۔ اگرچہ وہ بسیط ہے، لیکن بے مثل کی وسعت سے وسیع ہے، جیسا کہ (ارشادِ باری تعالیٰ) ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۱۵)

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ صاحبِ وسعت (اور) جاننے والا ہے۔

(اور) اس (آیت) کریمہ کی رُو سے غیر محدود ہے:

وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ بِهٖ عِلۡمًا. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۱۰)

یعنی: اور وہ (اپنے) علم سے اللہ (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔

لاکھوں پرندے اس میں مست و دیوانہ اور حیران (دیکھنا) اس درگاہ کے دیوانوں اور اس بارگاہ کے واصلوں کی طرف اشارہ ہے اور اس میں اپنی روح کو دوسروں کی طرح پانا کعبہ مقصود کے وصول کی بشارت حاصل ہونا ہے۔

غرض یہ کہ خود سے اور سب سے گزرنا چاہیے اور اس سے جڑنا چاہیے:

تا بہ جاروب لَا نہ روبی
نہ رسی در سرائے الا اللہ

یعنی: جب تک تو ''لا'' کے جھاڑو سے صاف نہ کرے، اس وقت تک ''الا اللہ'' کی سرا میں نہ پہنچے گا۔

آپ کی ذات، جنہوں نے میرے حضرت قبلہ گاہ (اور) میرے (حضرت) قطب الاقطاب (خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کی صحبت کی سعادت حاصل کی ہے، کو اس دولت

کے نصیب ہونے کی کامل توقع ہے اور مزید صحبت پر موقوف ہے:

ع داديم ترا از گنج مقصود نشان

یعنی: ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے۔

آپ فقیر زادوں اور میرے فرزند محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے سلام قبول کریں اور ہمیں اور ان کو (اپنی) دعائے خیر میں فراموش نہ کریں۔ آپ (اپنے) قیمتی اوقات کو اذکار، مراقبوں، رونے دھونے اور استغفار کرنے، خاص کر سحری میں معمور اور منور رکھیں:

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو وہ (بھی) عذاب ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۱۶

حاجی الحرمین حاجی حبیب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق اور معارف سے آگاہ حاجی الحرمین الشریفین، پیارے بھائی حاجی حبیب اللہ سَلَّمَهُ اللّٰهُ لَازَالَ كَاسْمِهٖ حُبًّا لِلّٰهِ. (یعنی: اللہ انہیں سلامت رکھے اور وہ اپنے نام کی طرح اللہ کے محبوب رہیں) اس زخمی دل درویش کی طرف سے نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ انسان کا خلاصہ اور جو وجۂ امتیاز ہے، اس کو اِس اور اُس

سے شوق وعشق اور محبت ہے اور افراد میں فرق اس اعتبار سے ہے:

اِنْ كَانَ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَّاِنْ كَانَ شَرًّا فَشَرٌّ.

یعنی: اگر خیر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر بری ہے تو برائی ہے۔

اگر خیر ہے تو اس کا نتیجہ قرب ومعرفت ہے، ورنہ شرمندگی اور حسرت ہے۔ شاعر نے خوب کہا ہے:

عشق آن شعلہ است کہ چون برفروخت ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ ''لا'' در قتل غیرِ حق براند درنگر زان پس کہ بعد از ''لا'' چہ ماند
ماند ''الا اللہ'' باقی جملہ رفت شاد باش اے عشقِ شرکت سوز رفت

(مثنوی، جلد۵: ۶۹)

یعنی: عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہو گیا تو جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے، وہ سب جل گیا۔

- ''لا'' کی تلوار ماسویٰ اللہ کے قتل میں چلا (اور) پھر بعد ازاں دیکھ کہ ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا ہے؟
- ''الا اللہ'' رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا، اے عشق! شرکت کو جلانے والے زبردست تو خوش رہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا الَّذِىْ عُقُمٍ

یعنی: ایسی بات کہنے سے جس پر میرا عمل نہ ہو، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

یہ فقیر اپنے حال کے مطابق اس شعر کو سمجھتا ہے اور آنکھوں سے حسرت کے آنسو بہاتا ہے:

کنون شرمم ز کارم شرمسار است
ز من ابلیس را صد بار عار است

یعنی: اب میرا شرم بھی میرے کام سے شرمندہ ہے (اور) شیطان بھی مجھ سے سو بار شرمندہ ہے۔

گناہگار کے لیے گناہ کی فکر کرنا بہتر ہے اور اس کے لیے سحری کو رونے کی ضرورت ہے: هَيْهَاتَ! اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِى الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ.

یعنی: ہائے افسوس! آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں۔

جہنم کی آگ کمال جوش و خروش میں ہے اور وہ جہنمیوں کے لیے تھال اور سرپوش ہے: رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. اِنَّهَا سَآءَ تْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا. (سورۃ الفرقان، آیت: ۶۵-۶۶)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے۔

حقیقتِ حال یہ ہے اور بال و پر اس طرح ہیں، لیکن اللہ سبحانہٗ کا فضل بندہ نوازی کے طور پر بیشمار ہے:

ع گر بگویم شرحِ آن بیحد شود

یعنی: اگر میں اس کی شرح بیان کروں تو بہت زیادہ ہوگی۔

بلکہ وہ نا قابلِ اظہار ہے، وہ حال کامل پردہ کے لائق ہے:

چہ گویم با تو از مرغے نشانہ کہ با عنقا بود ہم آشیانہ

ز عنقا ہست نامے پیشِ مردم ز مرغ من بود آن نام ہم گم

یعنی: میں تجھے اس پرندے کی نشانی کیا بتاؤں؟ جو عنقا کے ساتھ ہم آشیانہ ہے۔

○ لوگوں کے پاس عنقا کا تو نام ہے، میرے پرندے کا وہ نام بھی گم ہے۔

ان امور کی دریافت صحبت سے تعلق رکھتی ہے اور ان کا اجمالی طور پر اظہار ملاقات اور خلوت سے وابستہ ہے: وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۰۵)

یعنی: اللہ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل

کا مالک ہے۔

آپ کے سعادتمند فرزند علم و معرفت کی طلب میں سرگرم رہیں، ان کی تربیت میں کسی طرح بھی دریغ نہ کریں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۱۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت گرامی میں التماس کرتا ہے کہ (بندہ) آپ کے مبارک نوازش نامہ کے ورود سے مشرف و مکرم ہوا، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ان صاحبِ مہربان کو دنیا و آخرت میں معزز اور مکرم رکھے اور اپنے بغیر ایک لحظہ بھی نہ چھوڑے۔

آپ نے کرم و فضل کی بنا پر جو لکھا تھا کہ شیخ محمد اعظم واعظ اور میر محمد فاضل متوکل کے بارے میں پوچھا گیا۔ شیخ عطاء اللہ اور معارف آگاہ شیخ محمد حلیم پشاوری کے حصے میں جو لکھا گیا ہے کہ شیخ عطاء اللہ کو ہر سال زکوٰۃ، روزوں اور بزرگ راتوں کے موقع پر اس طرف سے تبرک پہنچتا ہے۔ شیخ عبدالعلیم پشاوری، جو اَب قراول پورہ میں سکونت رکھتا ہے، اس احقر کے یارانِ رشید میں سے ہے اور صاحبِ کشف و حال ہے۔ ان کے والد قطب الاقطاب حضرت قبلہ گاہی (خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے خلفاء میں سے ہیں۔ خدمت عالیہ میں پیش ہوا تھا، لیکن اس کے والد کا نام شیخ علیم ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں۔ فقیر کے دوستوں میں سے شیخ محمد حلیم نامی کوئی آدمی وہاں نہیں ہے۔ ظاہراً اشتباہ ہو گیا ہے۔ ظاہراً اس شیخ عطاء اللہ سے بھی معلوم نہیں ہے کہ آپ کی ذاتِ عالیہ سے اسے کوئی چیز پہنچی ہے۔

ظاہری طور پر وہ شیخ عطاء اللہ جس کو آپ کی ذات شریف سے کوئی چیز ملتی ہے، وہ کوئی اور عزیز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ (آپ کے) دینی اور دنیاوی دروازوں کو کھلا رکھے اور ان میں اضافہ در اضافہ فرمائے اور خیرات لینے والوں کو آپ کی ذات عالیہ سے ہمیشہ روزی دیتا اور سیراب کرتا رہے۔

چونکہ قاصد سرِ راہ اور جلدی میں تھا، لہٰذا نصائح کا اضافہ نہیں ہوسکا اور کلامِ الٰہی سے ایک آیت اور حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث (مبارکہ) سے ایک حدیث کے علاوہ کچھ نہیں لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۴)

یعنی: اور تم اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔

یہ اس شخص کی جزا ہے جو نفس کی خواہش اور شیطان (کے کاموں) میں مصروف ہے۔ اگر آدمی ایک گھڑی اس عذاب کا فکر کرے تو دنیا کی زندگی اس پر تنگ ہو جائے اور وہ گناہ اور فانی لذتوں سے خود کو باز رکھے۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ آخرت کے حالات میں متفکر رہنے کی جستجو کرے اور خدا سے ڈرنے والا اور اپنے کردار سے شرمندہ رہے۔ اس طرح امید ہے کہ وہ کامل اور مکمل طور پر آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے اور دنیا کے حاضر عذاب سے بچ کر نعمتوں والی (ذات پاک کی) بارگاہ میں چلا جائے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ. (جامع الترمذی، نمبر ۲۳۰۷؛ مسند احمد بن حنبل، ۲: ۲۹۳؛ مشکوٰۃ، نمبر ۱۶۷)

یعنی: لذتوں کو ختم کر دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

چونکہ فقیر اِن دنوں زیادہ ضعیف اور کمزور ہے، (لہٰذا) مجبوراً مطلب کو اِتنا ہی مختصر کیا گیا ہے اور زیادہ لکھنے کی کوشش نہیں کر سکا۔

انہی دنوں میں راتوں میں سے ایک رات (فقیر) بہت زیادہ متفکر اور غمگین تھا کہ اے اللہ تعالیٰ! کل ان گناہوں اور شرمندگی کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اور کیا پیش آئے گا؟ اور کیا ہوگا؟ اور کیسی حالت گزرے گی؟ آواز دی گئی ہے: ''تیرے لیے بہت درجات ہیں!'

اور پھر آواز دی گئی ہے کہ حق تعالیٰ تیرے گھر آیا ہے اور تو بہت متفکر اور متوکل ہے۔ ایک رات (پھر) اسی طرح ہوا اور ایسی بہت سی چیزوں کے ساتھ بیشمار مہربانیوں سے نوازا گیا۔ یہ بات متشابہات کلمات میں سے ہے۔ چنانچہ ایسی چیزیں احادیث میں بھی آئی ہیں:

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نواز دیں تو کیا عجب ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ (اللہ کا شکر ہے) کہ (فقیر) اس قسم کے نیک اوقات میں اس مہربان صاحبہ کے لیے دونوں جہانوں کی بھلائی کے لیے دعا کرنے میں مشغول ہے: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: اور ہمارے سردار (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل (اطہارؓ) پر سلام ہو۔

ع سایہ ات گم مبادا از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

(فقیر کے) اہلِ خانہ، عاجزہ (اہلیہ محترمہ)، فقیر زادوں اور تینوں ہمشیرگان کی جانب سے کامل نیاز کے ساتھ سلام قبول فرمائیں۔

مکتوب نمبر ۱۱۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

خلقت میں سب سے کمترین سلام و نیاز اور دعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے کہ اس علاقے میں دعا گوؤں کے حالات اس معبود (اللہ تعالیٰ) کے کرم سے ہزار حمد اور شکر کے لائق ہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۴)، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۲)، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۴)

یعنی: اور اگر تم خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو۔ بیشک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

لیکن افسوس! کہ منعم حقیقی تبارک و تعالیٰ کا کوئی شکر ادا نہ ہو سکا، اور خجالت و شرمندگی اور گناہ کے اسباب کے علاوہ کوئی شے ہاتھ نہ آئی۔ گونا گوں عذاب سامنے ہیں اور ہر آدمی کی جزا اس کے عمل کے مطابق ہے۔ نہ ایک افسوس! بلکہ صد افسوس! عجب معاملہ ہے، اس حال کے باوجود بیشمار انوار اور اسرار کا ورود ہے، جو بیان کرنے کے قابل ہے۔ اس جگہ سب وہ ہے جو زبان سے برتر ہے۔

مختصر یہ ہے کہ بندہ بننا چاہیے اور مرنے سے پہلے مرنا چاہیے۔ اس جگہ سب عاجزی اور مسکینی مطلوب ہے۔

یہ احقر ہمیشہ اس مہربان صاحبہ کی ذات بابرکات کی سلامتی اور درجات کی ترقی کے لیے دعا میں مشغول ہے۔ دین و دنیا کی سلامتی سیّد الاوّلین والآخرین (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کرنے میں ہے اور اس کی حقیقت کا ظہور نعمتوں والی بہشت میں داخل ہونے کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۸۵)

یعنی: پس جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

اس کے درمیان میں سب مصیبت و بلا ہے اور صراطِ مستقیم کو عبور کرنا ہے۔ اِنَّهٗ

مُیَسِّر لِکُلِّ عَسِیْرٍ. یعنی: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔

کم و زیادہ پر اللہ سبحانہٗ کا شکر (ادا کرنا) واجب ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت (یہ) کلمات پڑھے، پس اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر لیا (اور رات کو پڑھے تو اس نے) اس رات کا شکر ادا کر لیا، لیکن رات میں ''اِصْبَحْ'' کی جگہ ''اَمْسِیْ'' پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِصْبَحْ لِیْ نِعْمَۃً اَوْ اِصْبَحْ مِنْ خَلْفِکَ فَمِنْکَ وَجَدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ. (کنز العمال، نمبر ۲۶۰۲)

یعنی: اے اللہ! اس کو میرے لیے یا میرے نائب کے لیے نعمت بنا دے اپنے احسان اور بزرگی سے۔ تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے لیے حمد ہے اور تیرے لیے شکر ہے۔

میری صاحبہ سلامت! اس عریضہ کے حامل نیک اعمال احمد بیگ اور انور بیگ صالح جوان اور اس فقیر کے دوستوں میں سے ہیں۔ ایک مدت سے رفیق ہیں۔ عیال دار ہیں اور صرف متوکل ہیں اور اُسی شہر کے رہنے والے ہیں۔ خیرات اور نیکی کے کاموں میں سے جو چیز بھی ان دونوں کی قسمت کے مطابق میسر ہو جائے، وہ بہت مناسب ہے اور زیادہ ثواب کا ذریعہ ہے۔

اس پر طول کلامی (یہ ہے کہ) چونکہ خدا کے بندوں کی عاجزی دیکھ کر (فقیر کو) بے اختیار رحم آتا ہے اور اس کے باوجود (مدد) کی استعداد نہیں رکھتا، (لہٰذا) آپ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کرتا ہے اور پریشان ہو جاتا ہے، لیکن یہ سب آخرت کا ذخیرہ ہے۔ دولت پانے والے نادان جلدی میں تھے، (لہٰذا) اسی قدر پر اِکتفا کیا گیا اور زیادہ احادیث نقل نہیں کی گئیں۔

مدت ہوئی ہے آپ کی خدمتِ عالیہ سے کوئی خبر نہیں پہنچی، (فقیر) پریشان خاطر اور خیر کی دعاؤں میں مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ (آپ کو) دین و دنیا کی آفات سے محفوظ رکھے اور دیر تک کمال عزت اور نشان کے ساتھ فقیروں کے سروں پر سلامت رکھے:

ع سایہ ات گم مبادا از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

مکتوب نمبر ۱۱۹
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو مدد کرنے والا ہے اور اس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام ہو۔

جناب مخدوم مہربان سَلَّمَہُ اللّٰہُ الْمَنَّان (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) انسانوں میں اس کمترین کا سلام و دعا قبول فرمائیں۔ (اپنی) زیادہ پُر مسرت صحبت کا مشتاق سمجھیں اور دعائے خیر میں فراموش نہ کریں۔ حدیث شریف میں جبار (اللہ تعالیٰ) سے منقول ہے:
اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَآئِیْ وَاَنَا اِلَیْھِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا. (المغنی عن حمل الاسفار، ۳: ۸)

یعنی: آگاہ رہو کہ نیک لوگوں کو میری ملاقات کا شوق زیادہ ہو گیا ہے اور میں بھی ان سے ملنے کا بہت زیادہ شوق رکھتا ہوں۔

انسان کا خلاصہ اور جو وجہِ امتیاز ہے، اس کو اِس اور اُس سے یہی شوق اور عشق و محبت ہے، جو فرق ہے وہ اس اعتبار سے ہے: اِنْ کَانَ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَّاِنْ کَانَ شَرًّا فَشَرٌّ.

یعنی: اگر وہ خیر ہے تو ٹھیک اور اگر بُری ہے تو برائی ہے۔

اے برادر تو ہمین اندیشۂ ما بقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنے ور بود خارے ہمہ تو گلخنے

(مثنوی، جلد ۲: ۱۱۳)

یعنی: اے بھائی! تُو تو صرف ایک سوچ ہے، باقی تو (سب) ہڈیاں اور گوشت ہے۔
◎ اگر تیری سوچ پھول ہے تو تُو ایک باغ ہے اور اگر (وہ) کانٹا ہے تو تُو ایک بھٹی کا ایندھن ہے۔

ہائے افسوس!

عشق آن شعلہ است کہ چون برفروخت ہرچہ جز معشوق باشد جملہ سوخت
تیغِ ''لا'' در قتل غیرِ حق براند فکر کن زان پس کہ بعد از ''لا'' چہ ماند
ماند ''الا اللہ'' باقی جملہ رفت شاد باش اے عشقِ شرکت سوز رفت

(مثنوی، جلد۵:۲۹)

یعنی: عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہو گیا تو جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے، وہ سب جل گیا۔

- ''لا'' کی تلوار ماسویٰ اللہ کے قتل میں چلا (اور) پھر دیکھ کہ ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا؟
- ''الا اللہ'' رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا، اے عشق! شرکت کو جلانے والے زبردست تو خوش رہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ. (سورۃ النحل، آیت:۹٦)

یعنی: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی ہے۔

نَجَّانَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِنْ جَمِيعِ الْبَلِيَّات وَالْآفَاتِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو تمام بلاؤں اور آفات سے بچائے۔

(فقیر) خود سے اور کیا کہے اور کیا لکھے؟

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِيْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهَا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

گر عاقلے حدیثم کنے قفل در گفتگو محکم کنے
ماتم زدہ چند فراہم کنے بر گروہ بگریم و ماتم کنے

یعنی: اگرایک عاقل کومیں اپنی بات بتاتاتو میں بات کومضبوط رکھتا۔

۞ میں چند ماتم زدہ کوجمع کرتا، میں ایک گروہ پر روتااور میں ماتم کرتا۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: پس جوشخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیااور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مرادکو پہنچ گیااور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ لَّدَيْكُمْ.

یعنی: اور آپ پراور جوآپ کے پاس ہےاُس پرسلام ہو۔

مکتوب نمبر۱۲۰

(مکتوب الیہ کانام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہےاور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نےمنتخب فرمایا۔

(فقیر) آپ کے گرامی نامہ اور مکتوب عالی کے ملنے سے مسرور اور مشرف ہوا ہے اوراس کے مبارک مضامین سے آگاہی ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (اللہ کاشکر ہے) کہ پرانے معنوی رابطے کا خیال رکھا گیا ہےاور باطنی رشتے کا تعلق قائم ہے۔ ان فتوحات کے ابواب کی بناپر (آپ نے) اس نسبت کی تجدید کااِرادہ فرمایا تھا۔ میرے مخدوم!

من ہیچم و کم از ہیچ بسیارے
وز ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

یعنی: میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی زیادہ کم ہوں اور جوکچھ سے بھی زیادہ کم ہووہ کسی کام نہیں آتا۔

اس کے ساتھ یہ مقصد صحبت پر موقوف ہے۔ آپ خود اس وقت بعض غیر معین

رکاوٹوں کی بدولت چونکہ قطب الاقطاب قبلہ گاہی (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے ارشاد کی رُو سے مراقبہ اسم ذات میں مصروف ہیں اور اس پر عظیم نتائج بھی ملاحظہ کیے ہیں، (لہٰذا) مبارک ہے۔ اب مراقبہ نفی و اثبات جو کہ اس طریقہ عالیہ میں مروج ہے، اس اور اس کے نتائج و ثمرات کے ساتھ، طریقہ ختم حضرات خواجگانؒ جو مصیبتوں کی دوری اور مشکلات کے حل کے لیے مجربات میں سے ہے۔ اگر (فقیر نے) فرصت پائی تو اِن شاء اللہ تعالیٰ لکھ بھیجے گا۔

آپ نے دوستی کے لحاظ سے جو گلہ و شکایت لکھی ہے، وہ درست ہے، لیکن فقیروں کے پاس بھی جواب ہیں کہ آپ کا کابل سے چلے جانا اور آپ کا اپنی مہربانی سے اس فقیر کو اس علاقے میں ان راستوں میں اس صورتِ حال سے آگاہ نہ فرمانے سے تعجب کا اظہار کیا۔ رسالہ استفتا کے بارے میں جواب یہ ہے کہ اس میں دین پناہ بادشاہ کے بھیجے گئے مکتوب کے بارے میں شیخ عبداللہ نے ملاقات کے دوران اس کے بعض حقائق سے آگاہ کیا، نیز انہوں نے بعض چیزیں زبانی طور پر بھی فرمائی تھیں، جن کی تفصیل کو نقل کرنا طوالت ہوگا۔ چونکہ اس وقت فقیر حقیقتِ حال سے آگاہ نہ تھا، (لہٰذا) اس کے علم و دانائی پر تعجب کرتے ہوئے اس کا وعدہ ایفا کیا۔ اس کے بعد شیخ عبداللہ نے فرمایا کہ اس رسالہ کو آپ کے پاس لے جائے گا، تاکہ آپ مطالعہ فرمالیں اور اس کے حقائق سے آگاہ ہو جائیں۔ اگرچہ (لے جانے کا) کہا گیا، لیکن شیخِ مذکور نہ لائے۔ روانگی (کا مسئلہ) بھی درمیان میں تھا، (لہٰذا) اس کم فرصت میں اس کے حقائق سے آگاہی اور اس کی توجیہ بھی بعید تھی۔ نیز رسالہ استفتا بھی فقیر کے پاس نہیں لایا گیا، ورنہ دوستی کے لوازمات اور امرِ حق کے اظہار میں، جو حسنِ ظن آپ سے ہے، اس کے تقاضے سے فقیر ہرگز کوتاہی نہ کرتا اور مشائخ کرام کی مانند (اس معاملے) کو نیکی کی جگہ پر محمول کرتا۔ چنانچہ علماء نے کہا ہے، اگر بندے کے کلام میں کفر کے ننانویں احتمال ہوں اور ایک اس کے نہ ہونے پر ہو، تو نہ ہونے کی طرف ترجیح دینی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو کسی مسلمان پر الزام نہیں لگانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ. (سورۃ الحجرات، آیت:۱۲)

یعنی: بلاشبہ بعض گمان گناہ ہیں۔

خاص کر جب اب (فقیر نے) اطلاع پائی کہ وہ رسالہ اس طرح کے امور سے مبرا ہے تو ان شکوک اور شبہ کی کیا گنجائش ہے؟ اب اس کی تلافی دربار میں حاضر (حضرات) مثلاً قاضی القضات اور عبدالرحیم خان وغیرہ جو (فقیر کے) دوستوں اور اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) کے عقیدتمند ہیں، کو لکھ کر بھی کی گئی ہے۔ جو چیز بھی آپ کے خیال شریف میں آئے، وہ ممکن ہے۔ اس رسالے کو فقیر دیکھ لے، (اس کی بھی) گنجائش ہے۔ فقہ کی کتابوں میں آیا ہے کہ ایک عورت مغرب کے شہروں میں ہے اور اس کا خاوند مشرق کے شہروں میں، اور یہ عورت بہت زیادہ جدائی کے بعد خاوند سے حاملہ ہوگئی اور اس نے فرزند جنا تو اُس پر زنا کی تہمت نہیں لگانی چاہیے اور اس فرزند کو اس کے خاوند کی طرف منسوب کرنا چاہیے، ظاہراً وہ طے ارض کے طریقے سے اپنی عورت کے پاس آیا ہوگا اور خلوت کی ہوگی۔ جب علمائے کرام نے مسلمان کے حق میں اس قدر احتیاط کی ہے۔ پھر دوسروں کے لیے بھی انصاف کی ضرورت ہے، جو علمائے دین اور سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کرنے والے اسلاف کے حق میں بھی زبانِ طعن کھولنے کی جرأت کرتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ آدمی کا جو کلام مشکل اور قابلِ برداشت ہے، اس کو اِس حال و قال کے مطابق تحقیق ثابت کر کے استعمال کرنا چاہیے، اگر وہ شخص صاحبِ علم ہے اور شرع مستقیم کے راستے پر (گامزن) ہے تو اُس کے کلام کا محل، نیک مقام پر لازم (آتا) ہے اور عالم کا کلام مضبوط ہے۔ كَمَا هُوَ الطَّرِيْقُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْكَلَامِ الصَّادِرَةِ مِنَ الْعُلَمَآءِ الرَّاسِخِيْنَ وَالْاَوْلِيَآءِ الْكَامِلِيْنَ، بَلْ فِيْ كَلَامِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، بَلْ فِيْ كَلَامِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

یعنی: جیسا کہ اس طرح کی صورتِ حال میں مضبوط علماء اور کامل اولیاء سے کلام جاری ہوا ہے، بلکہ انبیا اور مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسّلام) کے کلام میں آیا ہے، بلکہ پروردگار عالم کے کلام میں آیا ہے۔

اگر وہ شخص جاہل اور زندیق ہے تو اُس کا کلام مردود حقیقی ہے۔

حالات کے نہ پوچھنے کا جواب یہ ہے کہ یہ فقیر بعض لوگوں کی افواہوں سے بعض خلافِ توقع باتیں سننے کے باوجود آپ کے حالات پوچھنے اور جاننے کا پکا ارادہ رکھتا تھا کہ اسی اثناء میں آپ کا مکتوب شریف پہنچ گیا (اور) اس نے خوشیاں بخشیں۔ جو دل چاہتا تھا، وہ ظہور میں آ گیا۔

آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے جو چیز حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی (حضرت مجدد الف ثانی) قدس سرہٗ کے کلماتِ قدسی آیات پر شبہات کے جواب میں لکھی تھی، (یہ) آپ نے لطف و کرم فرمایا ہے۔ آپ جیسے عزیزوں اور قدر شناسوں سے اسی طرح کی توقع ہے۔ ان شبہات کا جواب حقیقی عالم کے نزدیک روزِ روشن کی طرح (عیاں) ہے۔ (حضرت) شیخ (مجدد الف ثانیؒ) کے علم و تقویٰ اور ورع و اتباع کا کمال اور ان کی اور ان کی نسبت رکھنے والوں، جو دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے ہیں، کی اہلِ سنت و جماعت کے طریقے پر استقامت آفاق میں ضرب المثل (کی طرح مشہور) ہے۔

چنانچہ یہ مطلب ان کے مکتوبات شریف سے کامل اور مکمل طور پر واضح ہے۔ پس وہی زیادہ درست ہیں اور اس کا اظہار صحیح ہے۔ حضرت (مجدد الف ثانیؒ) کے مخلصین کیا عرب میں اور کیا عجم میں، نے اس بارے میں رسائل لکھے ہیں اور انہوں نے روایت و درایت اور تحقیق و تدقیق کے کمال سے ان شبہات کو حل کیا ہے اور جواب (تحریر) فرمائے ہیں، بلکہ حضرت (مجدد الف ثانیؒ) نے ہر جگہ اپنے ایسے کلمات کے شبہات کا حل فرمایا ہے اور اشکال کو رفع کیا ہے۔ جیسا کہ وہ ان کے کلام میں ناظرین پر پوشیدہ نہیں ہے۔

اگرچہ دوسرے مشائخ کے مقابلے میں ان کے کلام میں اس طرح متشابہات بہت کم ہیں اور دوسروں کی شطحیات بہت ظاہر اور محکم ہیں۔ مثلاً (حضرت بایزید) بسطامی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول: سُبۡحَانِیۡ مَا اَعۡظَمَ شَانِیۡ. یعنی: میں پاک ہوں، میری شان کتنی بلند ہے! اور: لِوَائِیۡ اَرۡفَعُ مِنۡ لِوَآءِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ). یعنی: میرا جھنڈا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جھنڈے سے بلند ہے۔

اسی طرح کی دوسری شطحیات جو گنی نہیں جا سکتیں اور شمار نہیں ہو سکتیں، مشائخ عظام

اور اولیائے کرام کے کلام سے نقل کی گئی ہیں۔ اس گروہ پر تعجب ہے جو امرِ معروف اور نہی منکر کو صرف اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) کے بزرگوں پر منحصر سمجھتے ہیں، جو روشن سنت کے اتباع میں ضرب المثل (کی طرح مشہور) ہیں، اور فاسقوں اور فاجروں سے کوئی پوچھ نہیں کرتے، جن سے دنیا پُر ہے۔ اگر ان کی نیت سچی ہے تو پھر وہ دوسروں (کے عیوب) کو پوشیدہ کیوں رکھتے ہیں، بلکہ دوسروں کی شطحیات کے معتقد ہیں اور سنا جاتا ہے کہ وہ لوگ خود وسیع المشربی کے فاسد عقائد اور باطل اعمال میں مبتلا ہیں، لہٰذا اس طرح سے شریعت کے پیروکاروں سے دشمنی رکھتے ہوئے انہیں اس بہانے سے تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ ان سے مکرر کہا جاتا ہے کہ اگر ان کا مقصد حق کا اظہار کرنا ہے تو آ جائیں اور علمی مذاکرہ کر لیں (پھر) جو (فریق) حق پر ظاہر ہو جائے اور طعنے کے قابل نہ ہو، وہ دوسرے کو ارشاد و ہدایت کرے۔ اس بارے میں کوئی جواب نہیں پہنچا۔ مجھ یا ان میں سے یقیناً کوئی ایک ہدایت یا واضح گمراہی میں مبتلا ہے۔

میرے مخدوم (اور) مشیخت پناہ! شیخ عطاء اللہ، جو اس علاقے میں عزیز الوجود ہیں اور (فقیر کے) خاص دوستوں میں سے ہیں، انہوں نے آپ مکرم کی جانب سے کوئی نامناسب لفظ ظاہر نہیں کیا ہے اور انہوں نے اس قسم کے امور سے زبان بند کر رکھی ہے۔

آپ فقیر کو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھیں اور (اپنا) مشتاق جانیں۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا. قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا. (سورۃ الطلاق، آیت: ۳)

یعنی: شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کر دے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو مدد کرنے والا ہے، اور اس کے نبی

کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو۔

صاحبۂ مہربان اور فاطمہ زمان سَلَّمَهَا اللّٰهُ الْمَنَّان (اللہ انہیں سلامت رکھیں) کے عنایت نامہ گرامی نے معزز اور مشرف فرمایا۔ اَلدُّنْيَا مَزْرِعَةُ الْآخِرَةِ. (اتحاف، ۸: ۵۳۹) یعنی: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جس شخص نے جو کچھ یہاں بویا، وہ وہاں پائے گا۔

(آپ کی طرف سے) مبلغ چار سو روپیہ جو ہمشیروں کو مرحمت ہوا تھا، وقت پر موصول ہوا اور (فقیر نے) آپ کے لیے سحری کے وقت نیک دعا کی، جو کہ دعا کی قبولیت کا مقام ہے اور توبہ وزاری اور اِلتجا ورونے کا وقت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے اور اس پر اضافہ فرمائے اور اس گناہگار کو بھی اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے مقبولوں اور اپنے بندوں میں داخل فرمائے اور اپنی بارگاہ کا محرم بنائے: وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)

یعنی: اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔

اگرچہ (فقیر) اپنی دعا سے شرمندہ ہے، کیونکہ وہ خود کو اس قابل نہیں سمجھتا اور (خود) کو مخلوق میں سب سے زیادہ برا خیال کرتا ہے، لیکن اس سے چارہ نہیں رکھتا:

گر بدم ور نیک ازانِ توام
بستۂ طعمۂ بر سر خوان توام

یعنی: اگر میں بُرا ہوں یا نیک، بس تیرا ہی ہوں۔ تیرے دسترخوان پر کھانے کے جما ہوا ہوں۔

حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غصے ہوتا ہے، وہ جس قدر زاری کرے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین (عمل) دعا ہے۔ جو کچھ مانگے غنی مطلق سے مانگے، یہاں تک کہ اگر کھانے کا نمک ہو، وہ بھی اس سے مانگے۔ وہ غنی مطلق ہے، دوسرے سب فقیر ہیں، فقیر جو فقیر سے سوال کرے (یہ عمل) بڑا بے جا اور ناروا ہے۔

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ. (سورۃ محمد، آیت:۳۸)

یعنی: اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔

الغرض بندہ بننا چاہیے اور اپنی خواجگی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ بندگی اور خواجگی ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں۔ خدائی اور کبریائی ایک (ذاتِ باری تعالیٰ) کے لیے تسلیم شدہ ہے اور دوسروں کے لیے یہ دعویٰ غیر متوقع ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ (بہاء الدین) نقشبند قدس سرہٗ کے غلام اور کنیز نہیں تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''بندگی خواجگی کے ساتھ درست نہیں ہوتی۔'' نیز اُن سے ایک شخص نے کرامات طلب کیں تو انہوں نے فرمایا: ''اس سے زیادہ کونسی کرامت ہے کہ ہم اس گناہوں کے بوجھ کے ساتھ روئے زمین پر پھرتے ہیں؟'' حضرت شیخ (سیّد) عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو دیکھا گیا کہ آپ غلافِ کعبہ کو پکڑ کر کہہ رہے ہیں: ''اے اللہ! مجھے قیامت کے روز اَندھا اٹھانا، تاکہ میں نیکوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔''

عجیب معاملہ ہے، اس عاجز نے جس قدر اپنے قصور کو بہت زیادہ دیکھا، اس بلند درگاہ سے اتنی ہی زیادہ قبولیت دیکھی۔ یہ چیز اس فقیر کے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ اس طرح کی عطا کی بدولت ہے۔

مختصر یہ کہ کام کرنا چاہیے اور گناہوں اور نہ ختم ہونے والے عذاب کو یاد کر کے روتے اور تڑپتے رہنا چاہیے اور ایک لحظہ آرام نہیں کرنا چاہیے، خاص کر کے سحری کے وقت جو رحمت کے نازل ہونے کا وقت ہے، اور توبہ وزاری اس وقت میں قبولیت کے قریب ہے۔ حدیث میں ہے: اگر ایک قوم میں ایک آدمی روئے تو یقیناً اللہ سبحانہٗ اس کے رونے سے اس قوم کو اپنی کامل رحمت سے خوش کر دیتا ہے:

متاعے کزین رہ گذر یافتند　　لبِ خشک مژگان تر یافتند
بس کنم خود زیرکان را آن بس است　　بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: لوگوں نے جو دولت اس راستے میں پائی، وہ خشک ہونٹ اور پلکیں تر پائیں۔

۞ میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دوبار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو ہدایت کی بات کو مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۲۲

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے کمترین (آپ) صاحبہ مہربان مریم زمان سَلَّمَھَا اللّٰہُ الْمَنَّان (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کی خدمت عالیہ میں سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ یہ حقیر کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' جو حدیث کی بزرگ اور مشہور و معروف کتاب ہے، کا مطالعہ کر رہا تھا کہ یہ حدیث جو بہت بڑے فوائد (بڑی نصیحتوں) پر مشتمل ہے، نظر میں آئی، (لہٰذا) اس نے چاہا ہے کہ اس کو تحفے کے طور پر ارسال کرے۔ چونکہ (فقیر) حدیث مذکور میں بیان کردہ اُمور کی جانب آپ کی رغبت کرنے کو بڑی سعادت مندی خیال کرتا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث عربی میں تھی، لہٰذا اس کا ترجمہ لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ (اسے) ہمارے لیے مؤثر بنائے۔ حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کی نماز کے وقت ہم رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محروم رہے، یعنی آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مقررہ وقت پر (گھر سے) باہر تشریف نہ لائے۔ یہاں تک کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پس آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جلدی سے گھر سے باہر تشریف لائے۔ پس نماز کے لیے تکبیر پڑھی گئی۔ پھر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عادت شریف کے خلاف ہلکی اور

جلدی میں نمازِ فجر ادا کی۔ جب سلام دیا تو بلند آواز میں پڑھا اور ہمیں فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو، ان جگہوں پر جہاں نماز کی صفیں باندھیں ہیں۔ چنانچہ ہم بیٹھے رہے۔ پھر آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے رخِ انور ہماری طرف فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: آگاہ رہو کہ یقیناً میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں جس نے مجھے نمازِ فجر میں تم سے روکے رکھا۔ بیشک میں رات کے ایک حصے میں بیدار ہوا جس طرح نمازِ تہجد کے لیے اٹھنے کا معمول تھا۔ پس میں نے وضو کیا اور ادا کیا جو کچھ مقدر تھا۔ پھر میں نے چاہا کہ نمازِ (فجر) کے لیے جاؤ، یہاں تک کہ میں بوجھل ہو گیا۔ پھر اچانک دیکھتا ہوں کہ پروردگار میرے ساتھ ایک اچھی صورت میں ہے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا بیان ہے یا اپنی حالت کا؟ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت کا بیان ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی صورت مراد ہے ایک اچھی صفت اور ایک (اچھی) شان میں۔ اور اگر اپنی حالت کی صفت (مراد) ہے تو اس میں (کوئی) اشکال نہیں۔ یعنی: میں اس حالت کے اندر اچھی صفت اور پسندیدہ صورت میں تھا۔

پس پروردگار نے فرمایا: اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! میں نے عرض کیا: لَبَّیکَ. یعنی: (اے اللہ!) میں تیرے حضور حاضر ہوں، اے میرے پروردگار! آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث و جھگڑا کرتے ہیں؟ مراد ہے کہ کونسے اعمال ہیں جن کی فضیلت کے بارے میں (فرشتے) بحث اور گفتگو کرتے ہیں؟ یا ان کو قبولیت کی جگہ لے جانے کے بارے میں جھگڑا اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یعنی: ہر ایک فرشتہ دوسرے کے ساتھ گفتگو کرتا ہے کہ میں نے ان کو قبولیت کی جگہ لے جانے میں پہل کی ہے۔ یعنی: جس جگہ کہ نیک اعمال قبول ہوتے ہیں (اس جگہ) لے جاتے ہیں۔ یا (فرشتے) ان اعمال کے پہلے لکھنے (کے بارے) میں ایک دوسرے سے بحث کرتے ہیں، یا انسانوں پر رَشک کرتے ہیں کہ وہ جسمانی شہوتیں رکھنے کے باوجود ایسے کمال فضائل کی خصوصیت اور اِمتیاز رکھتے ہیں۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا اور میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ بات کو پروردگار نے مجھ سے دریافت فرمایا۔

پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: پس میں نے دیکھا کہ پروردگار میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کھڑا ہے، یہاں تک کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں ایک سرور اور راحت پائی۔ پھر علوم میں سے ہر چیز میرے لیے ظاہر ہوئی اور روشن ہو گئی اور میں نے سب کو پہچان لیا۔

پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! میں نے عرض کیا: لَبَّیْکَ. یعنی: اے اللہ! میں تیرے حضور حاضر ہوں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: جو فرشتے عالم بالا کے ہیں، وہ کس چیز میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ کفارات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یعنی وہ اعمال جو گذشتہ گناہوں کی کفارات (تلافیاں) کرتے ہیں۔ فرمایا: گناہوں کی کفارات (تلافیاں کرنے والے اعمال) تین چیزیں ہیں؛ پہلی: پاؤں سے چل کر باجماعت نمازوں کے لیے جانا۔ یعنی آدمی جس قدر دُور کا راستہ چل کر باجماعت نماز پانے کے لیے آتا ہے، اتنا ہی (زیادہ) وہ بڑی بشارت سے مشرف ہوتا ہے، دوسری: نمازوں (کی ادائیگی) کے بعد مسجدوں میں دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھنا، تیسری: پوری طرح (پانی سے) وضو کرنا، اس حالت میں جب طبیعت پانی کے استعمال سے ناخوش ہوتی ہو، جس طرح کہ سردی اور بیماری میں (ہوتا ہے)۔

پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اس کے بعد (فرشتے) کس چیز میں جھگڑا اور بحث کرتے ہیں؟ فرمایا: درجات۔ یعنی: ان اعمال کے بارے میں جن میں ثواب اور قربِ الٰہی زیادہ ہو جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کس چیز میں کونسے درجات ملتے ہیں؟ فرمایا: (مثلاً) کھانا کھلانے کے درجات ہیں جو کہ عام ہیں اور اس کا دوسرا نفع لوگوں کے ساتھ اخلاق اور مہربانی سے بات کرنے کی خوبی نصیب ہونا ہے، نیز ماتحتوں اور پریشان حالوں سے سختی نہ کرنا۔ دوسرا راتوں میں نماز (نفل) پڑھنا، جب لوگ سوئے ہوں۔

(پھر) پروردگار تعالیٰ نے فرمایا: آپ مجھ سے سوال کریں اور نیک مرادیں طلب کریں (اور) اپنے لیے دعا کریں اور جو کچھ چاہتے ہیں (اس کا سوال کریں)۔ میں نے

عرض کیا اوران الفاظ میں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَۃً بِقَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ.

اس کا معنی یہ ہے: اے ہمارے اللہ! بیشک میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کا سوال کرتا ہوں اور مسکینوں کی دوستی کا سوال کرتا ہوں (اور یہ کہ تو) مجھے بخش دے اور میرے اوپر رحم فرمائے، اور جب تو اپنے بندوں کو ابتلا اور آزمائش میں ڈالنا چاہے اور گمراہ کرنا چاہے، یعنی (ان پر) ایک مصیبت بھیجے جس سے خوف، نقصان اور دین کا زوال ہو تو پھر تو مجھے اس سے (پہلے) موت دے دے کہ میں (اس) فتنے میں گرفتار ہو جاؤں، اور میں تجھ سے تیری دوستی کا سوال کرتا ہوں، اور اس آدمی کی دوستی کا جو تیرا دوست ہے اور اس عمل کی دوستی کا جو مجھے تیری دوستی کے قریب کر دے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّھَا حَقٌّ، فَادْرُسُوْھَا فَاِنَّھَا حَقٌّ فَاحْفَظُوْھَا ثُمَّ تُعَلِّمُوْھَا. (رواہ احمد و الترمذی) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

پس آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے صحابہ (کرامؓ) سے فرمایا کہ میں نے اس حدیث میں یہ واقعہ دیکھا تو کہا: سچ اور درست ہے، پس تم اس کو پڑھو اور اس کے معانی اور الفاظ یاد کرو، اس کے بعد لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ (احمدؒ و ترمذیؒ نے اسے روایت کیا ہے) اور ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

صاحبہ مہربان (اور) فقیروں کی پرورش کرنے والی اور قدردان! چند روز ہوئے ہیں شیخ عبدالرحمٰن، میرے غفران پناہ بھائی سیف الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے بیٹے اپنی والدہ (ماجدہ) کے ہمراہ یہاں آکر فقیر کے گھر میں (مقیم) ہیں۔ اب اپنے وطن کی طرف جانے اور واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دونوں آپ صاحبہ مہربان کی خدمت میں سلام و نیاز پیش کرتے ہیں اور دعا میں مشغول ہیں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۲۳
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

مخلوق میں سے احقر آپ کی خدمتِ عالیہ میں نیاز و سلام پیش کرنے کے بعد عرض کرتا ہے چونکہ رمضان کا مبارک مہینہ قریب پہنچ گیا ہے، (لہٰذا) اس کی فضیلت میں چند حدیثیں ترجمہ کے ساتھ لکھ کر آپ کی خدمت عالیہ میں بھیجی ہیں، ان کا مطالعہ فرمائیں اور ان (سے نفع) حاصل کرنے کی کوشش کریں، وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ. یعنی: اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا اور مددگار ہے۔

وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ، فَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلَةٍ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَّمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَاۗءُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ. (مشکوٰۃ، نمبر ۱۹۶۵، کنز العمال، نمبر ۲۳۲۷۶، نیز ۲۳۷۱۴)

یعنی: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شعبان کے آخری روز ہمیں بلایا۔ پھر ہمیں ارشاد فرمایا: اے لوگو! یقیناً تمھیں شرف بخشا اور تمہارے اوپر سایہ کیا ایک بزرگ مہینے نے۔ یہ ایک بزرگ مہینہ ہے اور ایک مہینہ ہے کہ جس میں برکت نازل ہوئی ہے۔ اس مہینے میں ایک رات ہے جسے ہزار مہینوں سے بہتر بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کا روزہ فرض بنایا ہے اور اس کی رات میں نماز پڑھنے کو (اللہ تعالیٰ نے) اس بندے کے لیے نفل اور سنت بنایا جو حق تعالیٰ کی درگاہ کا قرب تلاش کرے، جو آدمی اس مہینے میں نیک عمل کرے، یعنی نفل، ایسا (درجہ) پائے گا جیسے آدمی نے فرض ادا کیا۔ اسی طرح جو آدمی فرض نماز کو ادا کرے گا تو وہ ایسے درجہ پائے گا جیسے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرتا ہے۔

ماہِ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں نفسانی خواہشات سے صبر ہے اور صبر کرنے کا ثواب جنت ہے۔ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں فقیروں اور بھوکوں سے غمخواری کرنی چاہیے، یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں مسلمانوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو آدمی کسی کا روزہ کھلائے اس کے لیے (یہ عمل) روزہ دار کی مانند اس کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور اس کے لیے آگ (جہنم) سے آزادی کا سبب ہے، اور اس کے لیے روزہ دار کی مانند اَجر ہے، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہم میں سے ہر آدمی اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو روزہ دار کو دیں، یعنی ہم فقیر ہیں اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ پانی میں ملا کر پلائے، یا وہ ایک گھونٹ پانی رکھتا ہو اور اس کو روزہ دار کو پلائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے پانی پلائے گا اور اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی، یہاں تک کہ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

ماہِ رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل اللہ کی رحمت کے نزول کا سبب ہے اور اس کا درمیان مغفرت اور گناہوں کی بخشش ہے، اور اس کا آخرت دوزخ سے آزاد ہونے کا

ذریعہ ہے، اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام پر تخفیف کرے، یعنی اس سے خدمت کم لے، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور اسے آگ سے آزاد فرمائے گا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (صحیح البخاری، ۳:۳۳، ۸:۲۱؛ سنن ابی داود، نمبر ۲۳۶۲؛ جامع الترمذی، نمبر ۷۰۷)

یعنی: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹی بات اور جھوٹا عمل یعنی باطل اور برا اور خلافِ شرع کام ترک نہ کرے، اللہ تعالیٰ کو اِس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ اور اس سے مراد اس کے روزے کا قبول نہ ہونا ہے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ روزے کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی (قسم) عوام کا روزہ ہے جو تمام نوعِ انسانی کے لیے ہے۔ یہ خود کو ان چیزوں کے کھانے اور پینے وغیرہ سے محفوظ رکھنا ہے، جو شرعی طور پر منع کی گئی ہیں۔ (دوسری قسم) خاص کا روزہ ہے: یہ اعضا اور حواس کو حرام اور مکروہ لذتوں اور شہوتوں سے روکنا ہے، بلکہ مباحات میں بھی مستغرق اور ضرورت سے زیادہ مشغول ہونے (سے بچنا ہے)، نیز جو چیز کسرِ نفسی کے منافی اور اس کو ضائع کرنے والی ہے (اس سے بھی بچنا ضروری ہے)۔ (تیسری قسم) خاص الخاص کا روزہ ہے۔ یہ ہر اُس چیز سے خود کو محفوظ رکھنا ہے جو حق سے پست ہے، اس کے علاوہ کسی سے التفات نہ رکھنا اور اللہ سبحانہٗ کے سوا کسی سے تعلق نہ رکھنا۔

بعض علماء کے نزدیک غیبت بھی روزے کو خراب کرنے والی ہے۔ علماء کے نزدیک غیبت، جھوٹ اور باطل عمل سے روزے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے، اگرچہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاٰءِ وَابْتَلَیْتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ. (مستدرک الحاکم، ۱:۴۲۲؛ سنن ابی داود، نمبر ۲۳۵۷)

یعنی: (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

جب روزہ کھولتے تھے تو فرمایا کرتے تھے، پیاس بجھ گئی اور رَگیں تر ہو گئیں اور اَجر و ثواب ثابت ہو گیا، ان شاء اللہ۔

صاحبِ مہربان سلامت! ماہِ رمضان کے فیوض و برکات اور انوار و اسرار کی کثرت، جو اہلِ عرفان کو مشاہدہ اور محسوس ہوتی ہے، (فقیر) اس سے کیا بیان کرے؟ کیونکہ یہ تحریر کے دائرے اور تقدیر کے احاطے سے باہر ہے:

ع گر بگویم شرح آن بیحد شود

یعنی: اگر میں اس کی شرح بیان کروں تو بہت زیادہ ہوگی۔

بلکہ وہ اصلاً شرح اور بیان میں نہیں سمائے گی۔ اس کی ہر رات میں دریائے رحمت ہے اور ختم نہ ہونے والے آثار و انوار اور طاق راتیں جو رحمت کا گنجینہ اور حکمت کے خزانے ہیں۔ ستائیسویں کی رات بڑی قدر کی اُمید ہے اور اس رات میں اس کے انوار و اسرار بڑے مجرب ہیں۔ ان میں سے بعض راتوں میں جب انوار کے ورود نے شرف پایا اور اس اثناء میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو گویا لیلۃ القدر ایک صورت میں متشکل ہو کر باہر آ گئی اور مخلوق کے اس کمترین نے دعا کی بھیک مانگی: رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ. (سورۃ التحریم، آیت: ۸)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا فرما دے، ہمیں معاف فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

یعنی: اور ہمارے سردار (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۲۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہِ الۡکَرِیۡمِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہِ الۡعَظِیۡمِ وَآلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ

صَحْبِهِ الْفَخِيْمِ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو کریم مددگار ہے اور اس کے عظیم نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی کریم آل (اطہارؓ) اور بزرگ صحابہ (کرامؓ) پر درود وسلام ہو۔

(فقیر) آپ کے مکتوبات گرامی کے ملنے سے (آپ کے) الطاف ومہربانی کے کمال سے مشرف اور معزز ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحبہ مہربان جو خیرات و برکات کا سرچشمہ ہیں، کو دیر تک کامل خیر وخوبی کے ساتھ فقیروں کے سر پر سلامت رکھے۔ آپ نے قبلہ گاہی قطب الاقطاب اور پیر دستگیر (خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے عرس کے لیے مبلغ پانچ سو روپے عنایت فرمائے ہیں، (جو) انتظار کی حالت میں پہنچ گئے۔ فقیر اپنی فکر کے مطابق درحقیقت اس کی استعداد نہیں رکھتا تھا، قرض بھی نہیں لیا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰه (اللہ کا شکر ہے) کہ آپ صاحبہ مہربان (اور) قدردان نے اس چیز سے فارغ البال بنا ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آخرت کی نجات کا وسیلہ بنائے۔

عجیب معاملہ ہے کہ بزرگوں کے عرس کی مجالس میں محسوس اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ ان کی پاکیزہ ارواح کمال جاہ وجلال کے ساتھ حاضر ہوتی ہیں اور اُن کے انوار و برکات گویا عالم کو گھیر لیتے ہیں اور اس امر میں ان کی رضا کی نہایت ظاہر ہوتی ہے۔ امید ہے کہ یہ خدمت مولائے حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی رضا کا سبب بن جائے، کیونکہ ان کی محبت عین محبت الٰہی ہے اور نہ ختم ہونے والی سعادتوں کا موجب ہے۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری رضا کے لیے محبت کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ میرے لیے بیٹھتے تھے اور میرے لیے سخاوت کرتے تھے؟ کہ آج میں ان کو اپنے عرش کے نیچے سایہ فراہم کروں۔ اس روز عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

نیز ایک دوسری جگہ حدیث میں آیا ہے کہ جو لوگ خدا کے لیے (کسی سے) محبت رکھتے ہیں، قیامت کے روز اُن کو نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا۔ چنانچہ پیغمبر اور شہیدان

کے درجہ قرب پر رشک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اپنے دوستوں کی محبت پر زندہ رکھے اور موت دے اور اپنے دوستوں کے زمرہ میں دوبارہ زندہ کرے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ماثورہ دعاؤں میں یہ دعا بھی آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِىْ فِىْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ. (اتحاف، جلد۶: ۲۸۹؛ مجمع الزوائد، جلد۱۰: ۲۶۲؛ مشکوٰۃ، نمبر ۵۱۴۵، ۵۲۴۴)

حدیث کے معنی یہ ہیں: اے اللہ! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ، اور مجھے مسکینی میں موت عطا فرما اور روزِ قیامت مجھے مسکینوں کے گروہ میں دوبارہ زندہ فرما۔

گویا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے امت کی تعلیم کے لیے (یہ) ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہے کہ جس سے محبت رکھتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے محبوں اور دوستوں کو اُمید ہے کہ وہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے ساتھ ہوں گے اور آپ کے درجات میں شریک ہوں گے۔ تفاسیر کی کتابوں میں بیان اور لکھا ہے کہ ایک روز قریش کے سرداروں اور رئیسوں، جو کافر تھے، نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا کہ آپ کی مجلس میں فقیر اور غلام ہوتے ہیں، (لہٰذا) ہمیں ان (کے ساتھ بیٹھنے) سے شرم آتی ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲۵

حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق آگاہ، دینی بھائی حاجی عبداللہ! فقیر کی طرف سے نیک انجام سلام قبول کریں

اور دعائے خیر سے فراموش نہ کریں اور فقیر کو نیز دُعا میں (مشغول) سمجھیں۔

ہائے افسوس! ہر کسی کے لیے قبر اور عذاب قبر سامنے ہے، اطمینان اور آرام کس طرح ہوگا؟ (فقیر) نہیں جانتا کہ کل رہنے کی جگہ اور ٹھکانا کہاں ہوگا؟ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: اُس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں، تو جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔

عمل کا وقت ہے نہ کہ حرص اور لمبی آرزوؤں کا وقت! وقت کام (کرنے) کا ہے نہ کہ کھانے اور سونے کا موسم! کل عمل کی پوچھ ہوگی نہ کہ فرزند اور مال کی!

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ. (سورۃ الشعراء، آیت:۸۸) فَاعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ لا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ. (سورۃ حم السجدۃ، آیت: ۴۰)

یعنی: جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے۔ ہاں، جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا۔ پس جو چاہو سو کرلو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران چہ شد

یعنی: سعادت کی توفیق کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اُترتا، سواروں کو کیا ہوا؟

نیک صفات صوفی قربان کو اِس وعدے کے لیے جو آپ نے ان سے شاہجہان آباد میں کیا تھا، آپ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ یقین ہے کہ آپ وعدے کے مطابق ان کے حق میں کامل کوشش کریں گے، تاکہ وہ کامیاب اور شکر گزار (بن کر) آئیں، کیونکہ اس مقصد کا حاصل ہونا اس فقیر کے لیے کمال مسرت کا باعث ہے۔ اس بارے میں زیادہ مبالغہ کیا کیا جائے!

طریقت کے سب ساتھی خوش رہیں، سب کو سلام پہنچائیں اور ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں رہیں۔ پیارے بھائی حاجی عبداللہ کو غنیمت سمجھیں اور ان حاجی (صاحب) کے حلقۂ ذکر میں لازمی (شریک) رہیں۔ فقیرزادہ ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کا سلام حاجی (صاحب) اور تمام دوستوں کو قبول ہو۔

وَالسَّلام.

مکتوب نمبر ۱۲۶

حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق آگاہ، حاجی الحرمین الشریفین! اور شرافت وسعادت کے حاملین نوروز بیگ، بہرام بیگ اور پرنظر بیگ اور تمام دوست خوش رہیں، اس فقیر کی جانب سے نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ انسان کا خلاصہ اور جو وجۂ امتیاز ہے اُس کو اِس اور اُس سے یہی شوق اور عشق ومحبت ہے۔ مختلف انسانوں میں جو فرق ہے وہ اس لحاظ سے ہے: اِنْ كَانَ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَّاِنْ كَانَ شَرًّا فَشَرٌّ.

یعنی: اگر خیر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر بُری ہے تو برائی ہے۔

عشق آن شعلہ است کہ چون برفروخت — ہرچہ جز معشوق باشد جملہ سوخت
تیغ ''لا'' در قتل غیرِ حق براند — فکر کن زان پس کہ بعد از ''لا'' چہ ماند
ماند ''الا اللہ'' باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشقِ شرکت سوز رفت

(مثنوی، جلد۵: ۶۹)

یعنی: عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہوگیا تو جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے وہ سب جل گیا۔

۞ ''لا'' کی تلوار ماسوئ اللہ کے قتل میں چلا (اور) پھر دیکھ کہ ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا؟

۞ ''الا اللہ'' رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا، اے عشق! شرکت کو جلانے والے زبردست! تو خوش رہے۔

ایک مدت ہوئی ہے کہ (فقیر) کو آپ عزیزوں کی صحت وسلامتی کی کوئی خبر نہیں ہے۔ بہر حال جہاں بھی رہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں رہیں اور اپنے فرحت انجام حالات لکھتے رہیں کہ یہ چیز بندے کی تسلی خاطر کا باعث ہے۔ اس فقیر کا دِل درہم برہم ہونے کے فکر سے تنگ آ گیا ہے، باوجود اِس کہ دین پناہ بادشاہ اپنے کامل اخلاص وعنایت کی بدولت خود سے جدا نہیں فرماتے تھے، (لیکن) بہر وجہ رخصت لے لی، چونکہ فرنگی کافروں کی جنگ کی وجہ سے سمندری راستہ تاحال بند ہے، لہٰذا (فقیر) کا وطن سے جو حرمین شریفین کو جانے کا ارادہ تھا، اس کے دکن کی طرف ہو جانے کے سبب اس سے مشرف نہ ہو سکا، مجبوراً اس نے اس طرف تیاری کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ (فقیر) فرزند اور متعلقین کے ساتھ مؤرخہ ۹ رمضان المبارک کو شاہجہان آباد میں داخل ہوا۔ چونکہ عاجزہ کے کارِ خیر کے دن نزدیک آ گئے ہیں، لہٰذا برسات کی گزرگاہ کے وہم کے بعض لوازمات کی وجہ سے چند ماہ اس مقام پر قیام کیا۔ جب راستے خشک ہو جائیں تو امید ہے کہ سرہند شریف جا کر اس گزرگاہ سے فارغ ہو جائیں گے۔ وہاں سے اس معاملے کے بعض لوازمات میں سے ایک اونٹ جو اوّل اور خوب قسم کا ہو، ضرور درکار ہے۔ اس بنا پر صرف اس صورتِ حال کی اطلاع کے لیے ایک اُجرتی قاصد بھی عزیزوں کی جانب بھیجا گیا ہے۔ چونکہ ان دنوں میں میرے فرزند خواجہ ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کا اس علاقے میں آنا مقرر ہوا ہے، اس خیر کے لوازمات میں جتنا میسر ہو سکے، کوشش کریں، لیکن دوستوں کو زیادہ زحمت نہ ہو۔

طریقے کے تمام دوستوں کو سلام قبول ہو۔

مکتوب نمبر ۱۲۷

(حضرت) شیخ محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

سعادتمند فرزند شیخ محمد زبیر جیو (رحمۃ اللہ علیہ) اس فقیر سے سلام قبول کریں اور سلامتی کو جرائم اور گناہ کے ترک کرنے (اور) اللہ تبارک وتعالیٰ کی درگاہ پاک (کے قرب) میں سمجھیں۔ آپ فرزند کا پسندیدہ مکتوب، جس میں بلند گفتگو اور ارجمند مقامات تحریر تھے، موصول ہوا اور اس نے خوشحال بنایا:

ع　　　　اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

یعنی: اے (مہربان)! تو خوشحال رہے کہ تو نے ہمیں خوشحال بنایا۔

(اس میں) لکھا تھا کہ (آپ کو) الہام ہوا: ''ہم نے تیری دنیا کو آخرت کا حکم دیا ہے۔'' یہ چیز بزرگوں کے الہامات میں سے ہے اور اس کے معانی حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) نے مفصل بیان فرمائے ہیں۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۲۰)

یعنی: اور یہ اللہ کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

نیز آپ نے لکھا ہے کہ بعض اوقات محبوبیت کے اسرار اِس قدر درمیان میں آتے ہیں کہ قریب ہے کہ اس وقت (بندہ) اپنا عاشق بن جائے۔ فقیر کو بھی اسرار محبوبیت کے ظہور کے وقت میں ایسی حالت پیش آتی ہے جو بیان کے احاطے سے باہر ہے:

ع　　　　گر بگویم شرح آن بیحد شود

یعنی: اگر میں اس کی شرح بیان کروں تو بہت زیادہ ہوگی۔

بلکہ یہ اسرار بہت زیادہ بلندی اور لطافت کی بدولت ان اسرار میں سے ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے۔ حیرت میں (ہوں) کہ یہ اسرار محبوب مطلق (حضرت) محمد رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی محبوبیت کے سمندروں میں سے ایک قطرہ ہیں، پس وہ (سب) اسرار کس طرح نظر آئیں گے؟ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۰۵)

یعنی: خدا تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

قطبیت کا منصب ایک (شخصیت) کے لیے ہے اور دو کی گنجائش نہیں رکھتا، مگر نیابت کے طریقے سے۔

عجب! ہزار عجب کہ (آپ نے) بیگم جیو اور دوسرے اہلِ حقوق کو سلام نہیں لکھا۔ گزر گیا جو گزر گیا۔ پھر اس طرح نہ ہو۔ اہلِ حقوق کی طرف سے سلام پہنچے۔

حاجی حرمین شریفین پیارے بھائی عبداللہ اور دوستوں میں سے جو بھی وہاں ہو، (سب کو) سلام ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں:

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

میں نے سنا ہے کہ خوش رہنے والے بہرام بیگ نے ایک اونٹ نیاز کیا ہے، اگر سچ اور درست ہے تو اُس کو بیچ کر اُس کی قیمت لے آئیں۔

مکتوب نمبر ۱۲۸

(حضرت) شیخ محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

فرزند شیخ محمد زبیر زَادَ اللّٰہُ عِزَّہٗ وَتَوْفِیْقَہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی عزت اور توفیق میں اضافہ فرمائے) کے مکتوب نے خوشحال بنایا۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض دوستوں کے حق میں اس فقیر کی زبان سے نقل کرتے تھے اور اِس فقیر نے آپ کی زبان سے اپنے حق میں (اس

کو) مکرر سنا ہے، نیز اپنے کشف سے بھی اپنے مادّہ میں (اس کو) پایا۔ بیٹا! آپ کو معلوم رہے کہ یہ فقیر اس بشارت سے اور کچھ اصلاً یاد نہیں رکھتا۔ آپ کے مادّہ میں وراثت کے راستے سے (بھی) یہ عظیم و بزرگ معاملہ درست آتا ہے، ممکن ہے کہ ہو۔

نیز لکھا تھا کہ بعض اوقات خود کو وراثت کے طریقے سے اس رحمت کا مظہر پاتا ہے جس سے سیّد المرسلین (اور سیّد) الاوّلین والآخرین (حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو قرآن مجید میں (اس طرح) بشارت دی گئی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. (سورۃ الانبیاء، آیت:۱۰۷)

یعنی: اور (اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم)! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

میرے بیٹا! یہ ہو سکتا ہے، اگرچہ یہ بزرگ (بات) ہے:

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نواز دیں تو کیا عجب ہے۔

کیونکہ بعض اوقات اس قدر کشادہ اور صاف سامنے آتی ہے جو لکھنے میں نہیں آ سکتی۔ مبارک ہو اور اِس کی تفصیل حاضری کے موقع پر بیان کریں۔ وَالْبَاقِیُ عِنْدَ التَّلَاقِیُ. اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی.

یعنی: اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو باقی باتیں ملاقات پر ہوں گی۔

آپ کی والدہ، ہمشیرہ اور (بیٹے) غلام احمد سلامت و قائم رہیں۔

مکتوب نمبر ۱۲۹

(حضرت) شیخ محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

فرزندار جمند محمد زبیر زَادَ اللّٰہُ عِزَّہٗ وَتَوْفِیْقَہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی عزت وتوفیق میں اضافہ فرمائے) کا پسندیدہ مکتوب پہنچا اور (اس کے) مضامین سے آگاہی ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَ عَلٰی جَمِیْعَ نِعْمَآئِہٖ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ کا اِس پر اور اُس کے تمام احسانوں پر شکر ہے۔

فقیر آپ کے ان حالات و واردات سے (اس) لکھنے سے پہلے ظاہراً متوقع تھا۔ اللہ سبحانہٗ کا شکر ہے کہ آپ کو بھی معلوم ہو گیا۔ قطبیت کا معاملہ اس کے کمالات کے راستے سے اس فقیر کی نیابت کے طور پر ہوا ہوگا، ورنہ یہ منصب کسی کے لیے نہیں اور قیومیت و محبوبیت کے اسرار کا ظہور اور دوسری عظیم موروثی خلعت سب ممکن، بلکہ واقع ہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی، وَالْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ. (یعنی: اور غیب کو اللہ سبحانہٗ ہی جانتے ہیں)۔

اپنی والدہ اور ہمشیرہ کو فقیر کا سلام پہنچائیں اور (فقیر کو) ہمیشہ اپنی بھلائیوں کے حاصل کرنے کی دعاؤں میں (مشغول) اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

میرے بیٹے غلام احمد کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے دارین کے کمال حاصل ہوں۔ گذشتہ غلطیوں کی تلافی ہو اور درگاہ اعلیٰ میں قبول ہوں۔

یہ ارادہ اس نزدیکی میں مصمّم ہو گیا تھا، لیکن چونکہ میرے بیٹے ابوالاعلیٰ کی عاجزہ کا کارِ خیر درمیان میں آ گیا اور اِسی طرح دوسرے واقعات (مثلاً) میرے بیٹے محمد عمر کی اہلیہ کی رحلت وغیرہ اس کے علاوہ پیش آ گئے۔ ان امور سے فراغت پانے اور اس کی دوسری رکاوٹوں کے دور ہونے کے لیے چند ماہ اور اِس علاقے میں رہنا پڑا۔ یہ عزم پختہ ہے، دیکھئے عالمِ غیب میں کیا مقدر ہے؟ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! تو ہمارے سب کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

ہائے افسوس!

گر بماندیم زندہ بر دوزیم   دامنے کز فراق چاک شدہ

در برفتیم عذر ما بپذیر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو اِس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔

◎ اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

(فقیر) ملاقات کی شوق کے بارے میں کیا لکھے؟ اللہ تعالیٰ اچھے طریقے پر میسر کرے۔ بہرحال یہ فقیر رات اور دن کے اطراف میں مکرر و معزز فرزندوں اور متعلقین کی خیریت کی دعا میں اپنے بیٹوں کی طرح مشغول ہے اور (بیٹا) آپ مکرم سے بھی ایسی کی توقع رکھتا ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسنِ قبول
آن کہ دُرّ ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بناڈالا ہے۔

میرے مخدوم! سنا گیا ہے کہ جو عزیز غائب تھا وہ فوت ہو گیا اور میرے بیٹے! جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ (آپ نے) کچھ نہیں دیکھا۔ چونکہ آدمی طبعاً معاشرے میں رہنے والا ہے اور وہ نور چشم عین جوانی میں ہے۔ اس معاملے میں دوسری بار (عرض ہے کہ) بزرگوں کے طریقے سے اگر کسی جگہ سے خاطر شریف میں اس امر کا مقبول ہونا معلوم ہو جائے تو کمالِ اسلام ہے اور اس پر عمل کرنا رحمان (اللہ تعالیٰ) کی سنت ہے۔ باقی اس کا اختیار آپ مہربان کو (حاصل) ہے۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۳۰

حاجی حبیب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق و معارف آگاہ، میرے بھائی، میرے پیارے، حاجی الحرمین حاجی حبیب اللہ لَایَزَالَ کَاسْمِہٖ حَسْبُنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ (وہ ہمیشہ اپنے نام کی طرح رہیں، ہمارے لیے اللہ سبحانہٗ کافی ہے)، اس زخمی دل درویش کی جانب سے نیک انجام سلام قبول فرمائیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

ایک بزرگ نے فرمایا: اِنْ اَرَدْتُ السَّلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتُ الْکَرَامَۃَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَۃِ. یعنی: اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا پر سلام کر اور اِس سے جدا ہو جا، اور اگر تو کرامت اور بزرگی چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر کہہ اور اِس کے بغیر مت رہ۔ بزرگ کا فرمانا یہ ہے کہ آخرت کو چاہ اور مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا طالب بن۔ ان کا مقصد یہ نہیں ہے تو آخرت کے کاموں میں مشغول نہ ہو، بلکہ ان کا منظورِ نظر اللہ سبحانہٗ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے، ہائے افسوس!

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَھْوٍ وَلَعِبٍ
فَاٰھَا ثُمَّ اٰھَا ثُمَّ اٰھَا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

ایک عجیب معاملہ ہے کہ اس سب خرابی، شرمندگی اور بیکاری میں عمر گزارنے کی خجالت کے باوجود، جیسا کہ (فقیر) اس طرح خود کو اللہ سبحانہٗ کی بے انتہا عنایتوں کا مورد بھی سمجھتا ہے جن کو زبانِ قلم تحریر نہیں کر سکتی۔ خاص کر رمضان کے مبارک مہینے میں ہم پر دوستی و محبت اور محبوبیت کے دقائق و اسرار نے اس قدر مسلسل شرف ورود پایا کہ انہوں نے بے طاقت کر دیا اور (فقیر) ان کے اظہار کی زبان نہیں رکھتا تھا۔ (اس کے بعد) ستائیسویں کو لیلۃ القدر کی رات بھی۔

پس یہ کام آسان ہے اور بندہ بننا بہت مشکل ہے۔ الٰہی! بندہ بنا، آج کا کام کل پر

مت ڈال، هَلَکَ الْمُسَوِّفُوْنَ. یعنی: وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے نیک کام کرنے میں تاخیر کی۔ آخرت کے کام کو کل پر نہیں ڈالنا چاہیے اور دنیا کا کام آسان ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا. یعنی: اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا اور مددگار ہے اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) پر بہت ہی زیادہ درود (وسلام) ہو۔

حصہ دوّم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتوب نمبر۱

مخدوم زادہ شیخ ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) اور محمد عمر (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔
نعمتِ الٰہی عزاسمہٗ کی تحدیث اور بعض اسرارِ عالیہ اور معارفِ گرامی کے بارے میں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

فرزندانِ گرامی! (آپ) عافیت اور اِستقامت کے ساتھ ہوں۔ اس علاقے میں فقیر کے حالات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہزار ستائش اور شکر گزاری کے لائق ہیں۔ اَلۡمَسۡؤُلُ مِنَ اللّٰہِ سُبۡحَانَہٗ عَافِیَتُکُمۡ وَاسۡتِقَامَتُکُمۡ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا.
یعنی: اللہ سبحانہٗ تمہاری عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لیے سوال کرتا ہوں۔

(فقیر) اور کیا لکھے کہ خیر و برکت کی اس سیر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے کس قسم کے فیوضات اور نہ ختم ہونے والی واردات اس بے سروسامان کے شاملِ حال ہوئی ہیں؟ محبوبیت اور قرب ومعیت کے مراتب کے اتنے دقائق واسرار سے سرفراز کیا گیا ہے کہ اگر اِس سے تھوڑا سا ظاہر ہو جائے تو خاص (حضرات) عام لوگوں کی طرح تعجب کرنے لگیں اور اتنی اچھی صفات اور خصوصیات نے ابنائے جنس میں امتیاز پایا ہے کہ ان کا الفاظ میں ظاہر کرنا فتنہ کا سبب ہوگا۔ (یہ) ایسے امور ہیں جن کے تصور سے عقل متزلزل ہو جاتی ہے، پس ان کی حقیقت کو کیسے سامنے لایا جائے؟ آواز دیتے ہیں کہ لَیۡسَ عَلٰی وَجۡهِ الۡاَرۡضِ مِثۡلُکَ اَحَدٌ. (یعنی) آج روئے زمین پر تجھ جیسا کوئی شخص نہیں ہے۔ بلکہ اس پر بھی اضافہ کرتے ہیں (یعنی) جو قرب تجھے (حاصل) ہے دوسرے کو نہیں ہے۔ اسی طرح اور ایسے ہی۔ پھر

اِسی طرح اور ایسے ہی۔

(فقیر) حضرت سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نوازشوں اور عنایتوں کے کمال، جو مسلسل اور لگا تار ہیں، کی شرح کتنی اور کہاں تک کرے؟ اور بزرگ فرشتوں کی حاضری، بلکہ انبیائے عظام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی تشریف آوری، اور اِسی طرح اولیائے کرام (کی آمد) کو خصوصیات اور جستجو کے ساتھ کہاں تک بیان کرے؟ اسی طرح بڑے مناصب مثلاً قطبیت اور قیومیت و اَصالت کے مخصوص ہونے کا اظہار لوازمات و اسرار کے ساتھ کس طرح کرے اور کیا لکھے؟ اگر کئی دفتر ان مراتب کے اظہار میں لکھ ڈالے تو بھی ابھی تک اس نے ان کی حقیقت سے کچھ نہیں لکھا:

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصہ غریب وحدیث عجیب است

یعنی: حافظ کی یہ سب فریاد آخر فضول گوئی نہیں ہے، (یہ) قصہ بھی انوکھا ہے اور بات بھی عجیب ہے۔

سریان وانوار کا اتنا غلبہ اور احاطہ شاملِ حال ہوا کہ قریب ہے کہ ظاہر بھی باطن کے رنگ میں عالم سے کٹ جائے۔ وَصَدَقَ مَنْ قَالَ لَوْلَا الْغَفْلَةُ لماتَ الصِّدِّيقُوْنَ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

یعنی: اور کہنے والے نے سچ فرمایا کہ اگر غفلت نہ ہوتی تو صدیق لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے۔

عجیب معاملات درمیان میں ہیں کہ گویا اوّلین اور آخرین میں اس (کی وجہ) سے ایک ولولہ اور شور اُٹھ پڑا ہے اور سب کے لیے تعجب کا موجب بن گیا ہے۔

ایک روز اِن انوار و اسرار کے نزول کے دوران (فقیر) دیکھتا ہے کہ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لشکر جمع ہیں اور جہان جہان کو اَلقا کیا گیا کہ یہ تیری محبوبیت کا نظارہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ عرش سے فرش تک نور کی سرایت کر کے آواز دی گئی: ''مانگ لے جو کچھ تو چاہتا ہے۔'' اس وقت وہ دعا جو حضرت نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے

اور اپنے والدین، مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے مانگی تھی، جس طرح کہ وہ قرآن مجید میں لکھی ہے، غیب سے (فقیر کے) دل میں ڈالی گئی، اس کے ساتھ ظاہراً (فقیر نے) دوسرے امور (بھلائیاں بھی) طلب کیے اور اُن کی قبولیت ہونے پر نگاہ رکھی۔

اس کے بعد آواز دی گئی کہ تجھے بغیر حساب اور بغیر عذاب کے بخش دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ پانچ ہزار (متعلقین) کو بھی سرفراز فرمایا گیا کہ تجھے، تیرے فرزندوں اور تیرے دوستوں اور یاروں کو بھی بخش دیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰـهَ يُبَـاهِي بِكَ الْمَلَائِكَةَ. (یعنی:) اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تجھ پر فخر کرتا ہے۔

(فقیر نے) ایک رات نمازِ عشاء میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے کمال کے نزول کا مشاہدہ کیا، اس رحمت کو خود پر ثابت پایا اور اس کی سرایت کو دنیا میں کر کے (فقیر کو) الہام کیا گیا کہ یہ رحمت اس رحمت کا ظہور ہے جس سے اللہ سبحانہٗ نے اپنے نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو مخصوص فرمایا ہے اور ''وَمَـآ اَرْسَلْـنٰكَ اِلَّا رَحْـمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.'' (سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۰۷۔ یعنی: ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے) سے مشرف فرمایا ہے اور اپنے نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی کامل نیابت سے (تجھے) اس رحمت سے سرفراز فرمایا ہے اور وراثت کے طور پر تجھے اس رحمت کا مظہر بنایا گیا ہے اور تجھے نائب کامل بنایا گیا ہے۔ اسی طرح اس رحمت کو جہان میں جاری پایا اور اس نیابت کے آثار اور اس کے احکام سے روزِ محشر کو بھی اُمیدوار بنایا گیا اور خصوصی عجائب وغرائب کا اُس روز اِلہام کیا گیا، اس طرح کے معاملات کو کہاں تک شمار کروں؟ جو خصوصیات اور صفات اوپر بیان ہوئی ہیں، ان کو چھپائے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر ملاقات مقدر ہوئی تو بالمشافہ ان سب میں تھوڑا سا جو قابلِ اظہار ہے، وہ بطورِ اشارہ درمیان لایا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

گویا یہ خصوصیات ان خصوصیات کی طرح ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کو عطا ہوئی ہیں، لیکن ہر ایک کے لیے خصوصیات اور صفات الگ ہیں۔ (فقیر) زیادہ اس کی جراٴت نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کی مصلحت کا وقت نہیں ہے۔ دوسروں کے تعجب کا کیا عالم ہوگا؟ یہ فقیر بھی اس کی وجہ سے کمال تعجب میں ہے، کیونکہ وہ اصلاً اپنی عمر میں ان صفات

اور خصوصیات کی توقع تمام ابنائے جنس میں نہیں رکھتا تھا۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۰۵)

یعنی: اللہ! تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

اگر بادشاہ بر درِ پیرزن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

یعنی: اگر بادشاہ بڑھیا کے دروازے پر آئے تو اے خواجہ! تو حیران مت ہو۔

اور اِن امور پر اِس طرح دلائل اور شواہد دکھائے جاتے ہیں کہ تعجب کی گنجائش بھی نہیں رہتی:

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سن لے گا)۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)! بات اپنے حوصلے سے زیادہ ہوگئی، جو کچھ اپنی ناقص سمجھ میں آیا، (فقیر نے) وہ لکھ دیا اور حقیقت اللہ سبحانہٗ کا اَمر ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۸۶)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہے تو ہم سے مواخذہ نہ فرما۔

ان امور کے لکھنے کے بعد دل میں خیال آیا کہ ان امور کا لکھنا، کہنا اور اس کے بعض اسرار کی تفصیل بعض محرموں (سے بیان کرنا) کیسا ہے؟ آواز دی گئی کہ تو ایک محبوب، مقبول اور مقرب ہے، تو نے جو کچھ کہا اور جو کچھ لکھا (وہ) سب حق ہے۔ مکرر اور تاکید کے ساتھ اس سے نوازا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَعَلٰی جَمِیْعِ نِعْمَآئِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَآئِہٖ.

یعنی: اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کے تمام احسانوں پر۔ اور اس کے سردار الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام ہو۔

مکتوب نمبر۲
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے مخدوم! اس رمضان المبارک کے مہینے میں فیوض و برکات اور انوار و اسرار کے کثیر ظہور میں سے فقیر کیا لکھے؟ کیونکہ یہ تحریر کی رسائی اور تقریر کے احاطے سے باہر ہے:

ع گر بگویم شرح آن بے حد شود

یعنی: اگر میں اس کی شرح بیان کروں تو بہت زیادہ ہوگی۔

بلکہ یہ اسرار دراصل گفتگو میں نہیں سما سکتے۔ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ. (سورۃ الشعراء، آیت:۱۳)

یعنی: میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رُکتی ہے۔

اس کی راتوں میں سے ہر رات شبِ قدر تھی اور اِس میں بیحد انوار و اسرار کا ظہور تھا۔ اس کے عشرۂ اوّل (پہلے دس دنوں) کی راتوں میں اختیار فرمایا گیا اور اس گناہگار کو بیخود کیا گیا اور عظمت و کبریائی کے اوقات کے سر پر لے جایا گیا اور تقدساتِ الٰہی کی بارگاہ دکھائی گئی، گویا کامل و مکمل کشف عطا فرمایا گیا اور خاص الخاص تجلی سے سرفراز فرمایا گیا۔ معاملہ بیان سے عیاں تک جا پہنچا اور اِستدلال سے کشف و شہود تک آ گیا۔ اگر چہ یہ رؤیت (باری تعالیٰ) کے لائق نہیں ہے، لیکن (یہ حالت) رؤیت (باری تعالیٰ) کی مانند درست لگتی ہے۔

ہر رات عنایتوں سے ممتاز بنایا گیا اور بعض راتوں اور دِنوں میں خلت و محبوبیت اور قطبیت کے اسرار سے نوازتے تھے، ان کی تفصیل زبان پر نہیں آ سکتی اور کہنے سننے کے لائق نہیں ہے۔

ستائیسویں کی رات جو لیلۃ القدر کے آثار ہیں، اس میں وہ ظاہر تھے۔ رحمتِ الٰہی کا

مسلسل اور لگاتار نزول تھا (اور) زمین و آسمان اس رحمت و نور سے پُر اور بھرے ہوئے تھے۔ تمام دوستوں اور ساتھیوں کے حق میں رحمت کی کمال امید (تھی)۔ آواز دی گئی: ''تیرے حاضر و غائب دوستوں کو بخش دیا گیا۔'' مکرر اس معنی سے سرفراز فرمایا گیا۔

نمازِ تراویح کی دعا کے بعد لیلۃ القدر گویا شکل اختیار کر کے آ گئی اور اس نے خود ہاتھ اُٹھا کر دعا کی بھیک مانگی۔ اُنتیسویں کی رات گزری، (اس رات) ختم (قرآن) تھا۔ بیشمار انوار و اسرار نے مالا مال کیا اور ماہِ رمضان نے شکل اختیار کر کے القا کیا: ''میں تجھ سے راضی ہوں اور خدا تجھ سے راضی ہے۔''

(فقیر) ان خصوصیات کی تفصیل کہاں تک لکھے؟ کیونکہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس وقت میں دوست اور آپ مکرم خصوصاً مخصوص دعا میں مشغول تھے۔

اکثر اوقات میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے، کبھی کبھی نماز وغیرہ کے دوران ظاہر ہونے کے بارے میں اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی خصوصی عنایتوں اور مہربانیوں کے ضمن میں کیا لکھوں کہ وہ احاطہ میں نہیں آ سکتا؟

اسی طرح (فقیر) کبھی کبھی انبیاء (عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ) کا عظمت کے ساتھ اور اُمت کے اولیاء (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ) کا بشارتوں کے ساتھ ظاہر ہوتا کہاں تک بیان کرے؟ (رمضان مبارک کی) راتوں میں سے ایک رات (فقیر) بیمار تھا کہ دیکھتا ہے کہ حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حاضر ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری عیادت کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ (فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ المقدس تشریف فرما ہیں اور انہوں نے اس عاجز کو اپنے سایے میں کر لیا اور اپنے سینے اور بغل میں لے لیا ہے اور ایک وقت تک اسی صورت میں رہے اور عنایتیں فرمائیں، جی ہاں!

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نوازدیں تو کیا عجب ہے۔

لیکن ان گناہگاروں کے حال کے مطابق یہ شعر ہے:

کنون شرمم ز کارم شرم سار است
زمن ابلیس را صد بار عار است

یعنی: اب میرا شرم بھی میرے کام سے شرمندہ ہے (اور) شیطان بھی مجھ سے سو بار شرمندہ ہے۔

لیکن فضل کا معاملہ اور ہے: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد۲: ۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ. (اتحاف، ۸: ۵۵۶، ۱۰: ۵۵۸)

یعنی: میری رحمت میرے غضب سے آگے نکل گئی ہے۔

بس کنم خود زیر کان را این بس است
بانگ دو کرم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

چاہیے کہ کوئی نامحرم اس خط سے آگاہ نہ ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَ آخِرًا وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا.

یعنی: اوّل اور آخر میں سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ہمیشہ ہمیشہ درود (وسلام) ہو۔

مکتوب نمبر۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

آپ مخدوم الانام سَلَّمَـهُ الْمَنَّان (خلقت کے مخدوم، اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کی مبارک بشارت کے مطابق یہ احقر قابلیت نہ رکھنے کے باوجود طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بعض اشتغال واذکار لکھتا ہے اور خود کو درمیان میں نہیں دیکھتا:

من ہیچم و کم ز ہیچ بسیارے
و ز ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

یعنی: میں کچھ بھی نہیں اور کچھ سے بھی زیادہ کم ہوں، اور جو کچھ سے بھی زیادہ کم ہو وہ کسی کام نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے نتائج اور ثمرات ظاہر فرمائے اور اپنے حریم قدس (بارگاہ پاک) میں پہنچائے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک اس طریقہ عالیہ میں فیوض و برکات کا ملنا صحبت سے مشروط ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے کمال اتباع سے وابستہ اور بغیر چالیس روزہ عبادت (چلّہ) اور دس روزہ ریاضت کی زحمت سے (متعلق ہے)، جیسا کہ خلقت کے سردار (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ (کرامؓ) کا حال تھا۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا:

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر دہنہ سخرہ کند بر چلہ

(کلیات شمس تبریزؒ مولانا رومیؒ)

یعنی: جس نے تبریز میں شمس دین کو ایک نظر دیکھا، وہ دس روزہ عبادت پر طعنہ زنی کرتا ہے اور چالیس روزہ ریاضت کا مذاق اڑاتا ہے۔

ہائے افسوس!

نقشبندیہ عجب قافلہ سالاراند | کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ سلسلہ اند | روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

یعنی: نقشبندیہ (حضرات) قافلہ کے (ایسے) عجیب سالار ہیں جو خفیہ راستے سے قافلہ کو حرم تک لے جاتے ہیں۔

◎ دنیا کے سب شیر اسی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں، لومڑ مکر و فریب سے اس سلسلہ (شجرہ) کو کس طرح کاٹ سکتا ہے۔

سچا طالب ان (حضرات) کی ایک صحبت سے وہ کچھ پا لیتا ہے جو دوسرے چلّہ (چالیس روزہ عبادت) میں، بلکہ سالہا سال میں حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت خواجہ (بہاء الدین) نقشبند قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا: ''ہم فضل والے ہیں، دوسروں کی انتہا ہماری ابتدا میں موجود ہے۔'' لیکن یہ مقصد صحبت پر موقوف ہے۔ خاص کر کے اس احقر کے جد بزرگوار قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ نے اس عالی شان سلسلہ کی نسبت کی تکمیل و اکمال اس طرح کر دیا ہے (اور) اسے ایسے بلند درجات پر پہنچا دیا ہے جو کہنے اور سننے میں پوری طرح نہیں آسکتے۔ جو شخص آپ کے مکتوبات شریف کو تعصب اور کدورت کے بغیر مطالعہ کرے وہ اس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں رکھتا۔ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ. (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے۔

ان بزرگواروں کے سلوک کی ابتدا دِل پر ہے جو بائیں طرف پستان کے نیچے واقع ہے۔ طالب کو چاہیے کہ دل کی طرف توجہ کر کے، آنکھیں بند کر کے اور زبان اور ہونٹ خاموش رکھ کے لفظ ''اللہ'' کو دل سے جس کی جگہ اوپر بیان ہوئی ہے کہنا شروع کرے، بغیر اس کے کہ اس (کی زبان) سے کوئی آواز نکلے۔ اس پر ہمیشہ ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ نتائج ظاہر ہو جائیں۔

ذکر کا کمال یہ ہے کہ اس میں دوام (ہمیشگی) نصیب ہو جائے اور (یہ) خود بخود، بغیر کسی رکاوٹ اور تکلف کے تمام اوقات میں جاگتے، سوتے، رات اور دن کے لمحات میں ہمیشہ کے لیے لگاتار جاری رہے، بلکہ تمام جسم کو گھیر لے اور بال بال میں سما جائے۔ اس حالت کا نام سلطانِ ذکر ہے۔ اس کے بعد دل ذکر کے انوار میں یوں گھر جاتا ہے کہ ماسویٰ (اللہ) کو بھول جاتا ہے اور اس میں نور بھر جاتا ہے اور اگر (طالب) تکلف نہ کرے تو ماسویٰ (اللہ) کے خطرات (وسوسے) میسر نہیں ہوتے۔ یہ حالت فنا کہلاتی ہے اور پوری طرح افعالِ الٰہی جل شانہٗ سے متعلق ہے۔

جد بزرگوار حضرت (مجدد الف ثانی) قدس سرہ العزیز نے جو مکتوب ایک طالب کو لکھا ہے، (اس میں) فرمایا ہے کہ یہ حال پہلا قدم ہے۔ اس راستے میں کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے قدم سے کوتاہی نہ ہو۔

اس روشن طریقے کے دوسرے اشغال و اذکار سے ذکر نفی و اثبات ہے اور وہ اس طرح ہے کہ سانس کو ناف کے نیچے بند کرنا چاہیے اور کلمہ ''لا'' کو تصور میں زبان کے نیچے پہلے ذکر کی مانند ناف سے سر کی چوٹی تک کھینچنا چاہیے اور کلمہ ''اِلٰہ'' کو خیال میں دائیں کندھے کے سرے سے نیچے لانا چاہیے اور کلمہ ''اِلا اللہ'' کو اس کندھے سے سینے کے راستے دل تک کھینچنا چاہیے۔ ''لا اِلٰہ'' کے تحت تمام مقاصد کی نفی کرنی چاہیے (اور) ''الا اللہ'' کے تحت اللہ کے سوا کوئی مقصد نہیں رکھنا چاہیے، لیکن حبس (سانس روکنے) میں طاق اعداد ایک سے اِکیس تک کی ضرورت ہے اور ان کے درمیان ہر عدد طاق ہو پانچ تک۔ اس کے علاوہ اگر میسر ہو جائے تو (طالب) غنیمت شمار کرے اور آہستہ آہستہ بڑھاتا جائے، یہاں تک کہ مذکورہ حد تک پہنچ جائے۔

لیکن ابتدائی ذکر میں سانس روکنے کی ضرورت نہیں ہے، اس ذکر پر بھی ثابت قدم رہنا چاہیے اور اس کے نتائج و ثمرات کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سالک خود کو درمیان سے صحرائے عدم کی طرف کھینچ لے جائے اور اس کی صفات بھی اس آدمی سے زائل ہو جائیں اور اپنے مبدأ (بنیاد) کو پہنچ جائیں۔ اس وقت سالک اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات

سے باقی بنتا ہے اور مرحمت کیے گئے فانی وجود سے حقانی (اُخروی) وجود میں موجود ہو جاتا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسماء وصفات کا مظہر بن جاتا ہے:

ع — این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے دیکھئے اب کسے دیتے ہیں؟

وَمِنْ بَعْدِ هٰذَا مَا لَدُقَّ صِفَاتَهٗ
وَمَا كَتَمَهٗ اَحْظٰى لَدَيْهِ وَاَجْعَل

یعنی: اور اس کے بعد اِس کی جن صفات کی باریکی میں جاتے ہیں اور جن کو چھپاتے ہیں، یہ اس کے ہاں خطا ہے۔

مولوی (جلال الدین رومی) قدس سرہٗ کہتے ہیں:

عشق آن شعلہ است کہ چون بر فروخت — ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ ''لا'' در قتل غیرِ حق براند — درنگر زان پس کہ بعد از ''لا'' چہ ماند
ماند ''الا اللہ'' باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

(مثنوی، جلد۵:۶۹)

یعنی: عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہو گیا تو جو کچھ معشوق کے علاوہ تھا، وہ سب جل گیا۔

- ''لا'' کی تلوار ماسویٰ اللہ کے قتل میں چلا (اور) پھر دیکھ کہ ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا ہے؟
- ''اِلا اللہ'' رہ گیا باقی، سب فنا ہو گیا۔ اے عشق! شرکت کو جلانے والے زبردست تو خوش رہے۔

اِن مقاماتِ کی تفصیل لاتعداد اور بیشمار ہے، جیسا کہ وہ اپنے صاحبان پر ظاہر ہے اور وہ جد بزرگوار (حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ) کے مکتوبات شریف سے عیاں ہے۔

اس کے علاوہ مقاصد کے حاصل کرنے اور مشکلات کو دُور کرنے کے لیے ختم حضرت خواجگان مجرب ہے، جس طرح کہ اس کی تفصیل واضح ہے۔

نیز مقاصد حاصل کرنے اور مشکلات کے حل کے لیے کلمہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

کا ختم کرنا، اس میں (کلمات) کے کسی اضافے کے بغیر پانچ سو بار پڑھنا اور اس کے اوّل و آخر میں سو بار درود شریف ہمیشہ پڑھے، تاکہ مقصد حاصل ہو اور مشکلات حل ہو جائیں۔

نیز ترقیوں اور مزید دینی و دنیاوی درجات کو حاصل کرنے کے لیے ان چند اسمائے حسنیٰ (کے ذکر) پر ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہیے۔ ہر روز سو بار کلمہ یَا فَتَّاحُ سو بار کلمہ یَاوَهَّابُ، سو بار کلمہ یَارَزَّاقُ، سو بار کلمہ یَامُعِزُّ، سو بار یَارَافِعُ اور سو بار یَاسَلَامُ۔ رات یا دن میں جب بھی میسر ہو، لیکن عذر کے بغیر (اس میں) فتور نہ آئے۔

ختم خواجگانؒ جس نیت اور مقصد کے لیے پڑھنا چاہیے، اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

اوّل: سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ سات بار۔ دوّم: درود شریف سو بار، سوّم: سورۃ الم نشرح بسم اللہ کے ساتھ ۷۹ بار۔ چہارم: سورۂ اخلاص بسم اللہ کے ساتھ ایک ہزار ایک بار۔ پنجم: سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ سات بار۔ ششم: پھر درود شریف سو بار۔

اس ختم کا ثواب اوّل سرورِ کائنات (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کو، اس کے بعد حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کو، کیونکہ یہ ختم ان کی طرف منسوب ہے، پہنچانا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان بزرگواروں کے وسیلے سے مانگنا چاہیے اور مقصد کے حاصل ہونے تک اس پر ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہیے۔ اِنَّهٗ مُیَسِّرٌ لِکُلِّ عَسِیْرٍ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔

ایک آدمی اکیلا (مذکورہ بالا ختم) پڑھے یا زیادہ، جس قدر ہوں آپس میں تقسیم کر لیں۔ وَاللّٰهُ النَّاصِرُ وَالْمُعِیْنُ.

یعنی: اور اللہ تعالیٰ ہی حامی اور مددگار ہے۔

وَالسَّلَامُ.

مکتوب نمبر ۴

فاطمہ زمان بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ عید گزر گئی۔ آپ فاطمہ زمان کی ذات مبارک کو ہزاروں بھلائیوں، خوبیوں اور خیر و برکات کی سعادتیں نصیب رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی اور دُنیاوی درجات میں ہر روز اضافہ فرمائے۔

ایک فقیر نے درخواست کی ہے کہ ذوالحجہ کے دس دنوں، حج کے روزہ اور قربانی کے ثواب وغیرہ لکھ کر آپ کی خدمت شریف میں بھیجے جائیں، لیکن بعض آسمانی اور جسمانی رکاوٹوں کی وجہ سے یہ چیز میسر نہیں ہو رہی۔ فقیر اب بعض دوسرے ضروری دینی امور لکھ رہا ہے۔ فرض و واجب، سنت و مستحب، نفل، حرام و مکروہ اور مباح، جن کا علم ضروریاتِ دین میں سے ہے، ان کے مطالب و معانی لکھتا ہے، تاکہ (آپ) فرض کو فرض اور واجب کو واجب سمجھ کر اپنے ذمے سے ادا کریں۔

جاننا چاہیے کہ فرض اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا بلاشبہ حکم ہوتا ہے۔ جو شخص (اس کو) ادا کرے، وہ بہشت والا ہو جاتا ہے اور نہ کرے تو دوزخی بن جاتا ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

واجب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے، لیکن شبہ ہوتا ہے۔ جو شخص (اس کو) ادا کرے، وہ ثواب پاتا ہے اور اگر نہ کرے تو ہوسکتا ہے کہ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہو جائے، لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا، بلکہ فاسق ہو جاتا ہے۔

سنت کی دو قسمیں ہیں، ایک مؤکدہ اور دوسری زائدہ (سنت غیر مؤکدہ)۔ سنتِ مؤکدہ وہ ہے جس پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمل کیا ہو، یا اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو۔ جو شخص اس پر عمل کرے وہ ثواب پاتا ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی شفاعت کریں گے۔ اگر آدمی اس پر عمل نہ کرے تو اسے تنبیہ اور ملامت کی جائے گی۔ سنتِ زائدہ (غیر مؤکدہ) وہ ہے جس پر نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے کبھی کبھار عمل کیا ہو،

لیکن اس کے کرنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔ جو شخص اس کو ادا کرے وہ ثواب پاتا ہے اور اگر ادا نہ کرے تو عذاب بھی نہیں ہے۔

مستحب اور نفل بھی اسی معنی کے قریب ہیں۔

حرام اُس کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ منع کیا ہو۔ جو شخص اس کو کرے وہ دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور اس کے منکر کو کافر کہا گیا ہے۔

مکروہ کی دو قسمیں ہیں، تحریمی اور تنزیہی۔ تنزیہی مباح کے نزدیک ہے۔ مباح وہ ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہو، یعنی (اس کا) عذاب وثواب نہ ہو۔

اب ایک حدیث جس میں اعتقادی اور عملی فرائض کی تفصیل ہے، (فقیر) وہ لکھتا ہے، سماع فرمائیں:

عَنْ عُمَرَ ابْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَهُمَا نَحْنُ وَعِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمَ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادُ الشَّعْرِ لَايُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَايَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَرَ كَبَتَيْهِ اِلٰى رَكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخْذَيْهِ. وَقَالَ يَامُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِسْلَامِ. قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحِجَّ الْبَيْتَ اَنَ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. وَقَالَ صَدَقْتَ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اس اثنا میں کہ ہم، یعنی صحابہ (کرامؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک روز اچانک ایک آدمی بڑی شان وجلالت میں سامنے آیا اور ظاہر ہوا، جس طرح سورج طلوع ہوتا ہے یا چاند نکلتا ہے۔ بہت سفید کپڑوں میں، سخت سیاہ بالوں والا، اس پر سفر کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا۔ اور حالانکہ ہم میں سے کوئی ایک بھی اسے نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نزدیک آیا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ رہا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی طرف متوجہ ہو کر جس طرح کہ شاگرد اُستاد کے سامنے بیٹھ رہتا ہے۔ پس اُس نے ٹیک لگائی اور

اپنے دونوں زانوں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے زانوؤں کے ساتھ ملائے اور اُس آدمی نے تمکین کے لیے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک بیٹھ رہا، تا کہ بات سننے اور سمجھنے کے لیے حاضر و ثابت ہو۔ پھر اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھیں، جس طرح کہ ادب کی صورت اور متعلقین کا رواج ہے۔ اور اُس مرد نے کہا: اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! آپ مجھے اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں کہ وہ کیا ہے؟ نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے اُس آدمی کے جواب میں فرمایا: اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دے کہ یقیناً (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) لوگوں کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، ان کو احکام پہنچانے کے لیے، اور تو نماز کو قائم کرے، اور تو زکوٰۃ ادا کرے، اور تو ماہِ رمضان کا روزہ رکھے، اور تو حج کے مناسک ادا کرنے کے لیے خانہ کعبہ کا ارادہ کرے، اگر تو وہاں تک جا سکتا ہے اور اِستطاعت رکھتا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک استطاعت سے مراد زادِ راہ ہے۔ اور اُس مرد نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اسلام کی حقیقت یہی ہے جو آپ نے بیان فرمائی۔

فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ. قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ. قَالَ صَدَقْتَ، فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ. قَالَ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ. فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ.

(حضرت) عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بس میں خوش ہو رہا تھا اُس آدمی کے حال پر جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھتا تھا اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تصدیق کرتا تھا۔ کیونکہ پوچھنا جہل اور نادانی کی دلالت پر ظاہر کرتا ہے اور اُس چیز کی تصدیق کرنے سے مراد علم سے آگاہ ہونے کی دلیل ہے۔ اُس مرد نے کہا کہ جس طرح آپ نے مجھے اسلام سے آگاہ فرمایا، اُسی طرح مجھے ایمان کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں کہ وہ کیا ہے؟ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر یقین

کرے اور اُس کے حکموں کو مانے، اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لائے کہ وہ نوری اجسام ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لائے کہ وہ اس کا قدیم کلام ہیں، تنہا حرف اور آواز۔ اور تو اُس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر (ایمان لائے)، اور تو ایمان لائے آخرت کے دن پر جس کی حد مقرر ہے۔ اس سے مراد ہے بہت زیادہ عرصہ موت کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک (اور) بہشت میں داخل ہونے تک، اور تو ایمان لائے اس پر کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو نیکی اور برائی کے لحاظ سے ازل سے جانتا ہے اور (اس نے) اس کو مقدر کیا ہے اور جو چیز بھی کائنات میں واقع ہوئی ہے اور ہوگی وہ اس کی قضاوقدرت اور ارادہ سے ہے۔

اس آدمی نے آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، آپ مجھے احسان سے آگاہ کریں۔ نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: احسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اِس طرح کرنا ہے کہ گویا تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بندے کا یہ حال نہایت میں ہوتا ہے اور (یہ) تعظیم وجلال، خشوع وخضوع، حیاوشوق، وفاو محبت اور جذب کرنا ہوگا۔ یہ مشاہدہ اور اِستغراق کا مقام ہے اور دریائے ذوق وحضور میں اس سے نیچے مرتبہ مراقبہ کا ہے، جس میں (آدمی) نظرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے علم سے آگاہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: پس اگر تو سمجھے کہ گویا تو خود کو اِس حال میں نہیں پاتا تو اُس کی اِس طرح عبادت کر کہ تجھے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔

قَالَ فَاخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ.قَالَ مَاالْمَسْؤُلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ.

(صحیح البخاری، ۱: ۲۰، ۶: ۱۴۴؛ صحیح مسلم، الایمان ۵؛ سنن النسائی، ۸: ۹۸؛ مسند احمد بن حنبل، ۱: ۲۸)

اس آدمی نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا کہ اس کے بعد کہ آپ نے ایمان، اسلام اور احسان (کی حقیقت) کو بیان فرمایا، اب مجھے قیامت کے دن سے آگاہ فرمائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے قیامت کا وقت پوچھا جا رہا ہو، وہ پوچھنے والے سے زیادہ آگاہ نہیں ہے۔ یعنی میں آپ سے زیادہ آگاہ نہیں ہوں۔ یعنی میں اور آپ (اس کے جاننے میں برابر ہیں)، بلکہ سوال کرنے والا اور جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُس کو کوئی نہیں جانتا

اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور رسولوں میں سے کسی کو اُس سے آگاہ نہیں فرمایا۔

(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس آدمی نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیے اور جواب سنے، پھر روانہ ہوگیا۔ میں نے کافی دیر تک توقف کیا۔ پھر آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے پوچھا کہ یہ مرد کون تھا؟ پس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''آیا تم جانتے ہو کہ سوال کرنے والا یہ مرد کون تھا؟'' میں نے عرض کیا: خدا اور خدا کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ سوال کرنے والے جبرئیل علیہ السّلام تھے۔ وہ اس صورت میں آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ تمہیں اس کے احکام کے فوائد سمجھانے آئے تھے، تاکہ تم مجھ سے (دین کے) فوائد و فرائض اور ایمان و اسلام کے بارے میں پوچھو اور میں جواب دوں اور تم ان کو جان لو اور سمجھ جاؤ۔

حدیث میں ہے کہ یقیناً حضرت (سیّدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور آنسرور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں اس مشقت کی شکایت کی، جس سے آپ کے جسم پر نشان پڑ گئے، یعنی ہاتھ سے چکّی چلانا۔ کیونکہ آپ اپنے دستِ مبارک سے چکّی چلاتی تھیں اور یہ مشقت کرتی تھیں۔ اس چیز کی خبر سن کر کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس غلام آئے ہیں، حضرت (سیّدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف تشریف لائیں لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہ پایا۔ پس اس (واقعہ) کو حضرت (سیّدہ) عائشہ (صدیقہ) نے بیان فرمایا ہے۔ پس جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت (سیّدہ) عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ عنہا نے حضرت (سیّدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی۔ پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (حضرت سیّدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ حضرت (سیّدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا اور (حضرت) علی رضی اللہ عنہ اپنے بستروں میں لیٹے ہوئے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ اُٹھیں۔ پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہیں۔ پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آئے اور حضرت (سیّدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

درمیان بیٹھ رہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاؤں مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔ پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک چیز کی خبر دوں جو اُس سے بہتر ہو جو چیز تم غلام کی صورت میں مانگتے تھے؟ جب تم سونے لگو تو ایک تسبیح پڑھ لو، یعنی: ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُلِلّٰہ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اپنے سونے کے وقت اور ہر نماز کے بعد۔ تمہارے لیے یہ خادم (غلام) سے بہتر ہے۔ دوسری جگہ آیا ہے کہ یہ کئی ہزار گناہوں کا کفارہ ہے۔

صاحبۂ مہربان، مربّیہ فقراء سلامت (فقیروں کی پرورش کرنے والی)! اس فقیر کی عاجزہ (بیٹی) کے کارِ خیر کے لیے سرہند شریف جانے کی تاریخ اس مہینے کی ۲۷ر تاریخ مقرر ہوئی ہے اور اِس کا پکا ارادہ ہے، اللہ تعالیٰ خیر و خوبی کے ساتھ میسر فرمائے اور نیک امور کے مطابق کرے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! تو ہمارے سب کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

(فقیر) جہاں بھی رہے گا آپ صاحبہ کے درجات میں ترقیوں اور مزید زندگی کی دعا میں مشغول رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگرچہ اس گناہگار کی دعا کیا ہوگی، لیکن گناہگار بھی اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں:

ع — کہ مستحق کرامت گناہگاران اند

یعنی: کیونکہ بخشش کے حقدار گناہگار ہیں۔

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان بخششوں اور نوازشوں کی تفصیل ظاہر کی جائے جو یہ قاصر اپنے گمان کے مطابق خود میں پاتا ہے تو یہ ظاہراً تب مناسب ہوگا جب کوئی اس پر یقین کرے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(فقیر) ان چند دِنوں میں بعض ضروری دینی اُمور لکھ کر آپ کی خدمت گرامی میں بھیجے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو دیر تک کمال خیر وخوبی کے ساتھ سلامت رکھے۔ پاکیزہ کلمات کے سننے کا شوق اہم مطالب اور اعلیٰ مقاصد میں سے ہے۔ آپ اس کو آخرت کا ذخیرہ بنائیں، کیونکہ دنیا کی تخلیق کا مقصد یہی ہے اور معرفت و یقین کا علم سیکھنا (مقصود) ہے، نہ کہ کھانا، سونا اور آرام وفراغت کے ساتھ رہنا۔ اس جگہ میں بے آرامی، محنت اور عبادت مطلوب ہے، جو شخص یہاں محنت اور بندگی میں مشغول ہوا، اس نے ہمیشہ کی راحت پائی (اور) جس نے خود کو غفلت وفراغت میں ڈالا، وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو گیا۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ. (سورۃ المائدۃ، آیت:۹۹)

یعنی: رسول کے ذمے تو صرف (اللہ کا پیغام) پہنچا دینا ہے۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا.

یعنی: اور اوّل وآخر سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

مخلوق میں سے کمترین سلام ونیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ مہربان صاحبہ کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے کہ بڑی ہمشیرہ بی بی امۃ اللہ جیو (رحمۃ اللہ علیہا)، جو سب کی والدہ کی جگہ ہیں اور بڑی صالحہ اور اہلِ باطنہ ہیں اور اُنہوں نے حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطاب (خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی بہت زیادہ خدمت کی ہے اور اُن کو کمال راضی رکھا ہے اور تربیتیں پائی ہیں۔ الغرض قبیلہ پرور اور عزیز الوجود ہیں۔ دوسری ہمشیرہ عائشہ بانو (رحمۃ اللہ علیہا) اور عاقلہ بانو (رحمۃ اللہ علیہا)، جو پہلے ہی آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچی

ہیں، چند روز ہوئے ہیں کہ وہ اس فقیر کو ملنے کے لیے سرہند سے یہاں آئی ہوئی ہیں۔ تینوں آپ صاحبہ مربیہ کی خدمت عالیہ میں کامل نیاز کے ساتھ سلام پیش کرتی ہیں اور آپ کی عمر اور زندگی کی ترقیوں کے لیے دعا کر رہی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ جلدی سے وطن واپس جائیں۔ فقیر نے التماس کر کے انہیں روک رکھا ہے۔ امید ہے کچھ عرصہ رہیں، یا احتمال ہے کہ اس سے پہلے اس فقیر کی رفاقت میں واپس چلی جائیں گی۔

اور اپنے بہت زیادہ مصیبتوں والے حالات سے کیا عرض کرے:

عمرِ گران مایہ درین صرف شد
تا چہ خورم صیف چہ پوشم شتا

یعنی: قیمتی عمر اس میں صَرف ہوگئی کہ گرمی کے موسم میں کیا کھاؤں اور سردی کے موسم میں کیا پہنوں؟

عمر آخر کو پہنچ گئی ہے اور سب غفلت بنی ہوئی ہے اور قبر و قیامت کے پیغامات سامنے نہیں رہے۔ میں نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا؟ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

شَيَّبَتْنِي سُوْرَةُ هُوْدَ. (مشکوٰۃ، ۵۳۵۳؛ کنز العمال، ۳۵۹۰، ۴۰۹۱؛ مجمع الزوائد، ۳۷:۷)

یعنی: مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا۔

کیونکہ اس سورۃ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکم ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ. (سورۃ ہود، آیت: ۱۱۲)

یعنی: (اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم!) مستقیم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

اس فکر نے کہ مجھ سے استقامت بجا لائی جائے گی یا نہیں؟ مجھے بوڑھا کر دیا۔ اس نے کمال غم اور دُکھ میں ڈال دیا۔ جب سردار الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم (یہ) فرماتے ہیں تو پھر

دوسروں کو کیا ملتا ہے؟ مگر یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ اپنے فضل محض سے رحمت سے ڈھانپ لیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا۔ یعنی جو شخص بہشت میں جائے گا، وہ محض اس کے فضل سے جائے گا، نہ کہ عمل سے۔ حضرت (سیّدہ) عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! آپ بھی اپنے عمل سے نہیں جائیں گے۔ پس رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک اپنے سر پر رکھا اور فرمایا: میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

الغرض اس کی بندگی کے جس حق کا حکم ہے، اُس کو بجالانا چاہیے اور اُس کے فضل و کرم کا اُمیدوار رہنا چاہیے۔ کسی نے خوب کہا:

دارم دلکے غمین بیامرز مپرس — صد قافلہ در کمین بیامرز مپرس

شرمندہ شوم اگر پرسی عملم — اے اکرم الاکرمین بیامرز مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں، تو بخش دے اور مت پوچھ، سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں، تو بخش دے اور مت پوچھ۔

٭ میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا، اے سب سے زیادہ بخشنے والے! تو بخش دے اور مت پوچھ

زیادہ کیا اطاعت کرے۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَآخِرًا۔

یعنی: اور اوّل و آخر میں سلام ہو۔

مکتوب نمبر۶

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے اس احقر کا سلام اور دُعا آپ کی خدمتِ عالیہ میں قبول ہو۔(فقیر) آپ کے گرامی عنایت نامہ کے ورود سے مشرف اور معزز ہوا۔فقیر اپنے وجدان سے خود کو سب مخلوقات سے بدتر خیال کرتا ہے اور زیادہ بُرا سمجھتا ہے۔یہ بات تکلّف کی وجہ سے نہیں کہتا، بلکہ حقیقت کا بیان ہے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَـآهَـا ثُـمَّ آهَـا ثُـمَّ آهَـا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

عمر آخر کو پہنچ گئی ہے اور قبر و قیامت کے پیغامات سامنے نہیں رہے، نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا؟ دوزخ کی آگ کمال جوش و خروش میں ہے اور وہ گناہگاروں کا تھال اور سرپوش ہے۔ہائے افسوس! اگر اُس کی رحمت دستگیری نہ کرے اور راستے میں پھینک دے:

تو دستگیر شواے خضر پۓ خجستہ کہ من
پیادہ میروم و ہمراہان سوارانند

یعنی: اے مبارک قدم والے خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور (میرے) ہمراہی سوار ہیں۔

یہ (سستی و کاہلی) سب کب تک؟ قسم قسم کے عذاب پیچھے لگے ہیں، رات دن اس جلانے والی آگ کی فکر میں! اور پھر بھی (فقیر) اللہ تعالیٰ کی غفاری و ستاری پر نظر لگائے بیٹھا ہے: اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب، جلد۲: ۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

حدیث میں آیا ہے: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِکُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَیَغْفِرُلَهُمْ. (صحیح مسلم، التوبۃ، باب۲، رقم

۱۱؛مسند احمد بن حنبل،۲:۳۰۹)

یعنی: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے۔ یعنی تم کو مٹا ڈالے اور لے آئے۔ یعنی ایک قوم کو پیدا کرے جو گناہ کریں۔ پس وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور پس وہ اُن کو بخش دے:

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یُقْسِمُهَا
تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانُ فِی الْقِسَم

یعنی: ظاہراً جب میرے رب کی رحمت تقسیم ہوگی تو (بندے کے) حصے میں گناہوں کے برابر حصے میں آئے گی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (سورة الزمر، آیت:۵۳)

یعنی: اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم! ان لوگوں سے کہیں جنہوں نے گناہ کر کے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ گناہگار پروردگار کے انوار واسرار کے ظہور کے امیدوار ہیں اور (اس کی) بیشمار رحمتوں کے امیدوار ہیں۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورة الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اور یہ کہ قطب ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کے مکاتیب شریف میں سے وہ مکتوب جو آپ نے بعض مخلص خواتین کو تحریر فرمایا تھا، (فقیر) چاہتا ہے کہ جلد ہی اس کی نقل آپ کی خدمت شریف میں بھیجی جائے۔ اس کے بعد سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ

وسلّم کی احادیث مبارک کا ترجمہ رسالہ کی صورت میں لکھ کر اُرسال کرے۔ اگر آپ حکم کریں تو (فقیر) اوّل حدیث کا عربی لفظ لکھے، اس کے بعد اُس کا ترجمہ لکھے، اور اگر آپ فرمائیں تو اس (عربی متن) کے آخر میں احادیث کا ترجمہ لکھ کر بھیجے۔ جس چیز کا اشارہ کیا جائے۔

اس کے ساتھ بعض نیاز نامے جو (فقیر آپ کی) خدمت شریف میں لکھتا ہے، ان میں بھی قرآنی آیات اور احادیث نبوی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا ترجمہ شامل کرے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ!

دوسرا یہ کہ آپ نے میری بیٹی لمۃ الکریم کے لیے جو جزوی وظیفہ مقرر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے، آپ کے دنیا و آخرت کے درجات میں اضافہ فرمائے۔ حقیقت میں اگر چھ ماہ کا پہلے پہنچ جائے، اس کے بعد دو ماہ کا پہنچ جائے، تا کہ مشارٌ الیہا کی بعض ضرورتوں پر خرچ کیا جا سکے، تو یہ (آپ کے) کرم و لطف سے بعید نہیں ہوگا۔ آپ صاحبِ قدر دان کے کرم و مہربانی پر نظر رکھتے ہوئے (یہ) گستاخی کی جا رہی ہے اور اُس کی وجہ سے کمال حیا آ رہی ہے۔ خاص کر کے یہ تکلّف جو گویا اپنے نفس کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ. (سورۃ یوسف، آیت: ۵۳)

یعنی: بیشک نفس امارہ (انسان کو) برائی سکھاتا رہتا ہے۔

اگرچہ جو کوشش دوسروں کی خاطر ہے، اس پر جنت کے ثواب کی امید ہے، لیکن ضرورتمند خواتین کی ہمت نیک ہے اور اِس فکر اور سوچ میں گم ہیں اور آپ صاحبِ قدر دان سے ہمیشہ آرزو مند ہیں:

ع خاص کند بندہ مصلحتِ عام را

یعنی: بندہ مصلحتِ عام کو خاص بنا ڈالتا ہے۔

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث میں ہے کہ آپ نے چند چیزوں کو قسم سے یاد کیا ہے (ان میں سے) ایک یہ ہے کہ آدمی کا مال صدقہ و خیرات سے کم نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ آخرت کا ثواب الگ ہے۔ بیان لمبا ہو گیا۔ معاف فرمائیں:

ع سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

مخلوق میں کمترین سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے کہ ایک مدت ہوئی ہے (فقیر) آپ کے آستانہ عالیہ کی خبر نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو کمال خیر و خوبی کے ساتھ ان خیر خواہوں کے سر پر سلامت رکھے۔

صاحبہ مہربان سلامت! یہ فقیر پکا ارادہ رکھتا تھا کہ رجب کے اس مہینے میں سرہند شریف روانہ ہو جائے اور جہان کے اقطاب کی زیارت سے مشرف ہو، لیکن بعض عوارض کی وجہ سے اس چیز میں توقف آ گیا اور سفر کا ارادہ برسات کے بعد قرار پایا:

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھئے اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے؟

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِنَفْیِ الْعَزَائِمِ. (قولِ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ، دیکھئے: نہج البلاغہ، جلد۴: ۳۵۰)، یعنی: میں نے اپنے رب کو اپنے ارادوں (کے پورا) نہ ہونے سے پہچانا۔

تمام حالات میں اللہ سبحانہٗ پر توکل کرنا چاہیے اور کاموں کو اُس کے سپرد فرمانا چاہیے: وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. (سورۃ الطلاق، آیت:۳)

یعنی: اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کی کفایت کرے گا۔

اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی ان بزرگواروں کے بے انتہا فیوض و برکات اور انوار و اسرار سے سمندروں کے سمندر غرق ہیں اور سر سے پاؤں تک احسانات سے لبریز ہیں۔ اگر (فقیر) اس احسان کے شکر میں ہزاروں جان فدا کرے تو بھی حق ادا نہیں کرسکتا۔ کسی نے خوب کہا ہے:

از پئے این عیش و عشرت ساختن
صد ہزاران جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش و عشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔

(فقیر) ان اسرار میں سے کیا ظاہر کرے؟ اور ان سے کس طرح پردہ ہٹائے؟ کیونکہ (یہ) ایک ایسا ذوق ہے جو بیان میں نہیں آسکتا: مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرُکْ. (الرسالۃ الغوثیہ، ص ۶۶)

یعنی: جس نے نہ چکھا اُس نے نہ پایا۔

ہائے افسوس! یہ بات کیسی فضول ہے، کیونکہ یہ گناہگار اِن اسرار کے لائق نہیں ہے اور وہ اپنے کردار سے نہایت شرمندہ ہے:

ع   زمن ابلیس را صد بار عار است

یعنی: شیطان بھی سو بار مجھ سے شرمندہ ہے۔

لیکن ہمارا اللہ بخشنے والا اور گناہوں کو معاف کردینے والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب، جلد ۲: ۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری بخشش میرے گناہوں سے وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ اُمیدوار ہوں۔

حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے اپنے گناہوں کی شکایت کی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے اس کو اوپر والی دعا پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس نے ایک بار پڑھی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: پھر

پڑھو۔ اس نے دوبارہ پڑھی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: اُٹھو! پس یقیناً اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔

جی ہاں! (اللہ تعالیٰ کی) غفاری اور وہابی (گناہوں کو معاف کر دینے والی اور بخشنے والی) صفات کو ظہور کے لیے گناہگاروں کے وجود کی ضرورت ہے، کیونکہ اسماء و صفات واجبی میں تعطیل محال ہے: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (سورۃ الاعراف، آیت: ۲۳)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

صاحبِ مہربان، قدر دان سلامت! چونکہ قبلہ گاہی ہمشیرہ بزرگ نے یہاں کچھ عرصہ توقف کرنا بلا مقصد سمجھا ہے۔ اگرچہ وہ گونا گوں بیماریوں میں مبتلا ہیں اور اِس فقیر کی جدائی سے مصیبت میں ہیں، لیکن بعض بشری ضرورتوں اور عیال مندی کے تعلقات کی وجہ سے انہوں نے مجبوراً اِس مہینے کی ۲۷ رتاریخ تک وطن کو عازم ہونا مقرر فرمایا ہے۔ دوسری ہمشیرہ نے بھی ان کے ساتھ جانے کا اِرادہ کیا ہے، لہٰذا وہ آپ صاحبِ مہربان سے اجازت چاہتی ہیں اور آپ کی ذاتِ بابرکات کی سلامتی کی دعا کرتی ہیں:

ع   سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

چونکہ وہ بہت ضعیف ہیں، بیل گاڑی کی سواری کی طاقت نہیں رکھتیں، (لہٰذا) نصف پالکی اور چند کہار کی محتاج ہیں۔ پرسوں ہمشیرہ بزرگ کی درخواست پر اَحقر مشغولی اور توجہ کے لیے ایک گھڑی ان کی جانب مشغول و متوجہ ہو کر بیٹھا تو اُس عظمت و کبریائی والی بارگاہ میں ان کو عجیب خاص قبولیت والا پایا اور اُنہیں واصل (الی اللہ) خواتین میں سے پایا۔ اس مسکین کی خاطرِ حزین کو اِس راہ گزر سے جمعیت نصیب ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ وَعَلٰی جَمِيْعِ نِعْمَآئِهٖ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ کا اُس پر اور اُس کے تمام احسانوں پر شکر ہے۔

جی ہاں! اس طرح کیوں نہ ہو کہ وہ مقبول اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ ان کا مقبول اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقبول ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ذٰلِکَ۔ یعنی: اے اللہ! ہمیں یہ نصیب فرما۔ اور اُن کا مردود اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ ذٰلِکَ یعنی: اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

دوسری ہمشیرہ بھی مدت سے موجب توجہ ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہ چیز قرار پائی، دیکھئے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

سیادت وعرفان کے شجرہ کے ثمرہ میر محمد نعمان (رحمۃ اللہ علیہ) جو اس بیکار کے جد بزرگوار قطب ربانی محبوب سبحانی (حضرت) مجدد الف ثانی (قدس اللہ سرہٗ) کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے ان کے ساتھ مکاشفہ میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف فرما ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرما رہے ہیں کہ میرے فرزند محمد نعمان سے کہو کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے، وہ میرا مقبول اور خدا کا مقبول ہے اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے، وہ میرا مردود اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا مردود ہے۔ جب حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے آنسرور (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا یہ پیغام مجھے پہنچایا تو میں خوشحال ہو گیا کہ میں ان (حضرت مجددؒ) کا مقبول ہوں۔ پس میں نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا مقبول اور اللہ تعالیٰ کا مقبول ہوں۔ پھر آنسرور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میرے فرزند محمد نعمان کو کہو کہ جو شخص تیرا مقبول ہے، وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور وہ میرا مقبول اور خدا کا مقبول ہے اور جو شخص تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے، اور وہ میرا مردود اور خدا کا مردود ہے۔

احادیث کی کتابوں سے بھی اولیاء اللہ کی محبت کے ایسے ثمرات ظاہر اور عیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اُن کی محبت میں رکھے اور اُسی پر موت نصیب فرمائے اور قیامت کے روز اُن کے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔

ان اکابر کے حال کے مطابق چند اشعار علیحدہ کاغذ پر لکھے ہیں، ان کو مطالعہ شریف میں لائیں۔ (فقیر) سیّد الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کلام (مبارک) پر بات کو ختم کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس استغفار کو دِن میں پڑھے اور اُس روز اُسے موت آجائے تو وہ جنت میں جائے گا، جو شخص اِس کو رات میں پڑھے اور اُس رات میں اُسے موت آجائے تو وہ جنت میں جائے گا۔

مکتوب نمبر ۸
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

(فقیر) اس فاطمہ زمانی سَلَّمَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ (اللہ سبحانہ انہیں سلامت رکھے) کے گرامی عنایت نامہ کی وصولی سے معزز اور مکرم ہوا۔ مبلغ دو سو روپیہ میرے بھائی شیخ محمد اشرف اور دوپٹہ اور زنانہ عروسی لباس جو (فقیر کے) مکرم چچا خواجہ محمد یحییٰ کی عاجزہ (بیٹی) کے لیے آپ نے فضل و کرم سے مرحمت کیے تھے، وہ پہنچ گئے ہیں اور مشارٌ الیہ کو پہنچا دیے گئے ہیں۔ انہوں نے آپ کی ذات بابرکات کے لیے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور دنیا و آخرت کے درجات زیادہ کرے اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے:

شکرِ فیض تو چمن چون کند اے ابرِ بہار
کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردۂ تست

یعنی: اے بہار کے بادل! چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح ادا کرے کہ (اس میں) خواہ کانٹے ہیں اور خواہ پھول، وہ سب تو نے پالے ہیں۔

اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ. (اتحاف، ۸: ۵۳۹)

یعنی: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جس شخص نے یہاں نیکی کاشت کی اس کی جزا نیکی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے اور بدی کا بدلہ بدی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کا ذریعہ ہے اور جہنم کا عذاب ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

بعض قرآنی آیات اور رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعض احادیث جو مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت اور اُس کے جمع کرنے کی ناپسندیدگی کے بارے میں آئی ہیں، (فقیر) ان کو نقل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۹۲)

یعنی: تم نیکی کے جس کمال کو طلب کرتے ہو، اس کو اس وقت تک ہرگز نہیں پا سکتے، یہاں تک کہ اپنے اُس مال کو جس سے محبت کرتے ہو، خرچ نہ کردو اور فقیروں پر صدقہ نہ کر دو، یا ایسی جگہ جہاں مسکین کی مدد کرو، یا بدن جس کی قوت کو بندگی میں خرچ کرو، یا دل جسے محبتِ الٰہی میں وقف کردو، یا جان جس کو رضائے حق میں فدا کردو۔

اس آیت کے نزول کے بعد (حضرت) ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور) عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! میرے پاس بہترین اور محبوب ترین مال موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ جس جگہ چاہتا ہے آپ اس کو خرچ فرمادیں۔ یہ ایک انتہائی پسندیدہ اور شاداب باغ تھا جس میں کبھی کبھار آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور اُس کے پانی اور پھل کو تناول فرمایا کرتے تھے۔

پس آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا:

خوب، خوب! اے ابوطلحہ! اس مال کا خرچ بہت نفع بخش ہے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْكَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّايَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَيَالٍ عِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ. (صحیح البخاری، ۳:۲۵۲، ۸: ۱۱۸؛ فتح الباری، ۵:۱۱، ۳۶۴)

یعنی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: یقیناً اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کی مانند سونا ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی کہ میرے اوپر تین راتیں نہ گزریں، جبکہ میرے پاس اس میں

سے کوئی چیز باقی ہو۔یعنی میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ ان کو تین راتوں سے کم وقت میں دے دوں اور خیرات کر دوں اور تین روز تک اس میں سے کوئی چیز نہ چھوڑوں، مگر اُس میں سے اتنا محفوظ رکھوں جو میرے قرض کی ادائیگی کے لیے ضروری ہو۔

نیز نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ وَبَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ وَقَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ. (اتحاف، ۸:۱۷۷)

یعنی: سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے، جنت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب اور جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے۔اور یقیناً جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

(حضرت) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، جو صحابی ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا اور جبکہ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کعبہ کے سایے میں تشریف فرما تھے۔پس جب آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے مجھے دیکھا تو فرمایا: وہ (لوگ) خسارے میں ہیں، یعنی نقصان اٹھانے والے ہیں، قسم ہے ربِ کعبہ کی۔پس میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، یہ خسارے والے لوگ کون ہیں؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو مال زیادہ رکھتے ہیں، مگر یہ کہ مال والے اس کو (اللہ کے راستے میں) دیں اپنے سامنے سے اور اپنے پیچھے سے اور اپنے دائیں سے اور اپنے بائیں (طرف) سے، اور اس طرح کے لوگ کم ہیں۔

نیز نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بیشک صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو ختم کرتا ہے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ایک بدکار عورت کی (اس وجہ سے) بخشش ہو گئی کہ اس کا گزر اُس ایک کتے کے پاس سے ہوا جو ایک کنویں کے کنارے پر تھا اور اُس نے پیاس کی وجہ سے زبان نکال رکھی تھی۔قریب تھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے مر جائے۔اس

بدکار عورت نے اپنے جوتے کو لیا اور اُسے اپنے دوپٹے کے ساتھ باندھا، پھر اُس کے ساتھ پانی نکالا اور یہ اُس کو پلایا۔ پس یہ عورت اس عمل کی وجہ سے بخشی گئی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! کیا ہمارے لیے جانوروں اور چارپایوں کی حالت کا لحاظ کرنے میں بھی اجر و ثواب ہے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر کی رعایت کرنے پر۔ یعنی: (ہر) زندہ (پر رحم کرنے پر) اجر و ثواب ہے۔ انتہیٰ۔

پس جب ایک کتے کا لحاظ کرنے پر یہ اجر و ثواب ملتا ہے تو پھر ایک مسلمان کی حالت پر، خاص کر ایک صالح پر، کتنے درجات نصیب ہوں گے؟

آسمان نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالی است پیش خاک تود

یعنی: آسمان اگرچہ عرش سے نیچے ہے لیکن وہ زمین سے بلند ہے۔

ہائے افسوس! یہ گناہگار کوئی عمل نہیں رکھتا، جس کو آخرت کی نجات کا وسیلہ بنائے، مگر اللہ سبحانہٗ اپنے فضل و کرم سے دستگیری فرمائے اور اپنے شرمندہ بندے کو نوازے اور اپنی بارگاہ پاک کا محرم بنائے: وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)

یعنی: اور یہ اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

تو دستگیر شوائے خضر پئے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمراہان سوارانند

یعنی: اے مبارک قدم والے خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور (میرے) ہمراہی سوار ہیں۔

بہر حال تمام حالات میں اللہ سبحانہٗ کی طلب، اس کی رضا کو حاصل کرنے اور اُس کے قرب کے لیے بیقرار رہنا چاہیے اور چاہیے کہ (آدمی) آرام نہ پائے، تاکہ رحمت کا سمندر جوش میں آئے اور سچے طالب کو لے جائے۔ اگر (آدمی) کو اِس جہاں سے یہ دولت نہ ملے تو پھر وہ کس حال میں مرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا؟ کس عذر سے

زبان کھولے گا؟ سیاہ چہرے اور خراب حال سے! اللہ تعالیٰ اس خرابی سے محفوظ رکھے:

یارب! برہانیم ز حرمان چہ شود　　راہے دہیم بکوئے عرفان چہ شود
صد گبر کہ از کرم مسلمان کردی　　یک گبر دیگر کنی مسلمان چہ شود

یعنی: اے پروردگار! (اگر) ہمیں ناامیدی سے رہائی مل جائے تو کیا ہوگا؟ اگر ہمیں کوئے عرفان کا راستہ مل جائے تو کیا ہوگا؟

۞ تو نے اپنے کرم سے سو کافر کو مسلمان بنا دیا، اگر ایک اور کافر کو مسلمان بنا دے تو کیا ہوگا؟

جس شخص کو یہ دولت دی گئی ہے، اس کے سینے میں ایک خزانہ رکھ دیا گیا ہے، اگر اس پر طلب کا ایک دروازہ بھی کھول دیا گیا ہے تو اسے بشارتیں بھی دی گئی ہیں۔ ہائے افسوس! اگر یہ (بھی نصیب) نہ ہوا اور وہ (بھی حاصل) نہ ہو۔ پھر دوزخ کا عذاب!

آن کس کہ بیافت دولتے یافت عظیم　　وانکس کہ نیافت درد نایافت بس است
بس کنم خود زیرکان را این بس است　　بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: جس شخص نے اس کو پایا، اس نے ایک بڑی دولت پائی اور جس نے نہ پایا اُس کے لیے نہ پانے کا درد ہی کافی ہے۔

۞ میں بس کرتا ہوں، خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۹

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو

اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

سب مخلوق سے احقر آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اس دعا گو کے حالات ہر لحاظ سے مولیٰ حقیقی تبارک وتعالیٰ کے ہزاروں شکر اور سپاس گزاری کے لائق ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۴)

یعنی: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اُن کو نہیں گن سکتے۔

ہائے ہزار افسوس! افسوس! کہ اس طرف سے یہ سب احسان اور انعام اور اس طرف سے یہ روگردانی پر روگردانی۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۴)

یعنی: یقیناً آدمی اپنے گناہوں اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے خود پر بہت ظلم کرنے والا ہے۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۱۷)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہ (خود) ظلم کرنے والے ہیں، سراسر غفلت اور لمبی آرزوؤں میں (ہیں)۔

اچانک موت آجائے گی اور خبردار کردے گی، لیکن اس وقت کیا نفع جب توبہ اور آرزو کے دروازے بند ہوجائیں گے:

نو بہارِ نفس پس بہ در بستہ رسید

بے خرد دیر رسیدی در منزل بستند

یعنی: نفس کی بہار کا آغاز دروازہ بند ہونے کے بعد ہوا۔ نادان تو دیر سے پہنچا، گھر کا دروازہ بند کردیا گیا ہے۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ. (سورۃ ق، آیت:۲۲)

یعنی: بیشک تو اُس سے غفلت میں تھا۔ پس ہم نے تجھ سے غفلت کا پردہ ہٹادیا۔ پس آج تیری نظر، یعنی موت کے بعد تیز ہے۔

وہ گروہ خوشحال ہے جنہوں نے اس فانی دنیا میں بقا (آخرت) کا فکر کیا۔ انہوں نے ابدی اور ہمیشہ کی سعادت حاصل کرلی:

از پئے این عیش وعشرت ساختن — صد ہزاراں جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش وعشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔

صاحبہ زمان ومہربان سلامت! (فقیر) کیا عرض کرے کہ میرا فرزند ابوالاعلیٰ کہ چھوٹی عمر ہی میں آثار الٰہی اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم جس کے شاملِ حال ہوئے ہیں اور قطب الاقطاب قبلہ گاہی (خواجہ محمد معصوم) قدس سرہٗ نے بھی اس کے حق میں چھوٹی عمر میں ہی اس طرح کی بشارت فرمائی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ (اللہ کا شکر ہے) کہ ان آثار نے درجہ کمال پر ظہور کیا ہے۔ اس حد تک کہ چند سال وہ اس طرح مغلوب الحال رہا کہ کسی آدمی کے ساتھ بات نہیں کرتا تھا۔

آپ صاحبہ مہربان کے شفقت کرنے کی شکر گزاری اور مہربانی فرمانے کی احسان مندی کس قدر کی جائے کہ آپ ایک پری کے ہاتھ والا رحمان ہیں۔ اتنی زیادہ کہ، بلکہ حدیث کے شارحین نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ جس کے ساتھ پری کے ہاتھ والا رحمان ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

فقیر سحری کے وقت یہ دعا آپ صاحبہ مہربان کے لیے مانگتا ہے اور آپ کے لیے بیشمار نجات چاہتا ہے اور اُمیدوار ہے کہ اللہ سبحانہٗ اپنے فضل سے قبول فرمائے گا۔

یہ فقیر حرمین کے سفر میں نمازِ مغرب پڑھ رہا تھا، فارغ ہونے پر یہ الہام ہوا کہ کئی ہزار آدمی، اس کی مقررہ تعداد بھی اُس وقت الہام ہوئی جو اِس مکتوب میں نہیں لکھی جاسکتی، تیرے طفیل سے بہشت میں جائیں گے اور اِس کی نشانی یہ ہے کہ کل فلاں معاملہ ظاہر ہوگا۔ اَلْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ. یعنی: غیب کا علم اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔

یہ گناہگاران سب گناہوں کے ساتھ اپنی نجات کو بہت مشکل سمجھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری فرمائے گا۔ جی ہاں!

ع شاہان چہ عجب گر بہ نوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نواز دیں تو کیا عجب ہے۔

نیز حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں پوچھا گیا، جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ یہ دن کتنا لمبا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم کہ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، بیشک مؤمن پر یہ دِن ہلکا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے لیے اس سے زیادہ آسان ہو جائے گا جو وہ اس دنیا میں فرض نماز ادا کرتا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

یعنی: سردار الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلّم) پر (درود و) سلام ہو اور سب تعریفوں کے لائق سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۰

حقائق آگاہ حاجی الحرمین الشریفین حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو مدد کرنے والا ہے اور اس کے نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلّم) پر درود و سلام ہو۔

حقائق آگاہ حاجی حرمین شریفین حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور سب برادرانِ طریقت اِس فقیر کی جانب سے نیک انجام سلام قبول کریں اور اپنے اوقات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد سے معمور رکھیں۔

ایک مدت ہوئی ہے کہ (فقیر) اس حقائق آگاہ سے کوئی خبر نہیں رکھتا۔ برخلافِ گذشتہ اپنے حالات تمام دوستوں کے ساتھ لکھ کر بھیجتے رہیں اور اِس فقیر کو صوری اور معنوی

ترقیوں کی دعاؤں میں (مشغول) سمجھیں اور دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔ وہاں کے یاروں اور دوستوں کی ملاقات کا شوق حد سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ اچھی طرح میسر فرمائے۔

اس فقیر کے سب بیٹوں؛ خواجہ ابوالاعلیٰ، خواجہ محمد عمر اور خواجہ محمد کاظم کی طرف سے سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: جو شخص ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

آپ نے جو نیاز یار محمد کے ذریعے بھیجی تھی، وہ ملی (اور) تفصیل کے مطابق (متعلقین کو) دے دی گئی ہے۔

(آپ) خیریت کی دعا کریں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور (آپ کے) اجر میں اضافہ کرے۔

مکتوب نمبر ۱۱

حقائق آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی) حمد کرتے ہوئے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود و سلام پڑھتے ہوئے۔

اس مشتاق فقیر کی طرف سے حقائق آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام یاروں اور دوستوں کو الگ الگ نیک انجام سلام قبول اور موصول ہو۔ چاہیے کہ قیمتی عمر کو مولائے حقیقی تبارک وتعالیٰ کی یاد میں صَرف کریں۔ ہمیشہ سربلند اور معزز رہیں گے:

ع کار این است غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

دیگر دین پناہ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کی مہربانیوں سے (فقیر) کیا لکھے؟ اصلاً فقیر کو رُخصت نہیں فرماتے تھے۔ ضرورت کے تحت (فقیر) رخصت ہو کر ماہِ رمضان

مبارک کی نو تاریخ کو خیر و خوبی کے ساتھ دار الخلافہ شاہجہان آباد (دہلی) میں پہنچا (اور) دوستوں کے لیے دعا میں متوجہ ہوا۔ چونکہ اس دوران فرزند ارجمند (اور) کمالات و عرفان پناہ شیخ ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) اس علاقے سے گزرنے والے تھے، لہٰذا ان چند کلمات کی زحمت دی گئی ہے۔

چنانچہ آپ اس فقیر سے مہربانی اور حسنِ اخلاص رکھتے ہیں اس سے زیادہ سب دوستوں اور یاروں سے سوا اس فرزند مذکور کے حق میں اس کی امید ہے اور اس بارے میں اس فقیر کی کامل شکرگزاری اور خوش وقتی ہے۔ اس سے زیادہ (فقیر) کیا مبالغہ کرے؟ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر۱۲

حقائق آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق آگاہ دینی بھائی حاجی عبداللہ سلّمہُ اللہ (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) اس فقیر زخمی دلِ درویش سے نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ جاری حالات شکرگزاری کے لائق ہیں۔ اَلْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ صِحَّتَكُمْ وَعَافِيَتَكُمْ وَاسْتِقَامَتَكُمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا.

یعنی: اللہ سبحانہٗ سے آپ کی صحت، عافیت اور ظاہری و باطنی استقامت کے لیے سوال کرتا ہوں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے، دنیا کی زندگی سب لغو، وقت گزاری اور مال واولاد پر فخر کرنا اور اُن میں اضافہ چاہنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو مقرر کر رکھا ہے، پرہیزگاروں کے لیے وہ اُس اور اِس سے بہتر ہے اور بقا اس کو ہے: جَنّٰتِ النَّعِيْمِ. (سورۃ الحج، آیت:۵۶)

یعنی: (جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے) وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَعْلٰى وَالْاٰخِرَةُ اَوْلٰى.

یعنی: اور اللہ کا ذکر (سب سے) اعلیٰ ہے اور آخرت سب سے بہتر ہے۔

میرے حقائق آگاہ! میرے فرزند محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کی والدہ اپنی عاجزہ (بیٹی)، جو برادرِ عزیز حاجی عبداللہ کے بیٹے محمد فضل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے منسوب تھیں، کی جدائی سے بہت زیادہ پریشان اور بے چین ہیں اور اسی طرح وہ بھی اپنی والدہ ماجدہ کی جدائی سے بیقرار ہے، چونکہ دونوں کے درمیان بعد المشرقین (بہت زیادہ دوری) ہے، اس وجہ سے دونوں بیقرار اور پریشان ہیں۔ خاص کر جبکہ ان دنوں عاجزہ مذکورہ بیوہ ہوگئی ہیں۔ ان کی والدہ کے اشتیاق کا ستارہ بھی بلند ہوگیا ہے۔ یہ فقیر مشارٌ الیہ کو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتا ہے۔ اس بنا پر یہ فقیر بھی اس فرزند کی جدائی سے بیقرار اور اس کی ملاقات کا طالب ہے۔ چاہیے کہ آپ حقائق آگاہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ حاجی جیو کے پاس جا کر اِس فقیر کی جانب سے سخت تاکید کا اظہار کر کے اس فرزند کو رُخصت دلائیں اور (کوئی سواری) کرایہ کر کے اس علاقے میں روانہ کریں، بلکہ دریائے اٹک تک خود اپنے یاروں میں سے ایک دو آدمی ان کے ہمراہ کریں۔ لہٰذا دایہ جو اُن کی محرم ہے اس کے لانے کے لیے اسے اس علاقے میں حاجی (صاحب) کے پاس بھیجا ہے۔ چاہیے کہ آپ حقائق آگاہ ایک رقم جو اِس فرزند کے کرایے اور خرچ کے لیے کافی ہو سکے اور وہ چالیس پچاس روپے ہوگی۔ (آپ) یارانِ طریقت سے لے کر محمد فضل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اہل خانہ کے حوالے سے (یا) اپنے متعلقین میں سے دوسرے احباب (کے ذریعے) اس فرزند کے ہاتھ میں پہنچائیں، تاکہ فرزند مذکورہ جمعیت خاطر کے ساتھ یہاں پہنچ جائے۔ اس چیز کا حاصل ہونا فقراء کی کمال شکر گزاری کا ذریعہ ہے۔

آپ سب یارانِ طریقت کو نام بنام سلام پہنچائیں گے۔ فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰؒ اور محمد عمرؒ کا سلام قبول کریں اور (ان کو اپنا) مشتاق سمجھیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۱۳

حقائق آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق آگاہ، فضیلت اور کمالات کے حامل، پیارے بھائی حاجی عبداللہ اور بلند شان والے باقی بیگ، بہرام بیگ، پرنظر بیگ، صوفی سعید، ملا اسکندر، قرہ بیگ، این بیگ، بقا بیگ، حاجی صلا بیگ، لعل بیگ، ملا عاشورہ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اور تمام خوش باش احباب اس فقیر کا سلام قبول کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔

چونکہ حقائق آگاہ شیخ ابوالقاسم (رحمۃ اللہ علیہ) کو کابل کے لوگوں کے ارشاد کے لیے اپنی جگہ بھیجا گیا ہے، ان کو اِس قدر خرچ دیا گیا ہے تا کہ اطمینان کے ساتھ خود کو کابل تک پہنچائیں، لہٰذا لکھا جا رہا ہے کہ تمام احباب اس قدر خرچ مشارٌ الیہ کو فراہم کریں گے تا کہ وہ دل جمعی کے ساتھ وطن پہنچ جائیں۔

میرے حقائق آگاہ! آپ کے پیارے فرزند (کی وفات) کے واقعہ سے دل بہت دکھی ہوا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۵۶)

یعنی: بیشک ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ (آپ کو) نعم البدل عطا فرمائے۔

آپ نے صوفی عبداللہ خان (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ جو مبلغ تہتر روپے بھیجے تھے، وہ مل گئے ہیں۔

مکتوب نمبر ۱۴

عقلی ونقلی علوم کے جامع مخدوم زادہ خواجہ عبدالاحد (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

لِلّٰہِ الْحَمْدُ اَبَدًا وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَرْمَدًا.

یعنی: ہمیشہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے رسول (مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ہمیشہ درود (وسلام) ہو۔

قبلہ گاہِ وحدت اور کعبہ گاہ کثرت کی عقیدت کا کامل مخلص عرض کرتا ہے کہ خلعتِ ارشاد جس سے مراد نسبتِ قیومیت ہے، جس طرح کہ طریقت کے لحاظ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے حضرت عروۃ الوثقیٰ (خواجہ محمد معصوم) قدس سرہٗ کو پہنچی ہے، اسی طرح بالیقین جناب عالی کو وصول ہوئی ہے۔ اور یہ بلند دولت اہلِ صفا کی بدیہات میں داخل ہے۔ اب (اس) مرید کی مراد یہ ہے کہ آپ ظاہر کرنے والے کشف سے اس مشکل کو حل فرمائیں کہ (کیا) یہ نسبت منتقل ہوئی ہے اور (کیا) یہ خلعت پہنائی جائے گی، جس طرح کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ سے (منتقل) ہوئی تھی، یا نہیں؟ اگر پہنائی جائے گی تو کسی کو عطا ہو گی یا نہیں؟ ذرہ نوازی فرماتے ہوئے اس بارے میں کامل توجہ فرما کر اعلان فرمائیں۔

حضرت سلامت! آپ کے ارشاد کے مطابق وہ بشارت آمیز کلمات جنہوں نے ترجمانِ حق کی زبان سے اس آوارہ کے بارے میں ظاہر ہونے کا شرف پایا (فقیر) عرض کرتا ہے۔ امید ہے کہ (کوئی) کلمہ، بلکہ ایک حرف بھی خلافِ واقعہ عرض نہیں کیا جائے گا۔ لیکن تاریخ کے آگے اور پیچھے (ہونے) میں معافی کی امید ہے۔

ایک روز فرمایا کہ تیرے بارے میں مجھے اس طرح الہام ہوا ہے کہ ''تو اور وہ باہم جڑواں ہو۔'' اس کے بعد میں اس حال کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی طرح منکشف ہوا۔ (انہوں نے) محبوبیت، سابقیت، راخیت اور ذات محبت کے وصول اور عروج و نزول کے لحاظ سے اپنے تمام مقامات کی شرکت سے (حروف) مقطعات کے اسرار اور متشابہات کی تحقیق سے ممتاز فرمایا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ تیری دنیا کو آخرت کا درجہ دیا گیا ہے اور یہ کہ تیرا مقبول ذات بے نیاز کا مقبول ہے اور اس کے مردود کو ذات بے نیاز کا مردود بنایا گیا ہے، نیز مقدس صفہ پر چڑھنے، اس بلند شان مکان میں تمکن (جاہ و مقام) پانے، حشر کے روز کرسی کے عطا ہونے، مقام اصالت سے نصیب ملنے اور حضرت محمد (مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طینت (پاک) سے حصہ پانے سے سربلند فرمایا گیا۔

ایک روز اِس طرح فرمایا کہ مجھے تیرے بارے میں اس بات کا الہام ہوا ہے کہ ''جس طرح ہم نے ان کے چچا محترم کو اصالت محمدیہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے مشرف کیا تھا، اس کو بھی (کیا ہے)۔ ہم نے دیکھا کہ تیری پیشانی کا مقام جو کہ طینت مبارک کا معدن ہے (وہ) عنایت خاص رکھتا ہے جو کہ جملہ متشابہات میں سے ہے۔ (پھر انہوں نے اس کا) بوسہ فرمایا۔ اس کے بعد تمام انبیائے کرام اور ملائکہ عظام کو حکم ہوا کہ وہ بھی اس کو بوسہ دیں۔ چنانچہ ان تمام بزرگواران (عظام) عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے بوسہ دیا۔

نیز انہوں نے مدینہ منورہ میں فرمایا کہ سرورِ موجودات (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ظاہر ہوئے اور حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہٗ) اور حضرتین (خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ اور خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) ہمراہ معلوم ہوتے تھے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کی جانب متوجہ ہوتے اور اکرام فرماتے ہوئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے۔ اس کے بعد عزیزین (حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کی طرف متوجہ ہوتے اور ان دونوں کی پیشانی کو بھی بوسہ دیتے۔ اس کے بعد آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے تیری پیشانی کو بوسہ دیا۔ فرمایا کہ میں نے روضہ منورہ میں تجھے سبز پوشاک میں اوپر تک مثلِ سرا اور اُس کی صورت میں پایا تو میں نے کہا: اَیۡنَ هٰذَا هٰذَا اَشَدُّ مَدًّا شَجَرَ الۡمُحَمَّدِیۡ.

یعنی: یہ ہدایت کیسی ہے جو (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے درخت کو بہت زیادہ پھیلا رہی ہے۔

نیز ایک روز انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جو پوشاک میں نے پہن رکھی تھی، وہ میرے بدن سے الگ ہوئی اور ایک دوسری بہت عالی پوشاک مجھے پہنائی گئی اور وہ تیری پوشاک تجھے عنایت کی گئی اور صدا لگائی گئی: سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیۡکَ اَنۡ اَرَادَ بِهٖ نِسۡبَةُ الۡقَیُّوۡمِیَّةِ.

یعنی: ہم عنقریب اپنے بھائی کی نسبت قیومیت کو مضبوط کریں گے۔

نیز ایک روز انہوں نے فرمایا: ''مجھے الہام ہوا کہ عبدالاحد کے بارے میں جو

بشارت بھی دی گئی ہے، وہ سب برحق ہے۔ اور دس بشارتیں جو ہماری درگاہ سے چاہتا ہے، کہہ دو کہ ہم نے وہ بھی دے دی ہیں۔"

نیز ایک روز فرمایا کہ جناب سے اوّل فیض مجھ پر نازل ہوتا ہے، اس کے بعد تجھے پہنچتا ہے۔ بعد ازاں کائنات کے تمام افراد کو فیض بخشتا ہے۔

(فقیر نے) اس طرح کی جو بشارت (حضرت) عروۃ الوثقیٰ (خواجہ محمد معصوم) سے اپنے بارے میں پائی تھی، وہ ان کی خدمت میں عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں اور تو اِس منصب کے لیے آمادہ تھے اور ہر دو اُس مقام کے لیے پنہاں اور مناسب تھے، لیکن میں نے سبقت پائی۔

فقیر نے اپنا واقعہ جو دیکھا تھا، ان کی خدمت میں عرض کیا تو اُنہوں نے کامل مسرت کا اظہار فرمایا۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ میں عالی شان بادشاہ کے قریب اپنے ہاتھ میں قلمدان پکڑ کر کھڑا ہوں۔ اس دوران بادشاہ نے قلمدان طلب کیا۔ میں قلم کو درست کرنے میں متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک دوسرے آدمی کے ہاتھ میں قلمدان ہے، اس نے مجھ پر سبقت پالی ہے۔ آخرت تجھے کہا گیا کہ چونکہ اس نے تجھ پر سبقت پائی ہے، (لہٰذا) تو کچھ دیر انتظار کر۔

میرے حضرت! اس طرح کی بشارتیں جنہوں نے سچے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے اس نائب سے (اس) آوارہ کے بارے میں اظہار کا شرف پایا ہے، وہ بہت زیادہ ہیں۔ اگر (فقیر) ان (سب) کو لکھے تو کئی دفتر بھر جائیں گے، لیکن اسی پر اکتفا کیا گیا ہے:

شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار　　کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردۂ تست

یعنی: اے بہار کے بادل! چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح ادا کرے کہ (اس میں) خواہ کانٹے ہیں اور خواہ پھول، وہ سب تو نے پالے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْکِرَامِ وَآلِہِ الْعِظَامِ.

یعنی: اور سردار الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل عظامؓ پر (درود و) سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۱۵

حقائق آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق و معارف سے آگاہ پیارے بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام خوش باش دوست اس فقیر کی طرف سے نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ (اللہ کا شکر ہے) کہ (فقیر) تمام فرزندوں اور پیروکاروں کے ساتھ غیرِ مطاف کے طواف کی نیت سے سرہند سے نکل کر شاہجہان آباد داخل ہوا۔ چونکہ راستوں میں ٹھہرنا پڑے گا، اس وجہ سے نیک صفت صوفی عبدالرحمٰن (رحمۃ اللہ علیہ) کو چند ماہ کے وعدے سے یہاں سے رخصت کیا ہے، تاکہ راستے میں جس شخص کے لیے مناسب ہو اور استعداد رکھتا ہو، وہ اس خوش اثر سفر میں فقیر کا رفیق بن جائے۔

میاں ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور فرزندی محمد تقی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کی طرف سے سلام قبول کریں۔

مبلغ ۷۰ روپے بابت نیاز جو آپ نے بھیجے تھے، پہنچ گئے ہیں۔ دوستوں کی ترقی کے لیے دعا کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ قبول کرے (اور) اضافہ عطا فرمائے۔

مکتوب نمبر ۱۶

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ تَعَالٰی قُلِ اللّٰہُ لا ثُمَّ ذَرْھُمْ (سورۃ الانعام، آیت:۹۱)

یعنی: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: آپ کہیں اللہ (اور) پھر اُن کو چھوڑ دیں۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مُنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ. (رواہ الترمذی؛ اتحاف، ۶:۱۷۴)

یعنی: جو میری رضا کے لیے آپس میں محبت کرنے والے ہیں، ان کے لیے (قیامت کے روز) نور کے منبر ہوں گے جو نبیوں اور شہیدوں کو عطا ہوں گے۔

اس بندہ شرمندہ کی طرف سے، بخشنے والے مولا (کریم) کی توفیق سے حق کو دیکھنے والے اس دلوں کے مقبول کی خدمت میں سلام اور دُعا قبول ہو، اللہ تعالیٰ کے کرم سے۔

بڑی کوشش کے بعد اسی سال ان مقامات اور فیض ونور کی خبر دینے والے چشموں اور بال سے زیادہ باریک اسرار کی کانوں (کی زیارت) کا شرف اور سعادت نصیب ہوئی اور محض اللہ سبحانہٗ کے فضل وکرم سے لکھے گئے امور میں سے دیکھا جو کچھ دیکھا۔ اِنَّ ذٰلِكَ هُوَالْفَضْلُ الْكَبِيْرُ. (سورۃ فاطر، آیت:۳۲)

یعنی: بیشک یہ بہت بڑا فضل ہے۔

(فقیر) خود کیا کہے اور کیا لکھے؟

فَنَى الْعُمْرُ فِيْ غَايَةِ الْمَعَاصِيْ وَالذُّنُوْبِ
وَقَرَبَ الْاَجَلُ فِيْ هٰذِهِ التَّقْصِيْرَاتِ وَالْعُيُوْبِ

یعنی: میری عمر نافرمانی اور گناہوں کی انتہا میں گزر گئی ہے اور انہی تقصیروں اور عیبوں میں موت قریب آ پہنچی ہے۔

هَيْهَاتَ! هَيْهَاتَ! جَآءَتِ الرَّاجِفَةُ. تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (سورۃ النازعات، آیت:۶-۷)، وَمَاعَمِلْتُ قَطُّ اِلَى آخِرَةٍ، ثُمَّ لَايَعُوْدُ اِلَى الدُّنْيَا لِيَعْمَلَ صَالِحًا لِلسَّاعَةِ الزَّاجِرَةِ، فَكَيْفَ الْفَلَاحُ وَاَيْنَ النَّجَاةُ الدَّآئِمَةُ لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ (صحیح البخاری، ص ۱۱۱۳)، وَعُقُوْبُهَا لَشَدِيْدٌ دَآئِمَةٌ بَاقِيَةٌ، وَمَاالْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا قَلِيْلٌ فَانِيَةٌ فَتَنَبَّهْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْغَافِلَةُ دَآئِمَةٌ، وَاَقْبِلْ اِلَى اللّٰهِ بِالْمَرَّةِ الْوَاحِدَةِ لِتَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَّتَكُوْنَ عِنْدَ رَبِّكَ مَرْضِيًّا جَمِيْلًا، هَيْهَاتَ اِنِّيْ لَهَا

الذِّکریٰ وَقَدْ جَآءَتْ مِیقَاتُ الرُّجعٰی، وَاوَیْلَا.

یعنی: افسوس، ہائے افسوس! زمین پر زلزلہ آ گیا اور پھر اس کے پیچھے اور زلزلہ آئے گا، میں نے آخرت کے لیے ہرگز عمل نہیں کیا، پھر دنیا میں نیک عمل (کرنے) کے لیے واپسی نہیں ہوگی، قیامت کی سخت گھڑی کے لیے۔ پس کامیابی کس طرح ہوگی اور ہمیشہ کی نجات کہاں؟ آخرت کے عیش کے سوا کوئی عیش نہیں ہے، اور عذاب سخت دائمی باقی رہنے والے ہیں، اور دنیا کی زندگی بہت تھوڑی (اور) فنا ہونے والی ہے، ہمیشہ غافل رہنے والے انسان! پس تیرے لیے تنبیہ ہے، اور ایک ہی بار (کی تنبیہ) پر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے، بہت بڑی کامیابی پانے کے لیے۔ اور اپنے رب کے ہاں بہت زیادہ پسندیدہ (برگزیدہ) بن جا، ہائے افسوس! کہ میں اس کا ذکر نہ کر سکا اور اس کے پاس لوٹنے کا وقت قریب آ پہنچا، ہائے تباہی! اس غم کی (کوئی) انتہا نہیں ہے اور اس درد کا (کوئی) علاج نہیں:

عمر بگذشت و حدیث دردِ ما آخر نشد
شب بہ آخر شد کنون کوتہ کنم افسانہ را

یعنی: عمر گزر گئی اور ہمارے درد کی بات ختم نہ ہوئی، رات آخر کو پہنچ گئی ہے، اب میں افسانے کو مختصر کرتا ہوں۔

ان سخت عذابوں کے باوجود راحت کب ہوگی؟ اس کے غیر کے ساتھ مشغولیت کب روا ہے؟ اس درد و غم میں مرنا چاہیے اور اس دکھ میں جان دینی چاہیے۔ (کسی نے) خوب کہا ہے:

متاعے کزین رہ گزر می برند
لب خشک مژگان تر می برند

یعنی: لوگ جو دولت اس راستے میں پاتے ہیں، وہ خشک ہونٹ اور تر پلکیں پاتے ہیں۔

راحت تب ہوگی جب دوزخ کی آگ کے پل صراط سے گزر جائے گا اور ہمیشہ کے گھر جنت میں داخل ہو جائے گا اور اس سے پہلے بلا ہی بلا اور مصیبت ہی مصیبت ہے۔

(یہ) آیت کریمہ اس پر گواہ ہے:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ کام دولت کا ہے، اب دیکھئے کسے دیتے ہیں۔

اے اللہ! عمر جدائی میں گزری اور حساب وعذاب کا معاملہ قریب آ پہنچا تو رحم فرمانے والا اور کرم کرنے والا ہے، معاف فرما اور بخش دے:

اِلٰهِیْ عَبْدُکَ الْعَاصِیْ اَتَاکَ مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَ
فَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَاکَ اَهْلٌ وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَّرْحَمْ سِوَاکَ

یعنی: الٰہی! تیرا گناہگار بندہ تیرے حضور آئے گا اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوا اور تجھ سے دعا کرتا ہوا۔

- پس اگر تو اُسے بخش دے تو تُو اس پر قادر ہے اور اگر اس کو ردّ کر دے تو پھر تیرے سوا (اس پر) رحم کون کرے گا؟

اے گناہگار نفس! تیرا پروردگار بخشنے والا ہے، تو اس کی بیشمار رحمت سے نا اُمید نہ ہو، لہٰذا اس تمام نقصان اور گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی عنایتیں اور نوازشیں ہیں کہ ان سے ذرّہ بھر اشارہ اور بیان میں نہیں آ سکتا۔

یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ. (سورۃ الشعراء، آیت:۱۳)

یعنی: میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رکتی ہے۔

در پئے این عیش وعشرت ساختن
صد ہزاراں جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش وعشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی

ہیں۔

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (سورۃ التحریم، آیت:۸)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر اور ہمیں معاف فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

ہمیشہ بخشنے والے (اللہ) تبارک وتعالیٰ کی درگاہ میں کمال التجا اور زاری میں ہیں اور بلند مراتب کے وصول کا راستہ (ایک بڑی) دولت وسعادت ہے۔ ایسا ہوگا کہ یقینی طور پر (اس کی) بخشش کا سمندر جوش میں آئے گا اور وہ اپنے عاجز بندے کا علاج فرمائے گا۔ اپنی پاک درگاہ میں اس کو جگہ دے گا اور اپنی جانب بلالے گا اور اسے غیر سے رہا کرالے گا:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ کام دولت کا ہے، اب دیکھئے کسے دیتے ہیں۔

دن رات اسی فکر، پریشانی اور زاری میں رہنا چاہیے، اگر لحظہ بھر بھی اس کی یافت (وصول) نہ ہو تو اس کا درد وغم ہونا چاہیے:

آن کس بیافت دولتی یافت عظیم
وانکس کہ نیافت درد نایافت بس است

یعنی: جس شخص نے اس کو پایا، اس نے ایک بڑی دولت پائی، اور جس نے نہ پایا اُس کے لیے نہ پانے کا درد ہی کافی ہے۔

ورنہ (آدمی) اس جہان سے کیا لے جائے گا اور کس منہ سے جان جاناں کے حوالے کرے گا؟ ہائے افسوس! یہ طلب بھی وہی عطا فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے:

وَاِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْهِ ط وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (سورۃ ہود، آیت:۱۲۳)

یعنی: اور تمام امور کا رُجوع اسی کی طرف ہے، پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا رب اس سے بے خبر نہیں ہے۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر درده کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے، اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (سورۃ الصافات، آیت: ۱۸۰-۱۸۲)

یعنی: یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا پروردگار، جو صاحبِ عزت ہے، اس سے پاک ہے اور پیغمبروں پر سلام ہو اور سب طرح کی تعریف سارے جہانوں کے پروردگار کے لائق ہے۔

مکتوب نمبر ۱۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّۃِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان (اور) نہایت رحم کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود و سلام بھیجنے کے بعد۔

(فقیر) اپنے پیارے فرزند زید توفیقہٗ وقدرہٗ (اللہ تعالیٰ اس کی توفیق اور مرتبہ میں اضافہ فرمائے) سے کہتا ہے کہ حال کی پریشانی اور دل کی بے چینی، جو کہ برے اعمال کرنے کا سبب ہے اور لذتوں اور شہوتوں کی جو مصروفیت شاملِ حال ہے، اس کا کیا شکوہ کیا جائے؟ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ. (سورۃ یوسف، آیت: ۸۶)

یعنی: میں تو اپنے غم اور دُکھ کا اظہار اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔

آتش بدو دست خویش در خرمنِ خویش
من خود زدہ ام چہ نالم از دشمنِ خویش

یعنی: میں نے خود اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے ڈھیر میں آگ لگائی ہے، میں اپنے

دشمن سے آہ وزاری کیا کروں؟

(فقیر) اس دشمن نفس کی برائی کی وجہ سے اس قدر غم کے بوجھ تلے دب چکا ہے اور خوف وڈر کی زیادتی سے زندگی اور دُنیا کی معیشت اس طرح تنگ وتاریک ہوگئی ہے اور دنیا کی لذت اتنی کڑوی اور زہریلی ہوگئی ہے کہ قریب ہے کہ سینہ پھٹ جائے (اور) دیوانے کی طرح پہاڑ وصحرا میں چلا جائے، لیکن کیا کرے؟ پاؤں بندھے ہیں اور اختیار کی باگ (اہل وعیال کے) حقوق کی بنا پر ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ ہائے افسوس! کل اس سے آگے نہیں جا سکے گا۔ میں نہیں جانتا کہ کس عذاب میں مبتلا ہوں گا؟

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ اَعِنِّیْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّیْ اَنْتَ الرَّحِیْمُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ، فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَااَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَارْزُقْنِی التَّوْفِیْقَ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَبَاعِدْنِیْ عَنْ سُوْٓءِ الْاِخْتِلَافِ رَبِّ قَدْ طَالَ الشَّوْقُ اِلَیْکَ وَلَسْتُ لِاَھْلٍ لِمَا ھُوَ بَیْنَ یَدَیْکَ مِنْکَ النَّعْمَآءُ وَاِلَیْکَ الرَّغْبَآءُ یَااَنِیْسَ الْمُتَوَحِّشِیْنَ وَیَارَفِیْقَ الْغُرَبَآءِ وَالْمُسَافِرِیْنَ اَوْحِشْنِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ وَآنِسْنِیْ بَلْوَاکَ وَکَذَالِکَ رَاحَۃُ الْقُلُوْبِ وَمُحَبَّتِکَ مَحَآءً لِلذُّنُوْبِ ذِکْرُکَ یُوْرِثُ الْاَنْوَارَ وَتُلْقِی الْاَسْرَارَ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (سورۃ الرعد، آیت:۲۸) وَجِہِ تَبْکِی الْعُیُوْنُ. (مجمع الزوائد، جلد۱۰:۱۸۳)

یعنی: اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں اور تجھ ہی سے میں شکایت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں اور میرے اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں تو ہی میری مدد کرنے والا ہے، تو رحم کرنے والا ہے، اچھا مولیٰ ہے، اور اچھا مددگار ہے۔ پس تو مجھے معاف کر دے، جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ میں بعد میں کروں اور جو کچھ میں چھپ کر کروں اور جو کچھ میں اعلانیہ طور پر کروں اور مجھے نیک اعمال کی توفیق عطا فرما اور مجھے رب سے اختلاف کرنے کی برائی سے دور رکھ۔ بس تیری ملاقات کا شوق بڑھ گیا ہے اور جو نعمتیں تیرے دستِ قدرت میں ہیں، میں ان کا نہیں ہوں اور میں تیری طرف چاہت رکھتا ہوں۔

اے دور بھاگنے والوں سے محبت کرنے والے! اے مسافروں کے دوست! جو تیرے سوا ہے اس سے میرے دل میں وحشت پیدا کر دے اور مجھے اس سے مانوس کر دے جو تیرے ساتھ ہے اور اسی طرح دلوں کی راحت ہے اور تیری محبت گناہوں کو مٹانے والی ہے اور تیرا ذکر نور کا وارث ہے اور اسرار کو سکھانے والا ہے۔ خبردار! اللہ کا ذکر دِلوں کو سکون دینے والا ہے اور آنکھوں کو رُلانے والا ہے۔

دیگران فرزندان عزیز کے حالات وصفات کے تذکرے کے بہت زیادہ شوق کے بارے میں (فقیر) کیا لکھے؟ یہی مصرع حال کے مطابق ہے:

ع فراموشم نہ ہرگز از دل ماست

یعنی: تو میرے دل سے ہرگز فراموش نہیں ہو سکتا۔

دوسری بار (عرض ہے کہ) آپ کی زیارت (کرنے) کی دن رات تمنا ہے۔ ان فرزندانِ (گرامی) کی دعائے خیر میں کرم وحیا کا ساتھ ہے۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الدُّعَآءِ.

یعنی: اور اللہ تعالیٰ دعا کا سننے والا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

بِاسْمِهِ الْعَظِيْمِ وَبِالصَّلٰوةِ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ.

یعنی: (شروع) اللہ تعالیٰ کے بزرگ نام سے اور اس کے نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) کے ساتھ۔

رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَكُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَكُمْ وَشَرَحَ صَدْرَكُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کرے اور آپ کا کام بزرگ بنائے اور آپ کے سینے کو کشادہ فرمائے۔

ان مشفق مہربان (اور) مکرم قدردان سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْمَنَّان (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کے بزرگ شفقت نامہ جو حالات کی جستجو اور لوگوں میں اس کمترین کی

ملاقات کے شوق کے اظہار پر مشتمل تھا، کے ورود سے (فقیر) مشرف اور مسرور ہوا۔ آپ سلامت رہیں کہ دور پڑے ہوئے محبوں کو یاد فرماتے ہیں۔

راستے کے طے کرنے کے قصے کو سننے سے آپ نے خاطر شریف کی پریشانی کی بنا پر مہربانی فرماتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔ لِلّٰہِ سُبْحَانَہُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ (یعنی: اللہ سبحانہٗ کا شکر اور احسان ہے) کہ خیریت سے گزری اور فقیروں کی جماعت پر کافروں اور فاجروں کی کوئی مکروہ چیز عائد نہیں ہوئی۔ جس شخص نے آفاقی دوستوں کی رفاقت کی مخالفت کی وہ گونا گوں مصیبتوں میں مبتلا ہوا۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ. (مجمع الزوائد، ۲: ۲۸۰، ۸: ۹۶؛ اتحاف، ۸: ۱۶۴)

یعنی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا: جس شخص نے استخارہ کیا وہ نقصان سے بچ گیا۔

فقیر اپنی جماعت کے ساتھ بخیر و عافیت شاہجہان آباد (دہلی) پہنچا۔ چند ماہ سے دوستوں کی درخواست پر دارالخلافہ میں مقیم ہے۔ جلد ہی امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے سرہند پہنچ جائے گا۔ پھر اگر مقدر ہے تو یقیناً اس مہربان ہستی اور مشفقین کے سردار کی زیارت شریف سے دل کی آنکھیں مسرور اور روشن کرے گا۔ سچ ہے کہ اس محسن آفاق کے عمدہ اخلاق کے ذکر سے دل کو اُس طرف کھینچتا ہے جس میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ وہ میسر کرے۔ مگر سفر حجاز کے قریب ان دو راستوں میں سے ایک کو اِمتیاز حاصل ہوگا۔ اور یہ گناہگار مقصدِ اعلیٰ تک پہنچ جائے گا اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے گا اور آپ کی دعائے خیر میں بھی مشغول ہوگا۔ اِنَّہٗ مُیَسِّرٌ لِکُلِّ عَسِیْرٍ وَّعَلٰی مَایَشَآءُ قَدِیْرٌ. وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ. (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴)

یعنی: اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اُس چیز پر جسے وہ کرنا چاہے قادر ہے، اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات کرتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

(فقیر) جس جگہ بھی ہے آپ کا محب و مخلص اور خیر خواہ و شکر گزار ہے۔ درویشوں کے اس مکرم کی مہربانی اور احسان اگرچہ تا حال میرے فرزند ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کو نہیں

پہنچا، لیکن انہوں نے اپنا جو مکتوب اس فقیر کو لکھا ہے، اس میں آپ کی عنایت و مہربانی کا اِسقدر اظہار کیا ہے کہ وہ دائرۂ تحریر اور احاطۂ تقریر میں نہیں سما سکتا۔ سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَعَافَاکُمْ وَصَانَکُمْ عَمَّا شَانَکُمْ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو سلامت رکھے، عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد کرے۔

اسی طرح دوسرے فرزند اور دوست جنہوں نے (آپ کی) ملازمت کا شرف پایا ہے، وہ سب آپ کے لطف کے ممنون اور احسان کے شکر گزار ہیں۔ اس رسالت پناہی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے بلند مرتبہ قبیلہ اور خاندان کے خلاصے پر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور خلافت پناہی (بادشاہ) کی مہربانیوں میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے۔ بِالنَّبِیِّ وَ آلِہِ الْاَمْجَادِ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ.

یعنی: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آلِ بزرگوار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدقے۔

(فقیر نے) تحریر کو لمبا کر دیا، آپ معذور فرمائیں اور (اپنی) دعائے خیر میں (مشغول) سمجھیں۔ آپ کے امور کا انجام نیک اور مشکور ہو، بِالنُّوْنِ وَالصَّادِ. یعنی: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل۔

میرا فرزند محمد عمر (رحمۃ اللہ علیہ) جو درحقیقت ہمراہ ہے، آپ کی خدمت میں دعاؤں اور سلام و نیاز کی زحمت پیش کرتا ہے۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو ہدایت کی بات قبول کرے اس کو سلامتی (نصیب) ہو۔

مکتوب نمبر ۱۹

شیخ حسام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

پیارے بھائی شیخ حسام الدین زید قدرہٗ وتوفیقہٗ (اللہ تعالیٰ ان کے مرتبہ اور توفیق میں اضافہ فرمائے) کا پسندیدہ مکتوب شرح حصین کے اجرا سے موصول ہوا (اور) اس مسکین کے غمگین دل کی مسرت کا سبب بنا:

ع اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

یعنی: اے (دوست)! تیرا وقت خوش رہے کہ تو نے ہمارا وقت خوش کر دیا۔

آپ نے اپنے حالات کی پریشانی، غفلت کے غلبہ، خطرات، وسوسوں کے ہجوم اور گناہوں کے حقائق سے جو کچھ لکھا تھا، وہ اس سے کم ہے جو یہ گناہگار بیکار پڑا ہے۔ (فقیر) ان امور میں خود کو اپنے کام سے دور سمجھتا ہے اور اس کے لیے بے بس سمجھتا ہے اور اس شعر کو اپنے حال کے مطابق سمجھتا ہے:

کنون شرمم ز کارم شرمسار است
ز من ابلیس را صد بار عار است

یعنی: اب میرا شرم بھی میرے کام سے شرمندہ ہے (اور) شیطان بھی مجھ سے سو بار شرمندہ ہے۔

غفار مطلق کی مغفرت کی وسعت اور مولائے برحق حق شانہٗ کی رحمت کے کمال میں گرفتارِ دلِ گناہوں کو ڈھارس دیتا ہے اور اس بنا پر اُمیدیں فراہم کرتا ہے:

ع کہ مستحق کرامت گناہگار انند

یعنی: کہ گناہگار بزرگی کے حقدار ہیں۔

جی ہاں! غفاری، ستاری اور وہابی کی صفات کے اظہار کے لیے گناہگاروں کے وجود کی ضرورت ہے، کیونکہ صفاتِ واجبی کی تعطیل ناممکن چیزوں میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گناہگار کثرتِ گناہ کے باوجود اس کے فضل واحسان کے کمال کا اُمیدوار ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ اس دیدِ نقص وشر کے باوجود اللہ تعالیٰ کے انوار واسرار کا ورود اس بندہ شرمندہ پر

بیشمار ہے، جن کے بیان سے زبان اور تحریر سے قلم عاجز ہے: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

جی ہاں! اللہ تعالیٰ اسی کرم کے لائق ہے اور کریم اسی طرح کے احسان کا ظہور فرماتا ہے۔ حدیث (شریف) میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ وَالَجَآءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ فَیَغْفِرُلَھُمْ. (صحیح مسلم، التوبۃ، باب ۲، رقم ۱۱؛ مسند احمد بن حنبل، ۲: ۳۰۹)

یعنی: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں لے جائے اور ایک ایسی قوم کو لے آئے جو گناہ کریں، پس وہ اللہ سے بخشش طلب کریں اور اللہ اُن کو بخش ڈالے۔

بہر حال آپ بھائی بھی رحیم (اور) کریم (اللہ) کی رحمت کے امیدوار ہو کر اَذکار اور مراقبات میں سرگرم رہیں اور استغفار، خاص کر اسماء (الٰہی کے ذکر) میں مشغول رہیں، بلکہ ذکر سے مذکور (اللہ) تک پہنچیں اور صورت سے حقیقت تک آئیں اور تلفظ سے معنی کی طرف دوڑیں۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا ہے:

قومی ز وجود خویش فانی
رفتند ز حروف در معانی

یعنی: صوفیا اپنے وجود سے فانی ہو کر معانی کی طرف چلے گئے ہیں۔

آپ نے جو (اپنے مکتوب میں) دوستوں کے فقراء کی قبروں کے انتظار میں لکھا تھا، فقیر بھی آپ کی زیارت کا مشتاق ہے اور عزم سفر کے وقت اگر قاصد کے اسی راستے پر لے جانے کا اتفاق ہوا تو اس میں پہلے (فقیر) دوستوں کو اطلاع دے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْمُتعال. اس سے پہلے ماہ رجب میں سفر کا ارادہ تھا۔ اب عوارض کی بنا پر یہ عزم موقوف ہو

گیا ہے (اور) بعض دوستوں کے لیے دوسرے اوقات پر قرار پایا ہے:

ع تا درمیان خواستۂ کردگار چیست

یعنی: دیکھئے اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا کیا ہے۔

(فقیر) اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیادہ یاد کے شوق کے سوا اور کیا لکھے؟

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو وہ (بھی) عذاب ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)، وَالْتَزِمُ مُتَابِعَةُ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ الْعُلٰی.

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو لازم پکڑے اس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۲۰
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

جناب مخدوم الانام سَلَّمَہُ اللّٰہُ الْمَنَّان (اللہ انہیں سلامت رکھے) مخلوق کے اس کمترین کا سلام اور دُعا قبول فرمائیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

مشیخت پناہ اور فضیلت وکمالات کے حامل شیخ عبدالرحیم (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوب کے مضمون سے آگاہی ہوئی اور سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سمجھا۔ سُنَّةَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا. (سورۃ الفتح، آیت: ۲۳)

یعنی: اور یہی اللہ کی عادت ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے اور تم اللہ کی عادت کبھی بدلتی نہ دیکھو گے۔

شاعر کہتا ہے:

لَبَّیْکَ یَخْلُوْا وَالْحَقُّ مُرِیْدَهٗ
وَلَبَّیْکَ یَرْضٰی وَالنَّاسُ غِضَابٌ

یعنی: (اے اللہ!) میں تیرے حضور حاضر ہوں سب سے خالی ہو کر اور میری مراد حق ہے۔ (اے اللہ!) میں تیرے حضور حاضر (اور) راضی ہوں اور لوگ (ناراض) ہیں۔

اِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ. وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ.
(سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)

یعنی: اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

ہائے افسوس! جو دل غیر کا گرفتار ہے، اس سے خیر کی کیا توقع ہے؟ جو روح گھٹیا کی طرف مائل ہے، نفس امارہ اس سے بہتر ہے۔ دنیا کی فضول چیزیں حق بینوں کی نگاہ میں حقیر ہیں، بلکہ تنکے سے بھی زیادہ کم ہیں۔ بشری ضرورت الگ ہے اور اس کی احتیاج کا تقاضا ان کی حقیقت سے عیاں ہے۔ ظاہر بین کیا سمجھیں؟ دنیا کے گرفتار ان کو کیا جانیں؟ میرے جد بزرگوار محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے رسالہ مبدأ و معاد (ص ۳۶) میں تحریر فرمایا ہے:

الٰہی! یہ کیا بات ہے کہ تو نے اپنے اولیاء کے باطن کو آبِ حیات بنا رکھا ہے کہ جس نے ایک قطرہ چکھا اُسے حیاتِ ابدی نصیب ہو گئی اور اُن کے ظاہر کو زہرِ قاتل بنا رکھا ہے کہ جس نے اس کو دیکھا، وہ ابدی موت میں گرفتار ہوا۔ وہ ظاہر میں عام انسان کی طرح ہیں اور باطن میں خاص فرشتے کی مانند ہیں۔ ظاہر میں زمین پر ہیں اور حقیقت میں آسمان پر ہیں۔ ظاہر میں جَو ہیں اور حقیقت میں گیہوں ہیں۔ ان کا ہم نشین بدقسمتی سے بچا ہوا ہے اور ان کا غمخوار سعادتمند ہے۔

هُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی جَلِیْسَهُمْ وَلَا یَحْرِمُ اَنِیْسُهُمْ. اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ ط

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (سورۃ المجادلۃ، آیت:۲۲)

یعنی: ان کا ہم نشین بد قسمتی سے بچا ہوا ہے اور ان کا غمخوار محروم نہیں ہے۔ یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے اور یاد رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر بامراد ہونے والا ہے۔

ظاہر بین کافر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں کہتے تھے: اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا. (سورۃ ابراہیم، آیت:۱۰)

یعنی: تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

اِلٰی غَیْرَ ذٰلِکَ مِنَ الْاَمْثَالِ کَمَا نَطَقَتْ بِہِ الْاَحَادِیْثُ وَالْقُرْآنُ.

یعنی: اسی طرح کی اور باتیں جو احادیث اور قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔

میرے مخدوم! ان کلمات کو یہ عاصی اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ کلی طور پر اَرباب معرفت و یقین کی طرف سے ظاہر بین انسانوں کو کہتا ہے:

کنون شرمم از کارم شرمسار است
ز من ابلیس را صد بار عار است

یعنی: اب میرا شرم بھی میرے کام سے شرمندہ ہے (اور) شیطان بھی مجھ سے سو بار شرمندہ ہے۔

گناہگار کے لیے اوّل گناہوں کے فکر سے رونے اور اِستغفار کرنے پھر زاری کرنے کی ضرورت ہے۔ ہائے افسوس! جب یہ پوشیدہ راز در پیش ہے: فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

تو پھر نیند اور سکون کس کو نصیب ہے؟ اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَۃِ وَالسُّرُوْرِ.

یعنی: آگ جوش مار رہی ہے اور ہم راحت اور سرور میں ہیں۔

جہنم کمال جوش و خروش میں ہے اور وہ گناہگاروں کے لیے تھال اور سرپوش (ڈھکن) ہے۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا. اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا. (سورۃ الفرقان، آیت:۶۵-۶۶)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم کو دوزخ کے عذاب سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف دہ چیز ہے اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے۔

میرے مخدوم مہربان سلامت! طریقہ نقشبندیہ احمدیہ (مجددیہ) کے وابستگان کو یہ بشارت جو (میرے) جد بزرگوار نے رسالہ مبدأ و معاد میں تحریر فرمائی ہے، کافی اور زیادہ ہے، نیز ان تمام امراض اور روحانی عواض کے لیے شافی ووافی دولت ہے۔ اور یہ بشارت جس کا حضرت (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کو الہام کیا گیا اور بشارت دی گئی، وہ یہ ہے:

غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِکَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَیْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ.

یعنی: مین نے تجھے بخش دیا اور اس کو جو تیرے ساتھ کسی واسطے کے ذریعے یا کسی واسطے کے بغیر قیامت تک متوسل ہوا۔

آپ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) نے تحریر فرمایا کہ مجھے اس قدر اس الہام سے نوازا گیا کہ اصلاً اس میں شک کی گنجائش نہ رہی۔ اس کے بعد اس کے تحریر کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(میرے) جد بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ اور (میرے) والد قبلہ گاہی (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے تمام رسائل اور مکتوبات میں، نیز سعادت کے حامل خان عبدالرحیم خان (رحمۃ اللہ علیہ) جو اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) کے مجازین میں سے ہیں اور صاحبِ تقویٰ و حل موجود ہیں، اگر بعض ضرورتوں کو وہاں سے طلب کر کے اکتساب فرمائیں (اور) مطالعہ شریف میں لائیں تو نہایت پسندیدہ دکھائی دیتا ہے۔ دلوں کو متحرک کرنے اور مطلوبہ محبت کے حاصل کرنے کا جو اِشارہ ہوا تھا، اس کے لیے اسمِ الٰہی "اَلْوَدُوْدُ" اور (آیت) کریمہ: اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۳۹۔ یعنی: میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی) مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ہر

روز سو بار یا کم و بیش میسر ہو جائے۔ ان اغراض کے لیے اصلاً ''اسماء'' کا اشتغال (اختیار) نہ کریں، لیکن چونکہ اسمائے حسنٰی میں ہر اِسم کو (اپنے) معنی کے مطابق بڑی تاثیر (حاصل) ہے، اس بنا پر اس حقیر نے ان اسماء کو مطالب کے مناسب سمجھ کر لکھ دیا ہے۔ اِنَّـــهٗ مُیَسِّـــرٌ لِکُلِّ عَسِیْرٍ وَّعَلٰی مَایَشَآءُ قَدِیْرٌ. وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اُس چیز پر جسے وہ کرنا چاہے قادر ہے، اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

پٹ سن کا ایک جائے نماز اور ایک تسبیح جس پر آپ اسمائے الٰہی پڑھیں اور نماز پڑھیں، چونکہ (فقیر) اپنے پاس رکھتا تھا، (لہٰذا آپ کی) خدمت شریف میں بھیجا ہے، قبول فرمائیں اور اسے کام میں لائیں۔ اور مکتوبات گرامی ارسال فرما کر مسرور بناتے رہیں۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

رَفَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْرَکُمْ وَشَرَحَ صَدْرَکُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند فرمائے اور آپ کا سینہ کھول دے۔

(فقیر) ان بلند مقام خان (اور) مشفق مہربان سَلَّمَـــهُ الْمَنَّان (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) کے مکتوب گرامی اور خط مبارک کے ملنے سے مشرف ہوا اور اس کے عمدہ مضامین سے اس محبّ کو آگاہی ہوئی۔ اسی وقت سے (فقیر) دل و جان سے دعا میں مشغول

ہے۔ اللہ سبحانہٗ کے فضل سے اس کی قبولیت کی امید ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلُ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

آپ اسلام کے جرگہ کے پیشوا ہیں، آپ کا روشن مزاج تمام مسلمانوں کو مطلوب ہے، خاص کر اُس فقیر کو جس کا صوری و معنوی رابطہ آپ کے ساتھ ثابت ہے، کمال مقصود و مطلوب ہے۔ اِنَّـهُ الْمُعْطِیُ لِکُلِّ مَسْؤُل. یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مانگنے والے کو عطا فرماتا ہے:

سلامتِ ہمہ آفاق در سلامت تُست
بہ ہیچ عارضہ شخصِ تو درد مند مباد

یعنی: تمام دنیا کی سلامتی تیری سلامتی میں ہے، تیری ذات کو کسی عارضہ کی بھی تکلیف نہ پہنچے۔

ہائے افسوس! یہ زخمی دل درویش اپنے گناہوں (کی وجہ) سے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہے، اپنی شفا کس سے طلب کرے؟ (فقیر) سخت بیماری جو ماسوٰی (اللہ) سے گرفتار ہے اور (اپنی) سخت بیماریوں کی دوا طبیب (حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ) کے بزرگ شفاخانہ سے طلب کرتا ہے اور اِس درد کی وجہ سے حکیم دانا کے پاس جاتا ہے، کیونکہ اس فرصت میں دل کی بیماری کے ازالے کا بہتر انداز میں فکر کرنا اہم کاموں میں سے ہے اور اس قلیل مہلت میں معنوی بیماری کا علاج کرنا بلند مقاصد میں سے ہے۔ بہت ہی زیادہ کرم فرمانے والا کریم اللہ رحم فرمائے اور اس گناہگار کو معاف فرمائے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت:۲۳)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

دارم دلکے غمین بیا مرز مپرس صد قافلہ در کمین بیا مرز مپرس

شرمندہ شوم اگر پرسی عملم اے اکرم الاکرمین بیا مرز مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں تو بخش دے اور مت پوچھ۔ سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں تو بخش دے اور مت پوچھ۔

◎ میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا۔ اے سب سے زیادہ بخشنے والے تو بخش دے اور مت پوچھ۔

لہٰذا (فقیر) خود کو اس دعا کے قابل نہیں سمجھتا جو صلاح وصفا کے کمال کی شرائط رکھتی ہو، لیکن عجز اور بندگی کی بنا پر جو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اس سے چارہ نہیں رکھتا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهِ يَغْضِبُ عَلَيْهِ (جامع الترمذی، نمبر ۳۳۷۳؛ مشکوٰۃ شریف، نمبر ۲۲۳۸) وَاُحِبُّ الدَّعْوَاتَ دُعَآءَ الْعَافِيَةِ مَنْ لَّدَيْهِ.

یعنی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا، اللہ اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ اور مجھے سب سے زیادہ محبوب دعا وہ ہے جو بندے کی جانب سے عافیت کے لیے مانگی جائے۔

امید ہے کہ آپ مکتوبات گرامی، جن میں محبوں کے حالات کی کیفیت درج ہو، بھیج کر اِس دور پڑے ہوئے کو آگاہ کرتے رہیں گے۔ آپ آفاقی اور جانی آفتوں سے محفوظ رہیں۔

مشیخت پناہ شیخ محمد صالح (رحمۃ اللہ علیہ) قابل جوان ہے۔ وہ سونپی گئی خدمت میں بڑا معتقد اور (مقصد) حاصل کرنے والا ہے۔ فقیر کے پاس اس کا اکثر آنا و جانا رہتا ہے اور (آپ کی) ذات بابرکات کی سلامتی چاہتا ہے۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)، وَالْتِزِمُ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ.

یعنی: (آپ کی) عاقبت سلامتی والی ہو اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کو لازم پکڑے اسے سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر۲۲
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

عالی شان خان، مہربان بھائی زید قدرہٗ وتوفیقہٗ (اللہ تعالیٰ ان کے مرتبے اور توفیق میں ترقی فرمائے) اس زخمی دل درویش کی جانب سے دعا وسلام قبول فرمائیں۔ (اپنا) مشتاق سمجھیں اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں اور (اپنے) اوقات کو اذکار اور اَوراد و مراقبات سے معمور اور منور رکھیں۔ سحری کا رونا اور اِستغفار کرنا غنیمت سمجھیں اور دنیا کو آخرت کا وسیلہ بنائیں، بلکہ ذکر سے مذکور (اللہ تعالیٰ) تک پہنچیں اور مجاز سے حقیقت میں آئیں اور لفظ سے معنیٰ کی طرف دوڑیں۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا ہے:

قومے ز وجود خویش فانی
رفتہ ز حروف در معانی

یعنی: صوفیہ اپنے وجود سے فانی ہو کر معانی کی طرف چلے گئے ہیں۔

اس (چیز) کی حقیقت اللہ سبحانہٗ کی عنایت سے اور کامل شیوخ اور رہبر پیشواؤں کی محبت سے نہایت آسان ہے اور یہی محبت ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (اللہ کا شکر ہے) کہ اس برادرِ گرامی کو یہ سعادتِ عظمیٰ کامل طور پر حاصل ہے۔ امید ہے کہ (یہ) روز بروز بڑھے گی اور ترقیوں کا باعث بنے گی، لیکن تعجب ہے کہ آپ مہربان بھائی کس وجہ سے اپنے سلوک کا طریقہ جو کہ وہ پہلے اپنے اہلِ حقوق کے ساتھ رکھتے تھے (اور) مسلسل ولگاتار خطوط کے بھیجنے اور اخلاص ومحبت کے لوازمات کا اظہار

کرتے تھے، چند سال سے اس کا لحاظ نہیں رکھتے اور سستی کر رہے ہیں۔ اس عرصے میں ہمیں آپ کے نیک انجام حالات اور تکلیف کی زیادہ خبر نہیں ہوتی، ورنہ کس طرح ہوسکتا کہ کوئی حرف نہ لکھتا اور کسی شخص کو نہ بھیجتا! ہمیں بھی ان سفروں میں سخت تکالیف اور مصیبتیں پیش آئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ (اللہ سبحانہٗ کا شکر ہے) کہ وہ عافیت میں تبدیل ہو گئیں۔

چونکہ ایک مدت ہوئی ہے کہ اس بھائی کے فرحت بخشنے والے حالات کی (فقیر) کو خبر نہیں۔ اس بنا پر دینی بھائی حاجی منصور (رحمۃ اللہ علیہ) کو، جو ہمیشہ فقیر کا ملازم اور ضعیفوں کی خدمت اور رَفاقت میں ہے، (آپ کی) خدمت شریف میں بھیجا جا رہا ہے، تاکہ وہ اس بھائی کے حالات کو خود مشاہدہ کر کے دوستوں کو مسرور بنائے اور اپنی خبریں لے آئے۔ حاجی مذکور عیال دار ہیں اور پریشان احوال ہے۔ یقین ہے کہ آپ کسی طرح بھی اس کے حق میں اپنی مہربانی، شفقت اور احسان کرنے سے دریغ نہیں رکھیں گے اور نہیں کریں گے، تاکہ وہ فقراء کی صحبت میں دل جمعی سے رہیں اور اِس مہربان کے لیے دعائے خیر میں مشغول رہیں۔

امید ہے کہ آپ مشارٌ الیہ کو جلدی سے رخصت کریں گے، تاکہ وہ دوستوں کو مسرور بنائے اور اچھی خبریں لے آئے۔

دیگر اس علاقے کی حقیقتیں حاجی عبداللہ مذکور کی زبانی (آپ کو) معلوم شریف ہو جائیں گی، (فقیر) زیادہ کیا لکھے؟ وَالسَّلَام۔

خوش رہنے والے دوستوں کو جو نصیحت کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ سب آخرت کے کام کی طرف متوجہ رہیں اور اللہ سبحانہٗ کے غیر کو ہرگز توجہ میں نہ لائیں۔ قبر اور قیامت کے عذاب سے ڈرتے اور کانپتے رہیں۔ ہمیشہ عبادات کے وظائف اور پانچ وقت (کی نماز کو) باجماعت ادا کرنے کے پابند رہیں اور قیمتی اوقات کو ذکر و مراقبہ، خاص کر سحری کے وقت معمور اور منور رکھیں، اس وقت میں رونا، توبہ اور اِستغفار کرنا لازم رکھیں۔ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے اور ہمیشہ کا عذاب و ثواب اسی سے بنتا ہے۔ اب کام (کرنے) کا وقت ہے، کیونکہ کل جبار (اللہ) سے معاملہ ہے۔ جہنم کی آگ کمال جوش و خروش میں ہے اور وہ

گناہگاروں کے لیے تھال اور سرپوش (اوڑھنی) ہے۔ اس قدر ذکر میں پابند رہیں کہ وسوسے دل سے کلی طور پر نکل جائیں اور دل مقدس انوار سے بھر جائے (اور) اس میں فانی اور نابود ہو جائیں:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ کام دولت کا ہے، دیکھئے اب کسے دیتے ہیں۔

ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ الاقدس نے لکھا ہے کہ یہ حالت اس راستے کا پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد قرب کے درجات سمجھیں۔ چونکہ آپ کو اِس دولت کے اہل اور کامل اولیاء سے پوری طرح محبت ہے، (اس) حدیث کی رُو سے اس دولت کی امید عام ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

صحبت کے امور حاصل کرنے کے لیے حاجی الحرمین الشریفین، برادرِ عزیز حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو غنیمت سمجھیں، کیونکہ وہ بزرگوں کے فیوض و برکات اور اَنوار سے سیراب ہیں:

ع دادیم ترا از گنج مقصد نشان

یعنی: ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۲۳

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

میرے قبلہ گاہ (اور) عالم پناہ!

ع گرچہ دورم از بساط قرب ہمت دور نیست

یعنی: اگرچہ میں دور ہوں، لیکن ہمت قرب کی بساط سے دور نہیں ہے۔

ع بندہ لطفِ شمائیم و ثنا خوان شما

یعنی: ہم آپ کے لطف کے غلام ہیں اور آپ کے ثناء خواں ہیں۔

اللہ سبحانہٗ کے فضل سے امید ہے کہ عنقریب یہ ضروری دوری ختم ہو جائے گی اور آپ کے آستانے کو بوسہ دینے کی دولت جلد ہی میسر آ جائے گی۔ اگرچہ ظاہری طور پر (فقیر) دور اور جدا ہے، لیکن خاص اوقات میں آپ حضرت کی سلامتی اور فتح و نصرت کی دعا میں مصروف ہے اور دعاؤں کے قبول کرنے والے (اللہ پاک) کی درگاہ سے اپنے وقت پر اُس کی قبولیت کی امید ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آنکہ درّ ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

جبار (اللہ تعالیٰ) سے احادیث میں منقول ہوا ہے: اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَآئِیْ وَاَنَا اِلَیْھِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا. (المغنی عن حمل الاسفار، ۳:۸)

یعنی: یاد رکھو! نیکوکار بندوں کا میری ملاقات کا شوق بڑھ گیا ہے اور میں ان سے زیادہ ان کی ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔

(انسان کا خلاصہ اور جو وجہِ امتیاز ہے، اس کو اِس اور اُس سے یہی) شوق اور (عشق و) محبت ہے اور جو فرق ہے، وہ اس اعتبار سے ہے: اِنْ کَانَ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَّاِنْ کَانَ شَرًّا فَشَرٌّ.

یعنی: اگر یہ خیر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر یہ بری ہے تو برائی ہے۔

مولوی معنوی (جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں:

اے برادر تو ہمین اندیشۂ ما بقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنے وَر بود خارے ہمہ تو گلخنے

(مثنوی، جلد۲: ۱۱۳)

یعنی: اے بھائی تُو تو صرف ایک سوچ ہے، باقی تو (سب) ہڈیاں اور گوشت ہے۔

- اگر تیری سوچ پھول ہے تو تُو ایک باغ ہے اور اگر وہ کانٹا ہے تو تُو ایک بھٹّی کا ایندھن ہے۔

جب یہ عشق و محبت کمال کو پہنچتا ہے تو عاشق بیچارہ عدم کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہے اور معشوق خود بخود جلوہ دکھاتا ہے:

ع این کارِ دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، دیکھئے اب کسے دیتے ہیں۔

ہائے افسوس! اے گناہگار! تجھے اس گفتگو سے کیا کام؟ تجھے اپنے گناہوں کے فکر کی ضرورت ہے! سحری کا رونا سب سے بہتر! اس وقت کی توبہ اور اِستغفار سب سے بھلی ہے:

اَلْعَاصِیُ اَوْلٰی بِحُرُوْقَتِہٖ
وَالصُّوْفِیُ اُخْرٰی بِخِرْقَتِہٖ

یعنی: گناہگار اپنے جلنے کی وجہ سے پہلے ہے اور صوفی اپنے خرقے کی وجہ سے پیچھے ہے۔

افسوس، ہائے افسوس!

ہمہ صبحِ وصل جویان من و شام نا اُمیدی ... کہ سیاہ بختِ ہجرم شبِ من سحر نہ دارد
کجا زین درد بنالد سرِ خود بخاک مالد ... مئے وصل مستت او آگہی ز سر نہ دارد

یعنی: سب وصل کی صبح کے متلاشی ہیں۔ میں اور نا اُمیدی کی شام، کیونکہ میں جدائی میں بڑا بدنصیب ہوں، میری رات سحر نہیں رکھتی۔

- وہ اس درد سے کہاں روتا ہے (اور) اپنا سر خاک پر (کہاں) رگڑتا ہے، جس کا سر تیرے مست وصال کی آگاہی نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا. (سورۃ الکہف، آیت: ۱۱۰)

یعنی: پس جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے، چاہیے کہ عمل نیک کرے

اوراپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

ایک شخص نے عشق ومحبت اور فراق کے چند کلمات خود سے کہے اور اِس مہجور کے کان میں پہنچائے۔فراقِ محمدی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آگ میرے دل و دماغ میں لگا کر اُس نے مجھے بیخود کر دیا اور رُلا دیا۔(فقیر نے)یہ شعر پڑھا اور سب سے منہ موڑ لیا:

محمدؐ عربی کآبروئے ہر دوسرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسرِ اُو

یعنی:عرب کے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم)جو دونوں جہان کی آبرو ہیں،اس آدمی کے سر پر خاک ہو جو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے دَر کی خاک نہیں ہے۔

وَاشَوْقًا اِلٰی لِقَائِہٖ وَیَآاَسَفَا اِلٰی فِرَاقِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ، اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَاَمِتْنَا عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَاحْشُرْنَا مَعَہٗ لِجَارِیَتِہٖ، فَاِنَّ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (مسلم،۳۳۲)وَالسَّلَام.

وائے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کا شوق!اوراے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جدائی کے افسوس!اے اللہ!ہمیں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت میں زندہ رکھ اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت میں موت نصیب فرما اور ہمیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پڑوس میں (دوبارہ) زندہ اُٹھا،پس آدمی اس کے ساتھ ہی ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔اور سلام ہو۔

مکتوب نمبر۲۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل،آیت:۵۹)

یعنی:سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

فقیروں میں کمترین خدمت عالیہ میں دعا اور سلام پیش کرنے کے بعد عرض کرتا ہے

کہ یہ گناہگار سوموار کے روز متعلقین کے ہمراہ خیر و عافیت سے شہر میں داخل ہو گیا۔ افسوس کہ جس مطلب کے لیے گیا تھا، اس کو پالیا۔ یہی شعر (فقیر کے) حال کے مطابق ہے:

بہ طواف کعبہ رفتم بہ حرم رہم نہ دادند
کہ برون در چہ کردی کہ درون در در آئی

یعنی: میں کعبے کے طواف کو گیا تو مجھے حرم میں داخل نہ ہونے دیا گیا کہ تو نے دروازے سے باہر کیا کیا کہ (اب) دروازے سے اندر آ جائے۔

ابھی تک سمندر کے راستے بند ہیں، اس بنا پر دین پناہ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) نے اس طرف جانے سے مجلس میں رخصت سے منع فرما دیا ہے۔ اب (فقیر) عاجزہ (بیٹی) کے کارِ خیر کے لیے اس علاقے میں آیا ہے، تاکہ برسات کے خاتمے تک ظاہراً اس شہر میں مقیم رہے۔ اس کے بعد سرہند میں پہنچ کر ان شاء اللہ تعالیٰ اس کام سے فارغ ہو کر خشکی کے راستے کا ارادہ کر لے گا، یہاں تک کہ اسی راستے سے واپس لوٹے گا جس میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ وہ نصیب فرمائے۔

افسوس! عمر آخر کو پہنچ گئی ہے، قبر اور قیامت کا پیغام سامنے سے گزرا، سفر بہت دور کا (اور) سخت ہے اور زادِ راہ کچھ بھی نہیں، مگر اللہ سبحانہٗ کا فضل مدد فرمائے گا اور گناہگاروں کو سابقین کے درجے میں پہنچائے گا:

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہان سوارانند

یعنی: اے مبارک قدم (والے) خضر! تو مدد کر کہ میں پیدل چل رہا ہوں اور (میرے) ہمراہی سوار ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

دارم دلکے غمین بیامرز مپرس — صد قافلہ در کمین بیامرز مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم — اے اکرم الاکرمین بیامرز مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں تو بخش دے اور مت پوچھ۔ سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں،

تو بخش دے اور مت پوچھ۔

- میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا۔ اے سب سے زیادہ بخشنے والے! تو بخش دے اور مت پوچھ۔

دعا گو جو اِخلاص جناب عالیہ سے رکھتا ہے اُس سے کیا عرض کرے؟ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جانتا ہے۔ چونکہ آپ صاحبِ مہربان کو اللہ سبحانہٗ کے ان دوستوں سے جو بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہیں، مضبوط اخلاص واعتقاد ہے۔ حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم): اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ صحیح مسلم، ۳۳۲) کی رُو سے امید ہے کہ آپ کو ان کی خاص دولت نصیب ہوگی اور حشر کے روز اُن کے گروہ میں شامل ہوں گی: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ. (اتحاف، جلد ۶: ۲۸۹) بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ.

یعنی: اے اللہ! مجھے مسکینی میں زندگی اور مجھے مسکینی میں موت عطا فرما اور روزِ قیامت مجھے مسکینوں کے گروہ میں دوبارہ زندہ فرما، سردار الانبیاء (حضرت محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے۔

ان چند سالوں میں دین پناہ بادشاہ بے انتہا عنایتیں، جن کی تفصیل لمبی ہے، فرما رہے ہیں اور وہ (فقیر کی) جدائی پر اصلاً راضی نہیں تھے۔ بعض جگہ جب فقیر توقف کرتا تو وہ اپنے دستخط سے (مکتوب) لکھ کر، سواری اور بوجھ اٹھانے والا بھیج کر طلب فرما لیتے تھے۔ اب جب ضروری ہوا تو ہزار حیلے کر کے رخصت لی ہے:

عمر بگذشت در پریشانی
بنگری تا چہ باز ے مانی

یعنی: عمر پریشانی میں بسر ہوئی ہے، تو دیکھ لے گا کہ کب تک بچا رہتا ہے۔

(فقیر) زیادہ طوالت پسندی کیا کرے:

ع سایہ ات کم مبادا ز سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رہے۔
وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۲۵
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی نَبِيِّهٖ.

یعنی: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو مددگار ہے اور اُس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود (وسلام) ہو۔

رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَكُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَكُمْ وَشَرَحَ صَدْرَكُمْ بِحُرْمَةِ نَبِيِّنَا وَنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے مرتبے کو بلند کرے اور آپ کے امر کو عظیم بنائے اور آپ کا سینہ کشادہ فرمائے، ہمارے نبی اور آپ کے نبی (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ. (سورۃ الانعام، آیت:۱۲۵)

یعنی: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: سو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے، اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ نُوْرٌ يَّقْذِفُهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ فَيَشْرَحُ لَهٗ فَيَفْسَحُ وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ. (سورۃ الزمر، آیت:۲۲) فَقَالُوْا هَلْ لِذٰلِكَ اَمَارَةٌ يُعْرَفُ بِهَا، فَقَالَ نَعَمْ اَلْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلْدِ وَالتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ. (شرح السنۃ،۱۳: ۲۲۱)

یعنی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس بارے سوال کیا گیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ایک نور ڈالتا ہے، جو اِس کو کھول دیتا ہے اور اِس میں کشادگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے: ''بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی پر ہو۔'' پس عرض کیا گیا کہ کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے یہ پہچانا جائے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ہاں! ہمیشہ کے گھر (آخرت) کی طرف رجوع کرنا، فریب کے گھر (دنیا) سے دوری اختیار کرنا اور موت کے نازل ہونے سے پہلے اس کی استعداد (پانا)۔

اللہ سبحانہٗ کے کرم سے یہ نور مومن کے دل میں بہت زیادہ پھیلتا اور کشادہ ہو جاتا ہے اور وہ ابھی کہتا ہے کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ کس طرح! حدیث میں حکایت کے طور پر اللہ تعالیٰ سے منقول ہے:

لَایَسَعُنِیۡ اَرۡضِیۡ وَلَاسَمَائِیۡ وَلٰکِنۡ یَّسَعُنِیۡ فِیۡ قَلۡبُ عَبۡدِیَ الۡمُؤۡمِنِ.
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المسابیح، جلد ۹: ۳۹۴)

یعنی: میں اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سما سکتا، لیکن اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔

وَھٰذَآ اَمۡرٌ ذَوۡقِیٌّ لَایُعَبِّرُ بِعِبَارَۃٍ وَّلَایُشَارُ بِاِشَارَۃٍ.

یعنی: اور یہ چیز ذوقی ہے، اس کو عبارت میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی (یہ) اشارہ سے بتائی جا سکتی ہے:

ع هَنِیۡـئًا لِّـاَرۡبَابِ النَّعِیۡمِ نِعِیۡمُھَا

یعنی: اربابِ نعمت کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں۔

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ. وَیَسِّرۡ لِیۤ اَمۡرِیۡ. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۲۵-۲۶)

یعنی: میرے پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے۔

افسوس! عمر آخر کو پہنچ گئی (اور) قبر و قیامت کا پیغام سامنے سے دوڑ گیا، گناہ اور

غفلت کے علاوہ کوئی چیز خود میں نہ دیکھی:

صَرَفْتُ الْعُمَرَ فِیْ لَھْوٍ وَلَعِبٍ فَـآهَـا ثُـمَّ آهَـا ثُـمَّ آهَـا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

جہنم کی آگ کمال جوش وخروش میں ہے اور وہ گناہوں کے لیے تھال اور سر پوش ہے: اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ.

یعنی: آگ (جہنم) جوش مار رہی ہے اور ہم راحت وسرور میں ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.
(سورۃ الاعراف، آیت: ۲۳)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد ۲: ۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

صحیح حدیث میں (آیا) ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے یہ دعا پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس نے اس کو پڑھا اور پھر دُہرایا۔ اس پر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔"

ایک مدت ہوئی ہے کہ (فقیر) آپ مشفق ومکرم کی کوئی خبر نہیں رکھتا:

ع ہر کجا است خدایا بہ سلامت دارش

یعنی: اے اللہ! وہ جس جگہ پر ہے تو اُسے سلامت رکھ۔

میرے مخدوم! واپسی کے دوران اورنگ آباد پہنچنے پر مخالفوں کے قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قَدَّسَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ سِرَّہُ الْاَقْدَسْ کے کلام، خاص کر وسیلہ

کو اِستعمال کرنا بہت زیادہ ممنوع ہو گیا۔ فقیر نے اسی وقت جلدی سے ایک دو گھنٹے میں اس معاملہ کی تحقیق میں ایک رسالہ زمانے کے لوگوں کے شبہات کے جوابات کے ساتھ تصنیف کیا اور اس گروہ کو تحقیق کے لئے پیش کیا۔ عاجز کے دل میں خیال آیا کہ اس کو آپ مہربان، جو حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے طریقے کی تائید کرنے والے ہیں، کو تحفہ (کے طور پر) بھیجے۔ اس بنا پر اسے نیکی اور توفیق کے حامل حاجی ولی محمد (رحمۃ اللہ علیہ)، جو عزیز الوجود اور ایک مدت سے اس فقیر کے رفیق ہیں، حرمین شریفین کے سفر میں بھی (فقیر کے) رفیق تھے، نیز ابھی حال ہی میں اہل وعیال کے ہمراہ (دوبارہ) اس سعادت سے مشرف ہوئے ہیں (اور) انہی دنوں واپس آئے ہیں، کے ہاتھ (آپ کی خدمت میں) بھیجا ہے۔ امید ہے کہ (یہ رسالہ) مطالعہ شریف میں آئے گا اور اہلِ دل (اسے) قبول کریں گے۔

میرے مخدوم! حاجی مذکور مقروض اور کثیر العیال ہیں اور کوئی روزگار نہ ہونے کی وجہ سے ان کے فرزندان سے شوروغل میں (مبتلا ہیں)۔ لہٰذا مشارٌ الیہ کو آپ کی خدمت شریف میں بھیجا ہے، تاکہ آپ کی مدد سے باقی عمر کسی مشکل کے بغیر سکون کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں بسر کریں اور آپ کی ذات بابرکات کی سلامتی کی دعا میں مشغول رہیں: مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ اِنْفَتَحَ.

یعنی: جس شخص نے کریم کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ کھل گیا۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا. یعنی: اوّل وآخر میں سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۲۶

بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ مدت ہوئی ہے (فقیر) آپ کی ذات عالیہ کی کوئی خبر نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذت بابرکات کو دُعا گوؤں اور فقیر کی خواہش کے مطابق کمال عزت اور وجاہت کے ساتھ دیر تک سلامت رکھے:

ع این دعا از من و از خلق جہان آمین باد

یعنی: میری جانب سے یہ دعا ہے اور جہان کی خلقت کی طرف سے آمین ہو۔

صاحبہ مہربان سلامت! عمر آخر کو پہنچ گئی ہے (اور) قبر و قیامت کے پیغامات سامنے سے دوڑ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے اور اپنے اندر اللہ سبحانہٗ کے فضل کے سوا نجات کا کوئی سبب نظر نہیں آتا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (سورۃ الحشر، آیت: ۱۸)

یعنی: اور ہر شخص کو یقیناً دیکھنا چاہیے اور وہ فکر کرے کہ اس نے کل قیامت کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور کیا تیار کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے فرمایا کہ کیا میں تم کو (جنت کے) بالا خانوں اور محلات سے آگاہ کروں جو طرح طرح کے جواہرات سے (بنے) ہیں۔ وہ اس صورت میں ہیں کہ ان کے ظاہر سے ان کا باطن دکھائی دیتا ہے اور عیاں ہوتا ہے۔ یعنی ان کی صفائی اِس درجے کی ہے کہ ان کے باہر سے ان کا اندر نمودار ہے اور اِسی طرح ان کے اندر سے ان کا باہر (عیاں) ہے۔ ان بالا خانوں میں لذتوں، شرف اور بزرگی کی ایسی چیزیں ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ

وسلّم)! یہ بالا خانے اور محلات کس کے لیے ہیں؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: اس شخص کے لیے جو بہت زیادہ سلام کرے اور کھانا کھلائے اور ہمیشہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے رات میں، جس وقت کہ لوگ سو جاتے ہیں۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا کہ ان سب چیزوں (اعمال) کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: میری امت اس کی طاقت رکھتی ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جو شخص اپنے بھائی کے، یعنی مومن کے سامنے آئے اور وہ اس کو سلام کرے اور جو شخص اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلائے، اس طرح کہ ان کو سیر کرے اور جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور (اس کے علاوہ) ہر ماہ کے تین دن (روزہ رکھے)، پس یقیناً اس نے پورے سال کے روزے رکھے اور جو شخص نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کو جماعت کے ساتھ پڑھے۔ پس یقیناً اس نے رات بھر نماز پڑھی اور جو لوگ یہود ونصاریٰ اور آتش پرست ہیں، وہ سوئے رہے، یعنی کفار۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی یعنی مومن کی حاجت پوری کرے، میں (قیامت کے روز) اس کے ترازو (حساب) کے پاس کھڑا رہوں گا۔ پس اگر اس کا ترازو بہتر اور غالب رہا تو پھر خوب، ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لاکر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک موذّن آواز دے گا: اے جنت والو! (آج کے بعد) موت نہیں ہے، اور اے دوزخ والو! (آج کے بعد) موت نہیں ہے۔ ہر کوئی اس (مقام) میں ہمیشہ کے لیے ہے، جس میں وہ ہے:

بس کنم خود زیر کان را این بس است
بانگ دو کردم اگر درده کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سن لے گا)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو عنایتیں اس گناہگار کے شاملِ حال ہیں، (فقیر) ان سے کیا عرض کرے؟ اور ان کے انوار واسرار میں سے کیا بیان کرے؟ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ (فقیر) اس سے زیادہ مفصل عریضہ (آپ کی) خدمت گرامی میں بھیجے گا۔

صاحبِ مہربان (و) قدردان سلامت! اس عریضہ کے حامل، بزرگوں کی اولاد محمد صادق (رحمۃ اللہ علیہ) اس فقیر کے خاص (آدمیوں) میں سے ہے، اسے (اپنی) شادی کا معاملہ درپیش ہے، چونکہ کچھ نہیں رکھتا، (لہٰذا) اس عریضہ کے ذریعے اس کانِ سخاوت کے پاس پہنچا ہے۔ امید ہے کہ نہایت کرم سے وہ عام خیرات سے حصہ پائے گا اور اِس معاملہ میں دل جمعی سے فارغ ہوگا:

ع سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۲۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ یہ خیر خواہ دعا کی قبولیت کے گمان کے دوران ہمیشہ (آپ کی) ذات

بابرکات کی سلامتی، درجات کی ترقی اور سختی وحساب کے بغیر جنت میں داخل ہونے کی دعا میں مشغول رہتا ہے اور اللہ سبحانہٗ کے فضل سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آنکہ درّ ساختہ است قطرہ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

(فقیر) اور کیا کہے، مگر یہ کہ سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث سے چند حدیثیں لکھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا:

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ. (سورۃ التوبہ، آیت: ۷۲)

یعنی: اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس اور پاک مکانات کا (وعدہ کیا ہے)۔

یعنی رہنے کی وہ منازل کس قسم اور کس طرح کی ہیں؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ایک محل ہے مروارید کے ایک دانے کا اور اس محل میں سرخ یاقوت کی ستّر سرائیں ہیں اور ہر سرا میں سبز زمرد کے ستّر گھر ہیں۔ ہر گھر میں ایک تخت ہے اور ہر تخت پر ہر رنگ کے ستّر قالین ہیں اور ہر گھر میں ستّر دستر خوان ہیں اور ہر دستر خوان پر ستّر قسم کے کھانے ہیں۔ كَذَا وَ كَذَا رَزَقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْهَا.

یعنی: ایسے اور ایسے۔ اللہ سبحانہٗ ہم کو ان سے نصیب فرمائے۔

نیز (سیّدنا) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: (حضرت) جبریل (علیہ السّلام) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ پس آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: اے جبریل (علیہ السّلام)! کیا بات ہے کہ میں تجھے پریشان دیکھتا ہوں؟ (حضرت) جبریل (علیہ السّلام) نے کہا کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوزخ کی چابیوں کا حکم دیا۔ یعنی دوزخ دیکھنے کے لیے۔ پس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے جبریل (علیہ السّلام)! دوزخ کی صفت مجھے بتاؤ۔ پس (حضرت) جبریل (علیہ السّلام) نے کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے دوزخ

کو حکم دیا۔ پھر اُس میں ہزار سال تک آگ جلائی گئی، یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اُس میں ہزار سال تک آگ جلائی گئی، یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اُس میں آگ جلائی گئی، یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ پس وہ دوزخ ظلمت وتاریکی سے پُر سیاہ ہے، جس کی چنگاریاں چمکدار نہیں ہوتیں اور اس کی بھڑک اور جلن دھیمی نہیں ہوتی۔ (حضرت) جبریل (علیہ السلام) نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر دوزخ کو سوئی کے سوراخ کی مقدار کھول دیا جائے تو یقیناً زمین پر رہنے والا ہر جاندار اُس کی گرمی سے مر جائے۔ اور اگر بیشک دوزخ کے دربانوں میں سے ایک دربان دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو وہ جونہی اس کی طرف نظر کریں تو زمین پر رہنے والے سب (جاندار) اس کے چہرے کی دہشت اور اُس کی گندگی کی بُو سے مر جائیں۔ اور اگر دوزخیوں کی زنجیر کے حلقوں میں سے ایک حلقہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھا جائے تو یقیناً وہ سب بیٹھ کر زمین کے برابر ہو جائیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذَالِکَ۔

یعنی: اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

افسوس! ان تمام امور کے باوجود کس طرح ہے فرح وسرور اور یہ سب غفلت وغرور؟ چاہیے کہ آدمی ہمیشہ ان امور کا فکر اور تدبیر کرے اور گڑگڑانے، استغفار اور زاری کرنے میں زندگی گزارے، (پھر) امید ہے کہ رحمت کا سمندر جوش میں آجائے اور (اللہ سبحانہٗ) بندے کو بخش ڈالے۔ قطعہ:

دارم دلکے غمین بیا مرز مپرس　　صد قافلہ در کمین بیا مرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم　　اے اکرم الاکرمین بیا مرز و مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں، تو بخش دے اور مت پوچھ۔ سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں، تو بخش دے اور مت پوچھ۔

٭ میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا۔ اے سب سے زیادہ بخشنے والے! تو بخش دے اور مت پوچھ۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است　　بانگ دو کردم اگر درده کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

صاحبِ مہربان، قدر دان سلامت! بعض اہلِ حقوق کے حق کی ادائیگی اور قریبی رشتہ داروں پر صلہ رحمی کے لیے (فقیر) آپ کی خدمت عالیہ میں زحمت بنتا ہے کہ اس فقیر کے بھائی عارف باللہ شیخ محمد عبیداللہ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْعَزِیْز کی صاحبزادی عصمت پناہ فضل النساء (رحمۃ اللہ علیہا)، جو کمال نیکی و تقویٰ اور غربت و عاجزی سے آراستہ ہیں۔ چونکہ وہ کثیر العیال ہیں اور اُن کی آمدنی بہت کم ہے، مقروض اور پریشان حال ہیں۔ آپ کی ذات عالیہ کے فضل و کرم کی اُمید وار ہیں، انہوں نے اپنے بڑے بیٹے محمد صبغۃ اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو، جو بزرگی اور نیکی سے آراستہ ہیں، آپ جناب عالیہ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ وہ اس درگاہ کے فضل و کرم سے اپنے قرض کو اَدا کریں اور قرض خواہوں سے آزاد ہو جائیں۔

جو کچھ آپ کی خاطر مبارک میں آئے، وہی درست ہے۔ (فقیر) آپ کی خدمت عالیہ کو مسلسل زحمتیں دیتا ہے، امید ہے کہ یہ (چیز) آخرت کی نجات اور مزید رحمت کا کمال سبب بن جائے گا:

ع سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۲۸

بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ جو مبارک عنایت نامہ آپ نے کمال مہربانی سے اس گناہگار کو اَرسال کیا تھا، اس کے ورود سے (فقیر) مشرف اور مکرم بنا۔ آپ نے طاعون کی وباء کے غلبے کا جو اِشارہ فرمایا تھا، اس سے آگاہی ہوئی۔ اس فقیر نے اس سے پہلے بھی یہ خبریں سنی تھیں اور ہمیشہ دعا کی قبولیت کے اوقات میں آپ کی ذات بابرکات کی سلامتی کی دعا میں مشغول تھا اور ہے، اللہ سبحانہٗ کے کرم سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا اور آپ صاحبِ مہربان کو دیر تک کمال خیر و خوبی کے ساتھ (سلامت) رکھے گا:

ع　　این دعا از من و از خلق جہان آمین باد

یعنی: میری جانب سے یہ دعا ہے اور جہان کی خلقت کی طرف سے آمین ہو۔

مبلغ چار سو روپے جو اِس فقیر کو مرحمت ہوئے تھے، پہنچ گئے ہیں اور (فقیر نے) تفصیل کے مطابق تقسیم کر دیے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اِضافہ کرے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ (کی رضا) کے لیے تواضع (اختیار کرنا) کسی (کے درجہ) کو کم نہیں کرتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس (کے درجے) کو بلند کرتا ہے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مالوں میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا، اسے بہشت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص تسبیح پڑھے، یعنی سبحان اللہ ایک بار، اور الحمد للہ کہے ایک بار اور لا الٰہ الا اللہ کہے ایک بار اور اللہ اکبر کہے ایک بار، اُس کے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے جس کا تنا سرخ یاقوت کا ہے (اور) جو مروارید سے آراستہ ہے اور اس کا میوہ شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور چاندی سے زیادہ نرم ہے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بیشک جنت میں یاقوت کے ستون ہیں اور اُن ستونوں کے اوپر زمرد کے بالا خانے ہیں، ان میں کشادہ دروازے ہیں جو چمکدار ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا: یا

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! ان بالاخانوں میں کون رہے گا؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: وہ لوگ جو اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹھتے ہیں اور اللہ کے لیے ملاقات کرتے ہیں۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ و خیرات کرو۔ پس یقیناً تم مجھے دکھائی گئی ہو کہ اکثر دوزخ والی ہو۔ پھر اُن عورتوں میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ ہم میں کیا چیز ہے کہ ہم میں سے اکثر دوزخ میں ہیں؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا: تم لعنت اور گالی بہت (کرتی اور) دیتی ہو اور خاوند کی نعمت کا اِنکار کرتی ہو۔

چونکہ قاصد جانے والا تھا اور مختصر یہ کہ فقیر نے بھی اسی پر اِکتفا کیا۔ پس آپ دیکھیں کہ کل (قیامت) کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ اور یہ دور کا اور سخت سفر جو سامنے ہے، اس کے لیے کیا زادِ راہ فراہم کیا ہے؟ یہی شعر حال کے مطابق ہے:

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

یعنی: ہم مفلس آپ کے کوچے میں آئے ہیں، خدا کے واسطے اپنے رخِ انور کی زیارت کرائیے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ نے آخری وقت اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ میرے جنازے کے آگے یہی شعر پڑھو گے۔ جی ہاں! اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت کے سامنے بہت ہی زیادہ عاجزی اور اِنکساری ہے، جب یہ عاجزی و اِنکساری کمال کو پہنچتی ہے تو پاکیزہ انوار اَسرار کا مظہر بن جاتی ہے:

ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، اب دیکھئے کسے دیتے ہیں۔

صاحبہ قدردان سلامت! جو کچھ (فقیر کی) بہنوں اور دوسرے بھائیوں کو عنایت ہوا تھا، وقت پر پہنچ گیا ہے اور دُعاؤں کی زیادتی کا سبب بنا ہے، لیکن پیاری بہن عاقلہ بانو

(رحمۃ اللہ علیہا) جو کثیر العیال ہیں اور اب اپنی بیٹی کا معاملہ درپیش رکھتی ہیں اور اکثر بیمار رہتی ہیں، انہوں نے آپ کے دستر خوان کے گونا گوں احسانوں میں سے کوئی چیز نہیں پائی اور اِسی طرح میرے بڑے بیٹے محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کے بھائی میرے بیٹے شیخ محمد ہادی (رحمۃ اللہ علیہ) کثیر العیال ہیں اور وہ حق طلبی وتقویٰ کے کمال اور نیک اعمال سے متصف ہیں۔ امید ہے کہ جتنا ہو سکے مالِ خیرات سے اس طرف بھیجا جائے تا کہ وہ حصے کے مطابق سب کو پہنچایا جائے۔ چونکہ ضروری تھا، اس لیے (فقیر نے) جرأت کی:

ع سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے، اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۲۹

بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمتِ عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ (فقیر) آپ کے مبارک مکتوب کے ورود سے معزز و مکرم اور مشرف ہوا۔ آپ نے اپنے فضل و کرم سے چھ کونوں والا جو شامیانہ مسلمانوں اور نمازی بندوں کے لیے، خاص کر کے جمعہ اور عید کے دِنوں کے لیے عین ضرورت کے وقت بھجوایا ہے، امید ہے کہ یہ نیک عمل ہمیشہ قیامت کی سختیوں اور اُس روز کی کمال گرمی کو دُور کرنے کا سبب بنے گا، جو سورج کے انتہائی قریب ہونے کی وجہ سے ہو گی اور لوگ اُس میں پسینہ پسینہ ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بیشک قیامت کے روز سورج نزدیک ہو جائے گا اور ایک کروہ کے برابر اور ایک کروہ سے زیادہ (قریب) پہنچ جائے گا اور اُس کی گرمی میں اِس طرح اور ایسے (ہو گا) اور لوگوں کو اپنے گناہوں کے مطابق اس میں پسینہ آئے گا۔ پس بعض لوگ (اس میں) تیرنے لگیں گے اور بعض کو پنڈلی تک اور بعض کو منہ کے ہونٹ تک گھیر لے گا۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: یقیناً حساب کی جگہ آدمی کا پسینہ نکل جائے گا، یہاں تک کہ آدمی کہے گا، اے میرے پروردگار! تیرا مجھے دوزخ کی طرف بھیج دینا میرے لیے اس چیز سے زیادہ آسان ہے جو میں اب پا رہا ہوں۔ یہ آدمی اس (مصیبت) کو اس کے عذاب کی سختی سے جانتا ہے، جس میں وہ (مبتلا) ہے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سورج لوگوں کے سروں کے اوپر ہو گا اور اُن کے نیک اس سے ان پر سایہ کریں گے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: پہلا شخص جو اللہ تعالیٰ کے سائے میں آئے گا، یقیناً وہ شخص ہے جس نے فقیر پر شفقت کی کہ اس کو صدقہ دیا۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص نمازی کے سر پر سایہ کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس پر سایہ کرے گا۔ پس اس مسلمان پر سایہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہو، یہ حکم رکھتا ہے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو لوگ اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، وہ قیامت کے روز عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے۔ اور اسی طرح جو شخص اللہ کے لیے بھوکے کو کھلائے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرے، یعنی ایسے مسلمان کے حساب کے وقت میں اس کے ترازو کے پاس کھڑا ہوں گا، پس اگر اُس کا ترازہ بہتر اور غالب ہوا اور اُس کی نیکیاں برائیوں سے بہتر اور اوپر (ہو گئیں تو پھر خوب، ورنہ) میں اس کی شفاعت کروں گا۔

حدیث

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ذکرِ خفی کی فضیلت میں فرمایا کہ یقیناً ذکرِ خفی، جسے کرام الکاتبین نہیں سنتے، کی فضیلت اس ذکر پر جس کو وہ سنتے ہیں، ستر گنا ہے۔ جب روزِ قیامت ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو اُن کے حساب کے لیے جمع کرے گا اور اُن کے محافظوں یعنی کرام الکاتبین کو لایا جائے گا، جنہوں نے ان کے اعمال کو یاد کیا ہے اور لکھا ہے، تو اللہ تعالیٰ ان کو فرمائے گا کہ دیکھو آیا کوئی چیز اِس بندے کے اعمال سے (لکھنے سے) رہ گئی ہے۔ پس وہ فرشتے عرض کریں گے کہ ہم اس سے جو کچھ جانتے تھے اور جو ہم نے یاد کیا اس میں سے کوئی چیز بھی ہم نے نہیں چھوڑی، مگر وہ چیز جس کو ہم نے پایا اور ہم نے لکھ لیا۔ پس اللہ تعالیٰ اس بندے کو فرمائے گا: بیشک تیری ایک نیکی میرے پاس ہے جس کو تو نہیں جانتا اور میں اس کا تجھے بدلہ دوں گا اور وہ ذکرِ خفی ہے۔ پس ذکرِ خفی کہ جس کو محافظ (کرام الکاتبین) بھی نہیں سنتے، وہ ذکرِ قلب ہے جو حق کی معرفت کا مورث اور نفس کے اطمینان کی گزرگاہ ہے، جو اِس آیت کریمہ کا مصداق بن جاتا ہے:

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (سورۃ الفجر، آیت:۲۷-۳۰)

یعنی: اے اطمینان پانے والی روح! تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ اور رُجوع کر، اس حالت میں داخل ہو جا کہ تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہو، میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا (اور میری) جنت میں داخل ہو جا۔

پس اس (ذکر) میں ہمیشہ مشغول رہنا چاہیے، تاکہ ذکر ملکۂ دل بن جائے اور اصلاً اسے زوال نہ آئے، اس حد تک کہ دل ماسویٰ (اللہ) کو بھول جائے اور دل نورِ الٰہی میں مستغرق ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف ہرگز نہ جائے:

ع این کارِ دولت است کنون تا کرا دہند

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، دیکھئے اب کسے دیتے ہیں۔

اس کے بعد بہت زیادہ مراتب اور بیشمار معارف ہیں: **وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ**

مَنْ یَّشَآءُ. (سورۃ البقرہ، آیت:۱۰۵)

یعنی: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

چونکہ آپ صاحبہ کو اس دولت کے رکھنے والے سے کمال محبت ہے۔ حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (صحیح مسلم، ۶۳۴۲)، یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے۔ اور (آپ کو) اس دولت سے کامل نصیب ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آخرت میں یہ نور جلوہ فرمائے گا اور بہشت کا راستہ کھولے گا:

بس کنم خود زیرکان را این بس است　　　بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دوبار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

مہربانی فرماتے ہوئے محمد صادق کو جو مبلغ پچاس روپے مرحمت ہوئے تھے، چونکہ وہ ضرورت کے وقت پہنچ گئے ہیں، (لہٰذا) اُمید ہے کہ (آپ کے لیے) آخرت کا ذخیرہ ہوں گے اور (ان کا) نعم البدل میسر ہوگا۔ عنایت نامہ میں جو لکھا تھا کہ (آپ نے) فقراء کے خرچ کے لیے عطا کیے ہیں، اس سے پہلے مبلغ دوسو روپیہ بھیجا گیا تھا، جو پہنچ گیا ہے۔

صاحبہ مہربان سلامت! فقیر نے اصلاً یہ حرف نہیں لکھا اور محمد صادق کی سفارش اور شامیانہ کی التماس کے سوا (کوئی) التماس نہیں کی۔ آپ صاحبہ مکرمہ خود فقراء کی خبر گیری کرتی ہیں اور (یہ) اظہار کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ (آپ کی) ذات بابرکات کو خیر و خوبی کے کمال کے ساتھ دیر تک سلامت رکھے:

ع　　سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات کو مانے اُس کو ہدایت نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۳۰

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ (فقیر) ماہِ مبارک رمضان کے حسن و جمال اور کمال سے کیا عرض کرے کہ اس خوبی اور بزرگی کے ساتھ کوئی رمضان فقیر کو یاد نہیں آتا۔ اس کی ہر رات گویا شبِ قدر ہے اور فیوض و برکات کے اسرار موسمِ بہار کی بارش کی طرح برستے تھے اور رحمت کے فرشتوں کے اترنے اور آسمان اور جنت کے دروازوں کے مسلسل ولگاتار کھلنے کا مشاہدہ ہوتا تھا۔ زمین اور آسمان انوار سے بھرے تھے اور خیرات و برکات سے لبریز تھے۔ یہ گناہگاران سب گناہوں کے باوجود ہر رات وہاب اللہ کی بے انداز عنایتوں، مہربانیوں اور محض فضل و کرم سے اتنے زیادہ انوار و اسرار اور بیشمار مشاہدات و تجلیات میں مستغرق ہوتا تھا اور اِس قدر سرورِ کائنات (صلّی اللہ علیہ وسلّم)، بعض دوسرے اکابر انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسّلام) اور بزرگ فرشتوں (کی تشریف آوری) کو محسوس کیا جاتا تھا جو دائرۂ بیان سے خارج اور احاطہ و گنتی سے باہر ہے:

ع   کہ مستحق کرامت گناہگار انند

یعنی: کہ گناہگار بزرگی کے حقدار ہیں۔

الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ (فقیر) ان قبولیت کے اوقات میں ہمیشہ آپ صاحبہ مہربان کے درجات کی ترقی اور زندگی کی بقا کی دعا میں مشغول تھا اور (اب بھی) ہے، اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے قبول فرمائے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں میں سے ایک روزہ

سکون اور خاموشی کے ساتھ رکھنے (والے بندے) کے لیے اللہ تعالیٰ بہشت میں سرخ یاقوت اور سبز زمرد کا ایک گھر بناتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر پوشاکیں اور نیچے سے سفید وسیاہ گھوڑے نکلتے ہیں، جن کی زینیں سونے کی اور لگامیں مروارید اور یاقوت کی ہیں اور ان کے بال اور پَر ہیں، ان کا ایک قدم تاحدِ نگاہ ہے اور وہ لید اور پیشاب نہیں کریں گے۔ پس ان پر اللہ کے ولی سوار ہوں گے۔ پھر یہ جہاں چاہیں گے اُڑتے پھریں گے۔ پس آدمی پوچھنا چاہے گا۔ وہ کہے گا: اے ہمارے پروردگار! بیشک یہ کون لوگ ہیں؟ پس کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) صدقہ وخیرات کرتے تھے اور تم بخیلی کرتے تھے اور یہ لوگ لڑائی کرتے تھے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں کافروں کے ساتھ (جہاد کرتے تھے) اور تم بزدلی اور نامردی کرتے تھے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کی آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی۔ پس اس نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے بعض اجزا نے میرے بعض دوسرے (اجزا کو) کھالیا۔ پھر دو سانسوں کی اجازت دی گئی۔ ایک سانس سردیوں میں اور دوسرا گرمیوں میں (لینے کی)۔ پس تم دنیا میں جو سخت تر گرمی پاتے ہو، وہ دوزخ کے اس سانس سے ہے اور سردیوں میں جو سخت تر سردی پاتے ہو وہ اس (کے) سخت سردی والے سانس سے ہے۔

ہائے افسوس! آدمی کے لیے کیا مصیبت ہے؟ اور اس گوشت اور کھال پر اس جلا ڈالنے والی آگ کے سب کیسے عذاب ہیں؟ یہ آدمی اور پتھر ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ! وہ آدمی جو نفس اور شیطان کی خواہش کا غلام ہے، (اسے) اس کے دفع کرنے کی فکر کرنی چاہیے، تاکہ وہ ہمیشہ کے عذاب سے نجات پائے اور سرکش نفس کو پوری طرح اور مکمل طور پر امرِ الٰہی کا فرمانبردار اور مطیع بنانا چاہیے، تاکہ وہ جہنم کے عذاب سے آزاد ہو جائے اور نعمتوں والی جنت اور اللہ کریم کی رضا میں داخل ہو جائے:

يَـٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِي

فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (سورۃ الفجر، آیت:۲۷-۳۰)

یعنی: اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی، تو میرے (ممتاز) بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا:

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند کس بمیدان در نمی آید سواران را چہ شد

بس کنم خود زیرکان را این بس است بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: سعادت کی توفیق کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اُترتا سواروں کو کیا ہوا۔

- میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

صاحبہ مہربان سلامت! مرزا عبداللہ کا وظیفہ ابھی تک نہیں پہنچا اور اسی طرح شفیع اللہ سرہندی کا وظیفہ بھی۔ لہٰذا یہ لوگ سخت پریشان ہیں اور کمال تنگی میں (دن) گزار رہے ہیں۔ آپ صاحبہ مہربان کے فضل و کرم کے امیدوار ہیں:

ع سایہ ات کم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

(فقیر کے) فرزند اپنی والدہ کے ساتھ سلام عرض کرتے ہیں (اور) قبولیت کے امیدوار ہیں۔

مکتوب نمبر ۳۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے مخدوم اور لوگوں کے مخدوم کے گرامی مکتوب اور مبارک خط نے (فقیر کو) شرف بخشا اور وہ اس کے عمدہ مضامین سے آگاہ ہوا اور اس میں لکھے ہوئے حالات سے آگاہ ہوا۔

میرے مخدوم! اس جگہ بہت زیادہ گفتگو کا موقع ہے کہ حقیقت میں وقت اس کی تفصیل کا تقاضا نہیں کرتا۔ مختصر یہ ہے کہ بندہ بننے کا اِنحصار عبودیت و بندگی کے کمال میں ہے، کیونکہ انبیاء اور اولیاء کا مقصد یہی ہے۔ خواہ اس میں زیادہ راسخ (اور) اس بارگاہ میں زیادہ مقبول ومحبوب ہو۔ اصل عبودیت سے مراد ظاہر و باطن کے لحاظ سے کمال انکساری اور عاجزی ہے۔ (طالب) اپنے مولیٰ (تعالیٰ) کی تواضع اس طرح کرے کہ خود سے کوئی نام و نشان نہ رکھے اور فانی اور نابود ہو جائے۔ اس مقام میں بھی اقدام کے فرق کے لحاظ سے بیشمار درجات اور بہت زیادہ منازل ہیں، تاکہ کسے اس فنا اور بندگی کی حقیقت سے مشرف کیا جاتا ہے اور کس کو اس معنی کے کمال تک پہنچایا جاتا ہے۔ (طالب) جس قدر اس حال میں راسخ و کامل ہو اُس کی ہمت اتنی ہی مولائے حقیقی کے پسندیدہ کاموں کے کرنے میں مشغول ہو جاتی ہے اور اس کا نفس انتہائی پابندی واطمینان سے مشرف ہو کر اس خطاب کا مورد بن جاتا ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً. فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ. وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (سورۃ الفجر، آیت: ۲۷-۳۰)

یعنی: اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تُو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی، تو میرے (ممتاز) بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

اس کے ساتھ وہ کمال عجز و انکساری اور تواضع سے خود کو مخلوق میں سب سے بُرا جانے اور خود کو اِس شعر کا مصداق سمجھے:

کنون شرمم زکارم شرمسار است زمن ابلیس را صد بار عار است

یعنی: اب میرا شرم بھی میرے کام سے شرمندہ ہے (اور) شیطان بھی مجھ سے سو بار شرمندہ ہے۔

جب یہ دید انتہا کو پہنچے گی تو وہ اس قدر انوار واسرار، محبت ومحبوبیت اور خلت (دوستی) کی ایسی مہربانیوں اور عنایتوں کا مظہر بن جائے گا، جن میں سے تھوڑا سا بھی بیان نہیں ہو سکتا: ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ایسے عارف کا ظاہر مولا (تعالیٰ) کے احکام کی فرمانبرداری کے مشابہ بن جاتا ہے کہ اگر بالفرض اس سے کوئی لغزش سرزد ہوتی ہے تو وہ خود کو جہنم کی تہہ میں پاتا ہے اور وہ اس پر اِس قدر شرمندگی اور استغفار کا اضافہ کرتا ہے کہ بیشمار ترقیوں کو پالیتا ہے اور (اس) آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے:

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ. (سورۃ الفرقان، آیت:۷۰)

یعنی: تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔

جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے: هُمُ الۡقَوۡمُ لَایَشۡقٰی جَلِیۡسُهُمۡ وَلَا یَحۡرِمُ اُنِیۡسُهُمۡ.

یعنی: ان کا ہم نشین بدقسمتی سے بچا ہوا ہے اور اُن کا غمخوار محروم نہیں ہے۔

اس وقت وہ خلقت کی جانب متوجہ ہو کر (ان کو) دعوت (دینے) سے مشرف ہوتا ہے اور اس کا ظاہر عوام کے ساتھ عادی امور میں وابستہ ہو جاتا ہے اور وہ توکل کے اسباب کو ہرگز ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ یہ نہیں کہ وہ بالکل اسباب میں مستغرق ہو جائے، (بلکہ) عوام کے رنگ میں ان سب کو اختیار کرتا ہے۔ غرض یہ کہ خَیۡرُ الۡاُمُوۡرِ اَوۡسَطُهَا. (اتحاف، جلد۶: ۲۴۶؛ قرطبی، جلد۲: ۱۵۴؛ جامع الصغیر، جلد۱: ۴۶؛ احیاء علوم الدین، جلد۳: ۴۲؛ شعب الایمان، ۲: ۱۸)

یعنی: کاموں میں بہترین (کام) میانہ روی ہے۔

نیز یہ کہ فنائے باطن کا دعویٰ دار مولیٰ (تعالیٰ) کے احکام کی پابندی میں کوتاہی کرنے والا اور ناقص ہے۔ جس قدر اُس کی کوتاہی زیادہ ہے، اتنا ہی نقصان زیادہ ہے۔ الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ اس فنا کا حال، جس سے مراد مقامِ عبودیت ہے، وہ ایک مدت سے آپ مخدوم پر کھل چکا ہے۔ امید ہے کہ روز بروز اس میں اضافہ ہوگا۔ بقا کے آثار، خلت (دوستی) اور محبوبیت کے انوار و اسرار کو پوشیدہ رکھنا واجب ہے، کیونکہ وہ شرح و بیان میں نہیں سماتے۔ خاص کر اس ماہِ رمضان میں پہلے تھوڑی مدت میں یہ اسرار اِس قدر کھلے اور انہوں نے اس قدر اپنے زیر بار کرلیا کہ (فقیر نے) کبھی بھی خود کو ان کی تاب کی برداشت کے قابل نہ پایا۔ معاملہ (دروازہ) کھٹکھٹانے اور کھلنے کے قریب پہنچ جاتا تھا۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

ع شاہان را چہ عجب گر بنوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نواز دیں تو کیا عجب ہے۔

ع کہ مستحق کرامت گناہگار انند

یعنی: کہ گناہگار بزرگی کے حقدار ہیں۔

ان انوار و برکات اور تجلیات و مشاہدات کے ظہور کی وجہ سے کبھی کبھی (فقیر) کے دل میں خیال آتا کہ اگر زنار باندھنے والے اس وقت حاضر ہوں تو وہ اپنے زناروں کو توڑ ڈالیں اور (بول پڑیں): اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. (سورۃ الانعام، آیت: ۷۹)

یعنی: میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے آپ کو اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

گویا وہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں شامل ہو جائیں:

ہر کہ را روئے بہ بہبود نہ داشت دیدنِ روئے نبیؐ سود نہ داشت

یعنی: جس شخص کا منہ بھلائی کی جانب نہ ہو، اس کے لیے نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلّم) کے چہرۂ انور کی زیارت کرنا بھی فائدہ مند نہیں ہے۔

(فقیر نے) بہت طوالت کردی (امید ہے کہ) آپ معذور فرمائیں گے:

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ مِنۡ قَوۡلٍ بِلَا عَمَلٍ

لَقَدۡ نَسَبۡتُ بِهٖ نَسۡلًا الَّذِیۡ عُقُمٖ

یعنی: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں ایسی بات کہنے سے جس پر عمل نہ ہو، یقیناً میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

چونکہ فضیلت مآب اور تقویٰ کے حامل ملا محمد (رحمۃ اللہ علیہ)، جو اس علاقے کے رہنے والے ہیں اور جنہوں نے اپنے نام کی طرح ظاہر و باطن کو محبوب و محمود (بنا رکھا ہے)، وہ شروع میں شیخ محمد کردیدی مرحوم کی رفاقت میں حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطاب (خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کی صحبت وانابت کے شرف سے مشرف ہوئے تھے اور اُسی وقت سے اس پُر تقصیر فقیر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتے ہیں۔ چند بار وہ پُر انوار مزارات کی زیارت کے لیے سرہند میں بھی آئے اور فیوض وانوار کے مورد بنے تھے، وہ اس رمضان میں بھی یہاں تھے اور انہوں نے دیکھا جو کچھ دیکھا۔ وہ اس علاقے کی طرف روانہ ہونے والے تھے، (لہٰذا فقیر) یہ بے ربط چند کلمات لکھ کر (آپ کے) اوقات شریف میں مزاحم ہوا ہے۔

سَلَّمَكُمُ اللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَعَافَاكُمۡ وَصَانَكُمۡ عَمَّا شَانَكُمۡ، وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو سلامت رکھے، عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد کرے، اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۳۲

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

مخدوم زادہ! راستے پر مستقیم رہیں۔ اس زخمی دل درویش کی طرف سے سلام اور دُعا قبول فرمائیں اور (اپنے) مسرت افزا دیدار کا مشتاق سمجھ کر دونوں جہانوں کی بھلائی کی دعا سے نہ بھلائیں۔

میرے مخدوم! کچھ عرصہ ہوا کہ فقیر کو پاؤں اور گھٹنوں کا درد، جو کہ موروثی ہے، لاحق ہو گیا تھا، اس حد تک کہ (فقیر) چلنے سے عاجز ہو گیا، لہٰذا فرض نمازیں بھی گھر کے اندر پڑھتا، ہاں نمازِ جمعہ کو پالکی میں بیٹھ کر جاتا تھا۔ لیکن للہ الحمد (اللہ کا شکر ہے) کہ تکلیف گویا کھڑا ہونے اور چلنے پر منحصر تھی اور بطورِ خود بیٹھنے میں اتنی تکلیف نہ تھی۔ گرم دوا کا کھانا بھی فقیر کے لیے سب محالات میں سے۔ بعض گرم تیل استعمال کیے گئے۔ اگر چہ انہوں نے بھی دل و دماغ پر بہت اثر کیا اور حرارت زیادہ ہو گئی، لیکن پاؤں کا درد رُک گیا۔ (فقیر) صرف روغنِ گلاب استعمال کر رہا ہے۔ دو مرتبہ چنبر کے کھیرے کا جلاّب کھایا ہے۔ الحمد للہ (اللہ کا شکر ہے) کہ ان دنوں (طبیعت) مکمل طور پر ہلکی (پھلکی) ہے، یہاں تک کہ کبھی کبھی دروازے تک پیدل جاتا ہے اور (واپس) آتا ہے۔ اس بارے میں جو کچھ دل شریف میں آتا ہے، ملکی اور غیر ملکی دوائیں جو فقیر کے حال کے مناسب ہوں، وہ لکھ بھیجیں۔ اگر کوئی چیز موجود ہو تو بھیج دیں اور اس کی حقیقت کو لکھ دیں۔ چونکہ کبھی کبھی حرارت دل و دماغ کی طرف پہنچ جاتی ہے، (لہٰذا) اگر عرق مشک و گلاب میں سے کچھ پہلے ہاتھ آئے تو وہ بھیج دیں۔

افسوس! ہائے افسوس! عمر آخر کو پہنچ گئی اور قبر و قیامت کے پیغامات سامنے سے دوڑ پڑے ہیں اور خود میں اس بارگاہ سے خجالت و شرمندگی کے سوا کچھ نہ پایا اور آخرت کا عذاب شدید! (فقیر) حیران ہے کہ کیا کرے؟ اور کل (قیامت کو) کونسا عذر پیش کرے گا؟ گناہ کے اعتراف کے علاوہ کوئی عذر نہیں ہے، لہٰذا فقیر نے صرف اس کی رحمت پر نظر لگا رکھی ہے:

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یُقْسِمُهَا
تَأتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانُ فِی الْقِسَم

یعنی: ظاہراً جب میرے رب کی رحمت تقسیم ہوگئی تو (بندے کے) حصے میں گناہوں کے برابر آئے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (سورۃ الزمر، آیت: ۵۳)، رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (سورۃ الاعراف، آیت: ۲۳)

یعنی: (اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم! میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

اس غم اور دُکھ میں جلنا چاہیے:

ع خوابم بشد از دیدہ درین فکر جگر سوز

یعنی: اس جگر سوز فکر میں میری آنکھ سے نیند اُڑ جاتی ہے۔

افسوس! جب تک (یہ) غیر واضح گرہ در پیش ہے:

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۷)

یعنی: (اُس روز) ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

نیند اور آرام کس کو نصیب ہے؟ اس درد کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اللہ سبحانہٗ کے سوا کسی اور کے پاس اس دکھ کا علاج نہیں ہے۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا ہے۔ قطعہ:

دارم دلکے غمین بیامرز مپرس صد قافلہ در کمین بیامرز مپرس

شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم اے اکرم الاکرمین بیامرز مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں تو بخش دے اور مت پوچھ، سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں تو بخش دے اور مت پوچھ۔

* میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا، اے سب سے زیادہ بخشنے والے! تو بخش دے اور مت پوچھ۔

اگر چہ عالمِ غیب سے بلند خوشخبریاں، پیاری بشارتیں اور عظیم نوازشیں (عطا) فرماتے ہیں، لیکن:

ع مَا لِلتُّرَابِ وَرَبُّ الْاَرْبَابُ

یعنی: خاک کو پروردگارِ عالم سے کیا نسبت ہے۔

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

یعنی: بادشاہ اگر فقیر کو نواز دیں تو کیا عجب ہے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا. (سورۃ الفتح، آیت:۲۳)

یعنی: (یہی) اللہ کی عادت ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے اور تم اللہ کی عادت کبھی بدلتی نہ دیکھو گے:

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

میرے مخدوم! پریشان دل آپ کے قرض اور آپ کے فرزندوں کی دل جمعی کے لیے غمگین ہے، اللہ تعالیٰ سب کو آسانیاں میسر فرمائے۔ آپ اپنے قرض کی حقیقت کے بارے میں لکھیں گے کہ کتنا رہ گیا ہے؟ اِنَّهٗ مُيَسِّرٌ لِكُلِّ عَسِيْرٍ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔

آپ کے فرزندانِ گرامی اور تمام گھر والوں کو، خاص کر مخدوم زادہ گرامی خواجہ میر (رحمۃ اللہ علیہ) اِس فقیر کا فقیرانہ سلام قبول فرمائیں اور آخرت کے کام میں مصروف رہیں۔ اس فقیر کو دُعا میں یاد رکھیں:

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور اِس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَآخِرًا.

یعنی: اور اوّل و آخر سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۳۴

محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بِاسْمِهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کے عظمت والے نام اور اُس کے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود (وسلام) پڑھنے سے شروع کرتا ہوں۔

سعادتمند پیارے فرزند محمد پارسا اِس فقیر سے سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ ہمیشہ اللہ سبحانہٗ کی یاد میں رہیں اور خود سے فانی ہو جائیں:

دائماً ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال

می دار نہفتہ چشمِ دل جانبِ یار

یعنی: ہمیشہ، ہر جگہ، ہر آدمی کے ساتھ (اور) ہر حال میں تو خفیہ طور پر دل کی آنکھ کو یار کی جانب رکھ۔

اور اللہ تعالیٰ کی (اس آیت) کریمہ کا مصداق رہ: اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ. (سورۃ الانعام، آیت:۱۲۲)

یعنی: بھلا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور اس کے لیے روشنی کر دی جس کے ذریعے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور اِس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

مکتوب نمبر ۳۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ یہ احقر آپ فاطمہ زمان کی ذات بابرکات کی سلامتی و خیریت اور حسنِ خاتمہ (بالخیر) کے کمال کے لیے رات کی گھڑیوں اور دِن کے اطراف میں بہت زیادہ دعا میں مصروف ہے اور عطیے بخشنے والی ذات، حضرت (باری تعالیٰ) سے اس کی قبولیت کا اُمیدوار ہے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسن قبول
آنکہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

یہ آپ کی سعادت کا کمال ہے کہ آپ ہمیشہ نہایت زاری و التجا کے ساتھ حسن خاتمہ، ایمان و توبہ اور اِستغفار کی دعا میں زاری کرتے اور گڑگڑاتے ہیں، ہمیشہ اپنے عیبوں اور گناہوں کو نظر میں رکھیں اور اللہ سبحانہٗ کی بارگاہ مقدس میں عاجزی و شرمندگی کا اِظہار کریں۔ قبر و آخرت کے عذاب سے ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیے اور روتی ہوئی آنکھوں اور جلتے ہوئے دل کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں اور مانگیں جو کچھ مانگیں۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا ہے۔قطعہ:

یا رب برہانیم ز حرمان چہ شود — راہے دہیم بکوئے عرفان چہ شود
صد گبر کہ از کرم مسلمان کردی — یک گبر دگر کنی مسلمان چہ شود

یعنی: اے پروردگار! (اگر) ہمیں نا اُمیدی سے رہائی مل جائے تو کیا ہوگا؟ اگر ہمیں

کوئے عرفان کا راستہ مل جائے تو کیا ہوگا؟

* تو نے (اپنے) کرم سے سو کافر کو مسلمان بنا دیا، اگر ایک اور کافر کو مسلمان بنا دے تو کیا ہوگا؟

ہوگا یہ کہ رحمت کا سمندر جوش میں آئے گا اور بیچارے طالب کو بخش دے گا اور اپنی بارگاہ مقدس میں داخل کرلے گا۔ ایک عزیز نے کہا ہے:

تو بعلمِ ازل مرا دیدی دیدی آنگہ بعیب بخریدی
تو بعلم آں من بعیب ہمان رَد مکن آنچہ خود پسندیدی

یعنی: (اے اللہ!) تو نے مجھے (اپنے) ازلی علم سے دیکھا، تو نے دیکھا اور اُس وقت (میرے) عیب کے باوجود (مجھے) خرید لیا۔

* تو اسی علم کے ساتھ ہے اور میں اسی عیب کے ساتھ ہوں، (اب) اس کو رَدمت کر جس کو تو نے خود پسند فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۶)

یعنی: اے (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں، پس (فرمادیں کہ) میں تو تمہارے بہت ہی نزدیک ہوں، تم جو کچھ کہتے ہو میں سنتا ہوں۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. (یعنی) میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے اور میں اس کی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔ اور اللہ سبحانہٗ ہمیں خوب جانتا ہے (جو سینوں کے) رازوں کو جاننے والا ہے۔ پس اس نے اپنے خاص بندوں پر یہ راز کھول دیا ہے، اس نے اپنے قرب کو ظاہر کر دیا ہے اور ان کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔ حدیث میں (آیا) ہے:

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ. (ترغیب، جلد۲: ۴۸۲؛ نیز جامع الترمذی)

یعنی: قضا نہیں ٹلتی مگر دعا سے، اور عمر نہیں بڑھتی مگر نیکی سے۔

ہائے افسوس! (فقیر) نیکی نہیں رکھتا اور (اس کے) فضل وکرم سے التجا کرتا ہے۔

قطعہ:

دارم دلکے غمین بیا مرز مپرس　　صد قافلہ در کمین بیا مرز مپرس
شرمندہ شوم اگر پرسی عملم　　اے اکرم الاکرمین بیامرز مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں، تو بخش دے اور مت پوچھ، سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں، تو بخش دے اور مت پوچھ۔

○ میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا، اے سب سے زیادہ بخشنے والے! تو بخش دے اور مت پوچھ۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)، وَالْتِزِمُ مُتَابِعَةُ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو لازم پکڑے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۳۵

حاجی حبیب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق کو جاننے والے، ارشاد کے محافظ، کمالات کے حامل میرے بھائی میرے

پیارے حاجی الحرمین الشریفین لَایَزَالُ کَاِسْمِہٖ حَبِیْبُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ (وہ اپنے نام کی طرح اللہ سبحانہٗ کے حبیب رہیں)، اس زخمی دل درویش کی طرف سے عافیت انجام سلام قبول کریں اور اپنے مسرت افزا دیدار کا مشتاق سمجھتے ہوئے دعائے خیر سے نہ بھلائیں۔
اس علاقے کے فقرا کے حالات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہزاروں سپاس وشکر گزاری کے لائق ہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۳۴)

یعنی: اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو، بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

امید ہے کہ آپ برادر گرامی بھی جمعیت واستقامت کے کمال میں ہوں گے۔
اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ.

یعنی: استقامت کرامت سے بلند (درجہ) ہے۔

ان بھائیوں اور دوستوں کی تکمیل وارشاد کے واقعات اور خبریں سننا فقیر کو خوشحال بناتا ہے اور اللہ سبحانہٗ کی مزید حمد اور شکر کے لائق بناتا ہے: لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۷)

یعنی: اگر شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائے اور زیادہ پر زیادہ کرے۔ حدیث میں ''اَنَّ اَحَبَّ عِبَادَاللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحَبَّ اِلَیْہِ.'' (یعنی: اللہ کے ہاں سب سے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو اُس سے محبت کرتے ہیں۔ کنز العمال، نمبر ۱۵۹۶۸)

آپ لوگوں کے حق میں آیا ہے جو اقطاب پناہ حضرت والد بزرگوار (خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ) کے خاص مقبول ہیں۔ فقیر کو عظیم امیدیں اور بڑی توقعات ہیں، اگر (فقیر) ظاہر کرے تو کم لوگ یقین کریں: اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَایَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ. (احیاء العلوم، جلد ۴: ۲۵۶)

یعنی: میری قبا کے نیچے میرے ایسے دوست ہیں، جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اولیاء کی قبائیں ان کی بشریت کی صفات ہیں، جس کے سب لوگ محتاج ہیں، وہ بھی اس صورت میں محتاج ہیں۔ کافر سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں کہتے تھے:
مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ. (سورۃ الفرقان، آیت:۷)
یعنی: یہ کیسا پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) ہے کہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

الٰہی کیا ہے جو تو نے اپنے اولیاء کے ساتھ کیا ہے کہ ان کے باطن کو خضر (علیہ السّلام) کا صاف پانی بنایا ہے، جس شخص نے اس کا ایک قطرہ چکھا، اس نے حیاتِ ابدی پائی اور اُن کا ظاہر سمِ قاتل ہے، جس شخص نے اس کو دیکھا وہ موتِ ابدی میں گرفتار رہا۔ ان کا باطن رحمت ہے اور ان کا ظاہر زحمت ہے۔ صورت میں جو نظر آتے ہیں اور حقیقت میں گندم بخشنے والے ہیں۔ ظاہر میں عام بشر (کی مانند) ہیں اور باطن میں خاص فرشتوں (میں سے ہیں)، صورت کے لحاظ سے زمین پر ہیں اور معنی کے لحاظ سے آسمان پر ہیں۔ ان کا ہم نشین بدقسمتی سے آزاد ہے اور اُن کا غمخوار سعادت سے جڑا ہوا ہے: اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (سورۃ المجادلہ، آیت:۲۲)
یعنی: یہ گروہ خدا کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

اس فقیر کا حرمین شریفین کا پختہ ارادہ ہے، لیکن سمندر کا راستہ فرنگیوں کی سرکشی اور رہزنی کی وجہ سے بند ہے۔ اس راستے کا شوق جو بزرگوں کی زیارت، عزیزوں اور دوستوں کے دیدار کا حامل ہے، بہت غالب ہے اور یہ فقیر کمال عاجز ہے: اَطَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَآئِیْ وَاَنَا اِلَیْهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا. (المغنی عن حمل الاسفار، ۳:۸)
یعنی: نیک لوگوں کو میری ملاقات کا شوق زیادہ ہو گیا ہے اور میں بھی ان کا بہت زیادہ شوق رکھتا ہوں۔

(مولانا رومؒ نے) خوب کہا ہے۔ مثنوی:

عشق آن شعلہ است کو چون بر فروخت　　　ہر چہ جز معشوق جملہ سوخت

تیغ ''لا'' در قتلِ غیر حق براند ۔۔۔ درنگر زاں پس کہ بعد از ''لا'' چہ ماند
ماند ''اِلا اللہ'' باقی جملہ رفت ۔۔۔ شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

یعنی: عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہوگیا تو جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے، وہ سب جل گیا۔

- ''لا'' کی تلوار ماسویٰ اللہ کے قتل میں چلا (اور) پھر دیکھ کہ ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا؟
- ''اِلا اللہ'' رہ گیا باقی سب فنا ہوگیا، اے عشق! شرکت کو جلانے والے زبردست تو خوش رہے۔

افسوس! اس گناہگار کو اِس گفتگو سے کیا کام؟ گناہگاروں کے لیے گناہ کا فکر (کرنا) بہتر ہے اور آخرت کے حالات کا اور اس کے عذاب وثواب کا تذکرہ (کرنا) بھلا ہے۔ (ان کے لیے) سحری کا رونا اور توبہ واستغفار سب سے بہتر اور آخرت کے اسباب (نیک اعمال) تیار کرنا سب سے زیادہ اچھا ہے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَـآهًـا ثُـمَّ آهًـا ثُـمَّ آهًـا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنفُسَنَا ســکہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (سورۃ الاعراف، آیت: ۲۳)، وَ صَلَّـى اللّٰـهُ تَـعَـالٰـى عَـلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن.

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے، اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام آل (اطہارؓ) اور سب صحابہ (کرامؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر اور محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا نیک

انجام سلام قبول کریں اور (اپنے) مسرت افزا دیدار کا مشاق سمجھیں اور دُعائے خیر سے نہ بھلائیں۔

(آپ کے) سعادتمند فرزند کامل عافیت و استقامت کے ساتھ رہیں اور سلام قبول کریں۔ اسی طرح طریقت کے سب ساتھی اور دوست بھی سلام قبول کریں اور دُعائے خیر سے یاد کریں۔

چونکہ صوفی محمد سعید (رحمۃ اللہ علیہ) جو قدیم دوستوں میں سے ہے، اس علاقے میں جانے والا تھا، (لہٰذا فقیر نے) ان چند بے ربط کلمات کے ساتھ زحمت دی ہے۔ (امید ہے کہ آپ) مہربانی کے لوازمات اور اُس کے حالات کی جستجو کے بارے میں دریغ نہیں فرمائیں گے۔ والسّلام

مکتوب نمبر ۳۶

بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے۔ چونکہ آپ فاطمہ زمان کی ذات بابرکات کے مرتبہ کو سب قبیلہ جانتا ہے اور قبیلہ والے بھائیوں میں سے جو اِس فقیر کے ساتھ اخلاص اور کامل خصوصیت رکھتے ہیں، وہ اپنی ضرورتوں میں اس فقیر سے التماس کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ خیر خواہ دعا گو اِس علاقے میں آپ کی درگاہ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ اور اِلتجا کرنے کی جگہ نہیں رکھتا، لہٰذا مجبوراً کمال شرمندگی کے ساتھ ہر دفعہ آپ کی خدمت عالیہ میں زحمت بنتا ہے۔ چونکہ آپ کی ذات عالیہ سے اہل اللہ کے کاموں کی کشائش کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ اس وجہ سے آپ کی آخرت کی کشائشیں ہوں گی اور مولیٰ تبارک وتعالیٰ کی کامل رضا کا سبب بنیں گی اور یہ تھوڑی پونجی جزا کے دن

کثیر ذخیرہ بن جائے گی اور یہ فقیر ''اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ '' (دیکھیے: صحیح البخاری) کی رُو سے خیر کی رہنمائی کرنے والا بن کر نیکی کرنے والے کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ قف وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا. (سورۃ الاسراء، آیت: ۷)

یعنی: اگر تم احسان اور نیکی کرو گے تو اپنی ذات کے لیے کرو گے، اور اگر برائی کرو گے تو پھر اُس کا وبال بھی تمہاری جانوں پر ہی پڑے گا۔

اے باری تعالیٰ! ہم سے کوئی نیکی و احسان نہیں ہوا (اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی)، اور جو کچھ برائی سے ہوا، ہائے افسوس! اپنے کئے ہوئے کا کیا علاج؟

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
اے وائے من این دستِ من و دامنِ خویش

یعنی: کوئی آدمی میرا دشمن نہیں ہے، میں اپنا دشمن خود ہوں، ہائے میرا ہاتھ اور اپنا دامن!

نیز قرآن مجید میں آیا ہے کہ (جو کوئی) برائی کے بعد توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ پس اس گروہ کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حسنات اور نیکیوں میں بدل دے گا۔ پھر یہ شخص اُس وقت اور محاسبے کے اُس روز اپنے برے اعمال کو خود ظاہر کرے گا، تاکہ اس کے بدلے میں خیر اور نیکی لکھیں اور گناہ کو طاعت بنائیں۔ سبحان اللہ! واہ کیسا فضل اور کیسا کرم ہے! جی ہاں! اللہ تعالیٰ کو یہ (بندہ) چاہیے اور خداوندی کے لیے یہی فضل چاہیے۔ معافی ہمارے جرم سے بہت زیادہ ہے۔

میری صاحبہ مہربان سلامت! میرے بھائی میرے پیارے شیخ محمد خلیل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ)، اس فقیر کے چچا زاد صوری و معنوی فضائل و کمالات سے آراستہ ہیں اور حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطابی (خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے مقبول و منظورِ خاص تھے۔ اپنی عاجزہ (بیٹی) کے نیک کام (شادی) کے لیے پریشان ہیں، لہٰذا آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچے ہیں اور آپ کی درگاہ سے امیدوار بنے ہیں۔ مقصد براری کے لیے آپ کی خاص

مہربان خدمتِ عالیہ میں پہنچے ہیں، سوالی اور اُمیدوار ہیں۔(فقیر) آپ کی خدمت عالیہ بہت زیادہ زحمتیں پیش کرتا ہے اور اس کی وجہ سے نہایت شرمندہ ہوتا ہے۔اس فقیر سے ان احسانوں کی تلافی میں کچھ بھی نہیں ہوسکتا، سوائے اس کے کہ وہ عطایات بخشنے والے (اللہ) کی درگاہ میں آپ مربیہ کے جنت کے درجات کی بلندی اور مزید زندگانی کے لیے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے اور اللہ سبحانہٗ کے فضل سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہے۔(فقیر) کیا عرض کرے؟

ع سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۳۷

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی ذاتِ عالیہ سے التماس کرتا ہے کہ دو عدد گائے اور مبلغ ایک سو پچاس روپے اسباب کے لیے جو آپ کی فیض مآب ذات سے عنایت ہوئے تھے، بہت اچھے اوقات اور عین انتظار میں پہنچے اور تفصیل کے مطابق ہر ایک کو پہنچا دیے گئے اور یہ شکر اور مزید دعاؤں کا ذریعہ بنے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے اور آپ کی دین و دنیا کی دولت میں اضافہ کرے:

شکرِ فیضِ تو چمن چون کند اے ابرِ بہار
کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردۂ تست

یعنی: اے بہار کے بادل! چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح ادا کرے کہ (اس میں) خواہ کانٹے ہیں اور خواہ پھول، وہ سب تو نے پالے ہیں۔

اللہ سبحانہٗ آپ مربیّہ کو کمال عزت و وقار کے ساتھ دیر تک سلامت رکھے اور حشر اور جزا کے دن جنت کے اعلیٰ درجات پر پہنچائے اور اِن شکستہ دلوں کی دعا کو قبول فرمائے اور کمال شکستہ دلی عطا کرے۔ حدیثِ قدسی ہے: اَنَا مَنْ کَسَوْتِ الْقُلُوْبِ.

یعنی: میں شکستہ دلوں کے پاس ہوں۔

اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) کا دار و مدار شکستگی (عاجزی) اور نیستی (نابود ہونے) پر ہے۔ جب یہ نابودی اور عاجزی کمال کو پہنچ جائے تو حقیقی ہستی اس میں ظہور کرتی ہے اور عنایات و تجلیاتِ الٰہی کا مورد بن جاتی ہے:

تو مباش اصلاً کمال این است و بس
رو درو گم شود وصال این است و بس

یعنی: تو ہرگز (باقی) نہ رہے کمال بس یہی ہے، جا اُس میں گم ہو جا، وصال بس یہی ہے۔

ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد

یعنی: یہ دولت کا کام ہے، دیکھئے اب کسے دیتے ہیں۔

چونکہ آپ فاطمہ زماں کو اِس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) کے خاندان سے کمال مہربانی اور اِخلاص ہے۔ (اس) حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُو سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس دولت و نعمت سے کامل نصیب (حاصل) ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (صحیح مسلم، ۳۳۲)

یعنی: آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ.
(سورۃ المؤمنون، آیت: ۱-۲)

یعنی: بیشک ایمان والے رستگار ہو گئے اور مومن مقصود کو پہنچ گئے۔ ایسے مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھنے والے ہیں، انہوں نے آنکھ سجدہ کی جگہ پر رکھی ہے اور دل اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر کر رکھا ہے۔

جاننا چاہیے کہ خشوع ظاہری طور پر یہ ہے کہ سر کو سامنے جھکائے اور آنکھ کو دائیں بائیں کی طرف متوجہ ہونے سے روکے اور اس کی قرأت حضور کے لحاظ سے ہو۔ اپنے باطن میں خواطر اور وسوسوں کو دور رکھے اور دل مراقبۂ حق میں مشغول ہو۔ اور حضور کے سمندر میں مستغرق ہو کر جلال و جمال کے انوار کے ظہور کے اثرات کے شعلہ سے (خود کو) پگھلائے۔

حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں آیا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ تو اُس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اُس کو نہیں دیکھ رہا تو پھر اِس طرح عبادت کر اور ملاحظہ کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک نماز کی حالت میں ہوتا ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ سجدہ کرنے والا رحمٰن کے دو قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔

(فقیر) نماز کے کمالات کی شرح کہاں تک کرے؟ کہ نماز نمازی کو خود سے لے جاتی ہے اور اللہ سبحانہٗ کے حضور پہنچا دیتی ہے، جو بیماروں کا غمخوار ہے۔ نماز آزردہ دلوں کو راحت بخشنے والی ہے۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دِل کی راحت نماز میں ہے۔ اَرِحْنِیْ یَابِلَالُ. (مجمع الزوائد، ۱: ۱۴۵؛ اتحاف، ۳: ۱۲۷)

یعنی: اے بلال! مجھے راحت پہنچاؤ۔

(حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے موذّن تھے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ معاملہ ذوقی ہے، بیانی نہیں ہے۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرُکْ. (رسالۃ الغوثیہ، ص ٦٦)

یعنی: جس نے نہیں چکھا، اس نے نہیں پایا:

در پے این عیش و عشرت ساختن
صد ہزاران جان بباید باختن

یعنی: اس طرح کے عیش وعشرت کو پانے کے لیے، لاکھوں جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۳)

یعنی: اور وہ لوگ جو بیہودہ باتوں اور بُرے اعمال سے منہ موڑنے والے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اقوال وافعال سے کوئی لغو چیز کسی کام نہیں آئے گی۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۴)

یعنی: اور وہ لوگ جو واجب زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صدقہ نفل کو بھی ادا کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۵)

یعنی: اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو حرام سے محفوظ رکھنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۸)

یعنی: اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کو، یعنی جن لوگوں کی امانتوں اور ودیعات پر وہ امین ہیں، اس لیے کہ امانت نماز اور روزہ کی طرح حق ہے۔ اور وعدوں کو، جو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ساتھ کر رکھے ہیں، ملحوظ رکھتے ہیں، یعنی ان کی محافظت پر قائم رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۹)

یعنی: اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں، یعنی ان کی پابندی کرتے ہوئے آداب کی شرط سے (ان کے مقررہ) اوقات میں ادا فرماتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۱۰)

یعنی: وارث ہیں یعنی یہی لوگ اس لائق ہیں کہ وراثت کا اُن کے نام پر اِطلاق ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (سورۃ المؤمنون، آیت:۱۱)

یعنی: یہ لوگ حقدار ہونے پر فردوس کی میراث حاصل کریں گے، جو بہشت کے بلند ترین درجات ہیں، یہی لوگ فردوس کے وارث ہیں، بہشتِ جاوید میں (ہمیشہ) رہنے والے ہیں۔

پس اہلِ عقل کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان امور میں غور کریں اور ان کے حاصل کرنے میں جدوجہد فرمائیں، تاکہ میدان سے گیند جیت لیں اور حضرت رحمان (اللہ) کی جنت اور رضوان کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ جائیں:

گوئے توفیق سعادت درمیان افگندہ اند
کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

یعنی: سعادت کی توفیق کی گیند درمیان میں پھینک دی گئی ہے، کوئی آدمی میدان میں نہیں اُترتا، سواروں کو کیا ہوا۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

میری صاحبہ مہربان سلامت! چونکہ اب آپ فاطمہ زماں کی کمال مہربانی سے سفر کی ضروریات مہیا ہوگئی ہیں، (لہٰذا فقیر) اُمیدوار ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے سوموار اِس ماہ جمادی الاوّل کی ۲۳ (تاریخ) کو اِس سفر پر روانہ ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام طرح کی خیریت فرمائے اور اِس زخمی دل فقیر کی دعائیں آپ صاحبہ مہربان کے حق میں قبول کرے:

وَمَا ذٰلِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت:۲۰)

یعنی: اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں۔

ع سایہ ات گم مباد از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۳۸

حاجی حبیب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق اور معارف سے آگاہ (اور) ہدایت وارشاد کے حامل میرے بھائی میرے پیارے حبیب اللہ لَایَزَالُ کَاِسْمِهٖ حَبِیْبًا لِرَبِّهٖ تَعَالٰی (وہ ہمیشہ اپنے نام کی طرح اپنے رب تعالیٰ کے حبیب رہیں) اس زخمی دل فقیر سے دعا وسلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں اور دُعائے خیر سے مت بھلائیں۔ (فقیر) اپنے حالات کی خرابی سے کیا لکھے؟

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

(فقیر) دن رات اس شرمندگی میں غرق ہے اور ہمیشہ بدنصیبی سے شرمسار ہے اور زبانِ حال وقال سے یہ دعا کرتا ہے: اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترہیب، جلد۲:۴۷۲)
یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

اور (فقیر) زاری اور اِلتجا سے اس کی مغفرت اور بخشش کا چاہنے والا اور متلاشی ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ

اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

یعنی: (اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم! میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(مذکورہ بالا آیت) بیماروں کے دل کو تسلی دینے والی ہے، لہٰذا (فقیر) اس شرمندگی اور خجالت کے باوجود بہت زیادہ عنایتوں کا اُمیدوار ہے اور بیشمار اَنوار و اَسرار کا مورد ہے:

ع گر بگویم شرح آن بیحد شود

یعنی: اگر میں اس کی شرح بیان کروں تو بہت زیادہ ہوگی۔

بلکہ یہ اسرار اظہار کے قابل نہیں ہیں، بلکہ (ان کو) چھپانا ضروری ہے: مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِکْ. (رسالۃ الغوثیہ، ص ٦٦)

یعنی: جس نے نہیں چکھا، اُس نے نہیں پایا۔

مثنوی:

چگویم با تو از مرغے نشانہ که با عنقا بود ہم آشیانہ
ز عنقا ہست نامے پیش مردم ز مرغِ من بود آن نام ہم گم

یعنی: میں تجھے اس پرندے کی نشانی کیا بتاؤں جو عنقا کے ساتھ ہم آشیانہ ہے۔
٭ لوگوں کے پاس عنقا کا تو نام ہے، میرے پرندے کا وہ نام بھی گم ہے۔

چونکہ برادرِ عزیز جو حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطابی (حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے منظورِ خاص تھے، بھی ان انوار و اسرار سے سیراب ہیں، امید ہے وہ طلب کے جنگل کے پیاسوں کو ان سمندروں سے شاداب بنائیں گے:

این دم که تراست باده در جوش
از خشک لباں مکن فراموش

یعنی: اس لمحے جو تیرا پیالہ جوش میں ہے، تو خشک ہونٹوں والوں کو مت بھلا۔

اس علاقے کی سعادت ہے کہ اہل اللہ اس جگہ ہیں اور وہاں کے رہنے والے ان کی

خدمت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت حاصل کررہے ہیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا الَّذِیْ عُقُمٍ

یعنی: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں ایسی بات کہنے سے جس پر عمل نہ ہو، یقیناً میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے، جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

گناہگار کو تلافی کی فکر (کرنا) اور ہمیشہ توبہ واستغفار اور آخرت کے لیے زاری و اِلتجا کرنا بہتر ہے۔ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى. (سورۃ النجم، آیت:۳۲)

یعنی: جو پرہیزگار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے۔

تا کہ کل (قیامت) کو ہر آدمی کی حقیقت کیا ظاہر ہوتی ہے اور پست اور بلند کون ہوتا ہے؟ ایک عزیز نے کہا ہے:

دران روز کز فعل پرسند و قول
اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول

یعنی: اس روز جب فعل وقول کے بارے میں پوچھیں گے تو باہمت آدمی کا دل بھی خوف سے کانپ جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی تدبیر سے بیخوف نہیں ہونا چاہیے، ہمیشہ ذات کبریا کی بارگاہ میں زاری اور اِلتجا کا راستہ ڈھونڈنا چاہیے اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا چاہیے۔ افسوس!

ع تا دوست کرا خواہد میلش بکہ باشد

یعنی: دیکھئے محبوب کسے چاہتا ہے اور کس کی طرف توجہ کرتا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۴۷)

یعنی: اے پروردگار! ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں، معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما۔

میرے مخدوم! (فقیر) بعض نیک ارادوں کی وجہ سے رجب المرجب کی گیارہ

تاریخ کو شہر پشاور میں داخل ہوا۔امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے رمضان المبارک میں شہر کابل میں پہنچ جائے گا اور اِس مبارک مہینے کے فیوض وبرکات سے لبریز ہوگا۔کس سے کہے کہ گذشتہ رمضان المبارک میں کس قسم کے بے انتہا انوار واسرار اس مسکین کے دل پر چمکے اور اس نے کس قدر بیشمار عنایتیں حاصل کیں۔اس نے اب بھی اس سب خرابی کے باوجود اس کی رحمت پر نظر لگا رکھی ہے:اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّـهٗ هُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ. (سورہ یوسف،آیت:۱۰۰)

یعنی: بیشک میرا پروردگار جو چاہتا ہے تدبیر کرتا ہے،وہ دانا (اور) حکمت والا ہے۔

اس جگہ کے متبرک مزارات کی زیارت، اس علاقے کے دوستوں کی ملاقات اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقدس روضے کے راستے کو طے کرنے کا بہت زیادہ شوق ہے، کیونکہ اہل اللہ کا دیدار کرنا نیکوکاروں کی خواہش اور اسرار پانے کا ذریعہ ہے، لیکن اسباب کے لحاظ سے مشکل ہے۔آپ راستے کی حقیقت اور اُس علاقے کے حالات کی جلد اطلاع دیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں، اگر مقدر ہے تو دوستوں کا دیدار میسر ہو جائے گا۔قطعہ:

گر بمانیم زندہ بر دوزیم دامنے کز فراق چاک شدہ
ور بمیریم عذر ما بپذیر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔

۞ اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

عمر آخر کو پہنچ گئی ہے اور قبر وقیامت کے پیغامات سامنے دوڑ رہے ہیں اور (فقیر نے) خود میں کوئی نیک اعمال نہیں دیکھے اور آخرت کا عذاب تو بہت شدید ہے:اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ. (سورۃ ہود،آیت:۹۰)

یعنی: بیشک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر، محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہم) اور محمد نقی (رحمۃ اللہ

علیہ) جو اِس فقیر سے نسبتِ فرزندی رکھتا ہے اور بھانجا محمد قطب (رحمۃ اللہ علیہ) جو اِس سفر کا رفیق ہے، ان سب کا اشتیاق بھرا اسلام قبول کریں۔ فقیرزادہ محمد کاظم (رحمۃ اللہ علیہ) اورنگ آباد میں ہے۔ وہ سعادتمند فرزند اور گھر والے سلام قبول کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں مشغول رہیں:

ع کار این ست غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

حاجی حرمین شریفین حاجی محمد ہاشم (رحمۃ اللہ علیہ) جو (فقیر کے) خاص دوستوں میں سے ہیں، وہ اس علاقے کی طرف متوجہ تھے، (لہٰذا فقیر نے) ان بے ربط دو کلمات کی زحمت دی ہے۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

ایک عصا جو اَکابرین کے لیے مسنون ہے، حاجی (صاحب) مذکور کے ہاتھ بھیجا ہے، قبول کریں۔

مکتوب نمبر ۳۹

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَآ اَنْعَمَ وَعَلَّمَ الْبَیَانِ مَالَمْ تَعْلَمْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ خَیْرِ الْاُمَمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے، جس نے بڑا احسان فرمایا اور اُس نے اِس بیان کا علم سکھایا جسے تو نہیں جانتا اور اُس کے رسول (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سردار عرب وعجم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) جو خیر الامم ہیں، پر درود و سلام ہو اور مومنوں کے امیر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

امابعد، احقر دین پرور بادشاہ اور سیّد البشر (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

وارث کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ (آپ) خلافت منزل کی بلند ہمت، عالی فطرت، کمال انصاف، دین کی تائید، سیّد المرسلین (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی، صوفیہ کے طریقہ عالیہ خاص کر طریقہ قدسیہ نقشبندیہ کی ترویج اس خیر خواہ کو اس (چیز) پر لائی ہے کہ جب (وہ) صوبہ کابل میں پہنچا تو اُس نے دعا گوئی کے اظہار کا (یہ) مختصر عریضہ خلافت و بادشاہی کی آپ کی بارگاہ میں ارسال کیا ہے اور پیٹھ کے پیچھے دعا کرنے، جو قبولیت کے قریب ہے، پر اِکتفا کیا ہے:

وَكُنْ فِي الْمُلْكِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا
سُلَيْمَانًا وَّ كُنْ فِي الْعُمْرِ نُوْحًا

یعنی: اے تمام مخلوق سے بہترین! آپ کا ملک (حضرت) سلیمان (علیہ السّلام) کی طرح ہو اور آپ کی عمر (حضرت) نوح (علیہ السّلام) جیسی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ. (سورۃ النحل، آیت: ۹۰)

یعنی: بیشک اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رِشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نا معقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے، تا کہ تم یاد رکھو۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ، اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ، فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَاتَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَاتُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ. (صحیح البخاری، ۱:۱۶۸، ۲:۱۳۸، ۸:۱۲۶؛ صحیح مسلم، الزکوٰۃ ب ۳، رقم ۹۱؛ جامع الترمذی، نمبر ۲۳۹۱؛

سنن النسائی، ۸: ۲۲۲؛ مسند احمد بن حنبل، ۲: ۴۳۹)

یعنی: سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اُس روز اپنے سائے میں کھڑا کرے گا جس میں اُس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: عادل امام (بادشاہ) اور وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پرورش پائی ہو اور وہ آدمی جس کا دِل مسجد میں اٹکا رہے، جب اس سے نکلے یہاں تک کہ اس کی طرف واپس لوٹ آئے، اور دو ایسے آدمی جو آپس میں اللہ کی خاطر محبت کرتے ہوئے اور اُس کی رضا کے لیے ہی اکٹھے ہوتے اور جدا ہوتے ہوں، اور وہ شخص جو خالی ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں اور وہ شخص جس کو ایک حسب والی اور حسن والی عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جو اِس طرح خفیہ طور پر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو جو اُس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا ہے۔

دیگر (فقیر) اپنے پریشان حالات میں سے کیا لکھے؟

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَآهًا ثُمَّ آهًا ثُمَّ آهًا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ. (الترغیب والترھیب، جلد۲: ۴۷۲)

یعنی: اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میں تیری رحمت کا اپنے عمل سے زیادہ طلبگار ہوں۔

لہٰذا (فقیر) اس گناہوں کے بوجھ کے ساتھ زمین و زماں کے خالق کی عنایت کا اُمیدوار ہے، انسانوں اور جنوں کے سردار (حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے فیوض و برکات کا اُمیدوار ہوں:

ع   کہ مستحقِ کرامت گناہگار انند

یعنی: کہ گناہگار بزرگی کے حقدار ہیں۔

الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ حقائق و معارف سے آگاہ اور اِرشاد کے حامل حاجی حرمین شریفین حاجی حبیب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) جو حضرت قطب الاقطابی قبلہ گاہی (خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہٗ) کے کامل خلفاء میں سے ہیں، کا وجود مبارک اس علاقے میں ظاہر ہے، اہل اللہ جہاں بھی ہوں، ان کا وجود بہت غنیمت ہے اور اس جگہ کے رہنے والوں کے لیے بہت بڑی بشارت ہے۔ هُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی جَلِیْسَهُمْ، اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (سورۃ المجادلۃ، آیت:۲۲)

یعنی: ان کا ہم نشین بد قسمتی سے بچا ہوا ہے۔ یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

فقیرزادوں میں سے ابوالاعلیٰ، محمد عمر (رحمۃ اللہ علیہا) اور بھتیجا محمد تقی (رحمۃ اللہ علیہ) جو اِس فقیر سے نسبتِ فرزندی رکھتا ہے (سب) جناب عالی کو سلام مسنون پیش کرتے ہیں۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَ آخِرًا.

یعنی: اور اوّل و آخر میں سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۴۰
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

رَفَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْرَکُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَکُمْ وَاَعْلٰی شَانَکُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے مرتبہ کو بلند فرمائے اور آپ کے کام کو بزرگ بنائے اور آپ کے درجے کو اعلیٰ بنائے۔

فقیروں کا کمترین آپ مکرم مہربان، عالی شان خاندان کے برگزیدہ سَلَّمَہُ اللّٰہُ

الـمَنَّان (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) کی خدمت میں سلام و نیاز اور دعا پیش کرنے کے بعد اِلتماس کرتا ہے کہ اس خیر خواہ نے دعا والا جو مکتوب راستے کے دوران پشاور کے قریب سے آپ کی خدمت شریف میں ارسال کیا تھا، اس کے جواب میں جو آپ نے ایک لمبی مدت کے بعد اپنے اس محبّ کو یاد کیا ہے، آپ کا وہ مکتوب گرامی بہت انتظار کے بعد شہر پشاور میں موصول ہو گیا ہے۔ چونکہ یہ آپ کی ذات بابرکات کی سلامتی جو اِس فقیر کی تمنا ہے، کو شامل تھا، (لہٰذا) اس نے گونا گوں مسرت و خوشی سے نوازا اور (آپ کی) مہربانی کے آثار اس سے سمجھ آ گئے۔ سَلَّمَكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَعَافَاكُمْ وَصَانَكُمْ عَمَّا شَانَكُمْ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کو عافیت بخشے اور آپ کے رتبے کے مطابق آپ کی مدد فرمائے۔

آپ نے کابل سے عازمِ سفر ہونے کی تاریخ کا تعین کر کے لکھنے کا اشارہ فرمایا تھا۔ میرے مشفق! (فقیر) امیدار ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا سے شب برأت کے بعد اِس علاقے کی جانب عازم ہو گا، تا کہ رمضان المبارک اس جگہ گزرے اور دیدار گرامی سے مسرور ہو۔

(فقیر) زیادہ زحمت کیا دے؟ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے، اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۴۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے مخدوم مہربان! اللہ سبحانہٗ کے کرم سے (فقیر) اپنے فرزندوں اور ساتھیوں

کے ہمراہ گیارہ جمادی الثانی کو خیر و عافیت کے ساتھ شہر پشاور میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ و تقدس کے فضل سے ستائیس تاریخ کو شہر مذکور میں میرے فرزند محمد تقی (رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر بیٹا پیدا ہوا اور احمد معصوم (اس کا) نام رکھا گیا۔ جَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَاِسْمِہٖ مَعْصُوْمًا وَمَحْبُوْبًا.

یعنی: اللہ تعالیٰ اسے اپنے نام کی طرح معصوم اور محبوب بنائے۔

قرار پایا ہے کہ (فقیر) آدھا رمضان المبارک اس شہر میں گزار کر اور ایک ختم (قرآن) سن کر کابل کی طرف متوجہ ہو، جس میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ وہ میسر فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

اس جگہ کے لوگوں کی مہربانی اور غلو، کیا خواص اور کیا عوام، کیا شہری اور کیا دیہاتی کے بارے میں (فقیر) کیا لکھے کہ وہ خود کو اِس قابل نہیں سمجھتا۔ شہر میں داخل ہونے سے پہلے ایک جگہ (فقیر) سواری سے اترا، وضو تازہ کیا اور دو رکعت پڑھ رہا تھا کہ اس قدر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور حضرت رسالت پناہی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی عنایات اپنے حق میں پائیں اور (اتنے) اسرار کے دقائق اور خطابات پائے کہ قلم کو اُن کا محرم نہ پایا۔ وَالْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ.

یعنی: اور غیب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ لَقَدْ نَسَبْتُ بِہٖ نَسْلًا الَّذِیْ عُقُمٖ

یعنی: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں ایسی بات کہنے سے جس پر عمل نہ ہو، یقیناً میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

ہائے افسوس!

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَھْوٍ وَلَعِبٍ فَـآھًـا ثُـمَّ آھًـا ثُـمَّ آھًـا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس اب گراہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

بہرحال (فقیر) اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دعا کا اُمیدوار ہے اور شفا کا اُمیدوار ہے۔ دیدارِ گرامی کے اشتیاق کے بارے میں کیا لکھے؟ اللہ سبحانہٗ جلدی اور اچھی طرح نصیب فرمائے:

گر بمانیم زندہ بر دوزیم دامنے کز فراق چاک شدہ
ور بمیریم عذر ما بپذیر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔
○ اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

الحمد للہ (اللہ کا شکر ہے) کہ میرا فرزند محمد نقی (رحمۃ اللہ علیہ) خدمت وصحبت میں سرگرم ہے اور پڑھنے میں بھی۔ جَعَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مَرْضِيًّا مَقْبُوْلًا فِيْ حَضْرَتِهِمْ.

یعنی: اللہ سبحانہٗ اسے ان کے حضور میں پسندیدہ اور مقبول بنائے۔

فرزند اور اُن کی والدہ اس فقیر کی طرف سے سلام قبول کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مصروف رہیں):

ع کار این است غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۴۲

شیخ عبد الاحد (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَنِيِّ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق بے نیاز اللہ ہے اور عرب کے رہنے والے رسول (مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود (وسلام) ہو۔

لوگوں کے مخدوم، مہربان بھائی شیخ عبدالاحد لَازَالَ کَاسْمِ عَبْدًا خَالِصًا لِلّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدُ وَ اَرْجُوْ مِنْ فَضْلِہِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّکُوْنَ مُتَحَقِّقًا بِھٰذَا الْفَضْلِ الْجَسِیْمِ (وہ اپنے نام کی طرح ہمیشہ احد اور صمد اللہ کا بندہ رہے اور اس کے بزرگ فضل کا اُمیدوار اور یہ بڑا فضل اس کے لیے ثابت رہے) اس زخمی دل درویش کا سلام و دعا قبول فرمائیں۔ اور اس فقیر کا ہمیشہ اپنی دعائے خیر میں خیال رکھیں اور دعائے خیر سے نہ بھلائیں۔

فقیر نے اس سے پہلے ایک مدت کے بعد پشاور پہنچنے کے بعد اور فرزند بختاور حاصل ہونے کے بعد اپنے تفصیلی حالات کے بارے میں بھی ایک مکتوب آپ مہربان کی خدمت میں بھیجا تھا اور اس کے (آپ کو) ملنے کی توقع رکھتا تھا، غالباً پہنچ گیا ہوگا، کیونکہ اب شعبان کی ستائیس تاریخ ہے۔ فقیر شہر مذکور میں مقیم ہے۔ امید ہے عشرۂ رمضان المبارک کے گزرنے کے بعد کابل روانہ ہو جائے گا، جس میں خیر ہے اللہ تعالیٰ وہ میسر فرمائے اور جلدی اور خیر و خوبی کے ساتھ محسنین کرام کے دیدار سے مشرف فرمائے۔ اِنَّہٗ مُیَسِّرٌ لِکُلِّ عَسِیْرٍ وَّ عَلٰی مَایَشَآءُ قَدِیْرٌ. وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اُس چیز پر جسے وہ کرنا چاہے قادر ہے اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

مکتوب نمبر ۴۳

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں

التماس کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے کرم سے (فقیر) رجب المرجب کے مہینے کی گیارہ تاریخ کو فرزندوں اور مریدوں کے ہمراہ بخیر وعافیت شہر پشاور میں داخل ہوا، اب تک جو کہ ماہِ شعبان کا آخر ہے، اسی شہر میں مقیم ہے۔ امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے ماہِ رمضان المبارک کے پہلے حصے یا درمیان سے کابل روانہ ہوگا، جس میں خیر ہے اللہ تعالیٰ وہ میسر کرے: اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

یعنی: اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

افسوس! آدمی دنیا کے ان چھوٹے سفروں کے لیے کس قسم کے دور ودراز کے فکر کرتا ہے اور اُن کے اسباب کو تیار کرتا ہے۔ وہ اس بے انتہا سفر، ان نمایاں وواضح سختیوں اور تکلیفوں اور احادیث وقرآن سے غافل کیوں ہے؟ اور اس کے فکر سے آزاد کیوں ہے؟ کیا وہ کبریا کی درگاہ سے عذاب سے نجات کی سند لایا ہے؟ یا اس نے (اپنے) گناہ اور اس کے عذاب کو آسان سمجھا ہے؟ کبھی نہیں! نجات کہاں؟ آخرت کا عذاب بروں کے لیے نہایت سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا ثواب نیکوں کے لیے (بہت زیادہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے): لَاتُعَدُّ وَلَاتُحْصٰی.

یعنی: نہ ان کو گنا جا سکتا ہے اور نہ اُن کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ. (سورۃ فصلت، آیت: ۳۱)

یعنی: اور وہاں بہشت میں جس (چیز) کو تمہارا دل چاہے گا اور وہاں جو کچھ نعیم سے چاہو گے وہ فوراً پاؤ گے، ان سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دیدار بغیر رنج وتکلیف کے اور (بغیر) زوال وفنا کے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر آدمی ان چیزوں میں سے تھوڑی سی چیز ناخن کے برابر اُٹھا لے جو وہاں زینت کے اسباب میں سے ہیں تو یقیناً اس چیز سے

آسمان وزمین کے اطراف وجوانب کی ہر چیز زینت پاتی ہے اور اگر جنتیوں میں سے کوئی آدمی باہر آئے اور نظر آئے تو اُس کے ہاتھوں کے دستانوں کا ظاہر ہونا یقیناً سورج کی روشنی کو ختم کر دے گا، جس طرح کہ سورج ختم کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے ستاروں کی روشنی کو۔

ہائے افسوس! دوزخیوں کے حال سے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خبر دیتا ہے: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ. (سورۃ النساء، آیت: ۵۶)

یعنی: جب دوزخیوں کی کھال دوزخ کی آگ سے جل جائے گی اور راکھ ہو جائیں گی تو ہم اس کی جگہ دوسری کھالیں بدل دیں گے، تا کہ ان کو (ہمیشہ) عذاب دیتے رہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ رات دن میں ستر ہزار بار یہ کھالیں جلیں گی اور تبدیل ہوں گی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کے خوف سے رویا کرو، پس اگر بے تکلّف رونا نہ آئے، یعنی کمال شرمندگی حاصل نہ ہو جو رُلا ڈالے تو خود کو تکلّف سے رُلایا کرو۔ پس یقیناً دوزخی جہنم میں اتنا روئیں گے، یہاں تک کہ اُن کے آنسو رواں ہو جائیں، گویا یہ آنسو نہریں ہیں، یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر آنسوؤں کی جگہ خون جاری ہو جائے گا۔ ہائے افسوس!

ازان روز کز فعل پرسند وقول
اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول

یعنی: اس روز جب فعل وقول کے بارے میں پوچھیں گے تو باہمت آدمی کا دل بھی خوف سے کانپ جائے گا۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر درد ہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

(آپ نے) جو گرامی عنایت نامہ سردیوں کی پوشاک کے ساتھ حقائق ومعارف

سے آگاہ پیارے بھائی شیخ عطاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے ذریعے کمال مہربانی کرتے ہوئے اس خیر خواہ دعا گو کے لیے بھیجا تھا، وہ پہنچا اور دُعا کی زیادتی کا سبب بنا ہے:

گر بر تن من زبان شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

یعنی: اگر میرے تن پر ہر بال زبان بن جائے تو میں تیرے ہزار (احسانوں) میں سے ایک کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

یہ فقیر آپ صاحبِ مہربان کے حق میں خیریت و سلامتی کے کمال، حسن خاتمہ کے کمال اور آخرت کے عذاب سے کلی نجات کی دعا کے لیے ہمیشہ کمال زاری و التجا کے ساتھ جلال احدیت (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ میں مشغول ہے: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سُننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

کمال مہربانی یہ ہے کہ کبھی کبھی اسی طرح دور پڑے ہوئے دعا گوؤں کو اپنی ذات بابرکات کی خیریت پر مشتمل مکتوبات گرامی ارسال فرما کر سرفراز فرماتی رہیں۔ شیخ مذکور آپ کی ذات عالیہ کی عنایت و مہربانی کے بہت زیادہ رطب اللسان ہیں۔ ان سے توجہ کی دعا بھی سب غنیمتوں میں سے ہے، ان سے اکثر اِس کے لیے کہا جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے نتائج کی امید ہے۔ (فقیر کے) گھر والوں اور فرزندوں کی طرف سے تسلیمات اور دعائیں قبول فرمائیں اور اپنی دعائے خیر میں تصور کریں:

ع سایہ ات گم مبادا از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر۴۴

شیخ ضیاء الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

مہربان بھائی شیخ ضیاء الدین یوسف اور شیخ فقیر اللہ سَلَّمَهُمَا اللّٰهُ السُّبْحَانَ (اللہ سبحانہٗ دونوں کو سلامت رکھے) اس فقیر کی طرف سے سلامت انجام سلام قبول کریں اور دعائے خیر سے نہ بھلائیں۔ (فقیر) کیا لکھے کہ قبلہ گاہ والدہ مہربان رحمہما اللہ رحمۃً واسعۃً کی خبر سن کر کس قسم کا دُکھ اور تکلیف فرزندوں اور دوستوں کو پہنچی؟ لیکن کیونکہ یہ مولائے حقیقی کا کام ہے، (لہٰذا) صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۶)

یعنی: بیشک ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

سب کو یہی راستہ درپیش ہے اور ہر آدمی کی جزا اُس کے عمل کے مطابق ہے: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ. وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ. (سورۃ الزلزال، آیت:۷-۸)

یعنی: تو جس نے ذرّہ بھر نیکی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا۔

اللہ تعالیٰ اس مرحومہ کو غریقِ رحمت کرے اور نعمتوں والی جنت میں داخل کرے۔

چاہیے کہ ہمیشہ دعاؤں اور صدقات سے ان کی مدد اور معاونت کرتے رہیں اور اس بارے میں غلطی نہ کریں، کیونکہ مردہ زندوں کی دعاؤں کا محتاج ہے اور دوستوں کی امداد سے اپنے ساتھ والوں میں ممتاز ہے: مَا الْمَیِّتُ اِلَّا كَالْغَرِیْقِ یَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِیْشٍ وَاَنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ بِدُعَاءِ الْاَحْیَآءِ فِی الْقُبُوْلِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالسُّرُوْرِ.

(مشکوٰۃ، نمبر۲۳۵۵؛ کنز العمال، نمبر۴۲۹۷۱؛ اتحاف، جلد۱۰: ۳۶۷؛ نیز شعب الایمان، بیہقی)

یعنی: میت ڈوبنے والے کی مانند ہوتا ہے جو ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ زندوں کی دعا سے مرنے والے کو پہاڑوں کے برابر اپنی رحمت اور خوشی عطا فرماتا ہے۔

افسوس! دور کا سفر اور سخت عذاب درپیش ہے اور کوئی نیک عمل ہے ہی نہیں۔ اَلنَّارُ تَفُوْرُ وَنَحْنُ فِی الرَّاحَةِ وَالسُّرُوْرِ.

یعنی: جہنم جوش مار رہی ہے اور ہم راحت وسرور میں ہیں۔

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا. (سورۃ الفرقان، آیت: ۶۵-۶۶)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے۔

ہمیشہ اس عذاب کے تذکرہ سے ڈرتے اور لرزتے رہنا چاہیے اور زاری واستغفار کے راستے پر ہمیشہ گامزن رہنا چاہیے۔ اپنے کردار سے شرمندگی شاملِ حال رہنی چاہیے اور اِس دید کی ہتھیلی پر شرمندگی اور خجالت کو رکھنا تمام امور کی جڑ ہے اور کعبۂ مقصود کی رہبر ہے:

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ط وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. (سورۃ ہود، آیت: ۱۲۳)

یعنی: اور تمام امور کا رُجوع اُسی کی طرف ہے، پس اسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اُس سے بے خبر نہیں۔

اللہ سبحانہٗ کے کرم سے (فقیر نے) یہ رمضان المبارک صوری ومعنوی جمعیت کے کمال سے شہر پشاور میں گزارا اور قرآن مجید کے دو ختم ایک اپنے فرزند ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) سے اور دوسرا ملا محمد قائم (رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا اور انوار واسرار سے دیکھا جو کچھ دیکھا، خصوصاً ستائیسویں کی رات کو نمازِ مغرب کے بعد تراویح کے آخر تک قرب وقبول کے دقائق سے گزرا جو کچھ گزرا اور لیلۃ القدر اور اس کی تمثیل چودھویں رات کے چاند کی طرح آراستہ ہوئی اور ایک طرح سب ساتھیوں اور دوستوں کی مغفرت کی بشارت وغیرہ ظہور میں آئی۔ خاص کر کے میرے مذکورہ فرزند کے بارے میں اس کے ختم کی رات موروثی

مناسبت کا حاصل ہونا ظاہر و محسوس ہو اَلْغَیْبُ عِنْدَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ.

یعنی: غیب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔

اگرچہ (فقیر) خود کو اِس دید کے قابل نہیں سمجھتا اور (خود کو) امت کے گناہگاروں کا پیشوا سمجھتا ہے۔ لیکن: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے۔

الحمد للہ (اللہ کا شکر ہے) کہ بھائی اور دوست ہر وقت یاد ہیں اور دعائے خیر سے ممتاز ہیں: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

ان سے یہ توقع ہے کہ وہ اس دور پڑے ہوئے گناہگار کو دُعائے خیر سے نہیں بھلائیں گے اور (اسے) سب سے زیادہ محتاج سمجھیں گے:

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ. وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا، اور اپنی مخلوق میں سب سے بہترین (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؓ) اور صحابہ (کرامؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

فقیر زادوں میں سے ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) اور محمد عمر (رحمۃ اللہ علیہ) کا عافیت انجام سلام قبول فرمائیں اور فقیر کی طرح ان کو غم والم کی وجہ سے کمال غمگین سمجھیں۔ (آپ کے) سعادتمند فرزند حسن علی، والدہ ماجدہ اور تمام نور چشموں کے ساتھ عافیت واستقامت سے رہیں اور ہمیشہ مولائے حقیقی تبارک وتعالیٰ کی یاد میں پابند اور سرگرم رہیں:

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور اِس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۴۵

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ (آپ کو) ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور اپنے غیر کے ساتھ ایک لحظہ بھی نہ رکھے: اَللّٰهُمَّ لَاتَكِلْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَیْنٍ.

یعنی: اے اللہ! ہمیں آنکھ جھپکنے کی دیر بھی ہماری جانوں کی طرف متوجہ نہ کرنا۔

بہر حال حلقۂ ذکر کو کبھی کبھی لازم سمجھیں اور تلقین اذکار جس طرح کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں متعارف ہے، سعادت کی بنا پر اِس فقیر کی طرف سے طالبوں کو کرتے رہیں۔ ان کے قلب پر توجہ (کرنا) اپنے دل پر توجہ (کرنے) کی مانند خیال کریں اور ان کے دل کو اپنے مدّ نظر رکھیں، اللہ تعالیٰ اس کے آثار ظاہر فرمائے اور محبت (کے شراب) سے پینا نصیب فرمائے۔ اجازتِ مطلق صحبت پر موقوف ہے:

ع   دادیم ترا از گنج مقصود نشان

یعنی: ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتادیا ہے۔

وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۴۶

شیخ حسام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسول مقبول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

مشیخت کے محافظ اور فضیلت کے حامل شیخ حسام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں اور اس کے غیر کو نہ پہچانیں، بلکہ خود (اپنے وجود) سے بھی درمیان نہ رہیں: دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَال.

یعنی: اپنے نفس کو چھوڑ اور آجا۔

ع کار این است غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

مکتوب نمبر ۴۷

دین محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

مشیخت کے محافظ اور فضیلت کے حامل دینی بھائی دین محمد (رحمۃ اللہ علیہ) ہمیشہ (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین پر مستقیم رہیں۔ (آپ کا) پسندیدہ مکتوب پہنچا اور اُس کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ اس فقیر کی ملاقات کے اشتیاق سے جو کچھ تحریر تھا، وہ واضح ہوا، جس میں خیر ہے اللہ تعالیٰ بہترین طریقے سے وہ میسر فرمائے اور ماسویٰ سے بالکل چھٹکارا بخشے اور اپنی مقدس بارگاہ میں راہ دے اور پوری طرح اور مکمل طور پر کھینچتے ہوئے اپنی طرف پہنچا دے۔ آمین، یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

یعنی: اے پروردگارِ عالمین! یہ (دعا) قبول فرما۔

مکتوب نمبر ۴۸

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

رَفَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْرَکُمْ وَعَظَّمَ اَمْرَکُمْ وَاَعْلٰی شَانَکُمْ.

یعنی: اللہ تعالیٰ آپ کے مرتبہ کو بلند فرمائے اور آپ کے کام کو بزرگ بنائے اور آپ کا درجہ اعلیٰ بنائے۔

میرے مکرم، میرے مشفق اور میرے واجب الاطاعت! چونکہ اس فقیر کو: خَالِصًا لِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَطَالِبًا لِشِفَاعَۃِ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَھُوَ عَلٰی مَااَقُوْلُ عَلِیْمٌ.

یعنی: خاص اللہ بزرگ کی رضا کے لیے اور اُس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کی طلب کے لیے، اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ اس کو (خوب) جاننے والا ہے۔

حرمین شریفین کی زیارت نے بیقرار بنایا ہے اور اُس نے اُسی میں سعادتِ عظمیٰ سمجھی ہے، (لہٰذا) وہ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کے جواب کا منتظر ہے، اگر رجب کے آخر تک پہنچ گیا، جس طرف بھی اشارہ سمجھے گا، سر اور آنکھوں کے بل اُس جانب دوڑ پڑے گا، اور اگر نہ پہنچا، یا خود کو اُس میں مختار پایا تو پھر خشکی کے راستے، جو کہ انبیائے عظام اور مشائخِ کرام کی زیارتوں کا حامل ہے، اس کو اختیار کرے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس طرح (فقیر) امیدوار ہے کہ نصف شعبان کو شہر کابل کی طرف متوجہ ہوگا اور ماہِ مبارک رمضان کو اس جگہ گزار کر جلدی سے ولایت کے راستے پر عازم ہو جائے گا۔

اگر آپ مشفق اس بارے میں شاہی حکم لکھا ہوا (عنایت کریں) تو ہندوستان کا راستہ (اختیار) کیا جائے، ورنہ (فقیر) دل جمعی کے ساتھ اس طرف روانہ ہو جائے اور (اپنے) مقصد کی جانب رُخ کرے گا۔ اگرچہ خشکی کا راستہ دور و دراز اور محنت و مشقت سے

پُر ہے، لیکن اس ثواب کے مطابق متوقع ہے اور سمندر کے راستے میں درحقیقت فرنگیوں کا خوف ہے، جس میں دنیا و دین کا خطرہ ہے اور بعض (دوسرے) نقصانات بھی ظاہر اور واضح ہیں۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَاللهِ الْمُبِيْنُ.

یعنی: اور (حقیقتِ حال کا) علم تو اللہ مبین کے پاس ہے۔

(فقیر آپ کے) جواب کا منتظر ہے۔ اَمْرُكُمْ اَعْلٰى. یعنی: آپ کا حکم اعلیٰ ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو ہدایت نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۴۹

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و دعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمتِ عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ آپ نے شفقت و مہربانی کے کمال سے جو گرامی عنایت نامہ اس زخمی دل درویش کے نام ارسال فرمایا تھا، وہ اس کے ورود سے معزز اور مکرم ہو گیا ہے:

گر بر تنِ من زبان شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

یعنی: اگر میرے تن پر ہر بال کو زبان مل جائے تو میں تیرے ہزار (احسانوں) میں سے ایک کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اس گناہگار سے کب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے شکر کا حق ادا کر سکے؟ مگر اللہ سبحانہٗ اپنے فضل و کرم سے اس فقیر (اور) اپنے شرمندہ بندے کی ان دعاؤں کو جو وہ آپ صاحبِ مہربان کے حق میں رات اور دن کے اطراف میں خاص کر سحری میں کمال عاجزی اور آہ و

زاری سے بزرگ و برتر اللہ کی درگاہ میں کرتا ہے اور آپ کی ذات بابرکات کی سلامتی اور آفات سے نجات اور عمر و جاہ کی زیادتی اور بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخلہ چاہتا ہے، (اللہ تعالیٰ) قبول فرمائے:

می تواند کہ دہد اشک مرا حسنِ قبول
آن کہ دُرّ ساختہ است قطرۂ بارانی را

یعنی: ہوسکتا ہے کہ (وہ ہستی) میرے آنسو کو حسنِ قبولیت بخش دے، جس نے بارش کے قطرے کو موتی بنا ڈالا ہے۔

(فقیر) اور نہیں سمجھتا کہ اپنے پُر مصیبت حال سے کیا عرض کرے؟

عمر گران مایہ درین صرف شد
تا چہ خورم صیف چہ پوشم شتا

یعنی: قیمتی عمر اِس میں صَرف ہوگئی کہ گرمی کے موسم میں کیا کھاؤں اور سردی کے موسم میں کیا پہنوں؟

آدمی دنیا کی روزی، منافع کمانے میں اور اس کے نقصان سے بچنے کے لیے کتنی کوشش کرتا ہے اور رات دن اس کے فکر کو بڑھاتا ہے اور اس جہان کے تھوڑے سے سفر کے لیے بیہودہ فکر کرتا ہے۔ افسوس! مگر آخرت کے ثواب اور قبر و قیامت کے سفر کو بھی اس سے کمتر سمجھتا ہے، کیونکہ اس کے فکر سے غافل ہے اور اس کی کوشش سے کاہل ہے۔ اس طرح نہیں ہے، بلکہ اس کا ثواب اعلیٰ اور بہتر ہے اور اس کا عذاب زیادہ سخت اور (ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے۔ گویا اس جہان کی حقیقت پر ایمان نہیں رکھتا۔ وَعِیَاذًا بِاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ ذٰلِکَ.

یعنی: اور اس سے اللہ سبحانہٗ کی پناہ!

یا (گویا) یقینی وحی کے ذریعے اس بلا سے اپنی نجات کے بارے میں نا اُمید ہیں اور فارغ البال ہیں۔ ایسا نہیں ہے، کیونکہ وہ عذاب گناہگاروں کو دامن گیر ہوگا:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ. مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ. یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا.

وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا. (سورۃ الطّور، آیت:۷-۱۰)

یعنی: بیشک تیرے پروردگار کا عذاب یقیناً ہونے والا ہے اور واقع ہونے والا ہے، اس عذاب کو کوئی دور کرنے والا نہیں ہے۔ جس روز آسمان لرزنے لگے یعنی اضطراب میں آ جائے گا اُس وقت پھٹ پڑیں گے اور چل پڑیں گے پہاڑ۔ یعنی ہوا میں اُون بن کر اُڑنے لگیں گے۔ جہنم کی آگ کمال جوش و خروش میں ہے اور وہ گناہگاروں کے لیے تھال اور سرپوش (ڈھکن) ہے۔ افسوس! کہ یہ مشکل درپیش ہے: فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ. (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)

یعنی: اُس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک جہنم میں ہوگا۔

سکون اور آرام کسے نصیب ہے؟ مگر یہ کہ اللہ سبحانہٗ فضل کرے اور بخش دے اور کوئی حساب سامنے نہ لائے: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ. (سورۃ الحدید، آیت:۲۱)

یعنی: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

ہمیشہ توبہ و استغفار اور عذاب جہنم سے پناہ کمال آہ و زاری اور اِلتجا کرنے کو، خاص کر کے سحری کے وقت اس دولت کے حاصل ہونے میں بڑا دخل ہے۔ پس چاہیے کہ آپ اپنے قیمتی اوقات کو زیادہ ذکر اور بیشمار اَستغفار سے معمور اور منور رکھیں، تاکہ کوئی چیز اُن میں رکاوٹ نہ ڈالے۔

حدیث میں ہے: عَلَامَةُ اِعْرَاضِهٖ تَعَالٰی عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُهٗ بِمَا لَایَعْنِیْهِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کے بندے سے بیزار ہونے کی نشانی، اس بندے کا ایسی چیز سے مصروف ہو جانا ہے جو اس کے (کسی) کام نہ آئے۔

اور کام تو آخرت کا کام ہے اور دنیا کے اسباب کی مشغولیت بقدر ضرورت ہے۔ الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ آپ صاحبہ جہان کے توقف کی خبریں سنا دعا گوؤں کو مسرور کرتا ہے اور عطیہ کو اپنے حال پر لاتا ہے: رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (سورۃ التحریم، آیت:۸)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا فرما اور ہمیں معاف فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قطعہ:

دارم دلکے غمین بیا مرز مپرس — صد قافلہ در کمین بیا مرز مپرس

شرمندہ شوم اگر پرسی عملم — اے اکرم الاکرمین بیا مرز مپرس

یعنی: میں غمگین دل رکھتا ہوں، تو بخش دے اور مت پوچھ، سینکڑوں قافلے گھات میں ہیں، تو بخش دے اور مت پوچھ۔

* میں شرمندہ ہو جاؤں گا اگر تو میرا عمل پوچھے گا، اے سب سے زیادہ بخشنے والے! تو بخش دے اور مت پوچھ۔

بس کنم خود زیرکان را این بس است
بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

یعنی: میں بس کرتا ہوں خود ہوشیاروں کے لیے یہ کافی ہے، میں نے دو بار آواز لگا دی ہے اگر گاؤں میں کوئی آدمی ہے (تو سُن لے گا)۔

دوسرا یہ کہ آپ نے مبلغ ایک سو پچاس روپے جو مستحقہ کے لیے مرحمت کیے، موقع پر پہنچ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور دین و آخرت کی دولت میں اضافہ کرے۔ (فقیر) آپ کی خدمت عالیہ میں زحمات پیش کرتا ہے اور اس سے نادم اور شرمندہ ہوتا ہے، زیادہ کیا عرض کرے؟

ع سایہ ات گم مبادا از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۵۰
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

سعادت کے حامل خان والا شان! اس زخمی دل درویش سے سلام و دعا قبول کریں اور جمعیت و استقامت کے ساتھ رہیں: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ. (اتحاف، ۸:۵۳۹)
یعنی: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جس نے جو چیز یہاں بوئی، وہاں (آخرت میں) پائی۔
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵)
یعنی: پس جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

اے (میرے) سعادت آثار! فقیر نے ان دنوں کابل پہنچنے پر عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کی وجہ سے اوّل بالذات سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت اور اس کے بعد زمین اور آسمانوں کے خالق کے گھر کے حج کا پختہ ارادہ کیا ہے اور گناہوں کی شرمندگی حد سے گزر گئی ہے۔ اس شفا والی بلند درگاہ میں التجا کرنے کے علاوہ اس بلا سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں سمجھتا، لہٰذا عید رمضان کے بعد چاہتا ہے کہ اہل و عیال اور فرزندوں کے ساتھ کابل سے نکلے اور بلخ و بخارا کے راستے اور عراق و بغداد اور شام کے راستے توکل کرتے ہوئے مقصود کی طرف روانہ ہو جائے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (سورۃ آل عمران، آیت:۱۷۳)، نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ. (سورۃ الانفال، آیت:۴۰)
یعنی: ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے، اور وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔

اگر چہ جسمانی بیماریوں اور بڑھاپا مانع ہوتا ہے، لیکن (فقیر) معنوی بیماری کا علاج اور آخرت کے عذاب کی دوری کو اس سے وابستہ سمجھتا ہے۔ افسوس! قطعہ:

گر بمانديم زنده بر دوزيم — دامنے کز فراق چاک شده
ور برفتيم عذر ما بپذير — اے بسا آرزو که خاک شده

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔
* اور اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

(فقیر کا) خیال تھا کہ اس بارے میں حضرت خلافت پناہ (بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ) کی اجازت حاصل کرے اور اس نے اِس التماس پر مشتمل عریضہ آپ کی بلند خدمت میں بھیجا تھا۔ لیکن چونکہ اس سفر کے عزم پر رُخصت کے وقت جناب والا نے بالمشافہ سورت کے راستے جانے سے منع کیا۔ نیز اس طرف رُخصتگی (کی راہداری) اُسی وقت حاصل ہوئی اور حملۃ الملک اسد خان کا مہر لگا ہوا پروانہ حسب الحکم ہاتھ لگا۔ اسی کو کافی سمجھا گیا اور دوبارہ خدمت عالیہ میں مزاحم نہیں ہوا، ورنہ ان حضرت کی اجازت کے بغیر اس مقصد پر اقدام کرنے کی کہاں گنجائش تھی؟ توقع ہے کہ جلد ہی آپ اس مقدمہ کو (ان کی) خدمت عالی میں عرض کریں گے، بلکہ اسی تحریر کو بعینہٖ (ان کی خدمت) میں پیش کر دیں۔ امید ہے کہ وہ عنایت و کرم سے قبول فرمائیں گے۔ اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِيَةِ. یعنی: انجام سلامتی کے ساتھ ہو۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)
یعنی: جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۵۱

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق باعظمت اللہ ہے اور اس کے رسول کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر درود (وسلام) ہو۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَقَلْبِیْ لَدَیْکُمْ.

یعنی: آپ پر سلامتی ہو اور میرا دل آپ کے پاس ہے۔

میرے فرزند! ان دنوں اللہ سبحانہٗ کے کرم سے سیّد الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضہ مقدسہ کی زیارت اور ملک العلام (اللہ تعالیٰ) کے گھر کے طواف کے شوق نے اس غمگین کے دل میں پوری طرح نزولِ اجلال فرمایا، اس حد تک کہ اس نے صبر کی طاقت نہ پائی، کیا کرے کہ وہ نہایت گناہگار و شرمسار ہے اور اس کے علاج کا انحصار اس بارگاہ میں ہے۔ مجبوراً شوال کے اوائل میں اس علاقے کی طرف عازم اور کعبہ مقصود کی جانب قصد کرنے والا ہے: اِنَّهٗ مُیَسِّرٌ لِکُلِّ عَسِیْرٍ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔

لیکن آپ فرزند کی جدائی کا دُکھ دامن گیر ہے: لَعَلَ اللّٰهَ یَجْمَعُنِیْ وَاِیَّاکَ.

یعنی: شاید اللہ مجھے اور آپ کو اِکٹھا کر دے۔

گرمی کے موسم میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے (فقیر) ماوراء النہر کی حدود اور عراق سے گزرے گا اور بغداد اور شام کی حدود میں پہنچ جائے گا اور وقتِ مقررہ پر کعبہ مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے گا: اَللّٰهُمَّ یَسِّرْهُ لَنَا وَتَقَبَّلْهُ مِنَّا.

یعنی: اے اللہ! ہمارے لیے یہ آسان فرما اور ہم سے یہ کوشش قبول فرما۔

ع دادیم ترا از گنج مقصد نشان

یعنی: ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے۔

ان سطور کے لکھنے کے بعد بعض ضرورتوں کے لیے مثلاً میرے فرزند ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) کی عاجزہ (بیٹی) کے نیک کام (شادی) وغیرہ کی تاریخ موقوف تھی اور (فقیر نے) اپنے فرزند کو اس مقصد سے فراغت کے لیے سرہند کی جانب جانے کی رخصت دی تھی۔ ان امور سے فراغت اور فرزند مذکور کی واپسی کے بعد (فقیر) امیدوار ہے کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ کی رضا، توفیق اور تائیدات سے وہ اس سعادتِ عظمیٰ کے لیے عازم ومتوجہ ہو جائے گا، لیکن غلبہ شوق کی وجہ سے اس فقیر کا ہر دِن ایک سال کے مانند (بن کر) گزر رہا ہے۔ ہائے افسوس!

کے بود یارب کہ رُو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

یعنی: اے پروردگار! کب ہوگا کہ میں یثرب وبطحا کی طرف چلوں گا؟ کبھی مکہ میں گھر اور کبھی مدینہ میں جگہ پاؤں گا۔

اگر آپ فرزند جلدی سے پہنچ سکتے ہیں تو خوب، وَاِلَّا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا وَ مَعَکَ.

یعنی: ورنہ بیشک اللہ ہمارے ساتھ اور تمہارے ساتھ ہے۔

تا کہ (فقیر) ان امور کے کٹ جانے کے لیے محرم میں شہر کابل میں مقیم رہے۔ اگر سرانجام پا گئے تو بہت اچھا، ورنہ آئندہ موسم بہار تک (فقیر) نواح جلال آباد یا پشاور جہاں بھی گزر ہوا، رہے گا۔ اس کے بعد اللہ سبحانہٗ اپنے فضل وکرم سے یہ سفر میسر کرے۔ دیکھئے غیب کے پردے میں کیا مقدر ہے؟ حقیقت میں اس علاقے میں اقامت کا سبب یہی امور ہیں۔ (کسی شاعر نے) خوب کہا ہے، قطعہ:

گر بمانديم زنده بر دوزيم دامنے کز فراق چاک شده
ور برفتيم عذر ما بپذير اے بسا آرزو کہ خاک شده

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔

۞ اور اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

جلدی جواب کا اِنتظار ہے اور آپ سب کے قدموں کے لیے آنکھیں راستے پر لگی ہیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ، اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ، مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَآءْ لَمْ یَکُنْ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (صحیح البخاری، ۱:۱۵۹؛ مسند احمد بن حنبل، ۲:۵۲۰)، وَ صَلَّی

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

یعنی: اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا، جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان اور عظمت والا ہے اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؓ) پر درود (وسلام) ہو۔

میرے فرزند! اس مقصد کے لیے سابقہ پروانہ جو کہ کابل کے حکام کے نام تھا، اس وقت ساتھ نہیں ہے، اگر اس بارے میں دوسرا پروانہ جلدی سے پہنچ جائے تو بہت اچھا ہے، تاکہ کوئی آدمی اس مبارک اثر سفر کا مانع نہ بنے۔

مکتوب نمبر ۵۲

فاطمہ زمان بی بی جیو (رحمۃ اللہ علیہا) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے احقر سلام و نیاز اور دُعا پیش کرنے کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہے کہ ایک مدت ہوئی ہے آپ کی خدمت عالیہ سے کوئی اطلاع نہیں رکھتا:

ع ہر کجا ہست خدایا بہ سلامت دارش

یعنی: اے اللہ! وہ جس جگہ پر ہے تو اسے سلامت رکھ۔

اللہ سبحانہٗ جاننے والا اور آگاہ ہے کہ یہ فقیر ہمیشہ آپ کی ذات برکات کی زمینی اور آسمانی بلاؤں سے سلامتی، دنیا و آخرت کے درجات کی ترقیوں اور بغیر حساب کے عذاب سے نجات کے لیے خاص کر کے سحری کے اوقات میں زاری اور اِلتجا کے ساتھ دعاؤں کے قبول کرنے والے (اللہ) کی درگاہ میں دعا کرنے میں مشغول ہے اور اس کی قبولیت کا

اُمیدوار ہے: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۷)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

دیگر یہ کہ اس فقیر کا اس صوبہ کابل میں آنا محض حقانی نیت سے تھا، جس کو علاّم الغیوب (غیب کو جاننے والا اللہ) بہتر جانتا ہے۔ ان دنوں (فقیر نے) گناہوں اور معاصی کی کثرت اور اپنے کردار کی شرمندگی پر نظر کر کے سیّد الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور بیت اللہ کے طواف کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور چاہتا ہے کہ انہی دنوں خشکی کے راستے سر اور پاؤں سے بے خبر ہو کر دیوانہ وار روتا ہوا اور برائیوں سے زاریاں کرتا ہوا خود کو اس مقدس درگاہ میں پہنچائے۔ ہوسکتا ہے کہ (اللہ کریم) اپنے کرم کی انتہا سے اس شرمندہ بندے کو معاف کر دے اور اسے قبول کرے۔ (فقیر) کیا کرے کہ اس آخری عمر میں اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں دیکھتا اور کسی اور جگہ شفا نہیں سمجھتا۔ سخت عذاب سامنے ہے اور ہم اپنے نفس کی تدبیر میں مشغول ہیں۔ دنیا اور آخرت کی راحت جمع نہیں ہوسکتی کہ اس کو اختیار کیا جائے۔ باوجود اس کے یہ سب بہانے و تاخیر اور نفس کی خواہشات کا لگاتار دامن گیر ہونا کب تک؟ هَلَکَ الْمُوَقُوْفُوْنَ.

یعنی: دیر کرنے والے ہلاک ہو گئے، جو آج کا کام کل پر ڈالتے ہیں اور گمراہی میں رہتے ہیں: وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ (سورۃ ہود، آیت: ۸۸)، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. (صحیح البخاری، ۱:۱۵۹؛ مسند احمد بن حنبل، ۲:۵۲۰)

یعنی: مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی کے فضل سے ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

اس گفتگو کی لیاقت اور گرمی میں میرے فرزند شیخ ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) جو کہ صوری و معنوی کمالات سے آراستہ ہیں اور ولایت کے درجات سے مزیّن ہیں، کی عاجزہ (بیٹی) کا نیک کام (شادی کا معاملہ) درپیش آ گیا۔ (فقیر نے) پریشان ہو کر کچھ مدت مزید خود کو صوبہ کابل میں مقیم رکھا۔ مذکورہ فرزند کو اِس کام سے فراغت کے لیے شہر مبارک

سرہند رخصت کیا۔ نیز اس اثناء میں میرے فرزند شیخ محمد عمر (رحمۃ اللہ علیہ) کی اہلیہ، جو ابوالحسن کی بیٹی ہیں، (کی وفات کا) واقعہ (رونما) ہوا اور انہوں نے چھوٹی عاجزہ (بیٹی) چھوڑی)۔ مذکورہ فرزند بھی اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اس سفر سے رہ گئے، نیز اس فقیر کی اہلیہ کے بھانجے کا نیک کام (شادی کا واقعہ) درپیش ہوا۔ مذکورہ توقف کے علاوہ یہ امور (بھی) پیش آئے، لیکن فقیر اس جگہ اسی عزم کے ساتھ بیٹھا ہے اور ان امور سے فراغت پر نظر کر رکھی ہے۔ امید ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی رضا سے ان چند مہینوں میں یہ رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم سے یہ خیر اثر سفر میسر ہو جائے گا۔ یہ جنون دامن گیر ہو گیا ہے اور (فقیر) اسی ذکر وفکر میں منتظر بیٹھا ہے:

کے بود یارب کہ رُو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

یعنی: اے پروردگار! کب ہوگا کہ میں یثرب و بطحا کی طرف چلوں گا؟ کبھی مکہ میں گھر اور کبھی مدینہ میں جگہ پاؤں گا۔

قطعہ:

گر بماندیم زندہ بر دوزیم   دامنے کز فراق چاک شدہ
ور رفتیم عذر ما بپذیر   اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو اس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔

- اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

باقی مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَآء لَمْ یَکُنْ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. (صحیح البخاری،۱:۱۵۹؛ مسند احمد بن حنبل،۲:۵۲۰)

یعنی: جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

رکاوٹوں کے دور ہونے کے بعد بقا اور زندگی رہی تو جب یہ سفر قریب پہنچا تو اُس

وقت (فقیر) آپ کی خدمت عالیہ میں دوبارہ اطلاع دے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ چونکہ چند اُمور درمیان میں ہیں، (لہٰذا) احتمال ہے کہ چھ ماہ تک یا کم و بیش ٹھہرنا ہوگا، لیکن اس فقیر کے لیے جنون و اضطراب کی انتہا کی وجہ سے ایک دن ایک سال کے برابر ہے، لیکن کیا کرے کہ چارہ نہیں رکھتا اور اپنا کوئی اختیار نہیں رہا۔

(فقیر) بیت اللہ الحرام کے حج و طواف اور سیّد الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث لکھتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب عرفہ کا دِن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ پس فرشتوں کے سامنے ان حاجیوں پر فخر و افتخار کرتا ہے۔ پھر فرماتا ہے: (اے فرشتو!) میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ وہ میرے حضور پریشان، بکھرے ہوئے بالوں اور غبار آلودہ ہو کر آئے ہیں، اس حال میں کہ اپنی آوازوں کو تلبیہ سے بلند کر رہے ہیں: اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ. اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ.

یعنی: اے اللہ! میں تیرے لیے حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیرے لیے حاضر ہوں، بیشک حمد اور نعمت تیری ہے اور بادشاہت تیری ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

(وہ) دور و دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ بیشک میں نے ان کو بخش دیا۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! فلاں، اور فلاں، اور فلانیہ، یعنی مرد اور عورت گناہوں اور ظلم کو کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک میں نے ان کو بخش دیا۔ پس کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں روزِ عرفہ سے زیادہ لوگ جہنم سے آزاد ہوں گے۔

نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ارادہ کر کے میری زیارت کی، وہ روزِ قیامت میرے پڑوس میں ہوگا اور جو آدمی مدینہ میں مقیم ہوا اور اُس کی مصیبتوں پر صبر کیا، میں قیامت کے روز اُس کے لیے گواہی دینے والا اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ یعنی وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔

نیز (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے) فرمایا: جو آدمی حج کرے اور میری وفات کے

بعد میری قبر کی زیارت کرے، وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں (میری) زیارت کی۔ انتہیٰ۔

(فقیر) زیادہ کیا عرض کرے؟

ع سایہ ات گم مبادا از سرِ ما

یعنی: آپ کا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے، اس کو ہدایت نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۵۳

حاجی حبیب اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق اور معارف سے آگاہ میرے بھائی میرے پیارے حاجی حرمین شریفین حاجی حبیب اللہ لَازَالَ کَاِسْمِهٖ حَبِیْبًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ (وہ اپنے نام کی طرف اللہ سبحانہٗ کے حبیب رہیں) اس زخمی دل درویش سے نیک انجام سلام قبول فرمائیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ ایک بزرگ نے کہا ہے: اِنْ اَرَدْتَّ السَّلَامَةَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکَرَامَةَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَةِ.

یعنی: اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ اور اس کو وِداع کر دے اور اگر تو کرامت و بزرگی چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر کہہ اور اِس کے پیچھے مت جا اور اس کو بھی مت چاہ اور مولیٰ تعالیٰ کا طالب رہ۔ مطلب یہ نہیں ہے کہ آخرت کے کام میں مشغول نہ ہو، بلکہ اس وقت میں اس کا منظور (ومقصود) اللہ سبحانہٗ کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں ہوتی۔ ہائے افسوس!

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَھْوٍ وَلَعِبٍ
فَآھًا ثُمَّ آھًا ثُمَّ آھًا

یعنی: میں نے اپنی عمر کو کھیل کود میں گزار دیا، پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

عجیب معاملہ ہے کہ اس سب خرابی و شرمندگی اور عمر کو سستی میں گزارنے کی کمال ندامت کے باوجود (فقیر) کبھی خود کو اللہ سبحانہٗ کی بے انتہا عنایتوں کا اتنا مورد پاتا ہے کہ قلم کی زبان اور زبان کی قلم اس کی محرم نہیں ہو سکتی، خاص کر رمضان المبارک میں خلّت (دوستی) و محبت اور محبوبیت کے دقائق و اسرار کے ایسے منظر نے لگاتار نمازِ تراویح میں شرف ورود پایا، جو (فقیر) کو بے طاقت بنا دیتا تھا اور وہ زبان سے اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ ستائیسویں کی رات لیلۃ القدر اس صد آب و تاب اور انوار و اسرار کے ساتھ ظاہر ہوئی کہ قلم اس کو لکھنے سے ٹوٹ گیا۔ اسی طرح حاضر و غائب کے لیے نجات و مغفرت وغیرہ کی بشارتیں عنایاتِ (الٰہی) سے ظہور میں آئیں۔ وَالْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ.

یعنی: اور غائب (کا علم) اللہ سبحانہٗ کے پاس ہے۔

اس لاف زنی (شیخی بگھارنے) سے میں اللہ کی بخشش طلب کرتا ہوں:

ع مَا لِلتُّرَابِ وَرَبُّ الْاَرْبَابُ

یعنی: خاک کو پروردگارِ عالم سے کیا نسبت ہے؟

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِہٖ نَسْلًا الَّذِیْ عُقُمٍ

یعنی: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں ایسی بات کہنے سے جس پر عمل نہ ہو۔ یقینا میں نے اپنی نسبت اس کے ساتھ کی ہے جو نسبی طور پر بانجھ ہے۔

(فقیر) گناہگار ہے اور عزیزوں سے دعا کا اُمیدوار ہے۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ قلى اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا. اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا. (سورۃ الفرقان، آیت: ۶۵-۶۶)

یعنی: اے ہمارے پروردگار! دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھنا کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بُری جگہ ہے۔

حاجی حرمین شریفین حاجی پائندہ باقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کچھ عرصہ فقراء کی محبت میں گزارا اور بزرگانِ دین کے فیوض و برکات سے بہت زیادہ حصہ پایا۔ چونکہ اپنے وطن کی طرف متوجہ ہوئے، لہٰذا یہ بے ربط دو کلمات آپ کی جانب لکھے گئے۔ باقی یہاں کے حالات حاجی صاحب مذکور سے زبانی سن لیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (آپ کے) سعادتمند فرزندوں اور دوستوں کو سلام قبول ہو۔ آخرت کے کام اور باطنی پاکیزگی میں پوری طرح اور مکمل طور پر کوشش کریں:

ع کار این است و غیر این ہمہ ہیچ

یعنی: کام یہی ہے اور اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۵۴

(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔ قطعہ:

انصاف بدہ اے فلک مینا فام تا زین دو کدام خوبتر کرد خرامؔ

خورشیدِ جہان تو از جانب شرق یا ماہِ جہان کردمن از جانب شام

یعنی: اے لاجوردی رنگ کے آسمان! انصاف کر کہ ان دو میں سے کون زیادہ حسین ناز سے چلا؟

۞ تیرا جہان کا سورج مشرق کی جانب سے، یا میرا جہان کا چاند شام کی طرف سے۔

عجب ہزار عجب! کہ بہت زیادہ مدت کے بعد بیشمار انتظار میں ایک مدت ہوئی ہے کہ آپ فرزندار جمند نہیں پہنچے ہیں اور ان دور پڑے ہوؤں کو، جو آپ کے کمال انتظار اور اشتیاق میں تھے، آپ نے کوئی سلام اور پیغام بھی نہیں لکھا! مگر جدائی کے تمام دنوں میں دور پڑے ہوؤں کو بھلا دینے کا معاملہ ہوا، بلکہ بہت زیادہ عرصہ سے آپ کا کوئی مکتوب اس فقیر کو نہیں ملا ہے، (یہ چیز) تعجب کا سبب بنی، باوجود اس کے کہ اس طرف سے لگاتار اور بہت زیادہ مکتوب وغیرہ کیا تلوہ واک کے راستے سے اور کیا اس کے علاوہ اس فرزند کو بھیجے گئے ہیں۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۷۳) نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ. (سورۃ الانفال، آیت: ۴۰)

یعنی: ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے اور وہ خوب حمایتی ہے اور خوب مددگار ہے۔

بہر حال عین انتظار میں ایک مکتوب آپ کی اہلیہ نور چشمی کی طرف سے پہنچا اور آپ فرزند کے نو شعبان کو سرہند پہنچنے کی خبر ہوئی۔ چونکہ اس میں آپ سب کا اشتیاق درج تھا، (لہٰذا) اس طرف سے بھی کمال اشتیاق ہے۔ پس کونسی چیز ٹھہرنے اور پوچھنے کا سبب بنی؟ برسات کے دن نہیں آئے ہیں، کہ اس عرصہ دراز کا کٹنا درمیان میں ہے۔ اگر راستہ مل سکے تو بہتر، ورنہ اس خط کے ملتے ہی خود کو اس علاقے کی طرف متوجہ کریں اور انتظار کے بوجھ سے نکال لیں۔ اس سے پہلے جس قدر بہتر سمجھیں۔ فقیر کو اس سے پہلے چند ماہ میں حرمین شریفین زَادَهُمَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ شَرَفًا کی زیارت کے ارادہ نے اس قدر مغلوب کر رکھا تھا کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اور اب تک ولایت میں ہوتا، لیکن فرزندوں کی بعض ضروریات کے پیشِ نظر یہ معاملہ پیچھے جا پڑا۔ اس آئندہ بہار میں احتمال ہے کہ یہ تمنا ظہور کو پہنچے گی اور سعادت ابدی حاصل ہو جائے گی، اگر آپ اس وقت تک پہنچ جائیں تو بہتر ہے کہ ایک دوسرے کی ملاقات میسر ہو جائے گی۔ جو کچھ مقدر ہے!

یہاں سے بھی چند مکتوب آپ فرزند کو لکھے ہیں: دیگر کچھ معلوم نہ ہوا کہ حکم کے مطابق ''فرمان'' کا مضمون کیا ہے؟ اگر آپ اپنے پہنچنے سے پہلے اطلاع دیں تو بہت اچھا ہو

گا۔ وَالْبَاقِیْ عِنْدَ التَّلَاقِیْ وَالسَّلَام.
یعنی: باقی ملاقات پر اور سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۵۵
(مکتوب الیہ کا نام درج نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)
یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

میرے بہت فیض یافتہ فرزند زَیْدَ عُمْرُہٗ وَ دَرَجَاتُہٗ (اللہ تعالیٰ اس کی عمر اور درجات میں اضافہ فرمائے) اس فقیر کی طرف سے سلام قبول کریں اور حد سے زیادہ (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ آپ کے متعدد مکاتیب پہنچے اور ہر ایک کا مضمون معلوم ہوا۔ جو مکتوب بلند حالات اور وارداتِ ارجمند، محبوبیت وخلّت کے اسرار کے ظہور اور مراتب قطبیت وغیرہ کے حاصل ہونے کی بشارت پر مشتمل تھا، (فقیر) اس کے مطالعے سے بیحد محظوظ اور مسرور ہوا۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۱۴)
یعنی: اے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔

فقیر آپ فرزند کے بارے میں بھی اُسی طرح امیدوار ہے، بلکہ ہونا چاہیے۔ وَالْغَیْبُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی.
یعنی: اور غیب (کا علم) اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

میر فقیر اللہ مرحوم کے معاملہ کے بارے میں (فقیر) کیا لکھے کہ سب دوستوں پر کیسی حالت طاری ہوئی؟ اور اس کی والدہ اس وقت سے دیوانہ اور پاگل ہو گئی ہے اور آپ لوگوں کی والدہ بھی کمال افسوس اور غم میں مبتلا ہے۔ دنیا سے دل سرد ہو گیا ہے اور خشکی کے راستے حرمین شریفین کی زیارت کا پختہ ارادہ کر لیا ہے، اس معاملے میں سنجیدہ ہو کر بیٹھا ہوں۔ اس وجہ سے آپ فرزند کو خبر دی گئی ہے کہ چونکہ موسم نہایت گرم ہے، اگر ممکن ہو سکے تو خود کو تنہا

صورت میں جلدی سے یہاں پہنچائیں اور فرزندی محمد پارسا (رحمۃ اللہ علیہ) بھی ظاہراً انہی دنوں میں یہاں پہنچ جائے۔ ''فرمان'' کے مضمون کی اطلاع کے بعد جو کچھ مصلحت ہو، اللہ سبحانہٗ کی رضا سے عمل کیا جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ. وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا.

یعنی: اے اللہ! ہمارے کاموں کا انجام نیک بنا اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔ اور اوّل و آخر میں سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۵۶

دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹) خُصُوْصًا سَیِّدِالْوَرٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْبَرَرَۃِ التَّقٰی عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ الْعُلٰی ثُمَّ سَلَامٌ عَلٰی اَمِیْرِ الْکَبِیْرِ مِنْ لَدُنِ الْحَکِیْمِ الْخَبِیْرِ.

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا، خاص کر کے سیّد الوریٰ (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل (اطہارؓ) اور صالح و پرہیز گار صحابہ (کرامؓ) پر درود و سلام ہو، پھر اللہ حکیم خبیر کی طرف سے بڑے امیر (بادشاہ) پر سلامتی نازل ہو۔

ذرّۂ ناچیز نیکوکاروں کے پیشوا (اور) بڑی طاقت و بصیرت والے بادشاہ کی مقدس خدمت میں مراتبِ دعا اور عجز و انکساری کے بعد التماس کرتا ہے:

سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست
بہ ہیچ حادثہ شخص تو دردمند مباد

یعنی: تمام جہان کی سلامتی تیری سلامتی میں ہے، تیری ذات کو کسی حادثہ کا دُکھ نہ پہنچے۔

(فقیر) اس کے بعد اپنے زیادہ خراب حالات کے عرض کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

میرے قبلہ گاہ! عمر آخر کو پہنچ گئی ہے اور قبر و قیامت کا پیغام سامنے سے دوڑ گیا ہے اور گناہ بیشمار و بیحد ہیں اور آخرت کا عذاب باقی رہنے والا اور بہت سخت ہے:

صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِیْ لَهْوٍ وَلَعِبٍ
فَـآهَـا ثُـمَّ آهَـا ثُـمَّ آهَـا

یعنی: میری عمر کو کھیل کود میں گزار دیا۔ پس ان گناہوں پر آہ، حسرت اور دُکھ ہے۔

جہنم کمال جوش و خروش میں ہے اور (یہ) گناہگاروں کے لیے تھال اور سرپوش (ڈھکن) ہے۔ مجبوراً (فقیر نے) حج بیت اللہ الحرام، جو گناہوں اور جرائم کی تلافی کرنے والا ہے، کو اپنے اوپر فرض پایا اور شفاعت فرمانے والے نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) جن کے باکمال حال کو (یہ آیت) کریمہ واضح کرتی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (سورة الانبیاء، آیت: ۱۰۷)

یعنی: اور (اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

کی مقدس زیارت کو اپنے اوپر لازم سمجھا ہے اور اس مقصد کے لیے خشکی کے راستے سے کوشاں ہوا ہے۔ چونکہ اس مقصد کے لیے آپ پیشوا کی اجازت کے بغیر نکلنا ترکِ ادب تھا، لہٰذا یہ چند بے ربط کلمات کابل سے آپ کی خدمت عالیہ میں شہر کابل سے مزاحم ہوئے ہیں۔ (فقیر) دین کے محافظ بادشاہ کے کرم سے یہ امید رکھتا ہے کہ اس احقر کو اس سعادتِ عظمیٰ کے لیے اجازت دے دی جائے گی، تا کہ وہ آنکھوں کے بل اس راستے پر دوڑ پڑے۔ قطعہ:

گر بماندیم زندہ بر دوزیم   دامنے کز فراق چاک شدہ
ور رفتیم عذر ما بپذیر   اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو اس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔
۞ اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: مَا رُئِيَ الشَّيْطٰنُ وَمَاهُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَآ اَدْحَرُ وَلَآ اَحْصَرُ وَلَا اَغيَظُ عَنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ اِلَّا مَارُئِيَ يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ قَدْرُئِيَ جِبْرِيْلَ مَزَعَ الْمَلٰئِكَةَ (رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ اَيْضًا).

یعنی: شیطان کو عرفہ کے روز سے زیادہ چھوٹا، بہت ذلیل، بہت بے دست و پا اور بہت غصے میں بدر کے دن کے سوانہیں دیکھا گیا، بلکہ وہ (یومِ عرفہ کو) اس سے بھی کمترین تھا کہ اس دن اس نے حضرت جبریل امین (علیہ السّلام) کو دیکھا تھا (اس کو امام مالکؒ نے مرسل ذکر کیا ہے، نیز شرح السنۃ میں بلفظ مصابیح بھی)۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ اِنَّ اللّٰهَ يُنَزِّلُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِيَ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ اُنْظُرُوْآ اِلٰى عِبَادِيْ آتُوْنِيْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاجِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. (تمہید، ا: ۱۲۰)

یعنی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ پس فرشتوں کے سامنے ان حاجیوں پر فخر و افتخارات کرتا ہے۔ پھر فرماتا ہے: (اے فرشتو!) میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ وہ میرے حضور پریشان، بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ اور غبار آلود ہو کر آئے ہیں۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ بیشک میں نے ان کو بخش دیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرُ عَتِيْقًا مِنَ النَّارِ مَنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ. (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ، تمهيد ۱: ۱۲۰)

یعنی: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پس کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں عرفہ کے روز سے زیادہ لوگ جہنم سے آزاد ہوں گے۔

وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ رِدَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ دُعَآءَ لِاُمَّتِهٖ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِيْبُ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الْمَظَالِمِ فَاِنِّيْ آخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ

قَالَ اَیْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَیْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ یُجِبْ عَشِیَّةً فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِیْبَ اِلٰی مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَا کُنْتَ تَضْحَکُ فِیْهَا فَمَا الَّذِیْ اَضْحَکَ اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰہِ اِبْلِیْسُ لَمَّا عَلِمَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اِسْتَجَابَ دُعَائِیْ غَفَرَ لِاُمَّتِیْ اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ یَحْثُوْهُ عَلٰی رَأْسِهٖ وَیَدْعُوْ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَکَنِیْ مَا رَأَیْتُ مِنْ جَزْعِهٖ. (رَوَاهُ ابْنِ مَاجَة وَرَوِی الْبَیْهَقِیْ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ؛ مشکوۃ، نمبر ۳۶۰۰؛ موطا، ۴۲۲؛ قرطبی ۲: ۴۱۹؛ اتحاف ٤: ۲۷۱؛ خفا ۱: ۳۹۹)

یعنی: (حضرت) عباس بن رداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امت کی مغفرت کے لیے عشاء کے وقت عرفہ کے دن دعا فرمائی (اور اللہ نے فرمایا کہ) پس میں نے قبول کر لی۔ میں نے ان کو معاف کر دیا سوائے ظالموں کے، کہ بیشک میں اس کو مظلوم کے لیے پکڑنے والا ہوں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عرض کیا: اے میرے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کر دے اور ظالم کو بھی معاف کر دے (اللہ تعالیٰ نے عشاء کے وقت قبول نہ کیا) یہاں تک کہ مزدلفہ میں صبح ہو گئی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے اس دعا کو دُہرایا۔ پھر (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ میں نے یہ دعا قبول کر لی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے، یا راوی نے کہا کہ آپ نے تبسم فرمایا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ اور (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں وہ ایسی گھڑی تھی جس میں آپ ہنس نہیں رہے تھے تو پھر کس وجہ سے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تیری عمر کی قسم! اللہ نے ہنسایا۔ اللہ کے دشمن ابلیس کو جب معلوم ہو گیا کہ اللہ نے میری دعا کو قبول کر لیا ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو اُس نے مٹی کو اُٹھایا اور اپنے سر پر ڈالنا شروع کر دیا اور ویل اور ثبور کو پکارنا شروع کیا۔ جب میں نے اس کے پیٹنے کو دیکھا تو اُس نے مجھے ہنسا دیا۔

وَعَنْ رَجُلٍ آلِ لُخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ مَاتَ فِيْ اِحْدَالْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (مشكوة، نمبر ٢٧٥٥؛ كنزالعمال، نمبر ١٢٣٧٣؛ اتحاف، ٢: ٤١٦)

یعنی: آلِ خطاب میں ایک شخص سے روایت کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ارادہ کر کے میری زیارت کی، وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا اور جو آدمی مدینہ میں مقیم ہوا اور اُس نے اس کی مصیبتوں پر صبر کیا، میں قیامت کے روز اُس کے لیے گواہی دینے والا اور شفاعت کرنے والا ہوں (یعنی وہ عذاب سے محفوظ رہے گا)۔ اور جس شخص کو حرمین میں سے کسی ایک جگہ موت آئی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسے آمنین میں سے اٹھائے گا۔

وَعَنْ اَبِيْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ لَمَنْ رَأَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ. (مشكوة، نمبر ٢٧٥٦؛ اتحاف، ٤: ٤١٦؛ كنزالعمال، نمبر ١٢٣٦٨)

یعنی: حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو آدمی حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے، وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں (میری) زیارت کی۔

(جب فقیر) دعا قبول ہونے کی جگہوں پر پہنچے گا تو حضرت...... (بادشاہ) کی جان و ایمان کے لیے دعا کرنے کو خود پر لازم سمجھے گا۔ اِنَّهٗ مُيَسِّرٌ لِكُلِّ عَسِيْرٍ وَّعَلٰى مَايَشَآءُ قَدِيْرٌ. وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

یعنی: بیشک اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے اور ہر اُس چیز پر جسے وہ چاہے قادر ہے اور ہمارے سردار (حضرت) محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی سب آل (اطہارؑ) پر درود (وسلام) ہو۔

مکتوب نمبر ۵۷

حقائق سے آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق و معارف سے آگاہ پیارے بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام خوش باش احباب اس فقیر کی طرف سے سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

(فقیر) اپنے فرزند میاں ابوالاعلیٰ (رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے) ہولناک واقعہ سے جو مؤرخہ ۱۳ ر شعبان المعظم ۱۰۸ اھ کو ہوا، کیا لکھے کہ اس نے کیسے داغ دل پر لگائے ہیں؟ اور جہان کو آنکھوں میں سیاہ کر دیا ہے۔ چونکہ وہ مادر زاد ولی تھے، امید ہے کہ انوار اور مغفرت کے سمندر میں غریق ہوں گے۔ جس طرح کہ اس فقیر نے معائنہ کیا ہے اور کرے گا۔ میرے فرزند خواجہ محمد زبیر اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے، کو اس فرزند مغفور کی جگہ مسرور سمجھیں جس طرح کہ آپ اس فرزند مغفور کے ساتھ دوستی کی شرط اور خصوصیت سے مسرور ہوتے تھے، (بلکہ امید ہے کہ) اس فرزند کے حق میں اس سے بھی زیادہ (دوستی) کریں گے اور اِس چیز کو اِس فقیر کی کمال رضامندی سمجھیں گے۔ چاہیے کہ یہ مکتوب تمام دوستوں کو پڑھ کر سنائیں اور اِس بارے میں کامل تاکید سمجھیں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.
(سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

میرے فرزند محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو سلام پہنچائیں۔

مکتوب نمبر ۵۸

حقائق سے آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور (اُس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق و معارف سے آگاہ حاجی حرمین شریفین حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام احباب ہمیشہ عافیت و استقامت کے ساتھ رہیں اور اِس فقیر کی طرف سے سلام قبول کریں اور قیمتی عمر کو بزرگ و برتر اللہ کی یاد میں بسر کریں:

ع کار این است و غیر این همه هیچ

یعنی: کام یہی ہے اور اِس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

یہاں کے حالات خیر و خوبی سے گزر رہے ہیں، دوستوں کی خیریت ہمیشہ مطلوب اور متوقع ہے۔ چاہیے کہ آنے والوں کے ہاتھ حالات لکھ بھیجیں اور فقیر کو اپنا متوجہ سمجھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا سے پختہ ارادہ ہو گیا ہے کہ مؤرخہ ۴؍ربیع الاوّل کو دارالارشاد سرہند شریف سے مطلب عظمیٰ کے لیے سفر اختیار کیا جائے۔

دیگر آپ کے فرزندوں کا واقعہ سن کر دل میں نہایت فکر ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی چاہت سے راضی ہونا چاہیے۔ صبر اختیار کریں، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ آپ کے حال پر اجرِ عظیم کرامت فرمائے۔ دوستوں کی نیاز کی رقم دی گئی تفصیل کے تحت صوفی عبدالرحمٰن نے پہنچائی ہے۔ سلامتی کے لیے فاتحہ پڑھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائے اور ترقیاں بخشے۔ وَالسَّلَام.

مکتوب نمبر ۵۹

حقائق سے آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق سے آگاہ طریقت کے بھائی حاجی عبداللہ اور سعادت و رفعت کے سب

حاملین نو روز بیگ، بہرام بیگ، پرنظر بیگ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اور تمام خوش باش احباب اس زخمی دل درویش سے عاقبت اندیش اور نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

چونکہ آخری عمر میں (فقیر کو) کمال تمنا یہ تھی کہ ہر طرح سے خود کو حرمین شریفین کی زیارت کے لیے پہنچائے۔ الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ پوری طرح اور کامل طور پر مبالغہ کے ساتھ دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) سے رخصت لے کر سورت کی مبارک بندرگاہ پر پہنچنا نصیب ہوا۔ وہاں بادشاہی اور فتح شاہی جہاز خلیفہ وقت (بادشاہ) کے حکم کے مطابق پوری طرح اور مکمل طور پر فقراء کے تصرف میں تھا، اس وجہ سے گروہ در گروہ فقراء اس فقیر کے ہمراہ (اس پر) سوار ہوئے۔ چونکہ موسم آخر پر تھا، (لہٰذا) ہزار مشکل سے پہنچ پائے۔

امید ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں یہاں سے آگے روانہ ہوں گے۔ آئندہ موسم میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر ہندوستان کو روانگی ہو گی۔ ان مبارک مقامات میں پہنچنے کے بعد اِن شاءاللہ ایک رات بھی دوستوں اور محبوں کے لیے دعا کرنے سے کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ قطعہ:

گر بمانديم زنده بر دوزيم دامنے كز فراق چاک شده
ور رفتيم عذر ما بپذير اے بسا آرزو كه خاک شده

یعنی: اگر ہم زندہ رہے تو اس دامن کو سی لیں گے جو جدائی سے پھٹ گیا۔
٭ اگر چلے گئے (فوت ہو گئے) تو پھر ہماری معذرت کو قبول کر لینا، بہت سی آرزوئیں تھیں جو خاک میں مل گئیں۔

طریقہ کے تمام احباب کو سلام قبول ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔ میرے فرزند محمد نقی، محمد زبیر اور غلام معصوم (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کامل اشتیاق کے ساتھ سلام قبول کریں اور تمام خوش باش خواتین کو فرزندوں کی والدہ کی طرف سے دعا پہنچائیں۔

مکتوب نمبر ۶۰

معارف سے آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق و معارف سے آگاہ پیارے بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام خوش باش احباب اس فقیر کی طرف سے نیک انجام سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ رجب المرجب کی پانچویں تاریخ کو مبارک بنیاد شہر میں داخل ہو گئے۔ یکم شعبان المعظم کو آگے روانگی ہے۔ عبدالرحمٰن کو فقیر نے رخصت کیا ہے۔ حقائق سے آگاہ فرزند محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) حقیقت سے واقف ہیں کہ (وہ) اپنے والد مرحوم کی وفات کے بعد بیکس ہو گئے ہیں۔ ان کے بارے میں مخفی طور پر رعایت و احسان مطلوب ہے، کیونکہ کوئی اور (اس چیز کو) نہیں جانتا۔

میرے فرزند محمد نقی (رحمۃ اللہ علیہ) اور محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

مکتوب نمبر ۶۱

دینی بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق سے آگاہ دینی بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام خوش باش احباب اس زخمی دل درویش سے سلامتی اور عافیت کے انجام والا سلام قبول کریں۔ ہائے افسوس! دنیا میں عافیت کس کو ہے؟ کیونکہ وہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی یاد سے وابستہ ہے: اَلدُّنْیَا

مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ. (اتحاف، ۸: ۵۳۹)

یعنی: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

(آدمی نے) جو کچھ دنیا میں بویا، اس کا پھل آخرت میں اٹھائے گا۔

میرے حقائق آگاہ! اس عرصے میں آپ کا پسندیدہ مکتوب جو آپ (اور) وہاں کے تمام دوستوں کی خیریت پر مشتمل ہو، نہیں پہنچا۔ چاہیے کہ ملاقات کے وقت تک اپنے حالات لکھتے رہیں، نیز آپ لکھیں گے، تا کہ فقیر کا دِل مطمئن رہے۔ اس سے پہلے (فقیر نے) عبدالرحمٰن خادم کے ہاتھ لکھ بھیجا تھا کہ اس فقیر کی نیاز میں سے جو کچھ آپ کے پاس جمع ہو گیا ہو، وہاں میرے بھائی میرے پیارے میر محمد فضل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو دے دیں۔ یقین ہے کہ اب تک آپ نے دے دیا ہو گا؟ اس کا جواب آپ لکھیں گے۔ ان دنوں اس غرض سے پھر لکھا گیا ہے۔ برسات کی وجہ سے چند ماہ برہان میں فقراء کی اقامت ہوئی۔ پختہ ارادہ ہے کہ جمادی الاوّل کے مہینے میں (فقیر) یہاں سے وطن مالوف کو روانہ ہو گا۔ جس چیز میں زیادہ تر خیر ہے اللہ سبحانہٗ اسے منصۂ شہود پر لائے۔

چونکہ (فقیر نے) پرانے خادم لالو کو اِس علاقے میں روانہ کیا ہے، اس بنا پر اُس نے یہ چند کلمات تحریر کیے ہیں۔ اس علاقے کے دوستوں کی ملاقات کا بہت زیادہ شوق ہے، اللہ سبحانہٗ خیر و خوبی کے ساتھ میسر فرمائے۔

آپ اپنے اہلِ خانہ، تمام خوش باش خواتین، بیگم جیو، نورِ چشمی چنونی بیگم فرزندوں کے ساتھ اور جان عمری خدیجہ بیگم کو اس فقیر کی طرف سے (سلام و) دعا پہنچائیں۔

میرے حقائق آگاہ! نہایت دیر ہو جانے کی وجہ سے اقامت کے اخراجات کی زحمتیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور (فقیر) مقروض ہو گیا ہے۔ اگر دوستوں سے نیاز اکٹھی کر کے لالو کو دے بھیجیں تو گنجائش رکھتی ہے۔

(میرے) فرزند محمد نقی (رحمۃ اللہ علیہ) سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

(آپ) میرے بھائی میرے محمد فضل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہ کو مکتوبات پہنچا دیں اور لالو کو ساتھ لے جائیں۔

مکتوب نمبر ۶۲

حقائق سے آگاہ حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

حقائق سے آگاہ طریقہ کے بھائی حمداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اس زخمی دل درویش کی طرف سے سلام قبول فرمائیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) کہ (فقیر) ماہِ شوال کی ستائیسویں تاریخ کو شاہجہان آباد (دہلی) میں داخل ہو گیا۔ غالباً برسات اور گرمی کے دن اسی جگہ گزریں گے۔ چاہیے کہ ملاقات کے وقت تک اپنے نیک انجام حالات لکھیں اور لکھتے رہیں گے۔ اس علاقے کے دوستوں کی ملاقات کا شوق حد سے زیادہ ہے، اللہ سبحانہٗ خیر و خوبی سے میسر فرمائے۔ صوفی عبدالرحمٰن نے بتایا تھا کہ اس فقیر کے لکھنے کے مطابق اس کی نیاز کے دو روپے آپ نے میرے بھائی میر محمد فضل اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو دے دیے ہیں اور (آپ نے) فرزندوں کی جو نیاز میرے حوالے کی تھی، وہ آپ کے کہنے کے مطابق ان میں سے ہر ایک کو دے دی ہے۔ نیز اُس نے بتایا تھا کہ آپ حقائق آگاہ کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند عطا فرمایا ہے اور آپ نے اس فقیر سے کامل التماس کی (تھی کہ دعا کریں کہ) اللہ سبحانہٗ اس کا آنا آپ کے لیے مبارک بنائے۔ اس کا نام میرے بھائی غفران پناہی میاں حضرت کے نام پر محمد عبداللہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک بنائے۔ چاہیے کہ ملاقات کے وقت تک اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور لکھتے رہیں گے، تاکہ دل مطمئن رہے۔ محمد رفیق جورہ غاسی اور طریقہ کے تمام دوست اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔ فقیر زادگان محمد عمر، فرزندی محمد نقی اور محمد زبیر فقیر کا سلام قبول کریں۔

مکتوب نمبر۶۳

پیارے بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کوتحریر فرمایا۔

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق سے آگاہ پیارے بھائی حاجی عبداللہ، ملا اسکندر اور ملا عاشور (رحمۃ اللہ علیہم) اور تمام خوش باش دوست فقیر کی طرف سے عافیت انجام سلام قبول کریں اور مطالعہ فرمائیں:

اَلَا کُلُّ شَیۡءٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ
وَ کُلُّ نَعِیۡمٍ لَامَحَالَۃَ زَائِلٌ

یعنی: سن لو کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی بھی چیز سے مشغول ہونا باطل ہے، اور ہر نعمت آخر کار زائل ہونے والی ہے۔

عشق آن شعلہ است کہ چون برفروخت ... ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغِ ''لا'' در قتل غیرِ حق براند ... در نگر زان پس کہ بعد از ''لا'' چہ ماند
ماند ''الا اللہ'' باقی جملہ رفت ... شاد باش اے عشقِ شرکت سوز رفت

(مثنوی، جلد۵:۶۹)

یعنی: عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہو گیا تو جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے، وہ سب جل گیا۔

- ''لا'' کی تلوار ماسویٰ اللہ کے قتل میں چلا (اور) پھر بعد ازاں دیکھ کہ ''لا'' کے بعد کیا رہ گیا ہے؟
- ''الا اللہ'' رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا، اے عشق! شرکت کو جلانے والے زبردست تو خوش رہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالۡمِنَّۃَ (اللہ کا شکر و احسان ہے) کہ (فقیر) ماہِ رجب المرجب کی پانچ تاریخ کو مبارک بنیاد شہر میں داخل ہو گیا، یکم شعبان المعظم کو اِن شاء اللہ تعالیٰ آگے

روانگی ہے۔ مدتیں ہوئی ہیں کہ آپ خوش آثار برادرِ طریقہ (کے حالات کی) اطلاعات فقیر کو نہیں پہنچی ہیں، اس وجہ سے دل پریشان ہے۔ چاہیے کہ ملاقات کے وقت تک اپنے خیر انجام حالات لکھتے رہیں، تا کہ دل مطمئن رہے۔ اس علاقے کے دوستوں کی ملاقات کا شوق حد سے زیادہ ہے، اللہ سبحانہٗ جلدی سے اور خوبی کے ساتھ میسر فرمائے اور حاصل فرمائے۔ اہلِ پردہ خواتین اس فقیر کی دعا قبول کریں۔ وَالسَّلَام.

فقیر کی طرف سے شاہ محمد اور محمد صادق کو سلام قبول ہو اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔

مکتوب نمبر ۶۴

طریقہ کے بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق سے آگاہ طریقہ کے بھائی حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام خوش باش دوست اس فقیر کا سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں (اور) اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔

میرے فرزند رشید شیخ محمد ہادی (رحمۃ اللہ علیہ) جو فضائل اور صوری ومعنوی کمالات کے جامع ہیں، اس علاقے کی طرف عازم ہیں، چونکہ وہ اپنے فرزندوں کا نیک کام (شادی کا معاملہ) درپیش رکھتے ہیں، انہوں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ اس (کام) سے فراغت کے بعد خود کو اس فقیر کے پاس پہنچا کر سفرِ حجاز کے رفیق بن جائیں گے، لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ فرزندِ مذکور جو خدمت بھی چاہیے، وہ کی جائے، (یہ چیز) اجرِ عظیم کا ذریعہ ہوگی اور اِس فقیر کی خوشی (کا سبب) ہوگی۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت: ۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

مکتوب نمبر ۶۵

حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت:۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

سعادت کے حامل حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہ اور برادرانِ طریقہ اس فقیر کی جانب سے سلامت انجام سلام قبول کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔

آپ کا پسندیدہ مکتوب اور اُس کے ساتھ تین سو پچاس روپے کی رقم جو کریم داد کے ذریعے بھیجی گئی تھی، وہ (دونوں) پہنچ گئے ہیں۔ لکھے ہوئے کے مطابق عمل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ (آپ کو ترقی نصیب فرمائے)۔ خیر کا فاتحہ پڑھا گیا۔ چاہیے کہ اپنے نیک انجام حالات سے لکھتے رہیں۔ ماہ محرم الحرام کی اکیس تاریخ کو دین کے محافظ بادشاہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) سے رخصت لے کر (فقیر) ہندوستان کی طرف متوجہ ہو گیا ہے، امیدوار ہے کہ کچھ عرصہ سرہند میں رہ کر اُس علاقے کی طرف قطعی طور پر عازم ہو جائے گا۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. (سورۃ طٰہٰ، آیت:۴۷)

یعنی: اور جو شخص ہدایت کی بات مانے اُس کو سلامتی نصیب ہو۔

(مکتوب) روانگی کے وقت لکھا گیا ہے۔

مکتوب نمبر ۶۶

حاجی عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ.

یعنی: ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور (اُس کے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود بھیجتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔

حقائق سے آگاہ دینی بھائی حاجی عبداللہ اور ملا اسکندر (رحمۃ اللہ علیہما) سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ایک بزرگ نے کہا ہے: اِنْ اَرَدْتَّ السَّلَامَةَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکَرَامَةَ کَبِّرْ عَلَی الْآخِرَةِ.

یعنی: اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ اور اُس سے ہاتھ دھو لے اور اگر کرامت اور بزرگی چاہتا ہے تو آخرت کو بھی وداع کر دے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ہو جا۔

- آخرت کی طلب اگرچہ ضروری ہے، لیکن اگر اپنے لیے ہے تو وہ بھی تقویٰ اور زُہد سے وابستہ ہے اور اگر مولیٰ (تعالیٰ) کے لیے ہے تو پھر وہ اعلیٰ اور بہتر ہے۔ یہ حالت مقربین درگاہ کو نصیب ہے اور یہ نیکوکار مومنوں کو نصیب ہے۔ ہائے افسوس! یہ کام (کرنے) کا وقت ہے، کھانے اور سونے کا وقت نہیں ہے۔کل (قیامت کو) جبار (اللہ) کے ساتھ معاملہ ہے: فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (سورۃ الشوریٰ، آیت:۷)، فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ. (سورۃ الحشر، آیت:۲)

یعنی: اس روز ایک فریق بہشت میں ہو گا اور ایک فریق جہنم میں ہو گا، تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو! عبرت پکڑو۔

مختصر قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سب چیزوں سے بہتر ہے: وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ.

یعنی: اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

آپ دینی بھائی کا پسندیدہ مکتوب اور اُس کے ساتھ دو سو اشرفی محمد صادق کے ذریعے موصول ہوئے اور خصوصی مضامین سے آگاہی ہوئی اور خیر کا فاتحہ (آپ کی) ترقیوں کے لیے پڑھا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اضافہ فرمائے۔چاہیے کہ ملاقات کے وقت تک اپنے نیک انجام حالات لکھتے رہیں اور اِس فقیر کو اپنے حالات کی طرف متوجہ سمجھیں اور فقیر زادوں کا سلام قبول کریں اور (اپنا) مشتاق جانیں۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَآخِرًا.

یعنی: اور اوّل و آخر میں سلام ہو۔

طریقہ کے تمام بھائیوں کو سلام قبول ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں (مشغول) رہیں۔ اس علاقے کے دوستوں کی ملاقات کے لیے آپ نیک آثار کا اپنے فرزندوں اور پیروکاروں کے ہمراہ ماہِ ربیع الآخر میں (یہاں آنے کا) سفر مقرر ہے، (دیکھیے) اس سے پہلے کیا مقرر ہے؟

(فقیر) آپ حاجی حرمین شریفین کے گھر میں فرزند پیدا ہونے پر بہت مسرور ہوا، اللہ تعالیٰ صالح اور نیک مقدر والا بنائے اور اس کی عمر میں اضافہ فرمائے: سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (سورۃ الصافات، آیت: ۱۸۰-۱۸۲)

یعنی: یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا پروردگار جو صاحبِ عزت ہے اس سے پاک ہے اور پیغمبروں پر سلام ہو اور سب طرح کی تعریف سارے جہانوں کے پرودگار کے لائق ہے۔

مکتوب نمبر ۶۷

بلند مرتبہ صاحبزادہ، ہدایت وارشاد کے حامل، ولایت وقطبیت کے مقام پر فائز مخدوم زادہ خواجہ محمد زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (سورۃ النمل، آیت: ۵۹)

یعنی: سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور اُس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔

فرزند ارجمند زید عزہٗ وتوفیقہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی عزت اور توفیق زیادہ فرمائے) کا پسندیدہ مکتوب پہنچا اور اس کا مضمون معلوم ہوا۔

لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ (اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ) آپ متعلقین کے ساتھ خیر وعافیت سے پہنچ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کے ساتھ خوبی وخیر جمع فرمائیں: وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. (سورۃ ابراہیم، آیت: ۲۰)

یعنی: اور یہ اللہ کو کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

فقیر رات اور دن کے اطراف میں آپ، آپ کی والدہ اور بہنوں کی خیر اور (آپ لوگوں کے) مقاصد اور مرادات کے حاصل ہونے کی دعا میں اس قدر مشغول ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا: اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ. (سورۃ ہود، آیت: ۶۱)

یعنی: بیشک میرا پروردگار نزدیک ہے (اور دُعا کا) قبول کرنے والا ہے۔

دیگر آپ نے اپنے باطنی حالات میں سے کچھ لکھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ. یعنی: اے اللہ! اس میں اضافہ فرما۔ یقین ہے کہ آپ لوگ بھی دوستوں کی تمام کاموں میں جمعیت کی دعا کے لیے مشغول ہوں گے۔ مختصر یہ کہ پانچ وقت کی نماز میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہیں۔ (اپنے) حالات کو لکھتے رہیں۔ اپنی والدہ اور بہن، اپنی خالہ، فرزندی محمد حسین، تمام دوستوں اور فرزندوں کے ساتھ اور نورِ چشمی غلام محمد کو سلام پہنچائیں:

ہر چیز جز ذکرِ خدائے احسن است
اگر شکر خوردن بود جان کندن است

یعنی: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا جو کچھ (جتنا بھی) اچھا ہے، خواہ شکر کھانا ہو، وہ (بھی) عذاب ہے۔

سعادتمند فرزند بہاء الدین احمد مشہور بہ ''کابلی'' کو اس فقیر کی طرف سے نیک انجام سلام پہنچائیں اور (اپنا) مشتاق سمجھیں۔ اَلنَّصِیْحَةُ ھُوَالدِّیْنُ وَمُتَابَعَةُ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ.

یعنی: بھلائی دین اور سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی میں ہے، اور سلام ہو۔

مکتوب نمبر ۶۸

شیخ محمد مراد (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا۔

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغُ التَّحِیَّةِ وَالسَّلَامِ.

یعنی: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے اور (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر) درود وسلام

پڑھنے کے بعد۔

پیارے بھائی شیخ محمد مراد (رحمۃ اللہ علیہ) عافیت واستقامت میں رہ کر اس فقیر سے نیک انجام سلام قبول کریں اور ہمیشہ بندگی وطاعت کے وظائف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر مستقیم اور ہمیشہ قائم رہیں اور عمرِ گرامی جو کہ بے نظیر غنیمت اور بے مثال گوہر ہے، کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں مصروف اور معمور رکھیں۔ سحری کے وقت توبہ و استغفار اور گریہ زاری میں مشغول رہیں اور نیکیوں کے اوقات میں فقراء کو دعاؤں سے نہ بھلائیں۔

آپ بھائی کے دو مکتوب پہنچے ہیں اور انہوں نے لکھے گئے حقائق سے آگاہی بخشی ہے اور بہت زیادہ خوشی پہنچائی ہے۔ امید ہے کہ آپ اسی طرح اپنے نیک انجام حالات کی اطلاع دیتے رہیں گے، کیونکہ یہ غائبانہ یاد دِلانے کا سبب ہے۔

دیگر اُس علاقے کا ارادہ اس سال (فقیر کے) دل میں آیا تھا کہ اس سرزمین میں پہنچ کر دوستوں کی ملاقات کر کے اس علاقے کے مزارات کی زیارت کرے، لیکن بعض موانع اور رُکاوٹوں کی وجہ سے اس سفر کا عزم اِلتوا وتنگی اور توقف وتاخیر کا شکار ہو گیا۔
وَالسَّلَام.

مآخذ و منابع

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین (عربی)، سیّد مرتضٰی الزبیدیؒ، قاہرہ: المیمنۃ، ۱۳۱۱ھ

۲۔ احیاء العلوم (عربی)، امام محمد غزالیؒ، مصر: مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۸ھ

۳۔ اسرار المرفوعۃ فی اخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ (عربی)، علامہ نور الدین علی بن محمد سلطان المشہور بالملا علی القاریؒ، بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

۴۔ انوارِ معصومیہ (اُردو)، مولانا سیّد زوار حسین شاہؒ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء

۵۔ تاریخ بغداد (عربی)، خطیب بغدادی، تصویر بیروت

۶۔ تاریخ و تذکرہ سرہند شریف (اُردو)، محمد نذیر رانجھا، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء

۷۔ تذکرۃ الموضوعات (عربی)، الفتنی، تصویر بیروت

۸۔ الترغیب والترہیب (عربی)، حافظ زکی الدین عبد العظیم ابن عبد القوی المنذریؒ/ مصطفیٰ محمد عمارۃ (تحقیق)، دمشق: دار الایمان، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء

۹۔ تفسیر قرطبی (عربی)، ابی عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ، بیروت: دار الاحیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء

۱۰۔ التمہید (عربی)، ابن عبد البر، المغرب: س۔ن

۱۱۔ جامع الترمذی (عربی)، امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ابن موسیٰ الترمذیؒ/ شیخ صالح بن عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم (اشرف و مراجعہ)، ریاض: دار السلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

۱۲۔ الجامع الکبیر (عربی)، شیخ جلال الدین سیوطیؒ، مصر: الھیئۃ المصریہ، س۔ن

۱۳۔ دیوان امام شافعیؒ (عربی، اُردو)، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعیؒ، مترجم: طاہر الاسلام قاسمی، کراچی: قدیمی کتب خانہ آرام باغ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء

۱۴۔ الرسالۃ الغوثیہ (عربی، اُردو)، محبوب سبحانی سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ/ غلام دستگیر القادری ناشادؒ (مترجم)، جھنگ: دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غلام دستگیر اکادمی، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء

۱۵۔ رودِ کوثر (اُردو)، محمد اکرام، شیخ، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

۱۶۔ روضۃ القیومیہ (اُردو)، محمد احسان معصومیؒ (کمال الدین)، لاہور: اللہ والے کی قومی دکان، ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء، رکن ۲، ۳

۱۷۔ سنن ابی داؤد (عربی)، امام حافظ ابی داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی السجستانیؒ، ریاض: دار السلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

۱۸۔ سنن النسائی (عربی)، امام حافظ ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان نسائیؒ، ریاض:

دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء
۱۹۔ شرح السنۃ (عربی)، البغویؒ، بیروت: المکتب السلامی، س۔ن
۲۰۔ صحیح البخاری (عربی)، امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ، ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء
۲۱۔ صحیح مسلم (عربی)، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوریؒ، ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء
۲۲۔ فتح الباری بشرح البخاری (عربی)، حافظ شہاب الدین ابی الفضل العسقلانی، المعروف با بن حجرؒ، مصر: مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء
۲۳۔ فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (فارسی)، (استاد) احمد منزوی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵، جلد ۳
۲۴۔ کشف الخفاء (عربی)، عجلونی، بیروت: مکتبہ دارالتراث، س۔ن
۲۵۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (عربی)، علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین برہانپوریؒ، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء
۲۶۔ گلستان (فارسی، اُردو)، شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازیؒ/ مولانا قاضی سجاد حسین (مترجم)، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن
۲۷۔ مثنوی مولوی معنوی (فارسی، اُردو)، مولانا جلال الدین رومیؒ/ قاضی سجاد حسین (مترجم)، لاہور: الفیصل، س۔ن
۲۸۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی)، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمیؒ، بیروت: مؤسسۃ المعارف، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء
۲۹۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی)، ملا علی بن سلطان محمد القاریؒ، ملتان (نام مطبعہ و تاریخ طباعت درج نہیں ہے)
۳۰۔ مستدرک الحاکم (عربی)، بیروت، المکتب الاسلامی، س۔ن
۳۱۔ مسند احمد بن حنبلؒ (عربی)، امام احمد بن حنبلؒ، بیروت: المکتب الاسلامی، س۔ن
۳۲۔ مشکاۃ المصابیح (عربی)، محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ/ محمد ناصر الدین الالبانیؒ، بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء
۳۳۔ المغنی عن حمل الاسفار (عربی)، حافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقیؒ، مصر: مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۳۹ء
۳۴۔ مقامات معصومی (اُردو)، میر صفر احمد معصومیؒ/ تحقیق، تعلیق و ترجمہ: (پروفیسر) محمد اقبال مجددی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، جلد ۱، ۲، ۳
۳۵۔ موضوعات (عربی)، ابن الجوزیؒ، بیروت: المکتب الاسلامی، س۔ن
۳۶۔ موطا (عربی)، امام مالک بن انسؒ، جدہ: دارالشروق، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء
۳۷۔ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول صلی اللہ علیہ وسلم (فارسی)، جامع: عماد الدین محمدؒ/ مرتب: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ، کراچی: نیشنل کونسل فار فزیکل تھراپی اینڈ الائیڈ سائنسز، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، جلد ۱-۲

اشاریہ

اشخاص

کتب و رسائل

اماکن

محمد نذیر رانجھا نامہ

نذیر، من تویی رانجھائے جانان — محمد ہستی و گوہر فشانان
دل تو مرکز مہر و محبت — زبان تو نشان پاک ایمان
نوشتی تذکرہ تاریخ نقشبند — بہ نقشبندی تویی پیوند خوبان
نسیم گلشن از تو گشتہ خوشبو — بہ شرح مثنوی داری دل و جان
اگر یعقوب چرخیؒ زندہ گشتی — تشکر می نمود احسنت گویان
اگر ابدالیہ خواہی بخوانی — بہ کوشش آمدہ تحقیق عرفان
نشان چرخی شیرازی ما — بہ فارسی آمدہ ''تفسیر قرآن''
بہ انس و اُنس و دانش بستہ گشتی — ''رسالہ اُنسیہ'' شور نیستان
تصوف بر دل رانجھا رسیدہ — بہ چاپ و نشر آثارش سخندان
نوائے دلبری از گل شنیدم — ہمان گل آمد از سوئے گلستان
رسیدہ نور حق بر قلب رانجھا — محمد پاک دل چون ماہ تابان
بہ آبادی جلالش روح و رحمت — کہ زاد گاہش بود در قلب انسان
اگر بحر الحقیقہ ترجمہ شد — صفائے زندگی را بستہ پیمان
سرير كشور حسن خدایی — بہ مسجد دادہ او محراب رحمان
نماز و روزہ اش پیوند اللہ — صفات حضرت حق را ثنا خوان
بہ درگاہ خدا دست دعایش — بہ محراب و بہ مسجد در شبستان
طلوع زندگی در کار و کوشش — شود روشن ہمارہ قلب پژمان
امید ہر کسی آیندہ او — ہمین آیندہ گوید مہد نیکان
بہ اخلاق خوش و شیرین زبانی — چراغ روشن رانجھا درخشان
محبت مردمان گردیدہ رانجھا — دما دم نغمہ ہائے خوش نوازان
شدم من ہم نشین رانجھائے گل — بہ گنج بخش کتاب و گنج احسان
سفر کردم بہ ہمراہش بہ گلزار — بہ گلزار خلیل و خانقاہان
الٰہی زندہ و پایندہ باشد — نذیر رانجھا امیر باغ و بستان

منم بندہ رہا خدمتگر علم
زبان فارسی را نغمہ خوانان

سرودۂ جناب آقائے دکتر محمد حسین تسبیحی

۱۳-شوال المعظم ۱۳۸۲ش/۳-جنوری ۲۰۰۴ء

وَسِیلَۃُ الْقَبُوْل
اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْل ﷺ

''وسیلۃ القبول'' حجۃ اللہ حضرت محمد نقشبند ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کا مجموعہ ہے جو عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر حضرت مولانا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جمع کر کے ''وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول'' کے تاریخی نام سے موسوم فرمایا۔ یہ کل ۱۹۸ مکاتیب شریفہ ہیں۔ ان میں سے ۱۳۰ حصہ اوّل میں اور ۶۸ حصہ دوّم میں شامل ہیں۔

Al-Fath Publications
Rawalpindi, Pakistan

US $ 54.
Rs. 600.

9789699400278

alfathpublications@gmail.com + 92 322 517 741 3